ما شاء الله ولا قوة الا بالله
۱۲۹۳
هدیه مهدویه
در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردید ۱۲۹۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد سید الاولین والاخرین
وعلی آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الھادین المھدیین لیکن بعد اسکے امیدوار درگاہ صمد
ابو رجا محمد گزارش کرتا ہی کہ یہ کتاب ہی رد مین مذہب فرقۂ مہدویہ کے کہ جنھون نے بعض بلاد ہندوستان
خصوصًا اطراف دکن مین علم شر وشورش کا بلند کیا ہی اور ہرچند علماے متقدمین مانند شیخ علی متقی وشیخ
ابن حجر مکی اور محمد بن الخطاب مالکی اور ملا علی قاری اور سید محمد اسعد مکی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے رسائل
اور فتاوے انکی رد مین ایسے لکھے ہین کہ منصف وحق طلب کے واسطے کافی ہین لیکن چونکہ بنا اس تصنیفات کی
استدلال بالاحادیث پر ہی اور مہدویہ اپنے پیر شیخ جونپور کے مخالف جو احادیث پاتے ہین قبول نہین کرتے ہین
اور بعض منکرات امور کی نسبت کہ انکے مذہب کی طرف کیجاتی ہی اوس سے بھی انکار کرتے ہین سو اسواسطے اس کتاب
مین یہ طریق اختیار کیا گیا کہ انھین کی کتابون سے اونکے مہدی وغیرہ مقتداؤن کے اقوال نقل کرکے بااحادیث
واقوال مسلمہ اونکے لاکر الزام دیا گیا اور یہ تمام مشقت انھین کی بہتری اور خیرخواہی کی طمع پر اوٹھائی گئی
کہ شاید اللہ تعالی اسی طریق سے ہدیۂ ہدایت اور حق فہمی کا انکو مرحمت فرماوے اور نام اس کتاب کا کہ
ہدیۂ مہدویہ ہی اسم بامسمی ہو جاوے اور چونکہ غرض محض نصیحت اور ادلے حق اسلام ہی نہ مقابلہ وانتقام
اس سبب سے کسی جاے اونکو اور اونکے پیشواؤن کو القاب قبیحہ اور الفاظ شنیعہ سے یاد نہ کیا گیا علاوہ یہ کہ
فحش وبدزبانی دیانت اور شرافت کے بھی خلاف ہی حالانکہ ان لوگون نے ہمارے حق مین کچھ ملاحظہ

نام مصنف رد مہدویان

وضع کتاب

اس طریقے کا نکلیا اور کوئی وجہ سبب نثر کا باقی نرکھا کہ اگر کبھی کسی عالم سُنّی نے کچھ اونکو لکھا اونھون نے نہایت
نخوت وتکبر سے طریقہ عدل و مساوات کا چھوڑ کر دہ چند و صد چند اوسکا بکا اور بعضے اونکے مصنفین نے
بلامقابلہ بھی یہی پیشہ اختیار کیا چنانچہ بطور نمونہ کے چند الفاظ انکی کتابون سے کہ گویا دشنام نامے ہین
نقل کیے جاتے ہین کنز الدلائل مین شہاب الدین مہدوی شیخ محمد اسعد مرحوم مصنف شہب ثاقبہ دسراج
الابصار کے مقابلے مین حد سے تجاوز کر کے لکھتا ہی بدان ای انصاف کنندہ بہ بین بسوی اغتشاش
این شقی ناپاک و نظر کن بعناد و عداوت این جاہل بیباک و تامل کن در کلام دروغ بیفروغ این بدکیش
منافقت اندیش کہ چگونہ تابع نفس و ہوا گشتہ و مطیع و فرمان بردار شیطان شدہ ایضاً این قولش
عرب بر عدم علم و وجود جہل او دلیل ست ظاہر آنکہ مقتدای این شقی یعنی علی متقی در رسالۂ خود کہ اکثر
رد ست میگوید اعلم رحمک اللہ الخ و درمیان کلام این ہر دو ناپاک مخالفت راہ یافت ایضاً
انتہی قول شقی جواب بر مجہولی این نامعقول و نامعقولی این مجہول ہمین کلام او دال ست ایضاً
انتہی کلام محمود الدین المشار بالشقی لعن اللہ علیہ و علی متبوعہ علی المتقی المشار بالمفتری جواب ثم انظر
ایہا المنصف الی جہالۃ ہذا العرب المعاند ہو المخصوص بآیۃ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا
وَّنِفَاقًا والموصوف بصفۃ فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطَانُ فَکَانَ مِنَ الْغَاوِیْنَ انتہی واللہ المستعان
غرضکہ اس قسم کے فحشیات اونکی تمام کتابون مین کم و بیش موجود ہین خصوصاً تکفیر تمام اہل اسلام کی
کہ اوس سے بدتر کوئی دشنام نہین ہی انکی تمام کتابون کا گویا ترجیع بند و مستزاد اور تمام خرد و بزرگ
کے وظائف و اوراد سے ہی انکی باوجود اس تمام فحشیات کی حضرت منتقم حقیقی کے مفوض کر کے
کریمۂ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ پر عمل کیا گیا بشرطیکہ آیندہ اس
شنیعۂ شنیعہ سے توبہ کرین اور بار دیگر کوئی کلام ناشایان زبان پر نہ لاوین وگرنہ بمنطوق آیۂ وَ
الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْیُ هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا کے جواب
ترکی بہ ترکی دیا جاویگا کہ آیندہ اگر کوئی الفاظ شنیعہ معاشر اہل سنت کے حق مین زبان پر لاوینگے
ہم وہی الفاظ اونکے پیشواؤن کے حق مین سنا دینگے کہ لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ
مَّرَّتَیْنِ اور تفصیل اسکے سبب تالیف کی آخر باب دوم مین مذکور ہی اور فہرست اسکے ابواب کی
یہ ہی باب اول مین بیان اون عقائد فرقۂ مہدویہ کا ہی کہ مخالف عقائد اہل سنت و جماعت

ہین باب دوم احوال شیخ جونپور مین ابتداے نشو و نما سے انتہاے موت و فنا تک اور بعد اونکے سرگذشت اون کے خلفا و توابع کی آج تک بطور اختصار و اجمال کے باب سوم رد دلائل اثبات مہدیت شیخ جونپور مین باب چہارم مین بیان اون گستاخیون کا کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت حضرات مشایخ اسلام اور ایمۂ اعلام کے کی ہین باب پنجم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفاے راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت خاتم المرسلین کے کی ہین باب ششم بیان مین اون بے ادبیون کے کہ مہدویون نے جناب حضرات انبیا و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالت سید الاولین والآخرین مین کی ہین باب ہفتم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ فرقۂ مہدویہ نے نسبت بجناب حضرت آفریدگار عالم جل جلالہ کے کی ہین باب ہشتم رد مسئلۂ تسویہ مین یعنی اپنے مہدی کو ساتھ حضرت سید الاولین والآخرین افضل الخلائق اجمعین کے سراسر برابر جاننا چنانچہ یہ بات ارکان ایمان مہدویون سے ہے

باب اول مین بیان اون عقائد فرقۂ مہدویہ کا کہ مخالف عقائد اہل سنت و جماعت کے ہین

عقیدۂ اول سید محمد جونپوری ولی کامل اور مکمل ہین اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہے کہ جو اقوال و افعال شیخ جونپور کے کتابون مہدویہ مین مرقوم ہین اگر نسبت ان اقوال و افعال کی اونکی جانب صحیح و برابر ہے اور قسم افترا و بہتان مریدین سے نہین ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ مصرع تا نباشد چیزکی مردم نگویند چیزہا + تو ولی ہونا درکنار اونکا زمرۂ اہل سنت سے ہونا مشکل ہے اور بعضے علماے اہل سنت کہ حسن ظن ولایت کا اونکے حق مین رکھتے تھے وجہ اوسکی یہ تھی کہ شیخ موصوف کے اقوال و افعال برا اونکو نہ پہونچے تھے اگر اونکی کتابین انکے ملاحظے مین آتین ہرگز خیال ولایت کا اونکے حق مین نکرتے عقیدۂ دوم سید محمد جونپوری مہدی موعود ہین کہ سن نوسی پانچ ہجری مین دعوی مہدیت کا کرکے سن نوسو دس مین انتقال کیا اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ ایک شخص آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین سے بلاشک مہدی ہونیوالا ہے اور شناخت اوسکی موقوف ہے وجود اون علامات پر کہ احادیث صحیحہ مین حق مہدی مین مذکور ہین اور چونکہ یہ علامات شیخ موصوف مین مفقود تھین اسواسطے یہ مہدی نہین ہین اور دعوی انکا باطل ہے چنانچہ تفصیل اسکی آیندہ بخوبی آویگی انشاء اللہ تعالی عقیدۂ سوم تصدیق مہدیت سید محمد جونپوری کی

فرض ہی اور انکار اونکی مہدویت کا کفر ہی اور سن نو سو پانچ ہجری سے اسطرف جسقدر اہل اسلام مشرق سے
مغرب تک اور جنوب سے شمال تک گذرے ہین اور گذرینگے سب بسبب اس انکار کے کافر مطلق ہین
مسلمان فقط یہی چند مہدوی دکھنی و ڈھونڈاری و گجراتی ہین اور امت محمدیہ نین سو انسی برس سے
اسیقدر اختصار پر ہو گئی ہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ چونکہ شیخ موصوف علامات مہدویت سے
عاری ہین تصدیق اونکے مہدویت کی مستلزم تکذیب مہدی حقیقی آینده کی ہی حرام ہی اور انکار
انکی مہدویت کا واجب اور موجب نجات و ثواب ہی اور اہل اسلام کو کافر کہنا کفر ہی کہ ان لوگون کی
شامت اعمال نے اونکو اس مین مبتلا کیا ہی عقیدہ چہارم شیخ موصوف اگرچہ داخل امت محمدی
ہین لیکن افضل ہین امراے مومنین ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین اور علی مرتضی
رضی اللہ عنہم سے اور اعتقاد تمام اہل سنت بلکہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہی کہ بعد انبیا و مرسلین
کے نہ کوئی امت محمدیہ مین افضل ان حضرات سے ہی اور نہ امم انبیاے سابقین مین عقیدہ پنجم سید محمد
جونپوری سواے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افضل ہین ابراہیم و موسی و عیسی و نوح و آدم اور تمام انبیا
اور مرسلین سے اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ کوئی ولی اگرچہ اغواث و اقطاب و ابدال و اوتاد و امام اہلبیت
و صحابہ و تابعین و مجتہد و مہدی کی قسم سے ہووے درجہ کسی پیغمبر کو نہین پہونچتا ہی انبیا و مرسلین تمام
خلائق سے افضل ہین اور انبیا و مرسلین بشر انبیا و رسل ملائک سے افضل ہین عقیدہ ششم سید محمد
جونپوری اگرچہ تابع تمام ہین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیکن رتبے مین آنحضرت خاتم المرسلین کے برابر ہین
کہ دونون مین ایک سر مو کمی و بیشی نہین ہی اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ کوئی امتی کیا بلکہ کوئی پیغمبر مرسل
یا فرشتہ مقرب رتبہ حضرت سید الاولین والآخرین خاتم الانبیا والمرسلین کو نہین پہونچتا ہی اور عالم وجود
مین کوئی موجود حضرت کا ہم رتبہ موجود نہین ہی اور بعد خداوند عالم کے عالم مین جو مقام و منزلت کہ
حضرت کے واسطے ہی کسی دوسرے کو نصیب نہین ہی کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر عقیدہ ہفتم
یہ کہ جو احادیث رسول خدا کے اور تفاسیر قرآن اگرچہ کیسی ہی روایات صحیحہ سے مروی ہون لیکن شیخ
جونپوری کے بیان و احوال سے مقابل کرکے دیکھنا اگر مطابق انکے احوال کے ہوون صحیح جاننا ورنہ غلط
جاننا اور اہل سنت کا اعتقاد اسکے بالعکس ہی یعنی مسلمان کو چاہیے کہ اپنے احوال کو احادیث ثقات
کے مقابل کرکے آزماوے کہ جو مطابق نکلے اوسپر ثابت رہے اور جو احوال کہ اپنے مخالف احادیث و تفاسیر کے

پاوے اوس سے توبہ کرکے ترک کرے اور وہ احوال پیدا کرے کہ مطابق سنت رسول اللہ اور مشرب جماعت صحابہ اور اہل بیت کے ہووین اس سبب سے انکو اہل سنت و جماعت بولتے ہین **عقیدۂ ہشتم** یہ کہ شیخ موصوف کو بالذات مفترض الطاعت جانتے ہین یعنی جو کچھ اونھون نے کہا یا کیا اوسکی اتباع دوسرون پر فرض ہوگئی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ یہ مقام سواے حضرات انبیا علیہم السلام کے کسی کے واسطے نہین ہی یہ اونھین کیواسطے ہی کہ جسکو وہ فرض کہین وہ فرض ہی اور جسکو حلال کہین وہ حلال ہی اور جسکو حرام کہین وہ حرام ہی اور جو کچھ وہ بلا مواظبت کرین وہ سنت ہی اور جسپر بطور عبادت کے مواظبت اختیار کرین وہ واجب ہو جاتا ہی اور سواے انبیا علیہم السلام کے دوسرونکی اطاعت بالتبع ہی یعنی اونکا قول اگر مخالف امر حضرات انبیا کے نہو گا اطاعت کی جاویگی اور اگر مخالف ہوگا اطاعت نہ کرینگے **عقیدۂ نہم** یہ کہ جیسا کہ قول شیخ جونپور کا باوجود مخالفت نقل کے واجب التصدیق ہی ایسے ہی اگر مخالف عقل و حس کے ہووے جب بھی واجب التصدیق ہی اور کلام مہدی مین تاویل حرام ہی چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز جالور مین مجمع تمام مہاجرین خلفاے مہدی کے میان خوندمیر نے ایک خاشاک ہاتھ مین پکڑکر پوچھا کہ دیکھو یہ کیا ہی سب نے جواب دیا کہ خاشاک ہی کہا خوب دیکھو کہ کیا ہی بولے خاشاک ہی پھر کہا خوب دیکھو سب نے کہا کہ ہم دیکھتے ہین کہ خاشاک ہی میان نے کہا کہ اسکو مہدی موعود نے شاہ کہا ہی سب نے کہا کہ شاہ ہی آمنّا و صدّقنا پھر ایک سنگریزہ ہاتھ مین لے کر ان سب پیرون کو دکھلا کر کہا کہ یہ کیا ہی بولے یہ سنگریزہ ہی پھر کہا خوب دیکھو کیا ہی بولے سنگریزہ ہی پھر کہا کہ کیا ہی سب بولے کہ دیکھتے ہین کہ سنگریزہ ہی کہا کہ اسکو مہدی موعود نے جواہر لاقیمت کہا ہی سب مہاجرون نے جواب دیا کہ آمنّا و صدّقنا ہمارے دیکھنے کا کیا اعتبار ہی جو کہ فرمان مہدی مین شک لاوے یا تاویل کرے وہ آن مہدی سے نہین ہی انتہی اور آخر عقیدۂ شریفہ مین لکھا ہی کہ جو شخص کہ بیان مہدی مین کچھ تاویل یا تحویل کرے وہ مخالف بیان اوس ذات کے ہوگا انتہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ شریعت محمدیہ بلکہ تمام شرائع آسمانی مین کوئی خبر و حکم مخالف عقل کے کہ عقل صحیح اوسکے استحالے پر یقین کرے نہین ہوتا ہی اور اگر بالفرض بظاہر کوئی حکم مخالف عقل کے معلوم ہو تو وہان وہ معنی ظاہری مخالف عقل مراد نہین ہین بلکہ وہ کلام مؤوّل ہی اور معنی تاویلی اوسکے ہرگز مخالف عقل نہین ہین اور تاویل موافق قواعد اصول کے کلام خدا و رسول مین

عقیدۂ ہشتم شیخ موصوف بالذات مفترض الطاعت ہین

عقیدۂ نہم شیخ کا قول مخالف عقل و حس کے بھی واجب التصدیق ہی

درست ہی البتہ بعضے احکام ایسے ہین کہ عقل بشری اوسکے ادراک لم و ماہیت سے عاجز ہی نہ یہ کہ عقل اوسکے بطلان پر دلیل یقینی رکھتی ہو یا حس و مشاہدے مین بدیہی البطلان ہون اسیواسطے متکلمین اپنی کتابون مین امور متخیلۃ الاستحالہ کے ابطال استحالہ اور اثبات امکان کے درپے ہوتے ہین تاکہ دامن احکام شرعیہ غبار احتمال کذب سے پاک رہے بخلاف مہدویہ کے کہ کاہ کو شاہ اور تنکا کو جوہر بول کر کہ کذب محض ہی اوپر سے سبحان اللہ آمنا صدقنا کا سچ کر سچ جان لیتے ہین عقیدۂ دہم یہ کہ سید محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پورے مسلمان ہین اور سوا انکے حضرت ابراہیم و موسی و عیسی و نوح و آدم اور تمام انبیا و مرسلین ناقص الاسلام ہین کہ کوئی پیغمبر نیم مسلم ہی اور کوئی پاؤ مسلمان اور کوئی اس سے بھی کم ہی چنانچہ پنج فضائل مین ہی کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالاے سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالاے سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسی زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسی علیہ السلام زیر ناف سے بالاے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آوینگے پورے مسلمان ہو جاوینگے اب آدھے مسلمان ہین انتہی اور انصاف نامہ کے بارھوین باب مین لکھا ہی کہ میان خوندمیر نے کہا کہ تمام عالم مین دو مسلمان معلوم ہوتے ہین ایک محمد رسول اللہ دوسرے میران محمد جونپوری میران موصوف نے جواب دیا کہ ہان ایسی ہی بعضے پیغمبرون کا سر مسلمان ہوا تھا اور بعضون کا ناف تک اور بعضون کا سیدھا پہلو اور بعضون کے دونون پہلو مسلمان ہوئے تھے مگر یہی دو تن سرتاپا مسلمان ہوئے ہین انتہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ درجہ اسلام کمتر ہی درجہ نبوت و رسالت سے انبیا و مرسلین ہو کر اسلام مین ناقص رہنا کیا معنے بلکہ تمام حضرات انبیا پورے مسلمان کامل الاسلام والایمان ہین جہت اسلام سے ان مین کچھ تفاوت نہین ہی اور ایسی جہت نبوت سے بھی ان مین کچھ تفاوت نہین ہی کہ وصف نبوت مین سب برابر ہین کہ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ الآیہ اور حدیث صحیحین مین ہی کہ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَآءِ اور ایک روایت مین ہی کہ لَا تُفَضِّلُوْا بَيْنَ اَنْبِيَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى یعنی ایک پیغمبر کو دوسرے پر اصل نبوت مین تفضیل نہ دو کہ نبوت مین سب برابر ہین اور تفاوت درجات کہ انبیا علیہم السلام مین ہی بسبب ان خصائص و اوصاف کے ہی کہ منصب نبوت کے سوا فضائل زائدہ کی قسم سے ہین یعنی کوئی نبوت کے سوا فرمان رسالت بھی ساتھ رکھتا ہی اور کسیکے واسطے طغرا اولو العزمی بھی چمکتا ہی اور کوئی روح اللہ ہی تو کوئی کلیم اللہ ہی اور کوئی

یعنی موسی ۱۲ یعنی عیسی ۱۲

عقیدۂ دہم

عقیدۂ یازدہم

خلیل اللہ ہی تو کوئی حبیب اللہ ہی کسیکو خلافت ہی تو کسیکو شفاعت ہی کسیکو ملک و تاج ہی تو کسیکو خاتمت و معراج ہی چنانچہ اسی طرف اشارہ ہی تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَّاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَاَيَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ

عقیدہ یازدہم یہ کہ تصحیح مہدی کا اعتقاد رکھنا فرض ہی اور اوسکے انکی اصطلاح مین یہ معنی ہین کہ تمام ارواح انبیا اور رسل و الوالعزم اور اولیا بلند مرتبہ اور تمام مومنین اور مومنات آدم سے اس دم تک شیخ جونپوری کے حضور مین عرض کی جاتی ہین او شیخ مذکور انکا داخلہ موجودات دیکھتے ہین اور حق تعالی کا اون ارواح کو حکم ہوتا ہی کہ تم نے جس خزانے سے نور لیا تھا پھر اوس محل سے مقابلہ کرکے تصحیح کرو اور جو شخص یہان مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہی اور جو یہان مردود ہوا وہ عند اللہ بھی مردود ہی اور تفصیل اسکی مطلع الولایت مین موجود ہی اور پنج فضایل مین لکھا ہی کہ شیخ جونپوری نے اپنے داماد خوندمیر کو کہا کہ جیسا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہی میان خوندمیر کے پاس بھی ہوگی انتہی اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ یہ عقیدہ سراسر باطل و ضلال ہی کیونکہ وہ ملائکہ اور بشر مین کسیکو اس قابل نہین جانتے ہین کہ حضرات انبیا و مرسلین اوس سے نور لیوین اور پھر مقابلہ اور تصحیح کے واسطے اوسکے حضور مین پڑین اور مدار مقبولی اور مردودی کا یہ شخص ٹھہرے استغفر اللہ العظیم حضرات انبیا معزولی اور مردودی سے امین ہین بلکہ اولیا و مومنین بھی جبکہ بحسن خاتمہ اس عالم سے روانہ ہوئے بیفکر ہوگئے اب انکی مردودی غیر منصور ہی سبحان اللہ حضرت خاتم المرسلین باوجود اس شان و تمکین کے بھی نہین بول سکتے ہین کہ انبیا و مرسلین کی مقبولی و مردودی میرے قبول و رد پر موقوف ہی پس کجا شیخ جونپوری و خوندمیر

عقیدہ دوازدہم یہ کہ جب تک آدمی بچشم سر یا بچشم دل یا خواب مین خدا کو نہ دیکھے مومن نہین ہی مگر طالب صادق کہ اپنے دل کو غیر حق سے پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہوکر ہمیشہ مشغول بخدا رہے اور دنیا اور خلق سے عزلت اختیار کرے اور خودی سے باہر آنے کی ہمت کرتا ہووے ایسے شخص کے حق مین بھی انکے مہدی نے حکم ایمان کا کیا ہی چنانچہ عقیدہ خوندمیر مین مذکور ہی غرض کہ یہ چار قسم کے لوگ یعنی بچشم سر یا بچشم دل یا بخواب خدا کے دیکھنے والے اور طالب بیدار کہ تمام دنیا اور خلق کو چھوڑ کر زاویہ عزلت مین ہمیشہ مشغول بخدا ہین مومن ہین اور باقی سب انکے مہدی کے نزدیک کافر ہین پس و اہ رے حال مہدویان حال یکہ ان چارون قسم سے باہر ہین یہ بیچارے اہل سنت کے نزدیک خارج زمرہ اہل سنت سے اور مہدی کے نزدیک خارج زمرہ مسلمین سے ہین افسوس از ینجا رانده و ز انجا مانده

نہ ادھر کے ہوئے نہ اودھر کے ہوئے کاش ادھر اہل سنت میں آجاتے تو صورت نجات کی ہوتی کیونکہ اعتقاد
اہل سنت میں خدا کے دیکھنے پر ایمان موقوف نہیں ہی بلکہ یہ لوگ بے دیکھے خدا پر ایمان بالغیب
لائے ہیں اسیواسطے اللہ انکی مدح فرماتا ہی کہ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ
اور اتفاق ہی اہل سنت کا بلکہ امت کا کہ رویت اللہ تعالی کی دنیا میں بچشم سر کسی کے واسطے واقع
نہیں ہی سوائے حضرت رسالت کے شب معراج میں بلکہ بعضوں کا اس میں بھی اختلاف ہی تفصیل اسکی
دلیل شانزدہم میں آویگی انشاء اللہ تعالی **عقیدہ سیزدہم** یہ کہ بموجب فرمانے شیخ موصوف کے تین پہر
خدا کا ذکر کرنیوالا منافق ہی اور چار پہر ذکر کرنے والا مشرک ہی اور پانچ پہر کا ذکر کرنے والا مومن ناقص ہی اور
آٹھ پہر کا ذکر کرنے والا مومن کامل ہی پس یہی سبب ہے انکے نزدیک کسب حرام ہونیکا کیونکہ انکے نزدیک حالت کسب میں
یاد الہی متعذر ہی حاصل ہوا کہ ان کے میران کے نزدیک مہدوی لوگ اگر تین چار پہر بھی ذکر خدا کریں تو بھی
منافق و مشرک ہیں چہ جائے آنکہ مہدویوں میں اسقدر ذاکر بھی لاکھوں میں ایک بھی نظر نہیں آتا ہی غرض
اس فرمان نے بھی مہدویوں کے دین و ایمان کو تاراج کیا اور تفصیل اسکی بدلائل شانزدہم میں آویگی اور اعتقاد
اہل سنت کا یہ ہی کہ آدمی جب تک اعتقادات اسلامیہ صحیح رکھتا ہی کسی عبادت کے ترک اور کسی گناہ کے
ارتکاب سے منافق و مشرک نہیں ہوتا ہی بلکہ مومن گنہگار رہتا ہی جبکہ عبادت فرضیہ کے ترک سے کافر نہیں
ہوتا تو دوام ذکر کہ نوافل و مستحبات سے ہی اوسکے ترک سے کیونکر مشرک و منافق ہوگا اگر کریگا درجات اعلی
پاویگا اور اگر نکریگا مومن بلا شبہہ رہیگا **عقیدہ چہاردہم** یہ کہ اشیاے دنیوی اگرچہ حلال
و مباح ہوں ان میں مشغول رہنے والا بلکہ اوسکا ارادہ رکھنے والا کافر ہی جیسا کہ انصاف نامے کے باب پنجم میں
لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر ہی چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و نباتات
و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا جو کہ انکا مزید ہوا اور ان میں مشغول ہو وہ کافر ہی مع ہذا جو کہ انکا
ارادہ رکھے اور اس ارادے میں مشغول ہو وہ بھی کافر ہی اگر کوئی شخص اوسکے ساتھ صحبت رکھے
یا اوسکے گھر کو جاوے یا اوسکے ساتھ الفت رکھے وہ ہمارے قرآن سے نہیں ہوا قرآن محمدی سے
نہیں ہوا قرآن خدا سے نہیں ہی انتہی دیکھیے کہ مہدویوں میں یہ سب اشیا با کمال حرص و رغبت
موجود ہیں اور وہ بخوبی ان میں مشغول ہیں اور اہل دولت کے گرد پیش مثل کبوتر و مانند پروانوں کے
دست بستہ حاضر ہیں پس انکے مہدی کے فرمان سے خطاب کفر انکو سزاوار و واجب

صاحب شریعت تازہ جانتے ہین اور اس شرع ایجاد فقیر کے بعض احکام کو ناسخ بعض احکام شرع محمدی
کا سمجھتے ہین بیان اسکا یہ کہ نبی اصطلاح اہل اسلام مین اوس انسان کو کہتے ہین کہ اوسکو اللہ تعالی اپنے
محض لطف سے سائر الناس مین سے برگزیدہ فرماکر ارشاد و ہدایت خلق کے واسطے مقرر فرماوے
اور اوسکی طرف اپنے اوامر و نواہی و معارف و حقائق بقدر حاجت وحی کرے خواہ بواسطہ فرشتے
کے یا بلا واسطہ فرشتے کے بطور الہام یا منام وغیرہ کے اور مقدمات دینی مین وہ شخص معصوم فی العلم
ہووے یعنی وحی اوسکی قطعی و یقینی ہووے کہ اوس مین اصلا گمان وسوسہ شیطانی اور خیالات نفسانی کا
نہ ہووے اور اسی طرح معصوم فی العمل بھی ہووے یعنی بعد حصول اس مرتبے کے اللہ تعالی اوسکو گناہ کبیرہ مطلقا
اور صغیرہ خسیسہ عمدا اور سہوا اور صغیرہ غیر خسیسہ عمدا سے معصوم رکھے یہ نبی محض ہوا اور اوسکی نبوت یا احکام
و اخبار کا منکر اور اہانت کرنے والا اور بغض رکھنے والا کافر ہوتا ہی اگر باین ہمہ اوسکے ہمراہ کوئی کتاب
یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا بھی ہی وہ رسول ہوا اور درجۂ نبوت پر مرتبۂ رسالت اضافہ ہوا یہ
خلاصہ ہی شرح مواقف اور شرح مقاصد وغیرہما کے مواضع متفرقہ کا اب ملاحظہ کیجیے کہ مہدویہ
شیخ موصوف مین ان تمام امور نبوت اور رسالت کا اعتقاد رکھتے ہین اگرچہ نام مہدویت کا
لیتے ہین لیکن فقط نام کیا کام آتا ہی کام حقیقت سے ہی اور حقیقت نبوت و رسالت کا اعتقاد
ان کی کتابون معتبرہ سے بخوبی ثابت ہی اجمالا اور تفصیلا اجمالا یہ کہ شواہد کے تیرھوین باب مین لکھا ہی کہ
مہدویت اور نبوت مین نام کا فرق ہی اور کام اور مقصود ایک ہی اور تفصیلا یہ ہی کہ انکا محض لطف الہی
سے سائر الناس مین برگزیدہ ہوکر مامور خدمت ارشاد و ہدایت پر ہونا تمام کتابون مین مرقوم ہی چنانچہ مطلع الولایت
مین لکھا ہی کہ اوائل مین بارہ برس تک امر الہی ہوتا رہا اور یہ اوسے وسوسۂ نفس و شیطان سمجھ کر ٹالتے رہے
اور بعد بارہ برس کے خطاب باعتاب ہوا کہ ہم روبرو کہ فرماتے ہین تو اوسکو غیر اللہ سے سمجھتا ہی بعد اوسکے بھی
شیخ موصوف اپنی عدم لیاقت وغیرہ کا عذر پیش کرکے آٹھ برس اور ٹالتے رہے بعد بیس برس کے
خطاب باعتاب ہوا کہ قضائے الہی جاری ہو چکی اگر قبول کرے گا ماجور ہوگا ورنہ مہجور ہوگا انتہی ملخصا
اور ام العقائد مین لکھا ہی کہ او ذات خویش را بامر خدا بمہدویت اظہار کرد آنحضا او فرمودہ است حق تعالی
کہ ملا فرستادہ است مخصوص بہر آن نسبت کہ آن احکام و بیان کہ تعلق بولایت محمدی دارد بواسطۂ مہدی
ظاہر شود آخر بہ رسالۂ فرائض سید میران جی مین لکھا ہی کہ فرض ما نزد ہم خصوصیت بعثت مہدی برای اظہار کردن

وبیان نمودن احکام ولایت محمدی دانستن انتہی اور سوا اسکے تمام کتب قوم سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ
من جانب اللہ محض لطف آلہی شیخ جونپور واسطے ہدایت خلق کے بتاکید تمام مبعوث ہین اور اسی طرح مقدمہ
دوم یعنی وحی احکام وغیرہ کی بطور قطعیت کے خدا کی طرف سے ہونا بھی انکی کتابون مین جابجا مبسوط ہی چنانچہ
ام العقائد مین لکھا ہی کہ شیخ موصوف فرماتے ہین کہ جو حکم کہ مین بیان کرتا ہون خدا کی طرف سے بامر خدا
بیان کرتا ہون جو کہ ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا اور رسالہ فرائض مین
لکھا ہی فرض چہارم مہدی را ذات واسطہ ہر روز نو تعلیم از خدا دانستن پنجم تمام احکام مہدی ثابت بامر اللہ
دانستن ششم ہر اعمال و بیان مہدی از تعلیم خدا و باتباع مصطفی علیہ السلام دانستن اور رسالہ اعتقادیات
وعملیات مین عالم میان نے لکھا ہی کہ منصب اخذ علم وحکم کا حضرت کو حق تعالی سے اور روح مقدس نبی سے
ہی اور علم وحکم حضرت کا یقینی قطعی ہی اب ان بزرگ کے عبارات جو دعائی ہین سے ایک عبارت بطور نمونے کے
لکھی جاتی ہی ابتدا ئے رسالہ ام العقائد مین لکھا ہی قال الامام المہدی صلی اللہ علیہ وسلم علمت
من اللہ بلا واسطة جديد اليوم قل الی عبد اللہ تابع محمد رسول اللہ محمد مہدی
الزمان وارث نبی الرحمن عالم علم الكتاب في الايمان مبين الحقيقة والشريعة
والرضوان انتہی اور اسی طرح مقدمہ سوم نبوت کا یعنی معصوم فی العلم والعمل ہونا اسپر بھی تمام مہدویون کا
اتفاق ہی چنانچہ اعتقاد معصوم فی العلم ہونے کا مقدمہ دوم سے بھی ثابت ہوا اور معصوم فی العمل ہونا
بھی سب کا اعتقاد ہی چنانچہ رسالہ اعتقادیات عالم میان مین لکھا ہے مسئلہ مہدی موعود علیہ السلام
تابع تام ہین بے خطا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلکہ معصوم عن الخطا ہین الخ مسئلہ کسی مجتہد یا مفسر کا
قول موافق حکم و بیان مہدی کے نہ ہووے تو وہ قول خطا ہی مسئلہ احادیث آحاد جو ظنیہ ہین حضرت کے
احوال یا افعال یا اقوال کے مخالف ہووین تو وہ احادیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین ہین بلکہ کسی
راوی کی غلطی ہی مسئلہ جائز نہین ہی کہ قول یا فعل حضرت کا مخالف کسی امر قطعی شرعی کے ہو کیونکہ جو
امر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطریق یقین کے حدیث متواتر صریح المعنی سے یا نص صریح قرآنی سے
یا اتفاق واجماع سے امت مکرمہ کے ثابت ہوا وسکے خلاف مخالف ہی اتباع کا انتہی غرض کہ شیخ موصوف
کے افعال واقوال ایسے معصوم ہوے کہ اقوال مجتہدین ومفسرین بلکہ احادیث سید المرسلین اوسکے مقابلے
مین غلط وخطا پر محمول کی جاتی ہین اور اسی طرح مقدمہ چہارم یعنی انکے مقام واحکام کا انکار کفر ہونا بھی اعتقاد

اتفاقی مہدویہ کا ہی چنانچہ عقیدۂ خوندمیر مین ہی کہ مہدی نے فرمایا ہی کہ جو حکم کہ بیان کرتا ہون مین خدا کی طرف
سے بامر خدا بیان کرتا ہون جو کہ ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا اور رسالۂ
فرائض مین لکھا ہی کہ فرض دوم یہ ہی کہ منکر مہدی کو کافر جاننا اور فرض ششم یہ کہ منکر ایک حرف کو بیان
مہدی سے عند اللہ ماخوذ جاننا اور آخر اوس رسالے مین ہی کہ بجز ایمان آوردن برین جملہ احکام و اعتقاد
داشتن و عمل کردن بران و دور بودن از تاویل و تحویل آن شمار دہ گروہ مہدی نباشد و امیدوار سے
فلاح و نجات ہم نیست انتہی غرض کہ تمام لوازم نبوت انکے اعتقاد مین شیخ موصوف کے واسطے ثابت
ہوے اب باقی رہا درجہ رسالت کا یعنی کتاب یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا ان دونون امر مین سے
جو امر پایا جاوے رسالت ثابت ہوتی ہی چونکہ امر اول دشوار تھا اوسکو اختیار نہ کیا اسواسطے کہ کتاب مستقل
نہ بن سکی کیونکہ ایک عبارت وحی کہ مقدمۂ دوم مین منقول ہوئی خطاؤن لفظی و معنوی سے مالامال ہی کہ
تفصیل اوسکی بحث تسویہ مین آوے گی انشاء اللہ تعالی اگر سالم کتاب بنتی گویا کتاب الخطیبات ہوتی
البتہ فقرات وحی متفرق کتب مہدویہ مین موجود ہین کہ بعض عربی اور بعض ہندی اور بعض گجراتی زبان مین
ہین منجملہ اونکے ایک یہ ہندی فقرہ بھی وحی ہوا اے سید محمد دعوی مہدویت کا کہلاتا ہوں نو کہلا نہین تو
ظالمان مین کرونگا چنانچہ شواہد کے باب ہفدہم مین لکھا ہی واہ کیا فصیح و بلیغ فقرہ اترا کہ تمام اہل ہند کو
اسکی فصاحت نے حیران کردیا اگر ایسی سب فقرات وحی ایک جا کرلین ایک رسالہ مختلف اللغات ہو کر شاہد
کریمہ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا کا ہوسکتا تھا مگر نہ کیا اور شق ثانی پر
اکتفا کیا یعنی شریعت جدیدہ ناسخ بعض احکام شریعت محمدیہ کا دعوی کیا بیان اسکا یہ ہی کہ شریعت انھین
احکام شرعیہ یا امر و نواہی کو کہتے ہین سو شیخ موصوف نے دعوی کیا کہ مجپر احکام خدا کی طرف سے تازہ
بتازہ نو بنو اوترا کرتے ہین اور وہ احکام مانند احکام قرآنی کے ہین بلکہ اوس سے بھی بڑھ کر ہین کیونکہ
احکام قرآنی بعض فرض ہین بعض مستحب بعض مباح ہین یہان جو مونہہ سے نکلتا ہی سو فرض ہی
بلکہ ایمان ہی کہ اون پر عمل نکرنے سے خارج مہدویت سے ہوجاتا ہی چنانچہ عبارت منقولۂ آخر
رسالۂ فرائض سے معلوم ہوتا ہی اور خروج مہدویت سے بعینہ خروج ایمان و اسلام سے ہی دوسرے
یہ کہ عبارت قرآنی مین بعض جا توجیہ و تاویل بھی درست ہی چنانچہ مؤول و مجاز و کنایہ سب اقسام قرآنیہ
سے ہین یہان تاویل و توجیہ مطلقًا کفر ہی چنانچہ آخر رسالۂ مذکورہ سے مستفاد ہی پس احکام اس شریعت

وحی مہدوی زبان ہندی مین

لہ ترجمہ اور اگر ہوتا قرآن طرف غیر اللہ سے تو پاتے اسمین بہت تفاوت

دعوی نسخ بعض احکام شریعت محمدیہ

جونپوریہ پورہیہ کو میان خوندمیر نے رسالۂ عقیدہ مین اجمالاً بیان کیا اور کہا اوسکی ابتدا یہی کہ المقصود
بندہ سید خوندمیر بن موسی عرف جہجیو بن احکام از زبان سید محمد مہدی علیہ السلام شنیدہ است داو
فرمودہ است حکمے کہ بیان میکنم از خدا و بامر خدا بیان می کنم ہر کہ ازین احکام یکحرف را منکر شود او عند اللہ ماخوذ
گردد الخ اور انتہاے رسالہ مین کہا کہ ای طالبان حق کہ مہدی را قبول کردہ اید معلوم باد این احکام کہ مذکور است
از اول تا آخر وقت رحلت آن ذات ما ماکہ این بندہ در صحبت وے بود در ہیچ حکم از ان احکام تفاوت نیافتم
و برین جملہ اعتقاد و ایمان داریم ہر کہ در بیان وے چیزی تاویلے و یا تحویلے کند او مخالف بیان آن ذات باشد
تمت بعدہ سید میران جی نے اون احکام کو تفصیلاً بیان کیا اور کہا کہ منکہ سید میران جی بن سید
سلام اللہ ام بر جملہ مصدقان مہدی واضح و لائح باد کہ حاصل احکام محکمات مہدی کہ در عقیدۂ بندگی میان
سید خوندمیر رضی اللہ عنہ مذکور اند مجموع سی ویکم اند بعضے ازان فرائض اعتقادی و برخی ازان فرائض عملی
اند الخ یہ رسالہ بالتمام تحت تسویہ مین منقول ہوگا انشاء اللہ تعالی حاصل اس رسالے کا یہ ہی کہ احکام مذکورہ
سے بیس فرض اعتقادی ہین اور دس فرض عملی ہین اور سواے انکے اور فرائض بھی ہین لیکن وہ سب
انہین تیس کے فروع ہین چنانچہ بعض ان احکام کے ضمن عقائد گذشتہ مین مذکور ہو چکے اور باقی رسالہ
مذکورہ سے معلوم ہونگے غرض کہ یہ احکام شریعت تازہ ہین سواے شریعت محمدیہ کے کیونکہ شریعت محمدیہ کا
ماخذ قرآن اور زبان حضرت رسالت پناہ اور دونون کے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی کہ انکا بیان واضح اور
کھلا ہوا ہی کہ وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ وَ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ
پس اگر قرآن یا زبان آنحضرت سے یہ احکام مستفاد ہوتے اسقدر اب تک مخفی نہ رہتے کیونکہ ایسے احکام مو کدہ
کو مجمل و مہمل رکھنا مخالف خدمت تبلیغ رسالت کے ہی اور اگر کہین کہ بیان ان احکام کا زبان مہدی سے مقصود تھا تو
وہی مضمون واحد ہوا کہ اس شریعت کو بعد نو سو برس کے شریعت محمدی سے ظاہر کرنا منظور تھا اور یہ احکام
بعضے احکام شریعت محمدیہ کے ناسخ ہین اسواسطے کہ نسخ کہنے ہین تبدیل و ازالۂ احکام شرعیہ کو دوسرے احکام
شرعیہ سے اور احکام شرعیہ سات قسم ہین فرض و واجب و سنت و مندوب و حرام و مکروہ و مباح اور انکی تبدیل
بطریق شرعی یعنی مستحب کو فرض کر دینا یا مباح کو حرام کر دینا یا مکروہ کو فرض کرنا یا حرام کو فرض کر دینا و قس
علی ہذا یہ سب نسخ کہلاتا ہی چنانچہ اتفاق وغیرہ مین اوسکی تفصیل ہی اور اسی طرح شیخ جونپوری نے کہا کہ ذکر کثیر
باجماع امت شریعت محمدیہ مین مستحب تھا شیخ نے فرض کر کے اوسکا استحباب منسوخ کر دیا چنانچہ عقیدۂ نمبر دہم

مین مسطور ہوا اور اسی طرح عزلت خلق سے اور صحبت صادقون کی اور پرہیز ماسوا اللہ سے کہ مستحب ہی فرض کیا اور تدبیر و تردد و میراث و تعین معاش اور خروج دائرہ یعنی تکیہ سے کہ مباح تھا حرام ٹھہرایا اور بلا وجہ وطن چھوڑنا کہ قسم ہجرت سے ہی اور مکروہ تھا اوسکو فرض ٹھہرایا اور اعتقاد مساوات مہدی کا ساتھ حضرت رسالتؐ کے کہ حرام تھا اوسکو فرض و ایمان ٹھہرایا اور ترک تمام اسباب دنیا کہ مستحب تھا اوسکو فرض کیا وقس علی ہذا اور ان فرائض کو عین ایمان ٹھہرایا کہ انکا تارک کافر و منافق قرار پایا چنانچہ عقائد سابقہ مین مذکور ہو چکا اور سوائے نمازون فرض کے ایک اور نماز ششم فرض ٹھہرائی وہ دوگانہ ستائیسوین رمضان کا ہی اور سوائے زکوۃ فرض اسلامی کے ایک عشر فرض کیا کہ زکوۃ سے بمراتب سخت تر ہی یعنی اللہ تعالی نے زکوۃ باین آسانی فرض فرمائی کہ جب آدمی ساڑھے باون تولے چاندی یا بیس مثقال سونے کا مالک ہووے اور فارغ حوائج اصلیہ اور قرض سے ہو کر ایک سال کامل اس پر گذرے تب چالیسوان حصہ اوس کا فقرا کو دینا اوسپر فرض ہی اور شیخ جونپوری نے یہ فرض نکالا کہ آدمی جب بقدر مال کا مالک ہووے قلیل ہو یا کثیر اوس کا دسوان حصہ خیرات کرنا اوس پر فرض ہوا یہ عبادت مالی ہی برابر زکوۃ کے چنانچہ کتاب بدۃ البراہین تصنیف سید عبد الرحیم بن اسحق بن عبد الحی مہدوی مین مذکور ہی اور رسالہ فرائض مین بھی اس کا اشارہ موجود ہی غرض کہ یہ عشر وہ عشر نہین ہی جو کہ محاصل زمین سے شرع مین مقرر ہی بلکہ یہ ایک تشریع جدید ہی مانند احکام مذکورۃ الصدر کے اور نماز ششم اون تینوں احکام سے بھی زائد ہی بالجملہ احکام شریعت جونپوریہ کے بعضے محض شرع جدید ہین اور بعضے باوجود شرع جدید ہونے کے بعضے احکام شرع قدیم محمدی کو منسوخ بھی کرتے ہین پس ثابت ہوا کہ شیخ جونپوری مہدویون کے اعتقاد مین رسول صاحب شریعت جدیدہ ناسخ شریعت محمدیہ کے ہین کیونکہ ناسخ کو سب احکام کا نسخ ضرور نہین ہی بلکہ بعض احکام کا نسخ بس ہی چنانچہ حضرت عیسی فرماتے ہین وَلِاُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ پس مذہب مہدویون کا مخالف ہوا نص قرآنی کے کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اور باطل ہوئی توجیہ مہدویون کی کہتے ہین کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہی کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت جدیدہ بعد آنحضرت کے پیدا نہ ہوگا اور اگر نبی متبع شریعت محمدیہ کا پیدا ہووے منافی آیت مذکورہ کا نہین ہی اور شیخ جونپوری پیغمبر متبع ہین چنانچہ عالم میان رسالہ اعتقادیہ مین لکھتے ہین پس اب ہونا مہدی علیہ السلام کا اس اوصاف پر متبع اس شرع شریف کے ہو کر نہین مخالف ہی کتاب و سنت و اجماع کا کیونکہ بنا بر معنی مذکور کے نبی مشرع ہونا شرع شریف سے ممنوع ہی نہ نبی متبع ہونا حضرت

متبع مین نہ مشرع انتہی اور وجہ بطلان ظاہر ہے کہ خود انھین کے عقائد سے مہدی کا نبی مشرع ہونا ثابت ہوا پس
موافق اقرار مہدویہ کے بھی انکا اعتقاد مخالف قرآن و سنت و اجماع امت کے ہوا علاوہ یہ کہ مقصود نبی
متبع سے کیا ہی اور معنی آیت کے کیا ہین یہ بھی اب تک ان بزرگوارون کی فہم مین نہین آیا ہی بحث اسکی
بہ تفصیل باب تسویہ مین آوے گی انشاء اللہ تعالی یہان باسی قدر کافی ہے عقیدہ ہفدہم مہدویونکا
اعتقاد یہ ہی کہ شیخ جونپوری بعد منصب نبوت و رسالت کے بعضے صفات الوہیت مین اللہ تعالی کے
ساتھ بھی شریک ہین چنانچہ یہ صفت الٰہی کہ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَعْلَمُ
مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ
حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ کہ صفت علم الٰہی
ہی اور جا بجا جناب باری اسکو اپنے واسطے خاص فرماتے ہین شیخ موصوف بھی اس مین خدا کے ساتھ
شریک ہین کہ اسی طرح کا علم غیب انکو بھی حاصل ہی چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین لکھا ہی
کہ شیخ موصوف نے کہا کہ حق تعالی نے بندے کو احوالات جملہ موجودات کے ایسے معلوم کر دیے ہین کہ جیسا کہ
کوئی دانہ رائی کا ہاتھ مین رکھتا ہو اور ہر طرف پھرا کر ملاحظہ کرتا ہو اور واقف ہو اور بشارت نامے مین لکھا ہی
کہ مہدی نے کرات و مرات کہا ہی کہ بندے کو مقام و مراتب جملہ انبیاء و اولیا و مومنین و مومنات کے بلکہ احوال
جملہ موجودات کے ایسے معلوم ہو گئے ہین جیسا کہ صراف سکے سونے اور چاندی کو ہاتھ مین لے کر ہر طرف
پھراتا ہی اور ملاحظہ کر پہچانتا ہی انتہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شیخ مذکور نے اپنے خلیفہ دلاور کے حق مین فرمایا
کہ میان دلاور کو عرش سے تحت الثری تک ایسا روشن ہی جیسا کہ ہاتھ مین رائی کا دانہ ہو انتہی جسکے
بڑے میان تو بڑے میان چھوٹے میان سبحان اللہ خود بدولت کو تو جملہ موجودات کہ جس مین سموات
و ارض و ما بینہما سب داخل ہی مانند دانے رائی کے یا شل روپے اشرفی کے ہاتھ مین تھے مریدین کے ہاتھ
مین بھی عرش و فرش مانند دانے رائی کے رکھا ہوا ہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ یہ ایک نوع کی شرک
حقیقی کا دعوی ہی اسواسطے کہ شرک کی حقیقت یہی ہی کہ اللہ تعالی کی ذات یا صفات و افعال مین کسیکو
شریک جاننا یعنی ویسی صفت دوسرے کے واسطے بھی ثابت کرنا اور یہ فرق کچھ کارآمد نہین ہی کہ یہ صفات
اللہ تعالی مین بالذات ہی اور بشر مین بواسطہ عطائے الٰہی ہی کیونکہ اللہ تعالی اپنی صفت بشر مین پیدا نہین
کرتا ہی کہ کوئی بشر مانند حق سبحانہ کے عالم موجودات یا خالق کائنات یا رازق حیوانات یا حافظ ارض

وسموات ہوجاوے استغفر اللہ العظیم پھر خدا او بندے مین کیا فرق رہا انبیا علیہم السلام علم غیب سے نفی
کرتے ہین حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہین وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ
الْغَيْبَ اور حضرت رسالت پناہ کو حکم ہوا کہ کہو وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ
الْخَيْرِ البتہ حضرات انبیا اور اولیا کو بعض اوقات بطور معجزہ اور خرق عادت کے بعض امور غائبہ کا انکشاف
ہوتا ہی نہ یہ کہ مانند جناب باری کے جملہ موجودات غیب السموات والارض مانند دانے رائی کے منکشف ہین پھر
کیا فرق رہا علم بندہ اور علم خدا مین یہ دعوی صاف مخالف نص قرآن ہی کہ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی کہدو ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نہین جانتے ہین جو کوئی آسمانون
مین ہین اور زمین مین غیب کو مگر اللہ تعالی یہ شیخ جونپوری اور میان ولاور بھی زمین والون مین ہین انکو علم غیب
کس طرح مخالف اس آیۂ کریمہ کے ہوگیا عقیدہ ہجدہم یہ کہ عالم مین چند چیزین ایسی موجود ہین کہ مخلوق
خدا کی نہین ہین بعضی اون مین کل وجہ سے غیر مخلوق ہین اور بعضی من وجہ مخلوق اور من وجہ غیر مخلوق
ہین منجملہ اونکے شیخ جونپوری شیخ مہدویان بھی ہین چنانچہ رسالہ جوہر نامہ مین لکھا ہی معلوم باد چند چیز غیر مخلوق
اند چنانکہ مشبہ المتقدمین زبدۃ الواصلین بندگی میان سید قاسم صاحب در مکتوبات نوشتہ اند چون جوہر
اول و روح حقیقی و ولایت محمدی و جملہ کتب و صحائف این ہمہ غیر مخلوق اند و من وجہ ہذا کل اشیا بری
و بحری علوی و سفلی مخلوق اند حتی خاتمین فی المعنی غیر مخلوق و فی الصور مخلوق اند انتہی پس ای عزیز
اہل تمیز ہمہ علماے اہل شریعت ولایت را مخلوق گویند و ہمہ اولیاے اہل حقیقت قدیم و غیر مخلوق
گفتہ اند انتہی سبحان اللہ یہ عجیب و غریب اعتقاد ہی کہ خلافت آدم علیہ السلام سے دولت محمدیہ تک
کسی دین آسمانی مین یہ اعتقاد نہ ہوا ہی کہ سواے ذات و صفات حضرت واجب الوجود کے کوئی او شی موجود
بھی غیر مخلوق یعنی قدیم ہی تمام ملتون نبوت مین یہی اعتقاد رہا کہ ایک حضرت حق اپنی ذات و صفات
سے قدیم ہی اور باقی تمام عالم یعنی ما سوا اللہ مخلوق و محدث ہی کہ عدم سے وجود مین لایا گیا ہی اور سب کا
عدم سے وجود مین لانے والا اللہ تعالی ہی اور سب یہاں لا قدیم الا اللہ و لا خالق الا اللہ عقیدہ اتفاقی
جمیع ملیین ہی پس یہ اعتقاد مہدویون کو ملت ایمان سے نہین پونہچا ہی بلکہ فلاسفہ یونان سے
ہاتھ لگا ہی کہ اونکے نزدیک سواے حضرت واجب تعالی کے بہت چیزین قدیم و غیر مخلوق ہین چنانچہ
عقول و سموات وغیرہا اونکے نزدیک قدیم و غیر مخلوق ہین یعنی کسی وقت مین معدوم نہ تھے بلکہ ہمیشہ سے

باری تعالی سے کہتے ہین تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا حالانکہ انصاف یہ ہی کہ ان پر بھی تہمت نہ چاہیے کرنا کیونکہ سب فلاسفہ بھی یہ اعتقاد نہ رکھتے تھے چنانچہ افلاطون وغیرہ جم غفیر فلاسفہ اس باب مین وہی اعتقاد رکھتے تھے جو کہ اہل اسلام رکھتے ہین اور جمیع اہل ملل و شرائع سے بنقل متواتر منقول ہی کہ تمام عالم حادث و مخلوق ہی البتہ بخلاف انکے ایک طائفۂ حکما مثل معلم اول اور اوسکے اتباع مشائین اور شیخ الاشراق وغیرہ کا یہ مذہب مردود تھا کہ اوسی کو مہدویون نے بکبر و جشم مقبول کیا اور مذہب جمیع انبیا اور اہل شرائع اور جمہور حکماے کاملین سے اعراض و نکول کیا شعر

چند چند از حکمتِ یونانیان   حکمتِ ایمانیان را ہم بخوان

علاوہ یہ کہ زبدۃ الواصلین مذکور الصدر کا یہ کلام غیر مفہوم ہی بقولیکہ المضمون فی بطن الشاعر اب تک نکھلا کہ جوہر اول اور روح حقیقی سے کیا مراد ہی اور یہ دونون قدیم کہان تشریف رکھتے ہین اور جملہ کتب و صحائف سے اگر مراد کلام نفسی آلہی ہی تو وہ مانند دوسرے صفات باری تعالی کے قدیم ہی اوسکی تخصیص کی کیا وجہ ہی اور اگر مراد یہ حروف و کلمات مؤلفہ متلفظہ ہین تو وہ بالبداہتہ حادث و مخلوق ہین اور خاتمین فی المعنی غیر مخلوق و فی الصورہ مخلوق سے کیا مراد ہی اگر وہی مراد ہی جو کہ مصنف جوہر نامۂ مذکور نے آخر رسالے مین لکھا ہی کہ پس ای عزیز خاتمین در علم قدیم ثابت اند در صورت مخلوق فی المعنی غیر مخلوق ازین سبب سایہ نبود انتہی تو تخصیص خاتمین کی کیا وجہ بلکہ تمام اشیا علم قدیم آلہی مین ازل سے ثابت ہین پس باعتبار وجود علمی آلہی سے سب قدیم ہوے ہین اس قدم سے اشیاے مذکورہ کا قدیم ہونا ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ علم آلہی قدیم ہوا اور اشیا سب اپنے مرتبۂ ذات و وجود مین حادث و مخلوق ہین اور یہ کلام بھی مصنف مذکور کا اتہام محض ہی کہ تمام اولیاے اہل حقیقت ولایت کو قدیم و غیر مخلوق کہتے ہین اسواسطے کہ اولیاے اہل حقیقت کے نزدیک بالاتفاق ولایت محمدی کہ صفت نفس محمدی کی ہی مانند موصوف موصوف کے حادث و مخلوق ہی البتہ ولایت آلہیہ کہ صفت جناب باری تعالی کی ہی کہ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِینَ اٰمَنُوا حال اوسکا مانند حال صفات آلہیہ کے ہی واین کجا و آن کجا تتمۃ الباب عقیدۂ تسویہ یعنی شیخ جونپوری کو برابر حضرت سید کائنات علیہ التسلیمات کے سمجھنا مہدویون کا کھلم کھلا اعتقاد ہی کہ اس مین کسی فرد بشر کہ خدا داد گر سے بھی ذرہ برابر خوف و شرم نہین رکھتے ہین مگر ایک عقیدۂ دیگر کہ اس سے بھی بدتر ہی اوس سے البتہ خدا و خلق خدا سے ذرہ شرماتے ہین کہ صاف ہر ایک کے سامنے زبان پر نہین لاتے ہین

وہ یہ ہی کہ حضرت سید کائنات علیہ التسلیمات شیخ جونپوری کے عوام مریدون کے برابر ہین چہ جائیکہ خاص مریدین
واصحاب کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بمراتب بہتر ہین پھر کہان شیخ جونپوری کہ وہ تو نہایت
دور ہی حالانکہ جن بزرگوارون سے وہ پونہچا ہی اونھین سے بھی ہاتھ لگا ہی اگر وعطا فقیری تو یہ بھی بخشش
پیر ہی چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب
نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اس پر حدیث نے اصل بیان کرکے بولتا ہی کہ
اول مقام رسول علیہ السلام کا پہچاننا چاہیے تاکہ مقام ان لوگون کا معلوم ہووے اور جبکہ قوم ایسی ہووے
اون کا امام کیسا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ وہ افضل سب سے ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز میان عبدالرحمن
ایک حدیث پڑھ رہے تھے اوس مین اس مقام پر پونہچے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بھائی
میرے کہ وہ برابر میرے مرتبے کے ہین شاہ نظام نے سنکر کہا کہ یہ صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے
اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی دور اور آگے ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز بعد نماز فجر کے سب
بھائی صف بستہ بیٹھے تھے شاہ دلاور خلیفہ شیخ جونپوری نے اپنی عورت خوند بوا کو بتلا کر کہا کہ دیکھو یہ وہ
لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی هُمْ اِخْوَانِي بِمَنْزِلَتِي یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور
ایک روز دکھلا کر کہا کہ یہ لوگ مقام مرسلین کا رکھتے ہین اور کہا کہ مرسل اوسے کہتے ہین کہ مہتر جبرئیل اوس پر
وحی لاوین لیکن بارہ آدمی اونسے بھی فاضل تر ہین اور ایک روز یوسف کو بتلا کر کہا کہ یہ سب بھائی جو بیٹھے
ہین هم اخوانی بمنزلتی کا مقام رکھتے ہین یعنی برابر حضرت رسالت پناہ کے ہین مگر چار شخص اس سے
بھی بڑھ کر مقام رکھتے ہین اونسے پوچھا کہ وہ چار کون ہین کہا تم اور بھائی عبدالمجید اور میان عبدالملک
اور قاضی عبداللہ انتہی یہ دلاور مرید شیخ جونپور کا حال ہی کہ اپنے مریدون کو ہم منزلت حضرت کے بولکر
کبھی اون مین سے بارہ کو مرسلین پر اور چار کو سید المرسلین پر تفضیل دے رہا ہی کہ منجملہ اونکے عبدالملک مصنف
سراج الابصار بھی ہی پس یہ لوگ اپنے دادا پیر شیخ جونپوری سے بھی افضل ہوے کیونکہ اونکے مساوی سے جو افضل ہو
وہ انسے بھی افضل ہوا پس دونون عقیدے انھین کے بزرگون کے ہین معلوم نہین کہ کیا سبب ہوا کہ تسویہ کو
اختیار کیا اور تفضیل کو پس انداز کیا کیونکہ بسبب خوف خدا کے باز رہے ہون ایسا گمان نہین ہو سکتا ہی
اسواسطے کہ جب خود خدا کی صفات مین مہدی کو شریک کرنے سے نڈر کر علام الغیوب اور قدیم غیر مخلوق
ٹھہرایا اوسکے صاحب سے افضل کہنے مین کیا نقیہ کرتے علاوہ یہ کہ خود وہ بزرگ باوجود دعوی تسویہ کے

اشارہ فرقی اور اضافہ تفضیل کا بھی کر گئے ہین چنانچہ بولے ہین کہ مجکو اللہ تعالی نے سب ارواح اولین و آخرین
کا پیشوا بنایا اور میرے پاس تمام ارواح اولی العزم اور رسولون اور اولیا و مومنین کی آدم سے اس دم تک
تصحیح ہوتی ہین اور قبول و رد میرا قبول و رد خدا کا ہی چنانچہ شواہد الولایت و مطلع الولایت و غیرہما مین موجود ہی
اور تفصیل اوسکی ابواب آیندہ مین آوے گی اور ظاہر ہی کہ لفظ جمیع انبیا اور آدم سے اس دم تک مین حضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی داخل ہین لیکن شاید کہ مہدویون نے جب دیکھا کہ اپنے مہدی کے دونون کلام تسویہ
اور تفضیل مین سے ایک بلاشبہہ کاذب ہی اقل درجہ تسویہ کو اختیار کیا کہ مَنِ ابْتُلِیَ بِبَلِیَّتَیْنِ یَخْتَارُ اَهْوَنَهُمَا
لیکن پھر بھی اپنی برخورداری اور تابعداری کو کار فرمایا کہ اوس قول تفضیل کو بھی بالکل معطل نکر دیا بلکہ برتاوا
اوسی کے موافق رکھا کہ کہتے ہین کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دربار نبوت مین ایک صدیق تھے تو
یہان دو ہین سید محمود اور خوندمیر اور اگر وہان خلفاء راشدین چار تھے یہان پانچ ہین سید محمود اور خوندمیر اور
میان نعمت اور میان نظام اور میان دلاور اور اگر وہان عشرہ مبشرہ تھے تو یہان بارہ ہین پانچ مذکورین
اور باقی یہ ہین امین محمد ملک معروف عبد المجید ملک جو یوسف ملک گوہر ملک برہان الدین اور آنحضرت
کی امت مین تہتر فرقے ہین تو مہدی کی امت مین چہتر فرقے ہین ایک فرقہ کہ عقیدہ خوندمیر پر ہی ناجی باقی
غیر ناجی اور سید محمود کو الصدر پسر مہدی کو مہدی ثانی بھی کہتے ہین اور میان خوندمیر داماد مہدی کو بدل مہدی
بھی بولتے ہین کیونکہ قتال کا کام مہدی سے نہوا اونکے بدلے مین انھون نے کیا اوسکو جنگ در ولایت کہتے ہین اور
اسد اللہ الغالب بھی انکا لقب ہی اور انکے بیٹے سید محمود خاتم مرشد نواسہ مہدی کو حسین ولایت کہتے ہین جو
ساتھ لڑکپن مین خدا ہمیشہ کھیلا کرتا تھا جیساکہ پنج فضائل مین منقول ہی نقل کفر کفر نباشد اور اونکی مان
فاطمہ ولایت ہین اور سب جوروان مہدی کی ازواج مطہرات اور امہات المومنین کر ملقب ہین اور جبکہ اونکے
مہدی نے دعوی کیا کہ بندگی ایک نظر ہزار سال کی عبادت مقبول سے بہتر ہی یعنی بارہ شب قدر کے برابر ہی چنانچہ
انصاف نامہ کے باب ہشتم مین لکھا ہی اب اونکے مریدون مین ایسے مقامات کے اعتقادات کیون نہ رکھین بلکہ مرید
خود مبشر بالجنہ ہونا بر کنار دوسرون کو مبشر بالجنہ بنا سکتے ہین جیساکہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا
جیساکہ ہمارے حضور مین بارہ شخص مبشر بالجنہ ہوے ہین اے میان دلاور تمہارے پاس بھی ہونگے اور انھین
مریدین کے واسطے مقامات انبیا اور مرسلین کا ثابت کرنا باب ششم مین آوے گا انشاء اللہ تعالی آیا تو ہا
یا شبہہ کہ سید محمود نبیرہ الصدر نواسے مہدی کو کہ حسین ولایت قرار دے کر پہلا مرتبہ امام الشہدا شہید کربلا سے

جانتے ہین حالانکہ اونکی کبھی نکسیر بھی نہین پھوٹی بے بغیر خون لگائے شہیدون مین کیونکر شریک ہوگئے
سو جواب اسکا یہ تراشا گیا ہی کہ تذکرۃ الصالحین مین مذکور ہی کہ ایک روز یہ بزرگ بعد نماز مسجد کے جانماز پر
بیٹھے تھے کہ روح یزید کی بصورت کتے کے داخل ہوئی میان مذکور نے اپنے ہاتھ سے اوسکو
ہانکا اوسنے انکے ہاتھ کو ایسا زخمی کیا کہ اوسکے درد سے بعد سینتالیس دن کے پندرھوین محرم کو
انتقال کیا سبحان اللہ یزید پلید با وجودیکہ انواع و اقسام عذاب وہان عالم مین مبتلا ہی پھر بھی اتنی طاقت
رکھتا ہی کہ حسین گجراتی مہدی کے ناتی کے مارنے کو بس آیا ہی اور حیرت یہ ہی کہ اوس ملعون کو باوجود اس
گرفتاری کے اسقدر فرصت کہان سے ملی کہ انکے قتل کا عزم سفر کیا البتہ یہ بات نے اذن الہی نہ ہوئی ہوگی
خدا کی طرف سے مامور ہوا ہوگا کہ مہدویون کے خاتم مرشد کا کام تمام کر بے یا یہ ہو کہ کسی کتے نے کاٹا اور یہ اوسکے زخم
سے مر گئے مگر حضرت امام کربلا سے مقابلہ کرنیکے واسطے اوسکو یزید ٹھہرا کر مفت مین محنت ٹھاٹھ کربلا کا باندھ لیا

باب دوم احوال شیخ جونپوری مین ابتدا نشو و نما سے انتہا موت و وفات تک اور بعد انکے سرگذشت اونکے خلفا و توابع کی آج تک بطور اختصار و اجمال کے

منقول مطلع الولایت اور شواہد الولایت اور پنج فضائل اور تذکرۃ الصالحین وغیرہ انتسابوا یخ و روایات
ثقات معتبرین سے مگر کشف و کرامات کہ مہدویہ دم بدم اور قدم قدم پر نقل کرتے ہین سب ترک
کردی گئین کیونکہ وہ ہمارے نزدیک سب تراش و خراش مریدین معتقدین کی ہی ورنہ مورخین معاصرین و
متاخرین بھی کچھ نقل کرتے حالانکہ کسی مورخ سنی و شیعی وغیرہ نے بجز ترک و تجرد اور تاثیر وعظ و بیان کے
کہ لوازم ترک و تجرد سے ہی کوئی کرامت ظاہر و باہر شیخ موصوف کی یا اونکے خلفا کی نقل نہ کی شیخ
جونپوری کہ جنکو مہدوی لوگ میران سید محمد مہدی موعود کہا کرتے ہین ابتدا انکی یون ہی کہ شہر جونپور مین
کہ بلاد شرقیہ ہندوستان سے ہی اونکے والد کا نام اونکا سید خان تھا رہتے تھے اونسے دو فرزند پیدا
ہوئے پہلے فرزند کا نام احمد رکھا اور دوسرے فرزند کا نام محمد کہ وہ یہی شیخ موصوف ہین ولادت
انکی شہر جونپور مین سن آٹھ سو سینتالیس ہجری مین واقع ہوئی انکی والدہ کا نام بی بی آغا ملک ہمشیرہ
ملک قوام الملک کی چنانچہ مطلع الولایت سے معلوم ہوتا ہی لیکن مہدویون نے بمصلحت عوی
مہدویت انکے دونون کے نام بدل کر میان عبد اللہ اور بی بی آمنہ مقرر کر دیے ہین یہ بحث
دلایل دوم مین آوے گی القصہ جب عمر انکی چار سال و چار ماہ و چار روز کی پہونچی سید خان صاحب نے

باب دوم احوال شیخ جونپوری مین ابتدا سے نشو و نما سے انتہا موت و وفات تک

نام والدین سید خان اور بی بی آغا ملک

اشراف و اعیان جونپور کی ضیافت بتکلف تمام کرکے زبان شیخ دانیال جونپوری سے کہ مشائخ وقت سے تھے بسم اللہ پڑھوا کر واسطے تعلیم کے انکو انھین کے حوالے کیا چنانچہ یہ ہمراہ اپنے برادر کلان میان احمد کے اونکی خدمت مین جایا کرتے تھے اور اکتساب علوم مین مشغول رہتے تھے چونکہ طبیعت تند و ذہن دلپسند رکھتے تھے اول سات برس کی عمر مین حفظ قرآن سے فارغ ہوکر بقیہ کتب علوم درسیہ سے سن دوازدہ سالگی مین فارغ التحصیل ہوگئے اور چونکہ موشگافی مین لیر اور بحث مین تیز تھے شیخ دانیال جونپوری اور علمای دانا پور نے انکا لقب سید العلما مقرر کیا آبا و اجداد انکے طریقہ چشتیہ رکھتے تھے لیکن انکی مریدیکا مہدویہ انکار رکھتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ اسی دوازدہ سالگی مین حضرت خضر علیہ السلام نے انکو ذکر خفی وغیرہ جانب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے لاکر پونہچایا اور پھر خود انسے سیکھا اور شیخ دانیال بھی باشارہ خضر علیہ السلام کے انسے تلقین پاکر مصدق مہدویت کے ہوئے لیکن اہل سنت کی کتابون مین اسکا بالعکس لکھا ہی کہ یہ خود شیخ دانیال کے مرید تھے اور وہ خلیفہ سید راجی احمد شاہ کے تھے اور وہ داخل سلسلہ شیخ حسام الدین مانکپوری کے ہین اور وہ خلیفہ شیخ نور الدین قطب العالم بن شیخ علاء الدین کے اور وہ خلیفہ شیخ اخی سراج کے اور وہ خلیفہ سلطان المشائخ حضرت نظام الاولیا محبوب الٰہی کے ہین القصہ شیخ جونپوری نے عنفوان شباب سے قدم درویشی مین رکھا اور لوگ اونکے نہایت معتقد ہوئے یہانتک کہ سلطان حسین حاکم دانا پور نے کہ خراج گذار رایپت راو والی ملک گوڑ کا تھا بھی انکے ساتھ ارادہ اعتقاد و اختلاط کا تازہ کیا کہ ہر مہم مین انکو ہمراہ رکھتا تھا آخرکار شیخ موصوف نے اوسکو اطاعت کافر مذکور سے ننگ و عار دلاکر مستعد کارزار کیا کہ تین ہزار سوار لیکر ہمراہ شیخ موصوف کے روانہ گوڑ ہوا اور پندرہ سو سوار جوانان مجرد کہ لقب اونکا فوج بیراگیان تھا رکاب شیخ مین رکھتے تھے جب خبر دلپت راو کو پہونچی ستر ہزار سوار ہمراہ لیکر اپنے قلعے سے تین میل آگے آکر مقابل ہوا سلطان موصوف نے بسبب قلت سپاہ کے ہزیمت پائی لیکن شیخ نے قدم استقلال کا جماکر پندرہ سو بیراگیون سے ایسا حملہ کیا کہ شیخ و دلپت راو دو چار ہوگئے اور تیغ شیخ اسپر ایسی کاری پونہچی کہ دوپارہ ہوگیا اور دل اوسکا نکل آیا اور میان لاد خلیفہ شیخ کہ جانچ راے مذکور کے ہین اوسی جنگ مین دستگیر ہوکر خدمت شیخ مین آئے کہتے ہین کہ راے مذکور کے دل پر نقش بت کا کہ جسکی ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا موجود تھا یہی امر موجب یہ شیخ ہوا کہ جب طلوع استغراق بتی حق کو کیا کچھ اثر ہوگا غرض کہ سات برس تک کچھ ہوش و حواس بجا نہ تھے مگر فرائض نماز ادا کرتے تھے کتب معتمد مثل مطلع الولایت وغیرہ مین خلاف عقل و عادت بشری یہ بات بھی لکھی ہے کہ اس سات برس مین یکذرہ طعام اونکا

ف [illegible]

ف [illegible]

پہلوں نے یہ نسب نامہ اپنے مہدی کی سیادت جتانے کے واسطے بنایا تھا اور باپ دادون کے نام اور ترتیب
موافق واقع اور وجود کے بنقل صحیح پہلے سے چلی آتی ہی یا آج کل کے پچھے سیکڑون برس کے گذرے ہوئے
دادون پردادون کو اب مرتب اور مقرر کرتے ہین کہ دادے کو باپ اور باپ کو دادا اور بیٹے کو باپ اور
باپ کو بیٹا ٹھہرا لیتے ہین اور کیا عجب ہی کہ مہدوی اس عاجز کی اس کتاب کے دیکھنے کے بعد اپنی پورانی
کتابون مین بھی کم و بیشی کر کے نسب نامۂ مذکور کو درست کر لیوین یا دوسرے مقدمات شنیعہ مین اصلاح
کر لیوین اسکا کیا اعتبار ہی اور اگر یہ روایت تمھاری کسی قدیم کتاب مین موجود ہی تو اوسکو بتاؤ اور اوسکے
تقویت کے وجوہ اور روایت مطلع الولایت و شواہد الولایت کے تضعیف کے وجوہ بیان کرو اور ہم تمھارے
مذہب کے موافق ان کتابون کی روایت کی تقویت یون کرتے ہین کہ یہ دونون کتابین تمھارے مذہب کے اصول سے
ہین اسمین جو کچھ لکھا ہی سب صحیح و معتبر ہی بلا اختلاف اور سوا اسکے پنج فضائل بھی نہایت معتبر ہی خود
عالم میان کی زبانی ہی کہ جب وہ تصنیف ہوئی اوس عصر کے میون اور مشائخ و علماء مہدویون کو دکھائی گئی
سب نے اجماع کیا کہ جو کچھ اسمین مسطور ہی سب صحیح و معتبر ہی سوا ایک نقل کے کہ اسمین لکھا ہی کہ جب خوندمیر اور
اونکے رفقا کو لشکر اہل سنت نے بحکم بادشاہ قتل کیا خوندمیر اور اونکے رفقا کے سر لیکر طرف شہر چانپانیر کے واسطے
ملاحظۂ سلطان مظفر بادشاہ کے روانہ ہوئے راستے مین یہ سب سر سڑ گئے تب اونکے پوست کھینچکر بھس بھر لیا
اور ہڈیان سرونکی پٹن مین پھینکدے ہین اسواسطے لاشونکا مقبرہ سدراسن مین ہی اور سرونکا پٹن مین اور
پوست سر کا مدفن چانپانیر مین ہی لیکن اب نشان اوسکا نامعلوم ہی غرض کہ سوا اس نقل کے وہ کتاب
بالاجماع صحیح ٹھہری اب دیکھیے اوس کتاب مین نسب نامۂ خوندمیر کا مسطور ہی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اوسمین
بھی یہی لکھا ہی کہ سید نعمت اللہ بیٹا امام موسی کاظم کا ہی معلوم ہوا کہ توجیہ عالم میان کی اختراعی ہی اور یہ بھی ثابت
ہوا کہ سیادت میان خوندمیر کی بھی بے اصل محض ہی اور بالفرض والتسلیم اگر ثابت بھی ہوا کہ مہدویون کے
نسب نامے مین نعمت اللہ بن اسمعیل ہی تو بھی مہدی جونپوری کے نسب سیادت ثابت نہین ہوتا اسواسطے کہ
سید اسمعیل بن موسی کاظم کی نسل جیسا کہ عمدۃ المطالب مین ہی فقط اونکے ایک بیٹے سے کہ نام اونکا موسی
بن اسمعیل بن موسی کاظم ہی جاری ہوئی اور عمدۃ المطالب اور لطائف اشرفی وغیرہ مین مذکور ہی کہ ان موسی
بن اسمعیل کا ایک بیٹا تھا جعفر نام کہ اونکا عرف ابن کلثوم تھا اور اونکی اولاد کو کلثمیون بولتے ہین وہ لوگ بصرہ مین
تھی اونمین سے بعضے بنی السمسار اور بنی ابی العساف اور بنی سیف الدولہ اور بنی الوراق ہین اور وہ لوگ مصر و شام مین

ثابت ہوا کہ سیادت میان خوندمیر کی بھی بے اصل محض ہے

آجتک موجود ہین انتہی یہان بھی نعمت اللہ کا پتا نہ لگا معلوم نہین کہ یہ نعمت اللہ مہدویونکو مانند نعمت
غیر مترقبہ کے کہان سے ہاتھ لگے ہین کہ انکو اولاد فاطمہ مین داخل کرکے پیچھے اونکے اپنے مہدی کو بھی داخل کر
دیتے ہین اور وہان بقولے کہ پیر خود درماندہ شفاعت کسکی میان کوجلے نہین تر کش کمان کہان کہان کھون
میان نعمت اللہ کو خود ٹھکانا نہین ملتا مہدی جونپوری کی کہان جا ہی یہ زبردستی پرائی نسل مین گھسنا
نہایت گناہ ہی کہ ہر ادنی اور اعلی اس وعید سے خبر رکھتا ہی خدا تعالی توفیق فہم درست کی مرحمت فرماوے
ورنہ نافہمی کیا کیا شگوفے کھلاتی ہی اور کیسے کیسے خیال و بکاتی ہی چنانچہ شہر لکھنؤ مین ایک طالب العلم
بحر العلوم مولانا عبد العلی مرحوم کی خدمت مین واسطے تحصیل علم کے حاضر ہوا اونھون نے پوچھا کہ تمھاری
کیا ذات ہی کہا بندہ سید ہی مگر ابراہیمی بحر العلوم نے پوچھا کہ ابراہیمی کیا معنے کہا اولاد سے ابراہیم بن
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بطن ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے تھے بحر العلوم نے نہایت متعجب ہو کر کہا کہ
حضرت ابراہیم نے ایام شیر خوارگی مین رحلت فرمائی چنانچہ تمام امت کا اسپر اتفاق ہی تم کیونکر اونکی اولاد سے
ہو کہا مانو یا نہ مانو بندہ اونھین کی اولاد ہی اور یہ دعوی ہرگز نہ چھوڑیگا بحر العلوم نے خیال کیا کہ جب
یہ شخص اسقدر بد فہم ہی اسکو پڑھانا مشکل ہی لیکن جب ایک سبق پڑھایا نہایت درستی سے پڑھا کہ مرحوم
مذکور نے پڑھانے کا ارادہ مصمم کیا غرض کہ تمام کتب معقول و منقول کہ مرسوم الدرس تھین تمام کین جب
بعد فراغ کے پھر پوچھا کہ حال نسب کا اب بیان کرو پھر وہی کہا کہ بندہ اولاد ابراہیم بن محمد سے ہی ہر چند سمجھایا
نہ مانا اور کہا کہ کوئی کچھ ہی کہو بندہ دامن اس نسب کا نہ چھوڑیگا استغفر اللہ العظیم نعوذ باللہ من سوء الفہم
اب مہدویون سے سوال کیا جاتا ہی کہ مہدی ہونا تو سیادت پر موقوف ہی جب سیادت کا پتا نہین لگا مہدی
ہونا کہان سے یقینی ہوگیا یا تمھارے نزدیک مہدی کے واسطے اولاد فاطمہ سے ہونا بھی ضرور نہین
بلکہ جو شخص کہ فقر و توکل مین قدم جماوے اور بعضے اخلاق کاملہ حالانکہ حال اونکا بھی دلیل ہند ہم ہین معلوم
ہوگا حاصل کرے اور انا المہدی کا دم مارے وہ مہدی ہی اگرچہ قوم کا ترک یا تاجک یا افغان یا کوئی
شیخ بھائی یا مغل چغتائی ہووے کفایت کرتا ہی اور اگر کہین کہ اثبات فاطمیت مین ہمکو قول
مہدی کا بس کرتا ہی تو نہایت بیجا ہی اسواسطے کہ مہدویت بالاتفاق والاجماع فاطمیت پر
موقوف ہی اگر فاطمیت کا ثبوت مہدویت پر موقوف اور خارج سے اوسکا پتا نہ لگا تو دور محال
لازم آیا غرض کہ یہی ایک بحث ابطال مہدویت کے واسطے دانشمند منصف کے لیے

حکایت طالب العلم

کافی ہی اور متعصب کو تمام کتاب بھی کارگر نہین ہوتی اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ دلیل دوم قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَذْھَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَبْعَثَ اللّٰہُ رَجُلًا مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ وَاِسْمُ اَبِیْہِ اِسْمَ اَبِیْ فَیَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَفْرَادِ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ وَالْحَاکِمُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دنیا تمام نہوگی یہانتک کہ قائم کریگا اللہ تعالی ایک مرد میرے اہلبیت سے کہ موافق ہوگا نام اوسکا میرے نام کے اور اوسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے پس بھرے گا زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم و بیداد سے انتہی غرض کہ یہ حدیث مہدیون اور انکے مہدی کے نزدیک مسلم اور صحیح ہی مگر جیسا کہ ایک شخص نماز نہین پڑھتا تھا اوس سے لوگون نے سبب پوچھا تو کہا کہ قرآن مین آیا ہی کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ تو لوگون نے کہا کہ اوسکے آگے تو پڑھ کہا کہ آگے تو تمام قرآن ہی سب پر کون عمل کرتا ہی ایسیہی یہان مہدوی پچھلے فقرے کو دیکھ کر گھبرائے اسواسطے کہ اونکے مہدی کو حکومت نصیب نہوئی کہ زمین کو عدل سے بھر دیتا اون پر صادق آجاے اسواسطے انکے خرد و بزرگ مہدی سے لے کر یہانتک اوسمین طرح طرح کی تاویلین اور تحریفین کرتے ہین کہ تفصیل اونکی انکی کتابون مین مذکور ہی مگر فقرۂ اول کو سب نے بلا تحریف تسلیم کیا اور اپنے میران کی مہدویت کی دلیل و علامت ٹھہرایا کہ سب متاخرین اپنی کتابون مین لکھتے ہین کہ ہمارے میران کے باپ کا نام بھی حضرت رسالت کے والد کے نام کے موافق عبد اللہ تھا اور یہ بات سراسر افترا و بہتان ہی اسواسطے کہ اونکے میران کے باپ کا نام سید خان ہی چنانچہ تواریخ کی کتابین کہ اونکے عصر کے قریب تصنیف ہوئے ہین اوسمین سید خان فقط مذکور ہی اور چونکہ اوس وقت مین یہ بات چھپ نہ سکتی تھی متقدمین مہدویہ نے بھی یہ دعوی نہ کیا چنانچہ عبد الملک سجاوندی صاحب سراج الابصار نے اصالۃً اور عبد الغفور سجاوندی صاحب یجاز الدلائل نے متابعۃً جس جگہہ کہ احادیث موافق اپنے میران کی تائید مین نقل کین اس حدیث کا بالکل نام نہ لیا اور متاخرین نے جبکہ زمانہ گذر گیا اور انکے باپ دادے کے پہچانے والے مر گئے نے دھڑک میران کے باپ کا نام بدل ڈالا بلکہ صاحب شواہد الولایۃ نے مان کا نام

دلیل دوم مہدی کے والد کا عبد اللہ نام ہونا والد رسول خدا کے موافق [illegible]

بھی آمنہ ٹھہرادیا حال آنکہ مطلع الولایت والا کہ اوس سے مقدم ہی اونکی مان کا نام بی بی اغا ملک لکھتا ہی
اور انکے مہدی نے کبھی یہ دعوی نکیا کہ میرا باپ سید عبد اللہ ہی کتاب انصاف نامے کے باب اول مین
لکھا ہی کہ انکے مہدی سے جب لوگون نے یہ سوال کیا کہ حدیث مین آیا ہی یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ
وَاِسْمُ اَبِیْہِ اِسْمَ اَبِیْ اور تمھارے باپ کا نام سید خان ہی تب ان بزرگ نے جواب دیا کہ کیا
خداے تعالی اسبات پر قادر نہین ہی کہ سعید خان کے بیٹے کو مہدی کرے اور بعضون کو یون جواب
دیا کہ خدا سے کہو کہ سید خان کے بیٹے کو کیون مہدی کیا اور یہ بھی وسمین لکھا ہی کہ ملاعین کی
طرن سے دو عالمون نے آکر پوچھا کہ تمھارے باپ کا کیا نام ہی جواب دیا کہ بندے کے باپکا نام
سید خان ہی علما نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام محمد بن عبد اللہ تھا اور مہدی کا نام بھی
محمد بن عبد اللہ ہوگا ان بزرگ نے جواب دیا کہ خدا کے ساتھ جنگ کرو کہ سید خان کے بیٹے کو کیون
مہدی بنایا انتہی اب صاف ظاہر ہوا کہ انکے باپ کا نام عبد اللہ نہین ہی ورنہ سیدھا جواب یہی
تھا کہ میرے باپ کا نام بھی عبد اللہ ہی اس ٹیڑھے جواب کی کیا حاجت تھی کہ خدا سے لڑاوا اور خدا
سے پوچھو یہی طریقہ مناظرہ کا ہوتا ہی اور آیت وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ پر ایسی عمل کرتے ہین
طریق جواب کا یہ تھا کہ اگر اپنے باپ کا نام عبد اللہ نہ تھا تو حدیث مین اگر کچھ شبہہ وشک تھا تو وہ
بیان کرنا تھا سیدھی گفتگو مین بھڑکنے اور بہکنے کی کیا حاجت تھی شاید کہ اسی سبب سے انکا لقب
لوگون نے اسد العلما رکھا تھا اور سب پر طرہ ایک وہ جواب ہی کہ کوئی عاقل و مسلمان اوسکو قبول
نہ کرے گا کہ اوسی انصاف نامے کے باب اول مین لکھا ہی کہ علما نے انکے مہدی سے سوال کیا
کہ رسول خدا نے فرمایا کہ یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ وَاِسْمُ اَبِیْہِ اِسْمَ اَبِیْ یعنی مہدی کا نام
میرے نام کے اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا اور تمھارے باپکا نام
تو سید خان ہی اونھون نے جواب دیا کہ رسول خدا کے باپ مرد کافر تھے اونکا نام عبد اللہ کیونکر
ہو سکتا ہی بلکہ محمد رسول اللہ کا نام محمد عبد اللہ تھا اور مہدی کا نام بھی محمد عبد اللہ ہی اور ابن کا
لفظ سہو کاتب ہی کہ محمد بن عبد اللہ لکھدیا ہی انتہی سبحان اللہ یہ عجب کلام ہی کہ آج تک
کسی نے کسی سے نہ سنا ہوگا ان بزرگ کو باوجود دعوی قرآن فہمی کے اتنا خیال مین نہ آیا کہ
کفار عرب تمام اللہ تعالی کو مانتے تھے لیکن اوسکے ساتھ دوسرون کو بھی شریک ٹھہراتے تھے

اسواسطے کافر کہلاتے تھے اور جب سختی پڑتی تھی اوسوقت سبکو چھوڑکر فقط اللہ کو پکارتے تھے
چنانچہ جابجا نصوص قرآنی اس مقدمے پر ناطق ہین وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ
وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ اس مضمون کی بہت آیات قرآن شریف مین موجود ہین کہ اوس بزرگ کو
اپنے جوش مین ایک بھی یاد نہ آئی اور صحابۂ کرام مین بہت سے شخص ایسے تھے کہ اونکے باپ ادونکا
نام عبد اللہ تھا حالانکہ وہ زمانۂ جاہلیت مین گذرے ہین چنانچہ اوس بن خولی بن عبد اللہ اور اوس
بن عبد اللہ بن حجر اسلمی ور اسود بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ اور ارقم بن عبد مناف بن اسد
بن عبد اللہ اور یعفر بن عاصم بن عبد اللہ اور استیعاب مین حافظ ابن عبد البر نی سوا انکے اور بہت
ایسے صحابہ کا ذکر کیا ہے کہ اونکے آبا و اجداد حالت کفر مین عبد اللہ نام ہوکر گذرے ہین اگر شیخ جونپوری
کو ان مین سے ایک بھی یاد ہوتا ہرگز یہ شبہ نکرتے کہ کافر عربی کا نام عبد اللہ کیونکر ہوگا اور
طرفہ یہ کہ اپنے باپ کا نام بسبب شہرت کے بدل نہ سکے اور حضرت رسالت کے باپ کا نام عبد اللہ ہونے
سے انکار کیا اور اوسکو سہو کاتب ٹھہرایا اور یہ خیال نہ کیا کہ یہ خبر متواتر قطعی ہے اور تمام امت کا صحابۂ
کرام سے لیکر آج تک اجماع ہے کہ حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہین کوئی دو آدمی بھی
اس امر مین اختلاف اور انکار نہین رکھتے اور اجماع و متواتر دلیل قطعی ہے سب کے نزدیک بلکہ خود مہدی کا
قول اونکی کتابون مین مذکور ہے کہ منکر اجماع صحابۂ نبوت اور صحابۂ ولایت کافر ہوجاتا ہے باوجود اس
اعتقاد کے کیسا ایسے اجماع کا انکار کیا اب مہدویت کہان باقی رہی مثل سہو کاتب کے اوڑ گئی اسواسطے
کہ مہدویون کے اصول پر مہدی معصوم چاہیے خطا سے اور طرہ یہ کہ اسقدر الٹ پلٹ کرنے مین
بھی ابھی آپ کا مطلب ثابت نہوا یعنی مطابقت ناموں مین نہ نکلی اب چاہیے کہ ثابت کرین کہ جب کہ
حضرت رسالت کا نام محمد عبد اللہ ہے اونکے والد ماجد کا کیا اسم شریف ہے جب تک کہ یہ ثابت نکرینگے
کہ حضرت کے والد کا نام بھی سید خان تھا اس بزرگ کا مطلب حاصل نہوگا اب مہدویون پر یہ بہار
قرض ہے کہ ثابت کردیوین کہ حضرت رسالت پناہ کے والد کا نام سید خان تھا اور اس اجماع کو اوٹھا
دیوین ورنہ مصرعہ باطل ست آنچہ مدعی گوید اب بخوبی ثابت ہوا کہ جیسا کہ انکے
مہدی کی نسل کی طرف اصلی نسبت اسد بیٹے امام کاظم کے نہین ہین طرف اسمعٰیل بن عبد اللہ بھی
انکے باپ نہین ہین اور یہ نسب از سر تا پا بہار منثور ہے اور مہدوی ناحق اپنے پیر و مرشد کا باپ دادا ...

وست تصرف دراز کر رہے ہین اور سید خان کو اوڑاکر سید عبد اللہ کو باپ ٹھہراے ہین نسب کے مقدمہ مین
تصرف نہایت گناہ ہی اپنا باپ چھوڑکر دوسرے کی طرف نسبت کرنا سخت برا ہی وہ بزرگ اسی گناہ کے
خوف سے اپنے باپ کا نام نہین بدلتے تھے مگر عجب غفلت تھی کہ اپنے واسطے پیغمبر کے باپ کا
نام بدلدیا اور قرآن کو بھی فراموش کیا حالانکہ محققین حضرت کے والدین کے ایمان کے بھی
قائل ہین چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دس رسالے اثبات ایمان والدین حضرت مین
تصنیف فرمائے ہین **دلیل سوم** عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا رأیتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فاتوها فان فیہا خلیفۃ
اللہ المہدی رواہ احمد والبیہقی فی دلائل النبوۃ کذا فی المشکوۃ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ جسوقت دیکھو تم نشان کالے کہ آئے ہین طرف سے خراسان کے پس آؤ اونمین اسلیے
کہ اون نشانون مین خلیفہ اللہ کا مہدی ہی انتہی یہ صحیح معنی اس حدیث کے ہین موافق محاورۂ زبان
اور روایت و درایت کے اور یہ حدیث اگرچہ مہدوی اپنے مہدی کے واسطے شاہد و دلیل ٹھہراتے
ہین لیکن اونپر ہرگز منطبق نہین ہوتی اسواسطے کہ انکے مہدی کے ساتھ سواے چند مرید
مفلوک الحال کے کچھ فوج و سپاہ نہ تھی کہ اونمین کالے نشان ہوتے دوسرے یہ کہ انکے مہدی
ہندستان سے خراسان کو گئے اور وہین بعد نو مہینے کے مقام فراہ مین مرگئے خراسان
کی طرف سے آنا اونپر کہان صادق آتا ہی کہ مصداق حدیث کے ہووین مگر مہدوی لوگ فقط لفظ
خراسان کا دیکھکر اپنے واسطے سند ٹھہراتے ہین اور سراسر تحریف معنوی کرکے اپنے پر جماتے ہین
چنانچہ سید عیسی مہدوی مصنف رسائل جدیدہ نے رسالہ معارضۃ الروایات مطبوعہ ۱۲۸۳ھ
کے صفحہ ۴۷ مین معنی حدیث مذکور کے یون لکھے ہین کہ جب سنو گے تم کہ نشانیان سیادت کی
متوجہ ہوئی ہین طرف خراسان کے تو آؤ تم اس مین کہ مقرر اوس مین خلیفہ اللہ مہدی ہی موافق
اس حدیث شریف کے سنا ہمنے کہ نشانی سیادت کی متوجہ ہوئی ہین طرف خراسان کے پھر ایا
ہمنے کہ مقرر اوسمین خلیفۃ اللہ مہدی تھا پھر تصدیق کیا ہمنے موافق فرمان ذیشان نبی صلی اللہ علیہ
وسلم ہمارے پھر اسی طرح بہت سی حدیثین حضرت کے احوال کے موافق واقع اور ظاہر ہوئی
ہین انتہی اور اسی کتاب مین دوسری حدیث ابونعیم کی نقل کی ہی کہ تجئ الرایات السود من

قبل المشرق کانہ وجوھھم زبر الحدید الخ اوسکے بھی اسیطرح غلط معنی کیے کہ آوینگے نشانین
سیاوت کے آگے سے مشرق کے گویا کہ دل اونکے تختے لوہے کے ہین اور پھر اوسی کتاب مین
ایک حدیث ابن ماجہ کی نقل کی کہ یقتتل عند کنزکم ثلثة کلھم ابن خلیفة ثم لا یصیر الی واحد
منھم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقتلونکم قتلا لم یقتله قوم ثم ذکر
شیئا لا احفظه فقال اذا رایتموہ فبایعوہ ولو حبوا علی الثلج فانه خلیفة الله
المھدی الحدیث اسکے بھی معنی غلط کیے کہ قتل ہووینگے نزدیک خزانے تمھارے یعنی امر خلافت
کے لیے تین تمامی یہ ابن خلیفہ ہین پھر نہوگا یہ کنز طرف کسی ایک کے انسے تب نمود ہووینگے نشانین
سیاوت کے آگے سے مشرق کے پھر جنگ کرینگے تمکو ایسا کہ نہ جنگ کیے ہین ویسا کوئی قوم پھر
فرمائے جبکہ دیکھوگے اوسکو تو بیعت کرو تم اسکو اگرچہ گھسٹتے جانا ہو برف پر کہ بیشک وہ ہان خلیفہ
اللہ تعالیٰ کا مھدی ہے پان موافق اس حدیث شریف کے قتل ہوئے تین ابن خلیفہ امیر المومنین علی
کرم اللہ وجہہ کے تب نمود ہوئین نشانیان سیاوت کی طلب مولی ترک دنیا توکل قناعت تفویض
تسلیم رضا فقر و فاقہ ذکر کثیر آگے سے ہند و خراسان کے جو ممالک شرقی ہین خصوصًا شرقی لقب
جونپور کے بادشاہونکا تواریخ کی کتب مین مثل تاریخ فرشتہ کے مذکور ہے پھر جنگ کرے تمکو موافق لفظ
اس حدیث شریف کے اہل انکار ایسا کہ ویسا کوئی قوم نہین کرے حائل اس جنگ کا خلیفہ مہدی
علیہ السلام کا میان سید خوندمیر تھے جبکہ دیکھا ہمنے اسکو تو بیعت کر لیا ہمنے اسکو کہ وہ جنگ
خلیفة اللہ مہدی موعود کا ہے انتہی غرض کہ جب آدمی کو خوف خدا نہووے تو جیسا چاہے ویسا خدا
اور رسول کے کلام مین تحریف اور تبدیل کیا کرے اوسکا کچھہ علاج نہین ہے اسیطرح اس فرقے کے
سلف و خلف کی عادت ہے کہ معنی انکے نہ الفاظ سے علاقہ رکھتے ہین نہ عقل سے چنانچہ اس جگہہ حدیث
اول مین ایتم کہ معنی روئیت بصر یا روئیت قلب کے ہے اوسکو بمعنی سماعت کے ترجمہ کیا دوسری خطا یہ کہ
تمام روایات مین الرایات السود ترکیب توصیفی ہے اوسکو ترکیب اضافی کر دیا تیسری خطا یہ کہ لفظ سود
کہ جمع سوداء کی صفت رایات کی ہے اوسکو مصدر سمجھہ کر بمعنی سیاوت کے ترجمہ کیا چوتھی
خطا یہ کہ جارت کہ زبان عرب مین بمعنی آنے کے ہے اوسکے معنی جانے سکے سمجھے شاید کہ
خیال کیا کہ جارت ہندی عبارت ہے اور ہندی بھی اردو نہین بلکہ پوربی جونپوری کہ آوت

ف ابطال مہدیت کی ثبت متفق علیہم

جاوت اونھین کی بولی ہو پانچوین خطا یہ کہ من خراسان مین من کے معنی غلط کیے کہ غرض مانہ عامل
پڑھنے والا بھی ایسی خطا نکرے گا وہ بھی نسمجھے گا کہ من واسطے ابتداے مسافت کے ہی نہ واسطے
انتہاے مسافت کے جار تا من قبل خراسان کے معنی یہ ہین کہ آئے خراسان کی طرف سے نہ یہ کہ
متوجہ ہوے طرف خراسان کے تمھارے شیخ جونپوری خراسان کو غالب کہ اسی خیال سے گئے
کہ وہان سے کالے نشانون کے ساتھہ پھر آوین اور مصداق اس حدیث کا ٹھہرین مگر خداے
مقتدر نے مہلت نہ دی اور نو مہینے کے عرصے مین وہین اونکا کام تمام کیا اگر مہدی موعود ہوتے تو ضرور
کالے نشانون کے ساتھہ جانب خراسان سے آتے پس یہ حدیث اونکے موافق نہین ہی بلکہ سراسر
مخالف ہی اور تکذیب کرتی ہی نہ تایید اور بعد مرنے شیخ جونپور کے اونکے داماد خوندمیر اور بعدہ
انکے بیٹے سید محمود کہ فقرا و مساکین کو لیکر گجرات مین آکر مقیم ہوئے اون پر یہ حدیث ہرگز صادق
نہین ہی اسواسطے کہ اس حدیث مین ہی کہ اون نشانون مین خلیفۃ اللہ مہدی ہوگا اور یہان
نہ سیاہ نشان تھے نہ اونمین کوئی مہدی تھے دوسرے یہ کہ حدیث دوم کہ حدیث اول کے موافق
ہی اوسمین بجاے من قبل خراسان کے من قبل المشرق ہی اسواسطے کہ خراسان بھی عرب سے جہت
مشرق مین واقع ہی اور یہ لوگ گجرات کو آئے اور گجرات سے خراسان شمال یا مابین مغرب و شمال واقع
ہی یہان من قبل المشرق کہان صادق ہی اور مہدوی لوگ بھی محمل حدیث ان مراجعت کرنے والونکو
نہین ٹھہراتے ہین بلکہ ذات مہدی کو اور وہ کسی طور نہین بنتا ہی چھٹی خطا یہ کہ حدیث سوم مین
کنز کو بمعنی خلافت کے ترجمہ کیا حالانکہ بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ قبل خروج امام
مہدی کے فرات کی ندی مین سے ایک پہاڑ سونے کا کھل جائیگا اور سپر خلق بیشمار لڑ مرے گی
اور ہر شخص گمان کریگا کہ شاید مین ہی جیتا بچون کہ اسکا مالک بنون یہان تک کہ عشر یا عشر عشیر باقی
رہجاوینگے اسواسطے چاہیے ہی کہ جو شخص اوسوقت حاضر ہووے اوسکے نزدیک نجاوے حضرت علی مرتضی
رضی اللہ عنہ نے فرمایا بعد اسکے کہ ایک مرد عترت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور کریگا کہ اللہ تعالی اوسکے
ہاتھہ پر ان لوگون کے امر کی اصلاح فرماویگا انتہی یہ خلاصہ ہی بہت سی احادیث کا کہ ابو نعیم اور
امام احمد بن حنبل اور ابن ماجہ و طبرانی اور امام بخاری اور مسلم نے اپنی کتابون مین روایت کی ہین کسی مین
سونے کا پہاڑ اور کسی مین سونے اور چاندی کا پہاڑ اور کسی مین کھلنے کا کان مذکور ہی اور بخاری و مسلم کی

روایت مین صاف لفظ یوشک والفرات ان یحسر عن کنز من ذهب کا مسطور ہی چنانچہ رسالہ برہان مین منقول ہی اب یہان انصاف کرنا چاہیے کہ محمل حدیث متنازع فیہ کا یہ معدن فراتی ہی یا خلافت گجراتی ہی اور حدیث سمجھنے کا یہ طور ہوتا ہی کہ اوسکے سب طرق اور روایات جمع کرکے مراد معلوم کرتے ہین یا یہ کہ اپنے دل مین جو آیا سو بول اوٹھتے ہین اور قطع نظر لغت اور روایت سے کنز بمعنی خلافت کے لینے پر بھی تمہارا مقصود حاصل نہین ہوتا ہی اسواسطے کہ تمہارے ترجمے کا حاصل یہ ہوا کہ امر خلافت کے لیے تین ابن خلیفہ قتل ہونگے اور ہر عاقل اسکا مطلب یہی کہے گا کہ یہ تینون دعوے خلافت کے واسطے لڑینگے اور تمنے محمل اس حدیث کا خوندمیر کو ٹھہرایا کہ موضع کھانبیل مین وہ اور اونکے بھائی میان عطن اور فرزند سید جلال مع رفقا کے اہل سنت کے ہاتھ سے مارے گئے وہان دعوی خلافت کا کہان تھا انکو بدمذہب سمجھکر وہان کے سلطان اور امرا نے قتل کیا وہ لوگ انکے مہدی کی خلافت کا دعوی کیا کرتے تھے بلکہ نفرت رکھتے تھے اور خوندمیر کے خلیفہ سید محمد جونپوری ہونے سے کیسا انکار کرتے تھے بلکہ اونکے عقائد اور اصول کو برا جانکر قتل کیا علاوہ یہ ہی کہ ابن خلیفہ سے ظاہر و متبادر نبوت بلا واسطہ تھی اوسکو استناد دور لے جاکر اولاد علی مرتضی ٹھہراکر ابن خلیفہ بنایا اونکا نسب منقطع ہی وہ کس طرح ابن علی مرتضی ہوئے چنانچہ تحقیق اسکی ماقبل مین ہوچکی ہی ساتوین خطا یہ کہ حدیث ابن ماجہ مین لفظ تقتیل کا ہی باب افتعال سے اور افتتال اور تقاتل دونون بمعنی باہم لڑنے کے ہین مارے جانے کے معنی کرنا خطا ہی چنانچہ فقرہ ثم لا یصیر الی واحد منہم سے ظاہر ہوتا ہی اسواسطے کہ بعد مارے جانے کے کنز طرف کسی ایک کے رجوع کرنے کا کیا احتمال تھا کہ اوسکی نفی کی حاجت ہوتی پس حاصل یہ ہوا کہ یہ تینون ابن خلیفہ آپسمین لڑینگے اب یہان تمہارے تینون ابن خلیفہ فرضی آپسمین کہان لڑے کہ مصداق حدیث کا ہوئے آٹھوین خطا یہ کہ سیادت کو بمعنی ترک دنیا و فقر و فاقہ وغیرہ کے تفسیر کیا یہ بناء الفاسد علی الفاسد ہی اسواسطے کہ یہان ترکیب توصیفی مین سود بمعنی سیادت کہان بن سکتا ہی کہ سیادت بمعنی فقر و قناعت وغیرہ کے بنے ثبت العرش ثم النقش نوین خطا یہ کہ حدیث سوم مین عبارت ثم ذکر شیئا لا احفظہ کو اپنے رسالے مین مطلق ذکر نہ کیا اور نہ ترجمے مین کچھ اسکا تعرض کیا حالانکہ کتاب منقول عنہ یعنی سنن ابن ماجہ مین وہ عبارت اوسی حدیث مین بروایت ثوبان

رضی اللہ عنہ کے موجود ہی اور اوسمین اہل حق کا مقصود ہی اسلیے کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ راوی
کہتا ہی کہ لم یقتلہ قوم کے بعد حضرت رسالت مآب نے ایک اور بات فرمائی تھی کہ مجکو یاد نہین ہی
انتہی اوس بات کا سراغ یون لگا کہ حاکم اور ابو نعیم نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا اور اونکے
راویون کو وہ بات برابر یاد رہی اونکی روایت مین یہ عبارت ہی عن ثوبان قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقتتل عند کنزکم ثلثۃ کلھم ابن خلیفۃ لا یصیر الی واحد
منھم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقاتلونکم قتالا لم یقتلہ قوم ثم
یجیٔ خلیفۃ اللہ المھدی فاذا استمعتم بہ فاتوہ فبایعوہ ولو حبوا علی الثلج
فانہ خلیفۃ اللہ المھدی اب ما بعد کے ضمائر کا مرجع کھل گیا اور قاعدہ مقررہ علماے
حدیث ہی کہ صحیح بخاری مین بھی موجود ہی کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور مثبت مقدم ہی نافی پر حیرت
ہی کہ مصنف رسالۂ معارضہ باوجودیکہ اپنا لقب عالم میان ٹھہراے ہین اسقدر بھی نہین سمجھتے
ہین کہ اگر یہان کچھ رہ نہین گیا ہی تو راتیتموہ اور بایعوہ اور فانہ کی ضمیرین کس طرف راجع ہین
اس فہم و فراست پر معارضۂ روایات پونہچانے کا دعوی ہی غرض کہ خلاصۂ حدیث یہ ہوا کہ
پہلی اولاد خلیفہ جنگ کرینگے کنز پر بعد اوسکے کالے نشانون والے جانب مشرق سے آوینگے
پس جنگ شدید کرینگے بعد اوسکے آوینگے خلیفۃ اللہ مہدی یہ ترتیب قطعی ہی اسلیے کہ حرف
ثم خاص ہی واسطے تعقیب مع التراخی کے اور خاص قطعی ہوتا ہی جیسا کہ اصول مین مبرہن
ہی اب اگر ابناے خلیفہ کی جنگ کو خوندمیر کی جنگ پر محمول کرین تو چاہیے کہ بعد اوسکے اہل
رایات کا جنگ واقع ہو بعد اوسکے خلیفۃ اللہ مہدی ظاہر ہون اور یہان دونون امر مفقود ہین اسواسطے
کہ مہدی جونپوری خوندمیر کی جنگ سے پیشتر مر چکے ہین اور اگر طلوع رایات شرقی سے
ظہور مہدی جونپوری مراد لین جیسا کہ تائید تاریخ فرشتہ میان مصنف نے ارادہ
کیا ہی تو چاہیے کہ ابناے خلیفہ کا جنگ اور اہل رایات کا جنگ پیشتر اوسے ہو چکے اب اگر
حامل اس جنگ کے بقول مصنف کے میان خوندمیر ہین تو چاہیے کہ میان خوندمیر مہدی سے
پہلے ایام طفولیت مین یا مان کے پیٹ مین مع دونون خلیفہ زادون کے لڑکر مر چکین بالجملہ
کسیطرح اس بزرگ کا کلام صحت نصیب نہین ہوتا ہی اور نہ انکی خطاؤن کا شمار ہو سکتا

جسطرف خیال کیجیے مانند صحرا لے خطا کے نا فہمائے اغلاط وخطا کے مہلک ہے ہین کہ آدمی دیکھتے دیکھتے بیزار ہو جاتا ہی کہان تک کوئی خطا کا حساب کرے اسواسطے لاچار ہو کر اس جگہہ اسی قدر پر اختصار کیا دلیل **چہارم** عبد الملک سجاوندی مہدوی نے سراج الابصار مین نقل کیا کہ منہا ماروی ابو سعید مولی ابن عباس قال سمعت ابن عباس یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انی لارجوان لاتذهب الایام واللیالی حتی یبعث الله منا اهل البیت غلاما شابا حدثا لم تلبسه الفتن ولم یلبسها یقیم امر هذه الامة کما فتح هذا الامر بنا ارجوان یختمه الله بنا اخرجه الحافظ ابو بکر البیهقی فی البعث والنشور ومنها ماروی عن ابی جعفر بن علی رضی الله عنهما قال سئل امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی الله عنه عن صفة المهدی فقال هو شاب مربوع من الوجه یسیل شعره علی منکبه یعلو نور وجهه سواد شعره ولحیته ورأسه ومنها ماروی عن ابی عبد الله الحسین بن علی رضی الله عنهما انه قال لو قام المهدی لانکره الناس لانه یرجع الیهم شابا موفقا وان من اعظم البلیة ان یخرج الیهم شابا وهم یحسبونه شیخا کبیرا انتہی القصہ سوائے صاحب سراج الابصار کے دوسرے مصنفین اس فرقے کے بھی ان روایات کو نقل کرتے ہین اور نہایت فخر کرتے ہین کہ ہمارے مہدی اس صفت کے تھے حالانکہ یہی روایات مذکورہ مسلمہ انکے انکے مہدی کی تکذیب کرتے ہین اسواسطے کہ ان تینون روایتون سے ثابت ہوتا ہی کہ مہدی موعود جوان عالم شباب مین ہونگے اور انکے مہدی نے جسوقت انسٹھوان سال اونکی عمر کا شروع ہوا تب مہدویت کا دعوی کامل کیا اور تریسٹھ برس کی عمر پاکر انتقال کیا پس یہ روایات انکے حال کے منافی ہین اسلیے کہ روایت اول مین ہی کہ حضرت رسالت پناہ نے فرمایا کہ مجکو امید ہی کہ رات و دن تمام نہونگے یہان تک کہ اللہ تعالی ہم اہل بیت مین سے ایک لڑکا جوان نوعمر اوٹھاوے گا اور روایت دوم مین ہی کہ جناب مرتضوی سے جب لوگون نے صفت مہدی کی پوچھی تو فرمایا کہ وہ شاب یعنی جوان ہی میانہ روے کہ بال اوسکے دونون کندھون تک پہونچتے ہین اور نور چہرے کا بالون کی سیاہی پر اور داڑھی اور سر پر تابان اور

دلیل چہارم روایات مذکورہ سراج الابصار حالانکہ عبد الملک سجاوندی اور تمام مہدویون نے ان دونون روایات کے معنی مین دھوکا کھایا

نمایان ہی اور روایت سوم مین ہی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب مہدی قائم ہونگے
لوگ انکار کرینگے اور سبب انکار کا یہ ہوگا کہ وہ اونکی طرف عالم شباب مین رجوع کرینگے اور بڑی
بلا یہ ہوگی کہ مہدی جوان برآمد ہونگے اور لوگون کو گمان یہ ہوگا کہ مہدی ایک شیخ کبیر ہونگے
انتہی یہان صاف ظاہر ہوا کہ مہدی جوان کا انکار بڑی بلا ہی کہ وہ مہدی موعود ہی اور مہدی
شیخ کبیر کا انکار ضرور ہی کہ وہ مہدی گمانی وخیالی عوام الناس ہی نہ موعود حضرت رسالت
اور جناب شاہ ولایت اور امام حسین منبع شہادت سلام اللہ علیہم اور مہدی جونپوری شیخ ہین
شاب نہین ہین اسواسطے کہ پچاس برس کے بعد آدمی شیخ کہلاتا ہی اسی برس تک یا آخر عمر تک
جیسا کہ قاموس مین لکھا ہی اور اطبا لکھتے ہین کہ سن انسانی کے چند درجے ہین آول طفولیت یہ
اوس زمانے کا نام ہی کہ بچے کو طاقت پھرنے چلنے کی نہووے بعد اوسکے صبی یہ اوس وقت
کا نام ہی کہ چلتا پھرتا ہی لیکن اعضا سخت ومضبوط نہین ہوئے ہین بعد اوسکے سن ترعرع یہ
اون ایام کو کہتے ہین کہ اعضا مضبوط ہین لیکن بلوغ ابھی دور ہی بعد اوسکے سن غلامیۃ اور
رہاق کہ زمانۂ قریب بلوغ کا نام ہی تا بلوغ بعد اوسکے سن فتی کہ قریب تیس برس تک یہی نام ہی
اور یہان تک جسم آدمی کا نشو ونما کرتا ہی اس سبب سے ان سب اقسام کو سن نمو بولتے ہین
بعد اوسکے تیس برس سے چالیس برس تک سن شباب ہی اور اسے سن وقوف کہتے ہین یعنی
جسم ٹھہرا ہوا ہی کہ نہ گھٹتا ہی نہ بڑھتا ہی اور بعد اوسکے سن کھولت ہی اور وہ چالیس برس سے قریب
ساٹھ برس تک ہی بعد اوسکے سن شیخوخت اور وہ قریب ساٹھ برس سے آخر عمر تک ہی اب غور
کیجیے کہ شیخ جونپوری نے وقت ادعاے مہدویت کے اٹھاون برس کے ہوکر انسٹھوین برس
مین قدم رکھا تھا کہ وقت قریب ساٹھ کے کہلاتا ہی اور ابتدا شیخوخت ہی بموجب تقسیم اطبا کے
اور بموجب قول صاحب قاموس کے کہ بعد پچاس برس سے شیخوخت شروع ہوتی ہی شیخ ہونیکے
آٹھ برس کے بعد دعوی کیا کہ اوس وقت اچھے خاصے شیخ کبیر تھے اور ظاہر ہی کہ حضرت رسالت
اور علی مرتضی اور امام حسین علیہم السلام عرب ہین کہ زبان عرب مین بات کرتے ہین معنی اونکے
کلام کے وہی ہین جو کہ لغت عرب سے ثابت ہووین ورنہ امان لغت سے اوٹھ جاوے
اور ہر شخص کے جیسا دل مین آوے ویسا سمجھ لیا کرے آپ بموجب تمھاری روایات کے

ان شیخ کبیر کا انکار اور مہدی شاب حدث کا انتظار چاہیے کہ یعلو نور وجہہ سواد شعرہ اوپر صادق آوے اسواسطے کہ تمھارے مہدی پر جیسا کہ شاب نہین صادق ہی سواد شعر یعنی سیاہ بال ہونا بھی نہین صادق ہی کیونکہ سواد الشعر جبھی بولا جاتا ہی کہ سب بال کالے ہون یا اکثر اور اگر آدھے سفید ہون تو اوسکو عربی مین کھل فارسی مین دو مویہ ہندی مین کھچڑی بال والا یا ادھیڑ کہتے ہین سیاہ ریش اوسکو کوئی نہین بولتا ہی اور شیخ جونپوری دو مویہ تھے جیسا کہ شیخ فضائل مین لکھا ہی کہ مقام فراہ مین وقت دفن کرنے مہدی کے شاہ نظام قبر مین اوترے اوسوقت انکی نگاہ سید محمود فرزند مہدی پر پڑی تو دیکھا کہ فی الحال دو مویہ سپید ہو گئے ہین حالانکہ اول سیاہی زیادہ تھی لیکن اوسوقت دو مویہ ہو گئے تا کہ مہدی کے حلیے سے مشابہت ہو جاوے اوسیوقت سے انکا لقب ثانی مہدی مقرر پایا اس سے معلوم ہوا کہ مہدی دو مویہ تھے اور جب کہ بیٹے سفید ہو گئے تھے باپ کی سفیدی مین کیا شک ہی اور انکے مہدی کے دو دعوے اور بھی مشہور ہین ایک مرنے سے سات برس اول یعنی چھپن برس کی عمر مین دوسرا نو برس اول یعنی تریپن برس کی عمر مین ان دعاوی کے بعد ساکت ہو رہے ہین ان دعوون کا کیا اعتبار ہی اسواسطے کہ ایسے دعوے تو انکی کتابون مین وقت پیدایش سے منقول چلے آتے ہین چنانچہ شواہد الولایت کے چوتھے باب مین مذکور ہی کہ انھون نے لڑکپن مین پہلے یہی بات کی کہ مہدی موعود آیا اور بعد اوسکے بھی کبھی کبھی یہ سخن جاری ہوا کرتا تھا اور انکی کتابون مین مذکور ہی کہ دانا پور کے جنگل مین انکی بی بی اور بیٹی نے تصدیق مہدویت کی بھی کی پس یہ دو دعوے بھی مانند اونھین دعاوی دیرینہ کے ہوئے اور قطع نظر اس سے ان دو دعوون کے وقت مین بھی صاحب قاموس کی تحریر کے موافق شیخ تھے اور اطبا کے قول کے موافق کھل تھے شاب کسی کے قول پر نہین بن سکتے ہین کہین شیخ بھی شاب ہو سکتے ہین لیت الشباب یعود ایک خیال خام ہی شعر

شیئان عجیبان ہما ابرد من یخ — شیخ یتصبی وصبی یتشیخ

غرض کہ یہ روایات کہ تمھارے لئی ہوئی ہین ہماری ہو گئی ہین وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء حیرت ہی کہ انکے سب مصنفین ان روایات پر نازان ہین یہان تک کہ سجاوندی بھی کہ علمائے بااسد کہلاتے ہین بھولتے ہین کہ امام منصف قول حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ انکا ہونا بذات ہمارے مہدی سے ہی منصف

ف دلیل پنجم حدیث مجدد دین اور نہایت گڑبڑ اور غلط گوئی مہدویونکی اوسکی شرح مین اور ایک حدیث جھوٹی وضع کرنا

کہتا ہی کہ تمھاری کج فہمی کا میرے پاس علاج نہین ہی قول امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب ہی کہ بسبب شباب کے انکار مہدویت کا مؤیدات سے ہی نہ بسبب شیخوخت کے کہ ایسا انکار خود حضرت امام حسین بھی کرتے ہین غرض کہ ایک کو بھی اسقدر استعداد نصیب نہین ہی کہ عبارت عربی کو سمجھا کرے کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ دلیل پنجم مشکوۃ مین سنن ابی داؤد سے منقول ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان اللہ عز وجل یبعث لھذہ الامۃ علی رَاْسِ کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دِینھا یعنی بتحقیق اللہ تعالی اوٹھاویگا واسطے فائدے اس امت کے انتہاے سر سو برس پر ایسے شخص کو کہ تازہ کردیگا واسطے امت کے دین اوسکا انتہی سراج الابصار مین لکھا ہی کہ اس حدیث کی شرح مین مذکور ہی کہ مجدد دسوین صدی مین مہدی ہین جیسا کہ تنبیہ الجزرہ وغیرہ کتب مین مذکور ہی اور جیسا کہ نووی نے ذکر کیا اور السیئی ولی صادق سید محمد گیسو دراز نے ایک ملفوظ مین کہا ہی اور طبری نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا کہ مہدی نوسو پانچ پر ظاہر ہونگے اور اس ذات کا ظہور بھی اسی تاریخ پر ہوا انتہی اور شواہد الولایت مین ونتیسوین باب مین حدیث کے اخیر مین یہ عبارت بڑھا دی کہ وفی المائۃ العاشرۃ الاخیرۃ لا یکون سوی المھدی انتہی بلکہ مصنفین مہدویہ نے ایک حدیث مستقل بنادی کہ سیخرج من امتی مھدی علی راس کل مائۃ سنۃ تسعۃ منھم لغوی وَالعَاشِر موعود من امن بہ فقد امن بی ومن کفر بہ فقد کفر بی چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین مذکور ہی پھر اس حدیث خانہ ساز کی مہدویون نے ایسی قدردانی کی کہ جیسا کہ اپنے مہدی کی سند نسل ایمۂ اہلبیت تک پونہچادی اس حدیث کی سند اصل ایمۂ حدیث تک لگادی چنانچہ سید مصطفی مہدوی اپنی کتاب اثبات مہدویت مؤلف سن بارہ سو تینتیس مین لکھتے ہین کہ ذکر کردہ شدہ است در سنن ابی داؤد وصحیح ترمذی ومشارق وحاشیۂ شرح مقاصد وملفوظ میران محی الدین وغیر آن کَمَا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیخرج من امتی مھدی علی راس کل مائۃ سنۃ تسعۃ منھم لغوی والعاشر موعود من امن بہ فقد امن بی ومن کفر بہ فقد کفر بی اثر این حدیث در ظہور آمد بدرجہ حدیث متواتر رسید قابل یقین گشت زیرا کہ بر سر ہر صدی شخصے دعوی مہدویت کردہ رجوع کرد و بر سر صدی دہم مہدی موعود دعوی کردہ تا زیست مصر ماند و اسم آن نہ کس را نیست قال الشارح ان ھؤلاء التسعۃ فاولھا

خواجہ حسن بصری پنج روز دعوی کردند والثانی خواجہ جنید بغدادی بست روز والثالث خواجہ عثمان مغربی دہ روز والرابع خواجہ حسن نوری پنج روز والخامس خواجہ حسن عبد اللہ جنید یازدہ روز والسادس شیخ عیسی پانزدہ روز والسابع امیر سید عبد القادر گیلانی یکماہ والثامن شیخ محی الدین عربی دوازدہ روز والتاسع سید محمد گیسو دراز دو ماہ دعوی کردند عاشر سید محمد مہدی موعود دعوی مہدویت کردہ تا زیست مصر ماند حدیث مذکور از صحاح ستہ آوردہ شد انتہی مع اغلاطہ **جواب** غرض کہ مہدویون کے خزانے مین جھوٹ کی کچھ کمی نہین اور طوفان کذب و بہتان کا انکی کتابون مین موج زن ہی اور روایت کشی اور بیان کا سلیقہ انکو ایسا طرفہ ہاتھ لگا ہی کہ انکی تحریرات کو دیکھکر یہی شعر انکے حسب حال یاد آتا ہی ؎

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا	چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا

داب مناظرے کا یہ ہی کہ تصحیح نقل ناقل پر لازم ہی اول چاہیے کہ ثابت کردیوین اور جن کتابون کے حوالے دیے ہین اونمین اپنے مضامین منقولہ کو دکھا دیوین کہ طبری نے کیا لکھا ہی اور نووی نے کس جا اور خواجہ گیسو دراز نے کس ملفوظ مین فرمایا ہی اور دوسری حدیث خانہ ساز صحاح ستہ مین کس جا پر ہی اور اون نو مہدی الغوی کا دعوی کہان لکھا ہی اور کس نے نقل کیا ہی اغلب کہ جیسا کہ یہ دوسری حدیث بے اصل ہی ویسا ہی نقول سابقہ بھی صحت کو نہ پونہچین گی اور اگر کوئی صحت کو بھی پونہچے تو اوہر منقول عنہ کی تجویز و تخمین ہووے گی اسواسطے کہ اس باب مین کوئی حدیث تعین سن و سال مین ثابت نہین ہوئی اور تخمین اور قیاس کا ایسے امور غیبی مین کیا اعتبار ہی اسواسطے کہ جیسا کہ قیامت کی تاریخ اللہ تعالی نے کسی کو نہین بتلائی چنانچہ فرمایا ہی کہ یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَۃِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ یعنی پوچھتے ہین تم سے ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگ وقت قیامت کا کہو نہین ہی علم و دریافت اوسکی مگر نزدیک اللہ تعالی کے کلام عرب مین انما کلمہ حصر کا ہی کہ دال ہی اسبات پر کہ ادراک وقت قیامت منحصر ہی ذات باری پر حالانکہ قیامت کے آنے پر سب مسلمانون کو یقین ہی لیکن وقت و تاریخ اوسکی کسیکو نہین معلوم ایسی مقدمات قیامت یعنی امام مہدی کا ظاہر ہونا اور دجال کا نکلنا اور حضرت عیسی کا اوترنا اور یاجوج ماجوج کا آنا اور دابۃ الارض کا نکلنا اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا وغیرہا انمین سے کسی کی تاریخ سوائے خدائے تعالی کے کسی کو معلوم نہین ہی اسی سبب سے بعضے بزرگون نے کہ اس مقدمے مین اٹکل دوڑائی اور تخمین قیاس سے بعضون کی تاریخ ٹھہرائی نہایت خطا پائی چنانچہ

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین نقل فرماتے ہین
کہ لوگون کی زبان پر ایک حدیث مشتہر ہوئی ہے کہ النبی علیہ السلام لا یمکث فی قبرہ الف
سنۃ یعنی پیغمبر علیہ السلام اپنی قبر شریف مین ہزار برس نہ ٹھہرینگے اور مین اسکا جواب دے چکا ہون کہ
یہ حدیث باطل ہے کہین اسکی اصل نہین ثابت ہوتی ہے اس پر عجب ماجرا یہ ہے کہ امسال سنہ آٹھ سو
اٹھانوے مین ایک شخص ایک بڑے عالم ہمعصر کے فتوے کی نقل لایا کہ جسکا رد ادب کی راہ سے
مجکو کرنا معلوم ہوتا ہے اوسمین لکھا تھا کہ اوس بزرگ نے اس حدیث پر اعتماد کرکے تجویز کیا ہے کہ دسوین
صدی مین خروج مہدی کا اور دجال کا اور نزول عیسی علیہ السلام کا ہوکر اور تمام علامات قیامت ظہور
پاکر صور پھونکا جاوے گا اور بعد چالیس برس کے قبل تمام ہونے ہزار برس کے دوسرا نفخہ صور کا ہوکے
حشر قائم ہوجاوے گا مجکو ایسے شخص سے یہ کلام صادر ہونا نہایت بعید معلوم ہوا اسلیے کہ ہزار مین
فقط ایک سو دو برس باقی ہین اور ان تمام امور مذکورہ کا اس مدت مین واقع ہونا غیر ممکن ہے اسواسطے
کہ روایات کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی سات برس پیشتر دجال سے رہینگے اور دجال بھی تمامی
صدی پر نکلے گا اور کچھ کم دو برس رہے گا اور عیسی علیہ السلام اوترکر اوسکو قتل کرکے چالیس برس
زمین مین زندہ رہینگے پھر بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے آدمی ایک سو بیس برس دنیا مین بسینگے
اور درمیان دو نفخون کے چالیس برس کا فاصلہ ہے یہ سب دو سو نو برس ہوتے ہین اور مابین خروج دجال
اور طلوع شمس کے معلوم نہین کہ کسقدر فاصلہ ہوگا اور اب تک نہ مہدی ظاہر ہوئے نہ دجال نکلا اور
مہدی و دجال سے پہلے بہت سی علامتین ہین کہ اسکا ہونا دراز اوسکے واسطے چاہیے اونمین سے کوئی واقع
نہوئی پس کسطرح ممکن ہے کہ سن ہزار کے اندر سب کچھ ہوجاوے یہ محال ہے بلکہ اگر انتہائے ہزار پر خروج دجال
ہووے جیسا کہ بعضے علما نے احتمالاً مقرر کیا ہے جب بھی بعد اوسکے دو سو سے زیادہ دنیا رہے گی
اور اگر گیارھوین صدی پر خروج دجال ہوا تو اور بھی زیادہ مدت چاہیے لیکن البتہ یہ اصلاً ممکن نہین
کہ پندرہ سو تک مدت پہنچے انتہی ملخصاً اب غور کیا چاہیے کہ ایسے بزرگ نے کہ شیخ جلال الدین
خاتم الحفاظ والمحدثین اوسکا مقابلہ کرنے بے ادبی سمجھتے ہین ایسی حدیث بے اصل کو سنکر اتنا بڑا
دھوکا کھایا کہ قیامت برپا کردی اب ہم لوگ دو سو پچاسی برس سے اوس بزرگ کے خیال مین
میدان محشر مین ہین اور وہ بزرگ عالم برزخ مین دنیا کی آبادی دیکھکر اپنی تجویز پر نادم ہوتے

امور آیندہ غیبیہ کے تعیین وقت مین خیال و قیاس دوڑا کر بڑے بڑے علما و کاملین نے دھوکا پایا اور تجویز ظہور مہدی کا سن ہزار پر جسکی احتمالا کی مونہ تحقیقا

ہونگے اور یہ بھی شیخ کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ تجویز بعضے علما کی ہزار پر خروج دجال کو کہ اونکے
نزدیک مستلزم ہی تقدم خروج مہدی کو وہ بھی احتمالا ہی اسی سبب سے غلط نکلی بلکہ کیا عجب ہی کہ خود
شیخ رحمتہ اللہ علیہ کی تجویز پندرہ سو کی بھی غلط نکلے چنانچہ اوسکی تفصیل آگے آوے گی
انشاء اللہ تعالی بلکہ اس سب سے بڑھکر سنئے کہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادے علی مرتضی
رضی اللہ عنہما کے فرماتے ہین کہ مالک ہونگے بنو عباس یہان تک کہ مایوس ہونگے آدمی خیر
سے پھر پراگندہ ہو جاوے گا کام اونکا سن بچانوے مین یا ننانوے مین اور مہدی سن دوسو
مین قائم ہونگے اور حضرت جعفر سے روایت ہی کہ فرمایا مہدی سن دوسو مین قائم ہونگے اور ابن
ابی قبیل سے روایت ہی کہ آدمیون کا اجتماع مہدی پر سنہ دوسو چار مین ہوگا یہ سب روایات
رسالۂ کشف مین نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے منقول ہین اور شیخ نے انسے مراد یہ لی کہ ایک
ہزار دوسو پر مہدی کا ظہور ہوگا حال آنکہ نہ یہ ہوا نہ وہ ہوا اور سلطنت بنی عباس کی پانسو بیس
برس طول پاکر ہلاکو خان کے ہاتھ سے زوال پذیر ہوئی غرض کہ جب کہ ایسے ایسے اکابر کرام کو کشف
اور اجتہاد مین خطا ہوتی ہی تو حضرت گیسو دراز اور نوومی اور طبری سے بشرط صحت نقول کے
کیا عجب ہی اسواسطے کہ سوائے انبیا علیہم السلام کے نہ صحابہ معصوم ہین نہ ایمہ اور تابعین
اور علم غیب سوائے حضرت علام الغیوب کے کسیکو نہین ہی مگر انبیا اور رسولون کو وحی کی تعلیم و وحی
سے جو کچھ معلوم ہوتا ہی وہ بلا شبہ صحیح نکلتا ہی فسبحان من لا یظھر علی غیبہ احدا
الا من ارتضی من رسول اور اس مقدمے مین آج تک حضرت رسالت سے کوئی روایت
ایسی ثبوت کو نہ پونہچی کہ اوسمین سن و تاریخ کی تعیین ہو مگر مہدویون کے علمانے کہ وضاعی مین
بڑی دستگاہ رکھتے ہین چنانچہ شواہد الولایت اور مطلع الولایۃ اور انصاف نامہ وغیرہ کتابین حادیث
موضوعۂ باطلہ سے مالا مال ہین اس مقدمے مین بھی ایک حدیث حسب دلخواہ بنالی کہ سابق مین
مذکور ہو چکی اور اوسکی شرح مین نومہدی اللغوی کا بیان اس واہیات کے ساتھ کیا کہ اپنی فہمی
انتہا کو پونہچادی اول یہ کہ ان نو بزرگ کا دعوی مہدویت کرنا اسکو کہان سے ثابت ہوا یا یہ کہ
جیسا کہ حضرت رسالت پر افترا کیا اور حدیث نے اصل کی نسبت حضرت کی طرف کر دی
بلکہ کتب صحاح کی طرف بھی نسبت لگادی ویسی ان بزرگون پر بھی اتہام کیا دوسرے یہ کہ

یہ بھی نہ سمجھا کہ بعضے انمین اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی نہین ہین چنانچہ حسن بصری و محی الدین عربی وغیرہ یہ لوگ کیونکر خلاف متواتر دعوی مہدویت کرتے تیسرے یہ کہ بعضی صدی کا بیسوان کو مہدی ٹھہرایا کہ اونکا وجود اوس صدی مین نتھا چنانچہ حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تولد سنہ چارسو اکھتر مین ہی اور وفات سنہ پانسو اکسٹھ مین ہی اور مہدوی مذکور نے اونکو مہدی ساتوین صدی کا مقرر کیا اور شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا تولد سنہ پانسو ساٹھ مین اور وفات سنہ چھہ سو اڑتیس مین ہی چنانچہ نفحات الانس وغیرہ مین مسطور ہی اور مہدوی صاحب تصنیف اونکو مہدی آٹھوین صدی کا ٹھہراتے ہین وقس علی ذلک سبحان اللہ کیا معلومات ہی جیسا کہ علم کلام مین یہ لوگ سلیقہ رکھتے ہین ویسی علم تاریخ مین بھی غنے بدل رکھتے ہین اور پھر کشوف آسمانی اور علوم نفسانی کا کیا پوچھنا ع سالیکہ نکوست از بہارش پیداست یہان ایک نقل حسب حال یاد آئی **حکایت** دہلی مین ایک درویش وارد ہوئے اور دارا شکوہ نے اپنے باپ شاہ جہان بادشاہ کے سامنے اونکی نہایت ثنا خوانی کی اور خواہان اسبات کے ہوئے کہ بادشاہ اوسکے مکان پر چلین نواب سعد اللہ خان وزیر نے عرض کی کہ بعد تحقیقات کے جانا چاہیے دارا شکوہ رنجیدہ ہوئے شاہ جہان اونکی خاطر سے سوار ہوئے جب بادشاہ مع دارا شکوہ و سعد اللہ خان کے فقیر صاحب کی خدمت مین پونہچے اونھون نے اپنے کمالات اور معلومات ظاہر کرنا شروع کیے اول بولے کہ سکندر ذو القرنین اچھے شخص تھے کہ مرتے مرتے تمھارے دادا امیر تیمور کو بادشاہی دے گئے شاہ جہان متحیر ہوئے کہ یہ کیا گپ ہی کہان سکندر اور کہان تیمور کہ دونون مین ہزارہا سال کا فاصلہ ہی لیکن عالی حوصلگی سے چپ ہے بعد اوسکے فقیر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے دادا تیمور بھی اچھے آدمی تھے لیکن یہ برا کیا کہ امام حسین کو شہید کروادیا شاہ جہان سے یہ سخن سنکر چپ رہا گیا بولے کہ یہ کیا کلام ہی امام حسین کو یزید پلید نے شہید کرایا امیر تیمور بعد صدہا برس کے اس واقعے سے پیدا ہوئے اور امیر تیمور کو جناب امام مین نہایت اخلاص و اعتقاد تھا فقیر صاحب نے کہا کہ جہان پناہ آپکو معلوم نہین ہی یزید کو تیمور نے اشارہ کیا تھا جب اوسنے ایسا کام کیا شاہ جہان نے حیران ہوکر نواب سعد اللہ خان کیطرف دیکھا اونھون نے عرض کیا کہ یہ بزرگ قطع نظر کمالات نفسانی

سے تاریخ وانی مین بھی لاثانی ہین آپ یہان سے تشریف لے چلیے انتہی تحقیقات میان سید مصطفی کی نعمین کہ جنھون نے اٹھائی سیر کی کتاب اثبات مہدویت مین لکھی ہی آب میان عبد الملک کہ جنکا لقب علماے بالمہدی ہی اونکی خوبی فہم ملاحظہ کیجیے کہ حدیث ابی داؤد کہ ان اللہ عز وجل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کو اپنی دلیل ٹھہراتے ہین اسواسطے کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر صدی کے راس پر ایک مجدد ہوگا اور اسکے شارحین اور نووی اور خواجہ گیسودراز لکھتے ہین کہ دسوین صدی کے راس پر مہدی مجدد ہونگے اور ہمارے پیر کی ذات بھی اسی تاریخ پر ہوئی انتہی یہ بزرگوار کو اتنا فہم نہین ہی کہ راس صدی سے انتہا صدی مراد ہی اور انکے پیر نوسو پانچ پر ہوئے پس دسوین صدی کے راس پر کس طرح مجدد ہوئے اگر بالفرض امام نووی اور سید گیسودراز سے نقل صحت کو پونہچے تو وہی تمھاری تکذیب کریگی کہ وہ کہتے ہین کہ انتہاے دسوین صدی کے مجدد مہدی ہین اور تمھارے پیر انتہاے نوین صدی پر ہوئے پس مہدی موعود نہوئے بلکہ تمھارا لوگون کی دوسری حدیث کے موافق مہدی لغوی ہوئے اور تمام دعوی لغو ہوگیا اور راس صدی سے معنی ابتداے صدی کے ہرگز نہین بن سکتے ہین اسواسطے کہ تمھاری دوسری حدیث کے موافق پہلی صدی کی ابتدا مین مہدی لغوی کون ہی اگر حضرت رسالت پناہ کو ٹھہراؤ تو قطع نظر اس گستاخی کے تمھاری حدیث مین سنیچ من امتی مہدی کا لفظ ہی حضرت آپ اپنی امت مین سے کسطرح ہوسکتے ہین اور میان مصطفی مہدوی جھوٹے ہوجاوینگے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو پہلی صدی کا مہدی ٹھہرایا ہی وہ ابتداے صدی اول مین کہان تھے اور محاورہ عرب و عجم کے خلاف ہوجائے گا کہ شائع و رائج معنی انتہا ہی چنانچہ بولتے ہین کہ راس ستین و راس سبعین و راس حول اور روس جبال اور روس نخل اور فارسی مین سر درخت اور سر کوہ سب بمعنی انتہا کے ہین اور اسی طرح حدیث ترمذی مین بھی اس معنی انتہا کے ہی کہ ارایتکم لیلتکم ھذہ علی راس مائۃ سنۃ منھا لا یبقی ممن ھو علی ظھر الارض احد یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخر حیات مین ایک رات ایسا فرمایا کہ اس رات سے سو برس کی تمامی پر کوئی شخص اون لوگون مین سے کہ آج اوپر زمین کے ہین باقی نرہے گا زمین کے اوپر ہونے والون سے اشارہ اس طرف ہی کہ زمین کے نیچے یا پانی اور ہوا پر رہ سکتے ہون بلکہ پاہر ہونے زمین سے ہون اس قید سے حضرت خضر و الیاس و ملائکہ زمینی اور جن و شیاطین

تحقیق عبد الملک سجاوندی کا اور تحقیق معنی راس کا حدیث مین

وابلیس اور سکان زیر زمین خارج ہوگئے اور باقی سب اہل زمین موافق فرمانے حضرت صادق مصدق کے تمامی صدی تک تمام ہوگئے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے آخر مین ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ نے سنہ ایکسو دو مین مکہ معظمہ مین رحلت کی یعنی اس حدیث کے فرمانے سے اٹھانوے برس کے بعد اور بعد صدہا برس کے جسنے دعوی صحابیت کا کیا وہ محدثین کے نزدیک جھوٹا نکلا جیساکہ رتن ہندی اور قیس بن تمیم گیلانی وغیرہما اور حدیث ابی داؤد مین لفظ کل مائۃ سنۃ کا عام ہی کہ عموم و استغراق اوسکا مفاد ہی کہ صدی اول کو بھی ضرور شامل ہی اگر رأس بمعنی ابتدا کے لیوین کہ زمانہ تکلم کی نسبت ماضی ہی معنی یبعث مضارع کے بگڑ جاتے ہین پس متحقق ہوا کہ جس شخص نے معنی ابتدا کے بھی درست جانے ہین نادرست ہین اور بعضے مہدوی اپنی کتابون مین دعوی کرتے ہین کہ اجماع اہل تاریخ کا ہی کہ نو سو پانچ پر مہدی ہونگے اور نہین سمجھتے ہین کہ ایک طبری کے لکھنے سے غیب کی بات پر اجماع کیونکر ہوا اور وہ بھی اب تک ثابت نہین کہ طبری نے کہان لکھا ہی اور کہان سے معلوم کیا اسواسطے کہ طبری عیب دان نتھے اگر کوئی سند رکھتے ہین تو پیش کرین ورنہ گفتگو لا طائل ہی علاوہ یہ ہی کہ اب تک یہ بھی ثابت نہوا کہ مہدوی کونسے طبری سے یہ عبارت نقل کرتے ہین اسواسطے کہ طبری جیساکہ تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہی متعدد ہین ایک محمد بن جریر طبری شیعی کہ اوسنے ایک کتاب مثالب صحابہ مین تصنیف کی اور ایک کتاب امامت مین لکھی کہ نام اوسکا ایضاح المسترشد ہی علماء شیعہ اکثر اسی کتابون سے نقل کرتے ہین اور مجملاً کہتے ہین کہ طبری مین یون لکھا ہی اور ناظرین دھوکا کھاتے ہین کہ شاید مراد کتاب محمد بن جریر طبری شافعی کی ہی کہ مشہور بتاریخ کبیر ہی اور اصح التواریخ ہی اور یہ کتاب تاریخ کبیر نہایت نادر الوجود ہی کم کسیکو اوسکا نسخہ میسر آیا ہی اب کہ تاریخ طبری خلق مین مشہور ہی وہ اصل تاریخ طبری نہین ہی بلکہ اوسکا مختصر ہی کہ مخترعات علی بن محمد عدوی ابو الحسن سمساطی شیعی سے ہی کہ اوسنے تاریخ طبری کو مختصر کرکے اوسمین اپنی طرف سے افراط و تفریط کی ہی اور بسبب آسانی عبارت کے مشہور و رائج ہوگئی اور مترجمین اوس مختصر کے بھی اکثر شیعہ گذرے ہین پس تحریف در تحریف اوسمین واقع ہوئی پس ناقلین اوس مختصر سے نقل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تاریخ طبری مین ایسا لکھا ہی حالانکہ اصل تاریخ مین اس روایات کا نام و نشان پیدا نہین ہی اور اس مختصر نے بہت سے موضوعین اہل سنت کی

راہ ماری ہی کہ جو کچھ اوس مختصر مین دیکھتے ہین اصل کیطرف نسبت کر دیتے ہین انتہی مختصر امن المقامین
من باب المکائد آب بخوبی ظاہر ہوا کہ مہدویون کے علماے باعد عبدالملک سجاوندی کی راہ بھی اسی
مختصر نے ماری ہی اسواسطے کہ اصل تاریخ انکو کہان سے نصیب ہوئی اگر ہی تو ثابت کرین کہ ناقل پر تصحیح
نقل کا ذمہ ہی دوسرا قرینہ یہ کہ شیخ جلال الدین السیوطی کہ ناظر ہین تاریخ طبری کے اور رسالہ کشف مین
کہ اس قسم کی روایات کا استیعاب کیا ہی اور اوسمین طبری سے بھی نقل کی ہی اگر یہ روایت بھی طبری
مین ہوتی تو ضرور نقل کرتے تیسرا قرینہ یہ کہ راقم الحروف نے شہر دارالاسلام بغداد مین تاریخ علامہ ابن
اثیر کا مطالعہ کیا اوسمین لکھتے ہین کہ اصل اسکی تاریخ طبری ہی کہ کوئی مقام اوسکا اس مین فروگذاشت
نہوا ہی اور سوا اوسکے دوسری تواریخ سے بھی اضافہ کیا گیا اور خصوصیت کسی قوم یا ملک کی ملحوظ
نہین بلکہ تمام اہل دنیا کی تاریخ ہی کہ اسکے ہوتے ہوئے کسی تاریخ کی حاجت نہین اوسمین اس روایت
نوسو پانچ کا کہین پتا نہ لگا اور دوسری نقل کہ نووی او رخواجہ گیسو دراز سے کی ہی بیان نکیا کہ
نووی نے کہان لکھا ہی اور خواجہ گیسو دراز نے کس ملفوظ مین فرمایا ہی بعضے مہدویون نے کتابون مین
لکھا ہی کہ نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی شرح مسلم نووی مانند تاریخ طبری کے نایاب نہین ہی ہزارہا
نسخہ اوسکا موجود ہی بیان کرنا چاہیے کہ کہان لکھا ہی اور کہان سے اخذ کیا ہی کیونکہ ایسے مقدمات
مین کشف و قیاس و ظن دلیل نہین ہوسکتا ہی اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا **فائدہ جلیلہ**
بیان عمر دنیا مین شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پندرہ سو برس کا تخمینہ قیامت کا
کیا ہی اوسکی وجہ یہ کہ رسالۃ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین لکھتے ہین کہ حکیم ترمذی نے
نوادر الاصول مین کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ شفاعت قیامت کے روز میری امت مین سے اون لوگون کے واسطے ہی کہ گناہ
کبیرہ کرکے بے توبہ مرے ہین یہ لوگ جہنم کے باب اول مین ہونگے کہ چہرے انکے سیاہ
نہونگے اور آنکھین انکی نیلی نہونگی اور انکو طوق نہ پہنائے جائینگے اور نہ شیاطین کے ساتھ
زنجیرون مین باندھے جاوینگے اور نہ گرزون سے مارے جاوینگے اور نہ درک جہنم مین ڈالے
جائینگے انمین سے بعضے وہان ایک ساعت رہکر نکلین گے اور بعضے ایک دن اور بعضے ایک
مہینا اور بعضے ایک سال رہکر نکلین گے وَاَطْوَلُهُمْ فِیْهَا مَکْثًا مَّنْ یَّمْکُثُ فِیْهَا مِثْلَ الدُّنْیَا

فائدہ جلیلہ بیان عمر دنیا مین اور تحقیق معنی حدیث الدنیا سبعۃ آلاف سنۃ

مُنذُ یَومِ خُلِقَت اِلیٰ یَومِ اُنْبِئتُ وَ ذٰلِکَ سَبعَۃُ اٰلافِ سَنَۃٍ وَ ذَکَرَ بَقِیَّۃَ الحَدِیثِ یعنی
سب سے زیادہ ٹھہرنے والا وہان اس امت مین سے وہ شخص ہی کہ دنیا کے برابر وہان ٹھہرے گا ابتدائے
پیدایش دنیا سے انتہائے فنا تک اور یہ سات ہزار برس ہین آلخ اور ابن عساکر نے انس رضی اللہ
عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مسلمان کی حاجت
للہ روا کرتا ہی اللہ تعالی اوسکے واسطے دنیا کی عمر برابر سات ہزار برس کے دنون کے روزے
اور راتون کا قیام لکھدیتا ہی اور ابن عدی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر دنیا سات دن ہی ایام آخرت سے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی
وَاِنَّ یَوماً عِندَ رَبِّکَ کَاَلفِ سَنَۃٍ مِمَّا تَعُدُّونَ یعنی ایک دن نزدیک تیرے رب کے
مانند ہزار برس کے ہی تمھاری گنتی سے اور طبرانی نے کبیر مین ضحاک بن زمل جہنی سے روایت
کی کہ کہا مینے ایک خواب دیکھا اور حضرت رسالت پناہ کے سامنے بیان کیا الحدیث اوسمین
یہ بھی تھا کہ مینے آپ کو یا رسول اللہ ایک منبر سات درجے والے کے اعلی درجے مین
دیکھا حضرت نے اسکی تعبیر مین فرمایا کہ دنیا سات ہزار برس کی ہی اور مین پچھلے ہزار مین ہون
اس حدیث کو بیہقی نے دلائل مین روایت کیا اور سہیلی نے کہا کہ یہ حدیث اگرچہ ضعیف
الاسناد ہی لیکن ابن عباس سے بطریق صحاح مروی ہوا کہ اونھون نے کہا دنیا ہفت
روزہ ہی ہر دن ایک ہزار برس کا اور رسول اللہ آخر مین اوسکے مبعوث ہوئے اور ابو جعفر طبری نے
اس اصل کو صحیح ٹھہرایا اور آثار سے اوسکی تائید کی اور ابن ابی حاتم نے تفسیر مین کہا کہ ابن عباس
نے فرمایا کہ دنیا آخرت کے جمعون مین سے ایک جمعہ ہی سات ہزار برس کا کہ چھ ہزار اوس مین سے
گذر چکے ہین اور ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم دلائل مین کہا کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ دنیا ایک
جمعہ ہی آخرت کے جمعون مین سے اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر مین محمد بن سیرین سے
روایت کی کہ وہ کہتے ہین کہ ایک مرد اہل کتاب مین سے مسلمان ہوا اور کہا کہ اللہ تعالی نے
آسمان و زمین کو چھ دن مین پیدا کیا اور ایک دن خدا کے پاس تمھارے ہزار برس کے
برابر ہی اور دنیا کی مدت چھ دن کی ٹھہرائی اور قیامت ساتوین دن مین مقرر کی پس چھ دن
گذر چکے اور تم ساتوین دن مین ہو اور ابن اسحق نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہود کہتے

تھے کہ مدت دنیا کی سات ہزار برس کی ہی اور ہم ہر ہزار کے عوض ایک دن عذاب مین ہین گے پس کل
سات دن ہم پر عذاب ہوکر منقطع ہوجاوے گا اسواسطے اللہ تعالی نے نازل فرمایا کہ قالوا
لن تمسنا النار الا ایاما معدودات ابن جریر اور ابی حاتم نے اسکو روایت کیا اور عبد
بن حمید نے مجاہد سے بھی ایسی روایت کی اور دینوری نے روایت کی کہ گرز عبادت مین بہت مشقت
کرتے تھے لوگون نے کہا کہ ایک ساعت اپنے تئین راحت دو کہا تمکو دنیا کی کیا مقدار پہنچی ہی بولے
سات ہزار برس کہا دن قیامت کی کیا مقدار ہے بولے پچاس ہزار برس کہا سات دن عمل کرنا کہ
اوس دن سے امن پاوے کیا مشکل ہی انتہی غرض کہ ان احادیث و آثار سے معلوم ہوا کہ عمر دنیا سات
ہزار برس ہی اور حضرت رسالت مآب کا وجود باجود ساتوین ہزار مین ہی اور شیخ جلال الدین سیوطی
وقت تصنیف اس رسالے کے ۸۹۸ھ آٹھ سو اٹھانوے ہجری مین نہایت متفکر ہوئے کہ سات ہزار برس
تمام ہوگئے اور دنیا تمام نہ ہوئی اسواسطے ایک توجیہ کی کہ مراد حضرت کی اس کلام سے کہ مین ساتوین
ہزار مین ہون یہ ہی کہ اکثر امت میری ساتوین ہزار مین ہی ورنہ حضرت بذات خود چھٹے ہزار مین ہین
اسواسطے کہ امام احمد بن حنبل نے کتاب العلل مین وہب سے روایت کی ہی کہ کہتے تھے دنیا کے پانچ ہزار
چھہ سو برس گذر چکے ہین اسلیے کہ مین ہر زمانے مین جو انبیا اور ملوک گذرے ہین انکو جانتا ہون انتہی
اور قول ابن عباس اور مسلم کتابی کے کہنے سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ چھہ ہزار گذر چکے ہین انتہی
لیکن اس توجیہ کی سند قوی نہین ہی اسواسطے کہ قول وہب سند نہین ہوسکتا ہی کیونکہ انھون نے
کوئی حدیث اس باب مین روایت نہ کی بلکہ اپنی تاریخ دانی سے پانچ ہزار چھہ سو برس کا گذرنا ثابت کیا
اسمین کچھہ حجت قوی نہین اسلیے کہ مورخون کا اسمین اختلاف ہی دوسرے اس سے زیادہ کے قائل ہین
چنانچہ صاحب تقویم التواریخ اور صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہی کہ ولادت باسعادت آنحضرت
کی ہبوط آدم سے چھہ ہزار اور ایک سو تر سٹھہ برس کے بعد ہوئی ہی اور یہی حساب حضرت کے صحیح کلام کے
مطابق ہی کہ مین پچھلے ہزار یعنی ساتوین ہزار مین ہون چنانچہ طبرانی کی روایت مین مذکور ہوچکا بخلاف
حساب وہب کے کہ اسکے خلاف ہی اور ابن عباس اور مسلم کتابی کے قول سے یہ بات صاف نہین نکلتی ہی
کہ بعد حضرت رسالت کے چھہ ہزار گذر چکے تاکہ حضرت کا چھٹے ہزار مین ہونا لازم آوے بلکہ ظاہر اس سے
یہی ہی کہ حضرت سے پیشتر چھہ ہزار گذر چکے ہین تاکہ مطابق ہووے صریح روایت طبرانی کے اور خود شیخ رحمۃ اللہ

علیہ نے جامع صغیر مین نقل کیا کہ فرمایا حضرت نے کہ اَلدُّنْیَا سَبْعَةُ اٰلَافِ سَنَةٍ اَنَا فِیْ اٰخِرِہَا
اَلْفًا یعنی عمر دنیا کی سات ہزار برس کی ہی اور مین اونمین سے پچھلے ہزار مین ہون اور غرض شیخ
کی اس توجیہ سے یہی ہی کہ اگر حضرت کو ساتوین ہزار کی ابتدا مین بھی فرض کرو اور عمر دنیا کی سات
ہزار ہی تو واقع کے خلاف ہوتا ہی اسواسطے کہ سات ہزار تمام ہونے کے قریب ہوگئے اور علامات
قیامت کہ اوسکی مدت قریب دوسوبرس کے چاہیے اب تک وجود مین نہ آئی اسواسطے توجیہ بالا سے
حضرت کو چھٹے ہزار مین فرض کرنا لیکن مطابق حساب وہب کے چھٹے ہزار کی چھٹی صدی مین فرض
کرنا تاکہ چودہ سوبرس مدت امت کی ٹھہرے کہ اوسمین سب علامات قبل سات ہزار کے بفراغت
ہوسکتے ہین اور اسی خیال سے شیخ نے فرمایا کہ پندرہ سو کو مدت امت کو پہونچنا ممکن نہین ہو کہ سات
ہزار سے بڑھ جانا لازم آتا ہی لیکن وہب کے حساب کے موافق بھی اگر غور کیجیے تو حضرت کو چھٹی صدی
مین فرض کرنا ضرور نہین ہی اور پندرہ سو کو مدت امت کی پہونچنا بھی ممکن ہوتا ہی اسواسطے
کہ موت وہب بن منبہ کی جیسا کہ تقریب مین لکھا ہی کچھ اوپر ایک سو دس ہجری مین ہی اور ظاہر ہی
کہ اونھون نے تاریخ گذشتہ دنیا کی اپنے وقت تک بیان کی ہی پس ہجرت سے تقریبا پندرہ سوبرس
تمے سات ہزار مین باقی ہین اور بموجب لکھنے شیخ کے مہدی اور دجال وغیرہ کا ظہور انتہا سے
صدی پر چاہیے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے تفسیر مین روایت کی کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے فرمایا
کہ جب سے دنیا ہی تب سے راس صدی پر کوئی امر کلان ہوا کرتا ہی پس راس صدی پر خروج دجال اور
نزول عیسی بھی ہوگا انتہی اور حضرت امام مہدی سلام اللہ علیہ وعلی آبائہ الکرام پانچ یا سات یا نو برس
بعد ظہور کے رہینگے اور دجال کے زمانے کی مقدار چودہ مہینے چودہ روز ہی اور حضرت عیسی علیہ السلام
چالیس برس بعد نزول کے تشریف رکھینگے اور ابن ابی شیبہ نے اور نعیم بن حماد نے عبد اللہ بن عمرو سے
روایت کی کہ بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے لوگ ایک سو بیس برس مانند جانورون کے بسینگے
کہ کچھ دین وسنت نہ پہچانتے ہونگے اونھین پر قیامت قائم ہوگی انتہی اس حساب سے
اقل مرتبہ ایک سو اکسٹھ برس ہوتے ہین اور معلوم نہین کہ حضرت عیسی کے کسقدر بعد طلوع
شمس ہوگا وہ علاوہ ہی اب اگر خیال کیجیے تو تیرھوین صدی مین پندرہ برس باقی ہین اگر اسی
کی انتہا پر بالفرض علامات مسطورہ شروع ہون تو پندرہ سو برس تک ہوسکتے ہین لیکن اگر ان

عباس اور مسلم کتابی کے قول کو خیال کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہی کہ اوسی زمانے مین چھہ ہزار برس
گذر چکے تھے اور اب سات ہزار برس گذر کر تقریبًا دو سو برس ہو چکے ہین غرض کہ توجیہ مذکور اگرچہ
خلاف ظاہر حدیث و آثار مذکورہ ہی لیکن در بنولا ممکن معلوم ہوتی ہی البتہ اگر تیرھوین صدی بہ
بالفرض پچاس ساٹھہ برس اور گذرین اور کچھہ ظاہر نہووے تو حساب وہب بن منبہ مع توجیہ
مذکور کے غلط ہو جاوے گا ہان اگر وجود باجود آنحضرت کے ابتدا چھہ ہزار برس مین فرض کرین
تو گنجایش زیادہ ہی لیکن وہ جیسا کہ ظاہر حدیث اور آثار مذکورہ اور مورخین دیگر کے خلاف ہی
وہب بن منبہ کے حساب سے بھی غیر مطابق ہی علاوہ یہ کہ اس صورت مین مناط توجیہ کہ معظم
ملت اور اکثر امت ساتوین ہزار مین ہی اسواسطے اپنے تئین ساتوین مین فرمایا بھی نادرست ہوجاتا ہی
کیونکہ جب حضرت ابتداے چھٹے ہزار مین ہوئے اکثر امت اور کثرت علم و دین بھی چھٹے مین ہوا توجیہ کی
جاے باقی نرہی اس بیان سے معلوم ہوا کہ حدیث کا مطلب کچھہ اور ہی کہ متقدمین کے خیال مین گذرا اور
اسمین کچھہ مضائقہ نہین ہی کہ رُبَّ مُبَلَّغٍ اَدْعٰی مِنْ سَامِعٍ وَکَمْ تَرَکَ الْاَوَّلُ لِلْاٰخِرِ
بعضی بات متاخرین کے ذہن مین ایسی آجاتی ہی کہ اگر متقدمین سنتے نہایت تحسین کرتے چنانچہ اس
حدیث کے معنی مولانا رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن مین ایسے نفیس و بے غبار آئے کہ اوسین
کچھہ ارتکاب تاویل و توجیہ کی حاجت نہین ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ یہ حدیث حسن ہی درجہ اسکا صحیح و
ضعیف کے درمیان ہی اور شیخ جلال الدین سیوطی نے اسکو جامع صغیر مین نقل کیا ہی اور مضمون
اس حدیث کا فہم فقیر مین موافق محاورے لوگونکے ہی کہ عمر کسی چیز کی بیان کرتے وقت گذشتہ کا بیان
کیا کرتے ہین پیدایش سے موت تک کا حساب نہین کرتے ہین اور اس جواب مین دو استعمال ہوتے ہین مثلًا
ایک شخص کہ چھٹا سال تمام کرکے ساتوین مین داخل ہوا کبھی اوسکو شش سالہ کہتے ہین باعتبار کمال
کے اور کبھی ہفت سالہ کہتے ہین باعتبار دخول کے پس مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہی کہ حضرت
آدم سے اس دم تک چھہ ہزار پورے ہوکر ساتوان ہزار شروع ہی کہ مین ساتوین ہزار مین ہون اسمین افق
استعمال دوم کے دنیا ہفت ہزار سالہ ہی اگر کہین کہ ہم لوگونکو چونکہ تمام عمر وقت موت تک معلوم نہین
ہوتی ہی اسواسطے کہ وقت تکلم تک بولا کرتے ہین اور حضرت کو شاید کہ انتہاے دنیا وقت قیامت تک
معلوم ہووے اسواسطے تمام عمر دنیا انقطاع نوع انسانی تک بیان فرمائی ہو جواب اسکا یہ ہے

کہ احادیث صحیحہ بلکہ قرآن مجید مین واقع ہی کہ علم قیامت کا سوا اللہ تعالی کے کسیکو خلائق علوی و سفلی مین سے
حاصل نہین چنانچہ فرمایا کہ یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَۃِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ
پس اس مقدمے مین حضرت اور دوسرے لوگ برابر ہین چنانچہ خود فرمایا کہ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ
مِنَ السَّائِلِ اور اہل کتاب کو تعین ایام ماضیہ مین اختلاف ہی اہل اسن بلاد سے صاحب تقویم التاریخ
اور اہل شام سے صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہی کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم
علیہ السلام سے بعد چھہ ہزار ایک سو تر سٹھہ برس کے ہی اب سات ہزار برس سے متجاوز ہوئے واللہ اعلم کہ اور کتنے باقی
ہین اور قیامت کب ہی کہ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ انتہی اب معلوم ہوا
کہ حدیث حکیم ترمذی مین لفظ منذ یوم خلقت الی یوم افنیت کا مدرج فی الحدیث ہی کہ کسی آدمی نے
اپنے فہم کے موافق لفظ مثل الدنیا کو تفسیر کے واسطے اضافہ کر دیا ہی اور مسلم کتابی کی عبارت مین یہ عبارت
کہ قیامت ساتوین دن مین مقرر کی اوسی مسلم کتابی کی رائے ہی کسی کتاب آسمانی یا کسی پیغمبر سے منقول
نہین ہی اسواسطے کہ نص قرآنی کے مخالف ہی اور درج کلام راوی اور کمی و بیشی الفاظ کی اس حدیث مین
کچھہ عجیب نہین ہی اسواسطے الفاظ حدیث کے محققین کے نزدیک مخلوط و غیر محفوظ ہین چنانچہ سراج منیر
شرح جامع صغیر مین لکھا ہی کہ الدنیا سبعۃ ایام من ایام الآخرۃ اسکو دیلمی نے مسند فردوس
مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف ہی اور الدنیا سبعۃ آلاف سنۃ انا
فی آخرها الفًا کو طبرانی نے معجم کبیر مین اور بیہقی نے دلائل مین ضحاک بن زمل جہنی سے باسناد واہی
روایت کیا ہی اور ہمنا وہی نے کہا کہ اس حدیث مین کچھہ مسکہ نہین ہی اور الفاظ اسکے مصنوعہ اور تلفیق کیے
ہوئے ہین اور حق یہ ہی کہ اسکی حقیقت سوا اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا ہی اور ابن اثیر وغیرہ محدثین نے
کہا ہی کہ الفاظ اسکے موضوع ہین انتہی **فائدہ** بیان اس امر مین کہ ریلوے یعنی گاڑی دخانی بھی
علامت قرب دجال کی ہی مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ کوئی شہر ایسا نہین ہی کہ اوسمین دجال کا گذر نہو مگر مکہ اور مدینہ کہ اسکی راہون پر فرشتے
متعین ہونگے کہ نگہبانی کرینگے اور یہ بھی روایت کی کہ اصفہان کے یہود مین سے ستر ہزار آدمی اوسکے ہمراہ ہونگے
اور یہ بھی بعض روایات مین آیا ہی کہ ہمراہ اوسکے تودہ روٹیونکا اور پانی اور آگ ہوگی کہ موافقین کو
روٹی اور پانی سے نوازیگا اور مخالفین کو آگ مین ڈالیگا لیکن آگ اوسکی مومنین کے حق مین پانی ہوجاویگی

الی غیر ذالک آ درمسلم اور ترمذی کی روایت مین ہی کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دجال کا قیام
زمین مین کسقدر ہوگا فرمایا چالیس دن ایکدن بقدر ایک برس کے اور ایکدن بقدر ایک مہینے
کے اور ایکدن بقدر ایک ہفتے کے ہوگا اور باقی ایام مانند ایام متعارفہ تمھارے کے ہونگے
صحابہ نے عرض کی کہ اس ایک برس کے دن مین ہمکو نماز ایک روز کی کفایت کریگی فرمایا نہین بلکہ
پانچ نمازون کے واسطے ایکدن کی مدت کا اندازہ کر لینا پھر صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دجال کی
تیز رفتاری کسقدر ہوگی فرمایا جیسا کہ ابر باران کہ اوسکے پیچھے ہوا ہووے کہ اوسکو چلاوے الحدیث غرض کہ
خلاصۂ روایات یہ ہوا کہ باوجودیکہ دجال کے ہمراہ لشکر انبوہ اور انبار روٹیون وغیرہ کارخانون کے
ہونگے اس مدت قلیل مین کہ کل چودہ مہینے چودہ روز مانۂ دولت ہی تمام بلاد دنیا کو سوائے حرمین شریفین
کے روند ڈالے گا اور یہ غیر ممکن ہی کہ جبتک چال سواری کی باد رفتار نہووے اسیواسطے فرمایا کہ
جیسا کہ ہوا ابر کو اوڑاتی لیجاتی ہی ایسی اوسکی سرعت رفتار ہوگی اب اگر فرض کیا جاوے کہ اوسکی
سواری کا گدھا اسقدر تیز رفتار ہووے کیونکہ وہ گدھا بھی مانند دجال کے عجائب المخلوقات مین سے
ہوگا کہ اوسکے مابین دونون کانون کے فاصلہ ستر باع کا ہوگا جیسا کہ بیہقی نے روایت کیا ہی اور
باع چار ہاتھ کو کہتے ہین مراد اس سے کثرت جسامت ہی لیکن تمام لشکر وغیرہ کو بھی ضرور ہی کہ کسی
سواری پر اوسکے شیطانی دوڑ کے برابر پہونچ سکین ورنہ اگر وہ ملعون بذات خود دوڑ مارکر یک بینی
و دو گوش کسی ملک مخالف پر پہنچا کیا کر سکتا ہی بلکہ وہ مع گدھا کتے کی مار مارا جاوے اور نقلاً
بھی یہ بات غلط ہی اسواسطے کہ روایات احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ مع خدم وحشم وساز
وسامان پھرا کریگا اب یہ امر کب بنا ہی کونسا ہی کہ اس سامان فرعونی اور لشکر شیطانی کو کہ فقط
فوج رکاب خاص ستر ہزار یہود ہین سوائے دوسری افواج ومعتقدین کے اوسکے ہمرکاب پہونچا دے
مگر گاڑی دخانی کو کہ حضرت مسبب الاسباب نے اوسکے پیش از ظہور اوسکے کارندون کے ہاتھ سے
پھیلانا شروع کیا کہ بکمال سعی چاہتے ہین کہ قبل برآمدی تمام دنیا مین پھیل جاوے اغلب کہ ایک سو
برس مین تمام دنیا مین پھیل جاوے اور کیا عجب ہی کہ چودھوین صدی کی تمامی پر جسوقت نصاری
بنا تمام کر چکین یہود کو جلو مین لیکر برآمد ہووین اور ابر بر باد سے اسکو مشابہت صوری بھی بدرجہ ہی
کہ پچاس ساٹھ گاڑی کلان با یک جسم ہو کر مانند دل بادلون کے دوڑتی ہین اور یہ بھی معلوم رہے

کہ موافق فرمانے حضرت صادق و مصدوق کے چال اس گاڑی کی ہوا کی چال کے نہایت مطابق ہی واسطے ہوا
کہ ہندوستان کی گاڑی کہ ابھی نہایت تیز نہین چلائی جاتی ہی بلا توقف معمولا ایک ساعت مین تیس
میل چلتی ہی اور ولایت مین ساٹھ میل چنانچہ مصر و اسکندریہ کی گاڑی کو بھی ہم نے بچشم خود ملاحظہ کیا کہ
نہایت تیز رو ہی بلکہ بعضے اخبارات سے معلوم ہوا کہ بعضی کلین ایسی نو ایجاد ہوئی ہین کہ اس سے بھی تیز تر
ہو جاوے گی پس حساب حال ولایت سے صبح سے دوپہر تک چھہ ساعت مین تین سو ساٹھ میل
چلے کہ بحساب فی یوم بارہ میل کہ اوسط چال سفر کی ہی ایک مہینے کی راہ طی ہوئی اور دوپہر سے شام تک بھی
ایک مہینے کی راہ طی ہوئی اور بحساب کل جدید کے منزل ہر روزہ اس سے بھی زائد ہو جاوے گی اور یہی
ہوا کی بھی چال ہی چنانچہ قرآن مجید مین حضرت سلیمان کی چال سواری مین مذکور ہی کہ وَلِسُلَيْمٰنَ
الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ یعنی مسخر کیا ہمنے واسطے سلیمان علیہ السلام کے ہوا
کو کہ صبح کی منزل اوس ہوا کی ایک مہینے کی راہ اور شام کی منزل اوسکی ایک مہینے کی راہ تھی حضرت
سلیمان علیہ السلام کا تخت اسقدر بڑا تھا کہ اوسپر تمام لشکر سوار ہوتا تھا اور ہوا اوسکو اڑا لیجاتی
تھی امام محی السنہ تفسیر معالم مین نقل فرماتے ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام صبح کو دمشق سے سوار
ہوتے تھے اور قیلولہ مقام اصطخر مین کہ ایک مہینے کی راہ ہی کرتے تھے پھر سہر کو اصطخر سے
چلتے تھے اور کابل کو کہ یکماہ راہ ہی پہونچتے تھے اور بعضو نے کہا ہی کہ رے مین طعام چاشت تناول
فرماتے تھے اور سمرقند مین طعام شام یہان کچھ کلین بنانے اور مڑک نکالنے اور لوہا پچھلانے اور آگ
سلگانے اور اقسام کے مصائب و ثہانے کی حاجت نہ تھی یہ مرد یگری شعر کار پاکان را قیاس
از خود مگیر ۔ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر ۔ یہان امر الٰہی سے ہوا اور جن و انس و درندے اور پرندے
سب دست بستہ فرمان بردار تھے اور ملائک تشبیں کوڑے لیے ہوئے شیاطین پر موکل تھے کہ اگر سرمو
تجاوز کریں تو سزا سخت پاوین زیادہ تفصیل رسالے بستان الجن مین لکھی گئی ہی جو ما قبل اسکے مذکور ہوا
احوال جربے دجال کا تھا کہ تمام انبیا اپنی اپنی قوم کو اس سے ڈراتے چلے آئے ہین اور آدم سے قیامت
تک کوئی فتنہ اتنا بڑا اور برا دنیا مین نہین ہی دجال اکبر پہلے دعوی پیغمبری کا کرے گا بعد اوسکے
دعوی خدائی کا دم مارے گا سوا اسکے اور تیس دجال کہ اسکو چیلے بدال ہین دوسرے ہین اونسے
بھی حذر کرنا چاہیے چنانچہ صحیح ترمذی مین مذکور ہی کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یُبْعَثَ کَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ قَرِیْبٌ مِّنْ ثَلَاثِیْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ
اَنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ یعنی قیامت قائم نہوگی یہانتک کہ اوٹھینگے جھوٹے دجال قریب تیس شخص کے
کہ ہرایک کہتا ہوگا کہ وہ خدا کا رسول ہی اور دوسری روایت مین ہی کہ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ
کَذَّابُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَّاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی پیش از قیامت
میری امت مین تیس کذاب پیدا ہونگے کہ ہرایک دعوی کرتا ہوگا کہ وہ نبی ہی اور حالانکہ مین خاتم النبیین
ہون کہ کوئی نبی بعد میرے نہین ہی ترمذی نے کہا کہ یہ دونون حدیثین صحیح ہین حتی یبعث اور سیکون
سے کہ صیغۂ استقبال ہین معلوم ہوا کہ آگے کو اس امت مین پیدا ہونگے پس حضرت عیسی و الیاس و خضر
بعض اقوال پر خارج ہوگئے کہ یہ حضرات پہلے سے پیدا ہو چکے ہین اور قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
نبوت بھی پاچکے ہین البتہ بعد آنحضرت کے جو شخص کہ اس امت اجابت یا دعوت مین پیدا ہووے اور دعوی
نبوت کا کرے وہ دجال و کذاب موافق فرمانے حضرت صادق مصدوق کے ٹھہریگا اب افسوس ہے
کہ مہدوی لوگ نہایت غفلت و نادانی سے ان وعیدات سے نہ ڈرکر اپنے شیخ جونپوری کو نبی مقرر کرتے ہین
اگرچہ زبان سے نبی غیر تشریعی کہتے ہین لیکن انکے عقائد کے موافق نبی تشریعی ہونا لازم آتا ہی چنانچہ باب
اول کے عقیدۂ شانزدہم مین گذرچکا اور باب نسخ مین بھی آویگا انشاء اللہ تعالی یہ نادانونکی
صحبت کا ثمرہ ہی ورنہ وہ بزرگ اغلب کہ دعوی نبوت نکیے ہونگے البتہ دعوی خدائی بعضے وقت زبان سے
کیے ہین مگر یہ بھی بول دیے ہین کہ ایسا بولنا کفر ہی اور جاننا ایمان ہی یہ سب باتین بشرح و بسط آگے
آوینگی انشاء اللہ تعالی **دلیل ششم** نعیم بن حماد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قال
یُبَایَعُ الْمَھْدِیُّ بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ لَا یُوْقِظُ نَائِمًا وَّلَا یُھَرِیْقُ دَمًا یعنی فرمایا کہ
بیعت کیا جاوے گا مہدی درمیان رکن و مقام کے کہ نہ جگاوے گا کسی سوتے کو نہ بہاوے گا خونکو انتہی
عالم میان مہدی نے رسالۂ معارضے مین اسیقدر بیان کیا لیکن اونکے بزرگون نے اسکا قصہ
تفصیلا بیان کیا چنانچہ شواہد الولایت کے بارھوین باب مین لکھا ہی کہ شیخ محمد جونپوری نے
سنہ نوسو ایک مین درمیان رکن و مقام کے دعوی کیا کہ مَنِ اتَّبَعَنِیْ فَھُوَ مُؤْمِنٌ اوسوقت
شاہ نظام اور قاضی علاء الدین اونکے دونون مریدون نے آمنا صدقنا کہکر بیعت کی ہرچند کہ
دوسرے یارونے بھی بیعت کا ارادہ کیا لیکن میران نے قرآن کا وعظ شروع کردیا بعد وعظ کے

ف
دلیل ششم بیعت مابین رکن و مقام کے اور جواب متضمن بیان اس امر کا کہ مہدی اور
مہدویون سے اس مقدمے مین چھ خطائین صریح سرزد ہوئین اور تمام تاریخین
دعوی مہدویت کی غلط نکلین

بعضے اعراب نے بھی بیعت کی بعضے یارون نے پوچھا کہ میران جی دوسرے یارونکو کیون نہ بیعت کرنے دیا
فرمایا کہ امر الٰہی ہوا کہ دو گواہ واسطے ثبوت دعوے کے بس ہین اور عادت یہ تھی کہ جب دعوی
کرتے تھے اوسی لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ بہیان قال مَن اتبعنی فہو مؤمن سے تاریخ
نوسوایک کی عیان ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ دوشنبے کے روز منبر پر کہ درمیان رکن و مقام
کے ہی کھڑے ہوکر دعوی مہدویت کا کرکے تین بار بآواز بلند کہا کہ مَن اتّبعنی فہو مؤمن شاہ نظام
اور قاضی علاؤالدین نے کھڑے ہوکر کہا کہ انا متّبعوک اور دونون نے بیعت کی حضرت نے پوچھا کہ قاضی
بچند گواہ راضی قاضی علاء الدین نے کہا قاضی بدو گواہ راضی بس لوگ بولے کہ اٰمنّا و صدّقنا جواب
معمول ایسا ہی کہ ایک مقدمہ کئی حدیثون مین مذکور ہوتا ہی لیکن بعض مین باختصار اور بعض مین
بتفصیل اور اتفاق محدثین کا ہی کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور مثبت مقدم ہی نافی پر چنانچہ صحیح بخاری
مین بھی یہ قاعدہ مذکور ہی اسی قسم سے ہی بیعت رکن و مقام کا مقدمہ کہ نعیم بن حماد نے ابی ہریرہ رضی
سے مختصر روایت کیا اور عالم میان نے اوسکو غنیمت جان کر لے لیا اور اوسی کتاب مین انھین
نعیم بن حماد نے اسی مقدمے کو دوسرون سے بتفصیل روایت کیا میان مذکور نے اون سب کو
چھوڑ دیا چنانچہ وہی نعیم بن حماد قتادہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے یَخرُجُ المَہدِیُّ مِنَ المَدِینَةِ اِلیٰ مَکَّةَ فَیَستَخرِجُہُ النَّاسُ مِن بَینِہِم
فَیُبَایِعُونَہٗ بَینَ الرُّکنِ وَ المَقَامِ وَھُوَ کَارِہٌ یعنی نکلینگے مہدی مدینے سے طرف مکے
کے پس چن کر نکال لینگے اونکو لوگ اپنے مین سے پھر بیعت کرینگے اونکے ہاتھ پر
درمیان رکن و مقام کے حالانکہ وہ کراہت رکھتے ہونگے اس کام سے یہ بھی حدیث شیخ
جونپوری کی تکذیب کرتی ہی اسواسطے کہ وہ مدینے سے نکلکر مکے مین نہین آئے بلکہ مدینۂ طیبہ
اونھون نے کبھی آنکھ سے بھی نہ دیکھا اور حدیث اول کے معنی بھی اس حدیث سے ظاہر ہوئے
کہ مہدی وقت بیعت کے سوتون کو نہ جگاوینگے اور خونریزی نہ کرینگے یعنی مہدی بجبر و تعدی فتنہ
و خون کرکے اپنی بیعت نہ لینگے بلکہ وہ اس کام سے کراہت رکھتے ہونگے اور لوگ جبرًا اونکے ہاتھ پر
بیعت کرینگے یا یہ کہ اوسوقت مین ایک سلا فتنہ و خونریزی ہوگی اور مہدی کی بیعت کے سبب سے
وہ خونریزی موقوف ہو جاوے گی چنانچہ دانی نے قتادہ سے روایت کی کہ یجی‌ء الی المہدی

فِي بَيْتِهِ وَالنَّاسُ فِي فِتْنَةٍ تُهَرَاقُ فِيهَا الدِّمَاءُ يُقَالُ لَهُ قُمْ عَلَيْنَا فَيَأْبَى حَتَّى يُخَوَّفَ بِالْقَتْلِ فَقَامَ عَلَيْهِمْ فَلَا يُهْرَاقُ بِسَبَبِهِ مِحْجَمَةُ دَمٍ یعنی لوگ مہدی کے گھر مین آوینگے اور حالت یہ ہوگی کہ آدمی ایسے فتنے مین مبتلا ہونگے کہ اوسمین خونریزی کی جاتی ہوگی کہا جاویگا اونسے کہ ہمارے پر امیر ہو وہ انکار کرینگے یہان تک کہ جب قتل سے ڈرائے جاوینگے حکومت پر قائم ہونگے پس نہ بہیگی جلسے کی بسبب ونکے ایک سنگلی خون کی انتہی سنگلی خون کی نہ بہنے جانا محاورہ ہی جیسا کہ بولتے ہین کہ نکسیر پھوٹے گی یہ حدیث بھی شیخ جونپور کی تکذیب کرتی ہی کیونکہ انکی مسند آرائی کے وقت کوئی ایسا فتنہ خونریز کہ جسکی تسکین انکے سبب سے ہوئی ہو وجود مین نہ آیا غرض کہ اسی طرح کے بہت سے احادیث رسالہ برہان مین مذکور ہین کہ اونمیز قصہ بیعت مہدی بتفصیل مذکور ہی اور وقائع ہنگام بیعت کے اونمین مسطور ہین کہ اون وقائع کا نام ونشان شیخ جونپور مین پایا نہین جاتا اب اس تمام قصے کی ابتدا و انتہا چھوڑکر اعتقاد یہ رکھنا کہ جو فقیر دو مرید لیکر رکن و مقام کے بیچ مین بیعت کرے وہ مہدی ہی اگرچہ نہ سیادت اوسکی ثبوت کو پہونچے اور نہ مطابقت نام والدین اور نہ حوادث ہنگام بیعت جو مین آوین نہایت خطا ہی خطائے دوم یہ کہ دو مرید کی بیعت کو کافی سمجھکر منبر پر چڑھ جانا حالانکہ خود انھین نعیم بن حماد کی روایت ابن عباس سے ثابت ہی کہ بیعت کرنے والے بقدر اصحاب بدر کے ہونگے چنانچہ فرمایا کہ اللہ تعالی مہدی کو بعد ناامیدی کے کہ لوگ بولنے لگین گے کہ مہدی نہین ہی مبعوث کرے گا اور اونکے انصار لوگ اہل شام کے ہین تین سو پندرہ آدمی بقدر اصحاب بدر کے کہ شام سے اونکی طرف آوینگے اور مکے مین ایک مکان سے کہ نزدیک صفا کے ہی اونکو نکال کر کرہا بیعت کرینگے پس وہ دوگانہ انکو مقام کے پاس پڑھا کر منبر پر چڑھینگے اور حاکم کی روایت مین بھی ایسی کہ يُبَايِعُهُ عِدَّةُ أَهْلِ بَدْرٍ یعنی بیعت کرینگے اونسے شمار اہل بدر کے اور یہ بھی معلوم رہے کہ یہ اہل شام ہم شمار اہل بدر تحت ایک سردار کے ہونگے کہ شام سے آوینگے اور سوا انکے اسیقدر انصار لے کر ہر طرف عالم سے ایک ایک عالم ربانی آویگا چنانچہ ایسی سات سردار جمع ہوکر مہدی کو ڈھونڈھینگے اور مکے مین سب جمع ہوکر مہدی کو پہچانینگے اور مہدی اونکے ہاتھ سے بھاگکر مدینے کو چلے جاوینگے وہ تعاقب کرینگے تب پھر مکے کو آوینگے

وہان پھر ملاقات ہوگی دوبارہ پھر مدینے کو نکل جاوینگے وہ لوگ پھر طلب کرتے ہوئے مدینے کو جاوینگے
حضرت پھر مکے کو آوینگے وہان وہ لوگ بھی آکر ڈھونڈھینگے رکن و مقام کے درمیان باصرار تمام
بیعت کرینگے پس وہ لوگ ایسے مہدی کے ساتھ ہونگے کہ دن مین مانند شیرون کے بہادر اور
رات مین مانند درویشون تارک الدنیا کے عبادت گزار ہونگے یہ مختصر ہے روایت نعیم بن حماد کا
ابن مسعود سے یہ سب مقدمات شیخ جونپوری مین مفقود ہین اور یہ سب روایات رسالہ برہان
وغیرہ مین موجود ہین **خطائے سوم** یہ کہ لکھا ہے کہ عادت یہ تھی کہ جب دعوی کرتے تھے اوس
لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ یہان قال من اتبعنی فہو مومن سے تاریخ نوسو ایک کی
عیان ہے تھی سبحان اللہ عیان راچہ بیان یہ وہی مثل ہے کہ دروغ گویم برروئے تو عبارت
من اتبعنی فہو مومن ابھی موجود ہے مانند دوسرے خوارق تمہارے مہدی کے رفت و گذشت
نہین ہوگئی کہ لو سکا اور اک مشکل ہو اور تم جو چاہو سو بنا کر اودھر نسبت لگاؤ عدد اس عبارت
کے موافق قاعدۂ تاریخ کے کہ حروف مکتوبہ کا اعتبار ہے نہ ملفوظہ کا آٹھ سو پچاس ہین اور اگر قال
کے ایک سو اکتیس بھی اوس پر زیادہ کیے جاوین نو سو اکیاسی ہو جاوینگے نو سو ایک کسی طرح سے
درست نہین ہوتے ہین یہ ایک دعوے کا بیان ہوا دوسرے دعوے کا حال سنیے کہ اسی مصنف
نے تیرھوین باب شواہد الولایت مین لکھا ہے کہ دوسرا دعوی سن نوسو تین ہجری مین باین عبارت
ہوا انہ قال بامر اللہ عزوجل انا المہدی الموعود چنانچہ اسی لفظ مبارک آنحضرت مین تاریخ
دعوے کی حق تعالی نے ظاہر فرمائی غلط ہے بلکہ حق تبارک و تعالی نے یہان بھی تمہارا جھوٹ وافترا
ظاہر فرمایا اسواسطے کہ اس تمام عبارت کے سات سو پچانوے عدد ہوتے ہین تیسرے دعوے
کا بیان سنیے کہ وہی بزرگ اوسی کتاب کے سترھوین باب مین لکھتے ہین کہ تیسرا دعوی قصبہ بہلی
مین سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ مین باین عبارت واقع ہوا قال بامر اللہ انا المہدی مبین
مراد اللہ اور اوسی الفاظ متبرکہ مین حق سبحانہ و تعالی سے تاریخ دعوی آنحضرت کی ظاہر فرمائی
یہ بھی غلط ہے بلکہ یہان بھی حق تبارک و تعالی نے تمہارا دروغ بے فروغ ظاہر فرمایا اسواسطے
کہ اس تمام عبارت کے نو سو چونسٹھ عدد ہوتے ہین اور اگر قال کو علیحدہ کرین جیسا کہ ظاہر
معلوم ہوتا ہے آٹھ سو تینتیس رہتے ہین غرض کہ تینون دعوے غلط ٹھہرے اور اس فرقے کے

پیشواؤن اور مصنفین کا فہم و فراست محک امتحان کو پونہچا اب خیال کیا چاہیے کہ اس فہم و عقل پر دین و مذہب کے دقائق کس خوبی سے سمجھے ہونگے یہ ایک نمونہ ہی انکے اغلاط کا اگر انکی کتابونکا کوئی مطالعہ کرے تو معلوم ہووے کہ کسقدر مالا مال مزخرفات ہین **خطائے چہارم** صاحب پنج فضائل نے لکھا ہی کہ دو شنبے کے روز منبر پر کہ درمیان رکن و مقام کے ہی کھڑے ہوکر بعد دعوے مہدویت کے تین بار بآواز بلند کہا کہ من اتبعنی فہو مومن انتہی معلوم ہوتا ہی کہ اس بزرگ نے نہ کبھی مکہ معظمہ دیکھا ہی نہ کبھی اوسکے نقشے مین غور کیا منبر مقام ابراہیمی کے جانب شمال پر ہی درمیان رکن و مقام کے اوسکا ہونا غیر متصور ہی کیونکہ وہ جا مطاف ہی کہ طواف کرنیوالونکا راستہ ہی وہان منبر کیونکر بن سکتا ہی اور منبر پر کھڑے ہوکر ایسا دعوی بآواز بلند اوس شہر مبارک مین خصوص اوس زمانہ احتساب مین کوئی عاقل تسلیم نکریگا بادشاہان ہند نے بسبب اسی دعوے کے اپنے ملکون سے اخراج کیا وہان کے علما اور حکام بغیر قتل کیے کب نہ چھوڑتے **خطائے پنجم** انکے میران نے اس دعوے پر اپنے مرید شاہ نظام اور قاضی علاؤالدین کو گواہ قرار دیکر پوچھا کہ قاضی بچند گواہ راضی قاضی علاؤالدین نے کہا کہ قاضی بدو گواہ راضی یہان میران نے قواعد فقہیہ کے موافق تقریر کرنا چاہا اور نہ خوف کے خیال مین آیا اور نہ قاضی علاؤالدین کو سوجھا کہ فقہا کے نزدیک یہ دونون گواہ کہ مرید خاص اور الوش خوار مدعی کے ہین کہ پیر کا نفع و ضرر اپنا نفع و ضرر جانتے ہین پیر مدعی کے نفع کی گواہی مین نامقبول ہین اور قواعد شرعیہ مین بزرگ و غیر بزرگ سب برابر ہوتے ہین چنانچہ امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی کے درمیان زرہ کے مقدمے مین مناقشہ ہوا اور مقدمہ محکمہ قاضی شریح مین رجوع ہوا جناب مرتضوی بذات خود تشریف فرماے محکمہ ہوئے قاضی شریح نے کہا کہ آپ اپنے دعوے پر گواہ لائیے فرمایا کہ ایک میرے فرزند حسن‌ؓ اور دوسرا قنبر گواہ ہین قاضی نے کہا کہ حسن‌ؓ آپکے فرزند ہین اونکی گواہی مین قبول نہین کرتا اور قنبر کو چونکہ آپ آزاد کر چکے ہین گواہی اونکی مقبول ہی لیکن ایک گواہ کفایت نہین کرتا پس دعوی آپکا ثابت نہین ہوتا یہودی قسم کھاوے اور زرہ لیجاوے کہتے ہین کہ اعتقاد جناب مرتضوی مین بیٹے کی گواہی باپ کے واسطے درست تھی لیکن اجتہاد قاضی کے موافق اطاعت کرکے تسلیم زرہ پر راضی ہوئے

حکایت مناقشہ جناب مرتضوی کی محکمہ قاضی شریح مین

ف
دلیل ہفتم حدیث ارطاۃ اور بیان قسام کی خیانت اور بعضے دیانتی مہدویوں کی اس حدیث میں

جب یہودی نے معاینہ کیا کہ امیر المؤمنین میرے واسطے اپنے تابع قاضی کے پاس چل کر گئے
اور کچھ تکبر و نفسانیت نہ کی اور قاضی نے ذرہ رعایت و حمایت نہ کی جانا کہ دین انھین کا حق
ہے اور اقرار کیا کہ مین باطل جھگڑا کرتا تھا زرہ حقیقت مین امیر المؤمنین کی ہے اَشْهَدُ
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دیکھیے جب قاضی امیر المؤمنین کے
دعوے زرہ مین گواہی امام حسن پر راضی نہوا خلاف قواعد فقہیہ تمھارے دعوے مہدویت
مین تمھارے خاص تلمیذونکی گواہی پر کب راضی ہوگا خطاے ششم یہ مدعی کی سمجھ
مین یہ نہ آیا کہ جس بات پر یہ دونون گواہ ہوئے ہین مدعی علیہم اوسکا انکار نہین کرتے ہین اور جس بات کا
وہ انکار کرتے ہین اوسکے یہ گواہ نہین ہو سکتے ہین یہ دونون اسبات پر گواہ ہین کہ تم نے من
اتبعنی فہو مومن کہا مدعا علیہم کو اسکا انکار نہین ہے تم اب بھی کہتے ہو جب بھی کہا ہوگا اور
اسکے باذن اللہ و من عند اللہ ہونے کا انکار ہے اور گواہان مذکورسے اسکی گواہی غیر متصور ہے
اگر کہین کہ گواہون پر بھی امر الٰہی منکشف ہوا تو وہ بھی تمھاری طرح مدعی کشف و الہام کے ہوئے
گویا کہ تین شخص نے دعوی کشف کیا اون مین سے ایک نے مہدویت جتائی اور دونے ولایت
بتائی اور یہ اونکی مہدویت کے مصدق اور وہ اونکی ولایت کے مصدق ہوئے کہ ع
من تراحاجی بگویم تو مراحاجی بگو اب تینون قدر مشترک مین شریک الدعوی ہین اور مدعی علیہم
تینون کے منکر ہین آپس مین ایک دوسرے کے گواہ نہین بن سکتے کیونکہ مین
وجہ شہادت لنفسہ ہے کہ اگر اونکی مہدویت ثابت ہوئی تو انکی ولایت بھی ثابت ہوئی علاوہ
یہ کہ ولایت صحت اعتقاد پر موقوف ہے اور صحت اعتقاد صحت مہدویت پر اگر صحت مہدویت
انکی ولایت پر موقوف ہووے دور محال لازم آوے گا دلیل ہفتم شواہد الولایت
کے اکتیسوین باب مین لکھا ہے کہ ترمذی مین باب المہدی مین ہے کہ عن ارطاۃ انہ قال بلغنی
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان المہدی من ولد فاطمۃ بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعیش خمس عام ثم یموت علی فراشہ ثم یخرج
رجل من ولد فاطمۃ بنت رسول اللہ علی سیرۃ المہدی بنفاذہ عشرین سنۃ
ثم یموت قتیلا بالسلاح اور یہ حدیث خوند میر پر صادق ہے اور بعضے مصنفین ان

لوگون کے بعد نقل اس حدیث کی یون لکھتے ہین کہ بعد وفات مہدی کے خلیفہ اونکے سید خوندمیر
بعد بیس برس کے مظفر الملک بادشاہ گجرات کے ساتھ جنگ کرکے مارے گئے اور حدیث ان پر
صادق آئی **جواب** اس نقل مین ان لوگون نے اقسام کی خیانت اور بددیانتی کو کار فرمایا
اسواسطے کہ ترمذی مین باب جا فی المہدی مین اس حدیث کا نام ونشان نہین ہی البتہ نعیم بن حماد نے
ارطاۃ سے روایت کیا ہی چنانچہ رسالہ مہدی مولفہ مولانا علی القاری اور رسالہ برہان شیخ علی متقی
مین موجود ہی لیکن چونکہ وہ روایت سراسر انکے مطلب کے مخالف تھی اوسمین اقسام کی تحریف وتبدیل
کرکے عبارت مذکورۃ الصدر بقدر اپنے مطلب کے بنالی اور اس وعید شدید کا خوف نکیا کہ حضرت رسالت
مآب نے فرمایا ہی کہ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ یعنی جو شخص
کہ مجپر عمداً جھوٹ باندھے پس چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ مین ٹھہرالے یہ حدیث محدثین کے نزدیک
متواتر المعنی ہی روایت نعیم بن حماد یہ ہی عن ارطاۃ قال بلغني ان المهدي يعيش
اربعين عاما ثم يموت على فراشه ثم يخرج رجل من قحطان مثقوب الاذنين
على سيرة المهدي بقاؤه عشرين سنة ثم يموت قتيلا بالسلاح ثم يخرج رجل
من اهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم مهدي حسن السيرة يغزو مدينة قيصر
وهو اخر امير من امة محمد صلى الله عليه وسلم ثم يخرج في زمانه الدجال وينزل
في زمانه عيسى بن مريم عليه السلام یعنی کہا ارطاۃ نے کہ مجکو پونہچی ہی یہ بات کہ مہدی
رہینگے چالیس برس پھر مرینگے اپنے فرش پر پھر نکلے گا ایک مرد نسل قحطان سے کہ دونوں کانونمین
اوسکے سوراخ ہوگا کہ مہدی کی روش پر چلے گا اوسکو بیس برس بقا ہی پھر ہتھیار سے مقتول
ہوکر مریگا پھر نکلے گا ایک مرد اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہدایت یافتہ نیک سیرت
ہوگا غزا کرے گا شہر قیصر روم کو اور وہ پچھلا امیر ہی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین پھر
اوسکے زمانے مین دجال بھی نکلے گا اور عیسی بن مریم بھی اوترینگے انتہی اب اس روایت کو
مہدویونکی روایت سے مقابلہ کرکے دیکھیے کسقدر تحریف اور خیانت کی ہی فقط اتنی بات پر کہ اس قحطانی
موعود کے حق مین بعد مہدی کے بیس برس کا رہنا وارد ہوا اور اپنے خوندمیر کو بھی دیکھا کہ بعد
بیس برس کے مارے گئے بیخود ہوکر جامے سے باہر ہوگئے کہ تمام علامات سابق ولاحق

اوڑاکر اوسکو نسل حضرت رسالت مین داخل کرکے اپنے میان پر جمادیا حالانکہ یہ شخص قحطان بن عامر بن
شالخ کہ ابو الیمین ہی اوسکی اولاد سے ہوگا اور خوندمیر تمھارے اعتقاد کے موافق ہاشمی ہین اگر
آج یہ روایت اوپر جمانے کی ضرورت سے قحطانی بناؤگے تمھارے مہدی کی بشارت جھوٹ ہوجاویگی
کہ شواہد کے ستائیسوین باب مین منقول ہی کہ فرماتے تھے برادر میرے سید خوندمیر حسینی سید ہین
ہم اور یہ ایک جدی ہین انتہی قطع نظر اس سبب سے میان خوندمیر کے بعد موافق اس روایت کے
وہ دوسرے میان کونسے نکلے کہ جنھون نے قیصر روم کے شہر پر غزا کی کہ وہ آخر امیر
اس امت کے ہین تم لوگ اپنے مہدی کے وقت سے آجتک کچھہ کم چار سو برس مین کبھی عزت سلطنت کو
نپونچے اور مصداق اس وعدے کے نہوئے کہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ
الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا الایہ یعنی وعدہ دیا اللہ نے جو
لوگ تم مین ایمان لائے ہین اور کیے ہین نیک کام کہ البتہ پیچھے حاکم کرے گا اونکو ملک مین جیسا کہ
حاکم کیا تھا اونسے اگلونکو اور جمادے گا اونکو دین اونکا جو پسند کردیا اونکو اور دے گا اونکو اونکے
ڈر کے بدلے امن انتہی بلکہ ہمیشہ اہل سنت کے نمک خوار یا نمک خوارون کے خیرات خوار رہے
اور ہمیشہ اپنے مخالفین کے سامنے پشت خم و سرنگون ہے اور ذلت نوکری کی کہ چاکر اور کو کبر بر
ہی ہموارہ تمکو لازم رہی اور مصداق اسیکے رہے کہ ضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّۃُ وَالْمَسْکَنَۃُ تم مین
ایسا کونسا شخص کب نکلا کہ قیصر روم پر چڑھائی کی اور پھر اوسکے وقت مین دجال کب
نکلا اور اگر نکلا تو اوسکو کہان چھپا کر رکھا ہی کہ آجتک وہ مع گدھا ایسا گم ہی جیسا کہ گدھے کے
سر سے سینگ گم ہین اور حضرت عیسیٰ نے کیسا نزول فرمایا انصاف کرنا چاہیے کہ فقط
بیس برس مطابق ہوئے تو بس ہوا یہ علامات اگر نہو وین کچھہ ضرور نہین ہے جیسا کہ ایک
شخص ایک امیر کے پاس آیا اور کہا کہ ایک ہاتی بکاؤ ہی اگر خریدنا منظور ہوئے خرید لیجیے
اوسنے کہا ایک نظر ہمکو دکھانا چاہیے اوسنے اپنی مٹھی کھول کر ایک مچھر دکھلایا اور
کہا کہ دیکھیے سونڈ موجود ہے بہت عمدہ ہاتی ہے اور خلیفہ موصوف کی قحطانیت سوائے
ارطاۃ کے اورون نے بھی روایت کی ہے چنانچہ نعیم بن حماد نے قیس بن جابر

صدفی اور کعب اور معمر سے اور طبرانی اور ابن مندہ اور ابن عساکر نے قیس بن جابر عن ابیہ
عن جدہ سے روایت کیا ہی اور بعضے ان روایات مین ہی کہ یہ قحطانی کچھ مہدی سے کم نہوگا
دلیل ہشتم میان خوندمیر مکتوب ملتانی مین لکھتے ہین بعضی روایات کہ در حق مہدی
وارد شدہ است اکثر اصاحب فتوحات در کتاب خود آوردہ است **کقولہ** الا ان للہ
خلیفۃ یخرج وقد امتلأت الارض جورا وظلما فیملؤھا قسطا وعدلا یشبہ رسول اللہ
فی الخلق بضم الخاء اجلی الجبہۃ اقنی الانف مقرون الحاجبین یقسم المال بالسویۃ
ویعدل فی الرعیۃ ویفصل فی القضیۃ یخرج علی فترۃ من الدین یزع اللہ بہ ما لا یزع
بالقرآن یاتیہ الرجل یسمی جاھلا بخیلا جبانا فیصبح اعلم الناس اکرم الناس اشجع الناس یمشی النصر
بین یدیہ یعیش خمسا او سبعا او تسعا یقفو اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یخطی لہ
ملک یسددہ من حیث لا یراہ یفعل ما یقول ویقول ما یعلم ویعلم ما یشہد یصلحہ اللہ فی
لیلۃ یعز الاسلام بہ بعد ذلہ ویحیی بعد موتہ یظہر من الدین ما ھو الدین فی نفسہ ویرفع
المذاہب فلا یبقی الا الدین الخالص یفرح بہ عامۃ المسلمین اکثر من خواصہم یبایعہ
العارفون باللہ من اہل الحقائق عن شہود وکشف وتعریف الہی لہ رجال الہیون یقیمون
دعوتہ وینصرونہ ھم الوزراء یحملون اثقال المملکۃ ویعینونہ علی ما قلدہ اللہ تعالی اشعار
الا ان ختم الاولیاء شہید وعین امام العالمین فقید ھو السید المہدی من آل احمد
ھو الصارم الہندی حین یبید ھو الشمس یجلو کل غم وظلمۃ ھو الوابل الوسمی
حین یجود وقد جاء زمانہ الحکم اوانہ وظہر فی القرآن الرابع اللاحق بالقرون
الثلثۃ الماضیۃ قرن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم الذی یلیہ ثم الذی یلی الثانی
ثم جاء بینہما فترات وحدثت امور **جواب** معلوم نہین کہ اس عبارت فتوحات
کے نقل کرنے سے کیا غرض ہے شاید یہ ہی کہ معلوم ہووے کہ فتوحات مین جو احوال امام مہدی
کے مذکور ہین میان خوندمیر کے مہدی پر صادق ہین اسی غرض سے میان مذکور
نے عجیب جعل کی چال اختیار کی کہ وضع ثقات سے نہایت بعید ہے یعنے عبارت فتوحات
مین اقسام کی تحریف و تبدیل کو کار فرمایا کہ کسی جا ے اپنے مطلب کے موافق کچھ الفاظ

دلیل ہشتم عبارت فتوحات مکیہ کہ جسمین میان خوندمیر نے بارہ جا تحریف کی ہی

ن غیم ... مطبع ... ربیع الاول ۱۳۱۲

بڑھا دیے اور کہین عبارت فقرات کہ مخالف اپنے دیکھے اڑا دیے اور کسی جا کے معنی غلط سمجھے چنانچہ
تفصیل اسکی یہ ہے **تحریف اول** یہ کہ قسطاً و عدلاً کی یہ عبارت اڑا دی لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا
اِلَّا يَوْمٌ وَّاحِدٌ طَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَلِيَ هٰذَا الْخَلِيْفَةُ مِنْ عِتْرَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وُّلْدِ فَاطِمَةَ يُوَاطِي اِسْمُهٗ اِسْمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُبَايَعُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ یعنی اگر نہ باقی رہے دنیا سے مگر ایکدن دراز کریگا اللہ تعالی
اس دنکو تا کہ والی ہووے یہ خلیفہ یعنی خروج اس خلیفہ کا تقاضاے منتخب ہی عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ موافق ہوگا نام اوس خلیفہ کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بیعت کیا جاویگا درمیان رکن اسود اور مقام ابراہیم کے انتہی اس عبارت سے میان نذر کو کیا خوف تھا کہ
صاف کر دیا شاید یہ خیال کیا کہ بیعت رکن و مقام کے درمیان انکے مہدی پر صادق نہین آتی ہی اسواسطے
اس مقدمے کو حذف کر دینا چاہیے یہان سے معلوم ہوا کہ مقدمہ بیعت رکن و مقام کا کہ دلیل ششم مین مذکور
ہو چکا تراش متاخرین مہدویہ کی ہی کہ انھون نے بمنطوق ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند ہے کے یہ حکایت
افترا کر کے اپنے مہدیکی خدمت کی اور متقدمین مہدویہ کو اسکی خبر بھی نتھی ورنہ خوندمیر سے خلیفۂ خاص پر
کیونکر مخفی رہتا اسی سبب سے صاحب سراج الابصار وغیرہ مصنفین متقدمین نے بھی کہ انکے تابعین سے ہین
نقل نکیا **تحریف دوم** یہ کہ لکھتے ہین یشبہ رسول اللہ فی الخلق بضم الخاء حالانکہ فتوحات
مین عبارت اسطرح ہی یشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخلق بفتح الخاء
وینزل عنہ فی الخلق بضم الخاء لانہ لا یکون احد مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی اخلاقہ یعنی مشابہ ہوگا رسول خدا کے یہ خلیفہ صورت و شکل مین اور کم ہوگا آنحضرت
سے اخلاق مین اسواسطے کہ کوئی شخص اخلاق مین مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
نہین ہوتا ہی انتہی اس تحریف سے میان معروف کی غرض یہ ہی کہ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہین کہ مہدی
اخلاق مین حضرت رسالت مآب سے کم ہین پس اعتقاد مہدویون کا کہ دونون کو مساوی و برابر
سمجھتے ہین برباد ہوجاتا ہی اسواسطے میان یہان چالاکی کر گئے اور کیا عجب ہے کہ یہ بھی نظر
ہو کہ شیخ اکبر مہدیکو ہمشکل پیغمبر لکھتے ہین اور انکے مہدی ہمشکل نہون اور اون ایام مین بسبب
قرب زمانے کے ہزارہا آدمی اونکے دیکھنے والے موجود تھے دعوی ہمشکلی کا مشکل تھا

اسواسطے بھی تحریف مذکور ضرور تھی اور جبکہ زمانہ دوسرا آیا کہ دیکھنے والے نرہے متاخرین مہدویہ نے
اپنی کتابون مین دعوی ہمشکلی سے بھر دین حالانکہ ان بھی نہین کتابون سے مستنبط ہوتا ہی کہ ہمشکل نہ تھے
چنانچہ شواہد الولایت سے دلیل چہارم مین مذکور ہوا کہ انکے مہدی دو موبے تھے حال آنکہ حضرت رسالت کے
تمام سر مبارک اور لحیہ شریف مین بیس بال سے کم سفید تھے کہ روایات صحیحہ اوسپر شاہد ہین اور اگر اختلاف
رنگ ریش سے اختلاف شکل تسلیم نکرین تو اختلاف شکل جسمی بھی انکی کتابون مین موجود ہی چنانچہ
ولی یوسف رسالہ حجت المنصفی مین لکھتے ہین کہ انکے میران جب کھڑے ہوتے تھے دونون ہاتھ
گھٹنون تک پہونچتے تھے حالانکہ حضرت رسالت کے حلیہ مبارک مین یہ بات ثابت نہین ہی البتہ
ایک صحابی کہ نام اونکا خرباق یا عمیر تھا اونکے ہاتھ دراز تھے اسی سبب سے اونکا لقب ذوالیدین تھا اور
حدیث سہو صلوۃ مین اونکا ذکر صحاح مین موجود ہی **تحریف سوم** یہ کہ اقنی الانف کے بعد
لفظ مقرون الحاجبین کا کہ وہان نتھا بڑھا دیا اور فقرہ واسعد الناس بہ اہل الکوفۃ کا کہ وہان تھا اوڑا دیا
اس فقرے کا کچھ قصور نہین ہی کہ قابل نکال ڈالنے کے ہو مگر یہ کہ میان کے مہدی کی تکذیب کرتا تھا
اسواسطے کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ اہل کوفہ بسبب امام مہدی کے اور لوگون سے بڑھکر سعادت مند
ہونگے یعنی زیادہ تر مطیع و فیضیاب ہونگے اور ظاہر ہی کہ مہدی جونپور سے اہل کوفہ کہان
سعادت اندوز ہوئے **تحریف چہارم** یہ کہ یفصل فی القضیۃ کے بعد یہ عبارت
نکال ڈالی یاتیہ الرجل فیقول لہ یا مہدی اعطنی وبین یدیہ المال فیحثی لہ فی ثوبہ
ما استطاع ان یحملہ یعنی آوے گا اس خلیفہ کے پاس مرد سائل اور کہے گا کہ اے مہدی دو مجکو
اور سامنے اونکے مال ہوگا پس اوسکے کپڑے مین اوسقدر بھر دیوینگے کہ اوٹھا سکے انتہی
چونکہ یہ نشان مہدی خوندمیر کی نہ تھی اس سبب سے اس عبارت کو حذف کر دیا کیونکہ انکے مہدی مالک
ملک و مال نتھے کہ یہ داد و دہش ان پر صادق آتی اور یقسم المال بالسویۃ یعنی تقسیم کرے گا
مالکو برابر اسکو رہنے دیا اسلیے کہ انکے مہدی اس مضمون کو بکشاکشی ادا کر لیتے تھے کہ جو کچھ
بطور خیرات کے آجاتا تھا اوسکو ریزہ ریزہ کرکے برابر تقسیم کر دیتے تھے اور حصے کو سویہ
کہتے تھے لیکن پھر بھی ایک خلل رہجاتا تھا کہ مصاحبین بعضونکی سفارش کرکے کئی سویہ
دلادیتے تھے چنانچہ زوجہ خاص وغیرہ کو تین تین سویہ ملا کرتے تھے جیسا کہ ولی یوسف نے لکھا ہی

اور پنج فضائل مین لکھا ہی سید محمود اپنے فرزند کو مع اونکے زن و پسر کے تین آدمی مین نوسویہ
دیتے تھے با این ہمہ تقسیم بالسویہ صادق تھا اور واضح ہو کہ عالم میان نے رسالہ معارضہ
حدیث فیجئ الیہ الرجل فیقول یا مھدي اعطني اعطني فیحثي لہ في ثوبہ ما استطاع ان
یحملہ کی شرح مین لکھا ہی کہ آیا طرف آپ کے ایک مرد گجراتی سید خوندمیر نہایت سائل و حریص
عطایا باطنیہ کا پھر بٹیا حضرت نے اوس پر خزانون سے ولایت محمدیہ کے اسکی ہمت کے موافق انتہی
یہ وہ بات ہی کہ مدعی سست و گواہ چست پیران نمی پرند مریدان می پرانند خود خوندمیر اس کلام کا
محمل نہ پاکر اوسکو فتوحات کی عبارت سے اوڑا رہے ہین اور مریدین خود اونھین کو اسکا
مصداق بنا رہے ہین عجب ماجرا ہی پھر اوسی سالے مین لکھتے ہین کہ شہر مانڈو مین ساٹھ قنطار
اشرفیون کے ایکبار سائلونکو خیرات کر دیے اور ایک دف بجانے والے کے دف مین ایک
تسبیح سو موتی کی ڈالدی کہ ہر دانہ لاکھ محمودی کا تھا اور محمودی سوا روپیہ یا سوا دو روپیہ کی
ہوتی ہی انتہی یہ قصہ بالکل بے اصل معلوم ہوتا ہی کیونکہ اگر کچھ بھی اسکی اصل ہوتی تم سے پہلے خوندمیر
کو معلوم ہوتا پس اوس بزرگ کو عبارت مذکورہ کے محمل نہ ملنے سے اسقدر کیون حیرانی ہوتی
کہ عبارت کے نکال ڈالنے کی نوبت پونہچی بلکہ بلا خوف تمام عبارت بلا حذف و تخفیف لکھدینا
تھا دوسرے یہ کہ اگر سوا کرور یا سوا دو کرور روپیہ کی تسبیح کسی نے تمہارے مہدی کو خیرات مین نذر
کی ہوتی تو اس عجیب و غریب خبر کو مورخین ضرور لکھتے اور تمہاری کتب نقلیات کا کیا اعتبار ہے
کہ اکاذیب سے مالا مال ہین سلاطین و حکام اوس زمانے کے تمہارے مہدی کے اسقدر دشمن
تھے کہ کسی جا چین نہ دی ملک بہ ملک اخراج کرتے رہے اور اسقدر مقدور سلاطین مانڈو حکام مالوہ
کو کہان سے میسر ہوا کہ ایسی بیش بہا چیز نایاب پیدا کرین اور پھر ایک درویش کو حوالہ کرین ورو ایک
دفالی کو حوالہ کرے ان سب سے سلاطین دہلی بڑھکر قدرت رکھتے تھے اونکا حال یہ تھا کہ تین سلطنت
یعنی اکبر و جہانگیر و شاہجہان مین ایک تسبیح مروارید مساوی المقدار و القیمت قیمتی پچاس لاکھ
روپیہ کی فراہم ہوئی تھی کہ آخر کو نادرشاہ کے ہاتھ لگی طرہ یہ کہ شواہد الولایت مین لکھا ہے کہ
ساٹھ قناطیر زر اور تسبیح مذکور انکو سلطان غیاث الدین نے بھیجی تھی درحالیکہ اپنے بیٹے
نصیر الدین کے حکم سے پابجولانہ طلا منقید تھا یہ کسکی عقل مین آتا ہی کہ مقید مسلسل کو

اسقدر قدرت خزائن پر ہوتی ہی اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ یہ قصہ تینون دعوون مہدویت سے پہلے
واقع ہوا ہی چنانچہ باب دوم سے ظاہر ہی پس نہ داد و دہش نہ تقدیر ثبوت بھی علامت مہدویت سے
کچھہ علاقہ نہین رکھتی ہی اور سب پر علاوہ یہ ہی کہ اگر یہ نقل سچ ہی تو میران کی طرف بڑا عیب لگتا ہی
اسواسطے کہ مال بیت المال مین تمام مسلمانون کا حق ہی اور کسی غیر مستحق کو اوسمین سے دینا یا حق سے
زیادہ کسیکو دینا ظلم و خیانت ہی اسیواسطے خلفاے راشدین اپنی ذات و اقربا کے واسطے بھی
زیادہ معاش مقرر نکرتے تھے پس اول اسقدر زر خطیر بیت المال کا شیخ موصوف کو دینا سلطان
موصوف کی خطا ہی پھر شیخ موصوف کا ایک ٹھالی کو کہ بیت المال مین اوسکا حق نہایت قلیل ہی
تیس کرور دو کرور کی حوالہ کر دینا خطاے اول سے بھی بدتر ہی **تحریف نہم** یہ کہ
ما لا یزع بالقرآن کے بعد یاتیہ الرجل اپنی طرف سے بڑھا دیا اسواسطے کہ بغیر اس بڑھانے
کے عبارت مابعد انکے مہدی پر صادق نہ تھی بلکہ تکذیب کرتی تھی کیونکہ عبارت مابعد یہ ہی
یمسی جاہلا بخیلا جبانا فیصبح اعلم الناس اکرم الناس اشجع الناس یعنی مہدی کو جس
شب اللہ تعالی مہدی بناویگا اوسکی شام تک وے بے علم بخیل اور جبان ہونگے اور صبح کو سب آدمیون سے
زیادہ علم مین اور کرم مین اور شجاعت مین ہو جاوینگے یہ موافق ہے حدیث امام احمد اور ابن
ماجہ کے کہ المہدی من اہل البیت یصلحہ اللہ فی لیلۃ یعنی مہدی اہل بیت سے
ہین درست کر دیگا اونکو اللہ تعالی ایک شب مین چونکہ یہ بات انکے مہدی ادعائی کے حال
سے سراسر مخالف تھی کہ مطلع الولایت وغیرہ انکی کتب مین مرقوم ہی کہ انکے مہدی مادر زاد ولی
تھے اور شیخ دانیال کی تعلیم سے سات برس مین حافظ قرآن ہو کر بارہ برس کی عمر تک
تمام علوم سے فارغ ہو کر باتفاق علماے نواحی دانا پور کے ملقب باسد العلما ہو چکے تھے اور ہمراہ
سلطان حسین حاکم پورب کے ساتھ راجہ دلپت راؤ کے جنگ سخت کر کے اوسکو مع فیل
سواری کے قتل کیا اور بکمال شجاعت تمام لشکر کو زیر و زبر کر دیا تھا پس ان پر نہ یہ حدیث
صادق آتی ہی نہ عبارت مذکورہ فتوحات اسواسطے میان خوندمیر نے اپنی جعلی عبارت یعنی یاتیہ
الرجل کو عبارت فتوحات کے اول مین لگا دیا تا کہ معنی یہ ہو جاوین کہ جو شخص کہ مہدی کے پاس
آویگا اوسکا یہ حال ہویگا کہ شام کو جاہل بخیل جبان ہوگا اور صبح کو تاثیر صحبت سے اعلم اکرم

انضج ہو جاوے گا انصاف کیجیے کہ کیسا بڑا کذب و افترا ہے کہ اپنے مطلب کے واسطے ایک بات
بنا کر دوسرے مصنف کی طرف نسبت کر دینا با اینہمہ انکو مہدی کا صدیق بولتے ہین استغفر اللہ
العظیم اور سب مہدوی اپنی کتابون مین بہ تقلید انکے آجتک یہی مضمون ادا کرتے چلے
آتے ہین اور اسی عبارت محرفہ کو نقل کرتے چلے جاتے ہین **تحریف ششم** یہ کہ بعد
من حیث لا یدری کے اتنی عبارت حذف کر دی یحمل الکل و یقوی الضعیف فی الحق و
یقری الضیف و یعین علی نوائب الحق یعنی یہ خلیفہ اوٹھاوے گا بار عیال و یتیم کو اور قوت
دے گا ضعیف کو امر حق مین اور ضیافت کرے گا مہمان کی اور مدد کرے گا مصائب حق پر
انتہی قوت دینا ضعیف کو اور مدد کرنا مصائب مین اور دوسرون کا بار اوٹھانا صاحبان ثروت
و حکومت کا کام ہے اور مہدی دعائی چونکہ خود ضعیف تھے کہ حکام و سلاطین ان پر انواع و
اقسام کے جبر اور اخراج و زجر کرتے تھے اسواسطے میان نے اس عبارت سے کنارہ کشی مناسب
سمجھی لیکن یہ یاد نرہا کہ یمشی النصر بین یدیہ کو بھی حذف کر دیتے کہ وہ بھی ان پر نہین صادق
ہے یعنی چلے گی نصرت سامنے اس خلیفہ کے کہ جدھر متوجہ ہو گا منصور ہو گا اگر منصوری اسی کا
نام ہے کہ انکو نصیب تھی تو کوئی اوسکا خواہان نہین ہے نخین کو مبارک ہو **تحریف ہفتم**
یہ کہ بعد یصلحہ اللہ فی لیلۃ کے اسقدر عبارت نکال ڈالی یفتح المدینۃ الرومیۃ
بالتکبیر فی سبعین الفا من المسلمین من ولد اسحق یشہد الملحمۃ العظمی مادبۃ اللہ
بمرج عکا یبید الظلم و اھلہ یقیم الدین و ینفخ الروح فی الاسلام یعنی فتح کریگا
یہ خلیفہ مدینہ رومیہ کو تکبیر سے ہمراہ ستر ہزار مسلمان اولاد اسحق کے حاضر ہو گا جنگ کلان مین
بمقام مادبہ الٰہی چراگاہ شہر عکا کے ہلاک کرے گا ظلم اور اہل ظلم کو قائم کرے گا دین کو اور
پھونکے گا روح اسلام مین انتہی اس عبارت کے نکال لینے کی وجہ ظاہر ہے کہ سراسر انکے مہدی کی
تکذیب کرتی تھی کیونکہ نہ اون بزرگوار نے مدینہ رومیہ فتح کیا نہ اونکے ہمراہ کبھی ستر ہزار
مسلمان اولاد آدم کے جمع ہوئے چہ جائے اولاد اسحق کی اور نہ جنگ کلان شہر عکا مین واقع ہوا
کہ وہان وہ حاضر ہوتے یا نہوتے اور نہ اونھون نے ظلم اور اہل ظلم کو قطع کیا بلکہ آپ بشکل مظلوم کے
ہمیشہ پھرتے رہے **تحریف ہشتم** یہ کہ بعد لفظ لعل مواتہ کے یہ عبارت

نکالڈالی یضع الجزیۃ ویدعو الی اللہ بالسیف فمن ابی قتل ومن نازعہ خذل یعنی
سو موقوف کرے گا جزیے کو یعنی جزیہ لے کر کفر پر کافرون کو نچھوڑے گا جیسا کہ اب معمول
ہی بلکہ یا اسلام یا قتل مانند عیسی علیہ السلام کے جاری کرے گا اور دعوت کرے گا طرف اللہ تعالی
کے بزور شمشیر پس جسنے انکار کیا مارا جاوے گا اور جسنے نزاع کیا مخذول ہوگا انتہی اس
عبارت کے حذف کا سبب بھی ظاہر ہی کہ انکے مہدی کو جھٹلاتی ہی کیونکہ اونکو کافرون سے قدرت
جزیہ لینے کی کہان ہوئی کہ موقوف کرتے بلکہ مسلمانون سے جزیہ لینے کی تمنا رکھتے تھے مگر
اللہ تعالی نے دین محمدی کی حمایت کی کہ انکو اسقدر دست رس نہ دی حال تمنا کا انصاف نامے
کے باب چہارم مین مسطور ہی کہ میران شہر ٹھٹھہ مین دعوت کر رہے تھے کہ ایک ملا نے اپنے فرزند کو
سامنے کر کے کہا کہ اسکے واسطے دعا کیجیے بولے اگر حق تعالی قوت دیوے ہم انسے جزیہ لیوین گے
انتہی اور دعوت بزور شمشیر کہان تھی کہ جو انکار کرتا مارا جاتا اور جسنے نزاع کیا وہ مخذول کہان ہوا
بلکہ انھین کے مصدق ہمیشہ سلاطین مخالف کے ہاتھ سے مقتول مخذول ہوتے رہے بلکہ خود
میان تحریف باز مع رفقا و اقربا گجرات مین مقتول ہوے تحریف نہم یہ کہ یرفع المذاہب
اور فلا یبقی الا الدین الخالص کے درمیان مین لفظ من الارض کا تھا اوسکو نکالڈالا
اسواسطے کہ معنی یہ ہوتے تھے کہ مہدی اوٹھا وینگے سب مذہبون کو روے زمین سے
پس باقی نرہے گا مگر دین خالص اور یہ بات انکے مہدی پر صادق نہین ہی کیونکہ انھون نے
روے زمین سے مذاہب کہان اوٹھائے مذاہب مختلفہ ابتک روے زمین پر موجود ہین چنانچہ
ایک مذہب مہدویونکا انکے سبب سے بڑھ گیا البتہ اپنے مریدون مین سے سب مذہب اوٹھا ڈالے
اور سمجھ لیے کہ دین خالص یہی ہی کہ جسپر ہم ہین یہ ہر ایک سے ہو سکتا ہی اور ایسا سب سمجھ لیتے
ہین کہ کل حزب بما لدیہم فرحون ع ہرکس بخیال خویش خبطے دارد + یہ معنی
رفع خانگی کے لفظ من الارض کے ہوتے ہوئے نہین درست تھے اسواسطے اوسکو
حذف کر دیا تحریف دہم یہ کہ بعد الا الدین الخالص کے یہ عبارت نکالڈالی اعدی اعدائہ
مقلدۃ العلماء اہل الاجتہاد لما یرونہ من الحکم بخلاف ما ذہبت
الیہ ائمتہم فیدخلون کرھا تحت حکمہ خوفا من سیفہ وسطوتہ ورغبۃ

فیما لدیہ یعنی دشمن امام کے ہونگے پیروی کرنے والے علماے مجتہدین کے کیونکہ حکم اس امام کا اپنے ایمہ مجتہدین کے خلاف دیکھینگے پھر داخل ہونگے مجبوری سے زیر فرمان امام کے بخوف شمشیر و غلبہ امام کے اور بسبب رغبت و طمع اوس چیز کے کہ پاس امام کے ہے یعنی مال و دولت وغیرہ انتہی اسی سبب سے بعد اوسکے فرمایا کہ یفرح بہ عامۃ المسلمین اکثر من خواصہم یعنی خوش ہونگے بسبب امام کے عوام مسلمین زیادہ تر خواص مسلمین سے مراد خواص سے یہی مقلدین متعصب ہیں بالجملہ یہ عبارت بھی خوندمیر کے مہدی کی تکذیب کرتی ہے اسواسطے اوسکا حذف کرنا مصلحت تھا کیونکہ انکے مہدی کے پاس شمشیر نتھی ورنہ علماے مخالف بخوف شمشیر اونکے زیر فرمان ہوے اور نہ مال و دولت رکھتے تھے کہ اوسکی رغبت سے فرمان بردار ہوتے تحریف یاد رہے کہ بعد یعینونہ کے ما قلدہ اللہ تعالی کے اسقدر عبارت حذف کردی ینزل علیہ عیسی بن مریم بالمنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مہرودتین متکئا علی ملکین ملک عن یمینہ وملک عن یسارہ یقطر رأسہ ماء مثل الجمان ینحدر کانما خرج من دیماس والناس فی صلوۃ العصر فیتنحی لہ الامام فیتقدم فیصلی بالناس یؤم الناس بسنۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویقبض اللہ المہدی الیہ طاہرا مطہرا وفی زمانہ یقتل السفیانی عند شجرۃ بغوطۃ دمشق ویخسف بجیشہ فی البیداء بین المدینۃ ومکۃ حتی لا یبقی من الجیش الا رجل واحد من جہینۃ یستبیح ہذا الجیش مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ ایام ثم یرحل بطلب مکۃ فیخسف اللہ بہ فمن کان مجبورا من ذلک الجیش مکرہا یحشر علی نیتہ القراٰن حاکم والسیف مشید ولذلک ورد ان اللہ یزع بالسلطان ما لا یزع بالقراٰن یعنی نازل ہونگے امام مہدی پر عیسی ابن مریم منارہ سفید شرقی دمشق پر دو کپڑے رنگین مائل بزردی پہنے ہوئے تکیہ دئیے ہوئے دو فرشتوں پر ایک فرشتہ سیدھی طرف سے اور ایک فرشتہ بائیں طرف سے سر سے قطرات عرق مانند چاندی کے موتیوں کے ٹپکتے ہوئے گرتے بھی ہونگے یعنی سر جھکانیکے وقت سر کے بالوں سے قطرات پسینے کے ٹپک پڑینگے اور سر بلند کرنیکے وقت جسم پر بہنے لگینگے گویا کہ حمام سے

برآمد ہونگے اور لوگ نماز عصر کی تیاری مین ہونگے اور امام حضرت عیسی علیہ السلام کے واسطے ہٹجاوینگے پس آگے بڑھکر لوگونکو نماز پڑھاوینگے حضرت عیسی آدمیونکی امامت کرینگے بطریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر توڑینگے شکل صلیب کو کہ جسکو نصاری گلے مین ڈالتے ہین اور قتل کرینگے خنزیر کو اور قبض کریگا اللہ تعالے امام مہدیکو اپنی طرف ظاہر سطہر اور اونکے زمانے مین مارا جاویگا سفیانی نزدیک ایکدرخت کے مقام غوطۂ دمشق ہین اور زمین مین دھسادیا جاویگا لشکر اوسکا مقام بیدا مین درمیان مدینے و مکے کے یہانتک کہ نہ باقی رہے گا لشکر مین سے مگر ایک آدمی قبیلۂ جہینہ کا اور یہ لشکر تین روز تک مدینۂ رسول مین لوٹمار مباح کرے گا پھر چلے گا مکے کے ارادے پر پس دھسادیوے گا اللہ تعالی اوسکو پس جو شخص کہ بطور مجبوری کے اس لشکر کے ساتھ تھا اوسکی نیت کے موافق اوسکا حشر ہوگا قرآن حاکم ہوگا اور تلوار بلند کرنیوالی ہوگی دین کو اور اسیواسطے وارد ہوا ہی کہ اللہ تعالی بسبب سلطان کے خلق کو منہیات سے اوسقدر باز رکھتا ہی کہ بسبب قرآن کے اوسقدر باز نہین رکھتا ہی انتہی یعنی بسبب خوف شمشیر سلطانی کے اکثر خلق شریعت پر ہموار ہوجاتی ہی اور قرآن سے فقط خاص لوگ ہدایت یاب ہوتے ہین اور نیز واضح ہو اور بھی معلوم رہے کہ منارۂ بیضاے شرقی دمشق کہ جسپر حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے اوترینگے وہ ہین ایک مسجد جامع بنی امیہ کی شرقی سمت پر واقع ہی اور جالا اوس مسجد کا منارۂ اذان ہی ہی پچیس ۲۵ مؤذن کہ ملازم مسجد مذکور ہین اونمین سے ہر روز پچیس مؤذن بالاتفاق نوبت بنوبت اوسپر اذان کہتے ہین دوسرا حارۃ النصاری یعنی محلۂ نصاری مین جانب شرقی دمشق واقع ہی یہ بھی نہایت کلان اور سفید رنگ ہی راقم السطور نے اسپر چڑھکر معاینہ کیا کہ تمام شہر دمشق مدنظر مین تھا اور غوطۂ دمشق وہان سے بخوبی نظر آتا تھا اہل دمشق بعضے اوسکو فرودگاہ عیسوی جانتے ہین اور غوطۂ دمشق ایک مین ہی فناے دمشق مین نشیب کی جانب کہ تمام باغات و زراعات سے معمور ہی کتاب سیاحت مین اسکی تفصیل لکھی گئی ہی اور دمشق اور غوطۂ دمشق کی تعریف حدیث امام احمد مین کہ مشکوۃ مین بھی موجود ہی مذکور ہی بالجملہ یہ عبارت زیادہ تر بسبب سے تخریب و تکذیب مہدی جونپوری کی کرتی تھی اسواسطے میان مذکور نے حذف کردیا **تحریف**

دوازدہم تحریف معنوی ہی کہ اشعار فتوحات کے معنے میان مذکور نے نہ سمجھے اور اپنے مطلب کے موافق کچھہ معنی غلط تجویز کرکے اشعار مذکورہ کو اپنے مہدی کی تایید مین نقل کیا

ذکر منارۂ بیضاء و غوطۂ دمشق

بیان تحریف معنوی اشعار فتوحات کے بعض ابیات کے معنی

ورنہ اشعار مذکورہ بھی انکے مہدی کی تکذیب کرتے ہین اگر معنی صحیح سمجھ مین آئے ہوتے اونکو بھی حذف
کر دیتے اسواسطے اون اشعار کا اعادہ کیا جاتا ہی اور معنی صحیح بیان کیے جاتے ہین اگر میان نہ سمجھے
کاش میان کے معتقدین سمجھ جاوین الا شعار الا ان ختم الاولیاء شهید و عین امام
العالمین فقید یعنی آگاہ ہو کہ ختم الاولیا حاضر ہون گے اور حالت یہ کہ ذات امام العالمین کی مفقود
ہو گی مراد ختم الاولیا سے خاتم الولایت المطلقہ ہی اور وہ عیسی علیہ السلام ہین نہ خاتم الولایت المحمدیہ
کہ وہ شیخ اکبر کے نزدیک خود ذات شیخ ہی یا ایک دوسرے مرد مغربی معاصر شیخ کے ہین او امام مہدی
شیخ کے نزدیک خاتم الولایت المطلقہ ہین ورنہ خاتم الولایت المحمدیہ ہین چنانچہ یہ مقدمات فتوحات
وغیرہ تصانیف شیخ مین جابجا مفصلاً مذکور ہین بلکہ اسی باب تین سو چھیاسٹھ مین کہ جہان سے
یہ عبارت خوندمیر نے نقل کی ہی بعد چند سطر کے لکھتے ہین کہ خاتم الولایت المحمدیہ سے بڑھکر
خدا کا اور مواقع حکم کا جاننے والا کوئی شخص اونکے زمانے مین ہو گا نہ اون کے بعد ہو گا پس
وہ اور قرآن اخوان ہین جیسا کہ مہدی اور شمشیر اخوان ہین اس کلام سے بھی معلوم ہوا کہ مہدی
اور ہین اور خاتم الولایت اور ہین اور تفصیل اسکی اس کتاب مین باب تسویہ مین بخوبی آوے گی
انشاء اللہ تعالی اور مراد امام العالمین سے امام مہدی ہین چنانچہ شعر ثانی مین خود فرماتے ہین
کہ هو السید المهدي من آل احمد پس معنی شعر کے یہ ہوئے کہ ختم الاولیا عیسی علیہ السلام
حاضر ہونگے اور امام مہدی دنیا سے رحلت فرما کر مفقود ہو جاوین گے اور یہی مضمون
شیخ نے ماقبل اس شعر کے نثر مین ادا فرمایا کہ يؤم الناس بسنة محمد يكسر
الصليب ويقتل الخنزير ويقبض الله المهدي اليه یعنی عیسی آدمیون کے
امام ہون گے طریقۂ محمدی پر توڑین گے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو اور قبض کر لیوے گا
اللہ تعالی امام مہدی کو اپنی طرف بعد اون کے حضرت شیخ اکبر امام العالمین کی تعریف فرماتے
ہین هو السيد المهدي من آل احمد هو الصارم الهندي حين يبيد
یعنی وہ امام العالمین سید مہدی ہی آل احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ تیغ ہندی ہی جس وقت
کہ ہلاک کرتا ہی یہ اگرچہ بڑے میان کے علم و فہم کا ذکر ہے لیکن اسکے ضمن مین ایک چھوٹے
میان کی فہم و عقل کا حال بھی سن لیا چاہیے کہ عالم میان رسالہ اشعار حصہ مین اسی

مصرع سے ثابت کرتے ہین کہ مہدی کی جا تولد ہند ہی اور معنی یہ کہتے ہین کہ مہدی تلوار ہند
کی ہی جبکہ ظاہر ہوگا صد آفرین ہی انکے اوستاد پر کہ جسنے انکو لغت و صیغہ دانی مین ایسا چالاک
کردیا ہی کہ یہندا و یہندو مین کچھ فرق نہین جانتے ہین کہ مزید کو مجرد اور اجوف کو ناقص سمجھتے
ہین اور مادہ ہیدا و ہید و کو ایکہی جانتے ہین یہ لغت دانی کا حال تھا اور معنی فہمی مین یہ کمال ہی کہ
تیغ ہندی مہدی کو بطور تشبیہ کے کہا ہی اوس سے سمجھے کہ مہدی حقیقت مین ہندی ہین عربی
نہین ہین تو لازم ہوا کہ اپنے مہدیکو تیغ بھی حقیقۃ سمجھین انسان نکہین اور یہ خبر نہین ہی کہ کعب بن
زہیر نے قصیدہ بانت سعاد مین رسول خدا کو تیغ ہندی باندھکر پڑھا و سنایا شعر اِنَّ الرَّسُوْلَ
لَنُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِهٖ + مُهَنَّدٌ مِنْ سُیُوْفِ الْهِنْدِ مَسْلُوْلٗ + اور حضرت نے اسمین بسبب
تکرار کے اصلاح فرمائی کہ ع مُصَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلٗ + اور مہند کہ بمعنی تیغ ہندی
کے ہی اوسکو بحال رکھا حالانکہ حضرت بالاتفاق عربی ہین شعر هُوَ الشَّمْسُ یَجْلُوْ کُلَّ غَیْمٍ وَّ
ظُلْمَةٍ + هُوَ الْوَابِلُ الْوَسْمِیُّ حِیْنَ یَجُوْدُ + یعنی وہ آفتاب ہی کہ روشن کرتا ہی ہر ابر و تاریکی کو + وہ
باران بہار ہی جسوقت کہ سخاوت کرتا ہی انتہی غرض کہ کوئی شخص کسیکا کلام نقل کرنے مین اتنی خیانت
نکریگا جیسا کہ میانجی ملی ہی جس کسیکا کلام نقل کرتے ہین اور اپنے مطلب کا شاہد لاتے ہین تو بلا خیانت
و تحریف اوسکو نقل کرتے ہین نہ یہ کہ اسقدر انتخاب بیجا کرین کہ کلام متکلم کے مخالف مقصود ہو جاوے
اور بلا ذکر و اشارہ انتخاب اوسکی طرف نسبت کردیوین کہ اوس کتاب مین اوسکے مصنف نے ایسا لکھا ہی
تا کہ لوگ سمجھین کہ اوسکی راے بھی انکے موافق ہی یہ نہایت فریب کہلاتا ہی اگر اسی کو استدلال کہتے ہین
تو ہر شخص عوام امت سے دعوی کر سکتا ہی کہ مین قطب ہون یا غوث ہون یا مہدی ہون اور فلانی
کتاب سے میرے دعویکا ثبوت ہو سکتا ہی پس صفات منافیہ کو حذف کر کے بعض صفات موافقہ اپنے نقل کردیا
کرے اس قسم کی نقل کا سواے کذب و افترا کے کچھ نام نہین ہی پس اس تحریفات کے نقل کرنے سے دو مقدمے محقق ہوے
مقدمہ اول اوس دروغگوئی میان جونپوری کی خصوصاً تحریف و مر مین کہ سراسر جھوٹ لکھا کہ صاحب فتوحات
کہتے ہین کہ مہدی مشابہ رسول خدا کے ہوویگے خلق بضم الخا مین حالانکہ صاحب فتوحات کہتے ہین کہ خلق بضم الخا
مین حضرت سے مہدی کم ہونگے اور خلق بفتح الخا مین مشابہ ہونگے اسطرح تحریف پہنچ مین یا تبدیل کا الفاظ
دل سے بنا کر صاحب فتوحات کیطرف نسبت کردیا اسکے سوا انکے نقل کلام مین اس قسم کے بہت کذب مثل حدیث و غیرہ مین

[illegible]

موجود ہین کہ ہستیعاب اوسکا موجب تطویل ہے پس معلوم ہوا کہ باوجود اس کذب و افترا کے انکو لقب صدیق اکبر دینا جیسا کہ انکے حق مین مہدی جونپوری نے مقرر کیا ہی اور صاحب شواہد الولایت اور میران جی بن سید سلام اللہ وغیرہ مہدویون نے نقل کیا ہی نہایت غلط ہی اور اگر کوئی فرمان نافذ اس مقدمے مین مطلوب ہی تو فرمان امیر المؤمنین علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کا موجود ہی کہ ابن ماجہ نے روایت کیا کہ امیر المؤمنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُوْ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ لَا یَقُوْلُہَا بَعْدِیْ اِلَّا کَذَّابٌ الحدیث یعنی مین بندہ اللہ تعالی کا ہون اور بھائی رسول اللہ کا ہون اور مین صدیق اکبر ہون نکہے گا بعد میرے کوئی اس کلمے کو مگر کذاب انتہی مہدوی لوگ خوندمیر کو صدیق ولایت جانتے ہین اور انکے نزدیک صدیق ولایت صدیق نبوت سے افضل ہے بلکہ خوندمیر کو حضرت عیسی سے بھی افضل جانتے ہونگے اسواسطے کہ لکھتے ہین کہ عیسی مہدی کے نظیر شریعت مین ہین اور خوندمیر حقیقت مین نظیر ہین اور حقیقت انکے نزدیک شریعت سے افضل ہی کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاہِہِمْ مقدمہ دوم بطلان مہدویت انکے مہدی ادعائی کی اسواسطے کہ شیخ اکبر کے کلام سے جابجا ثابت ہوا کہ یہ مہدی نہین ہین اور انکے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ اکبر نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کرکے بعد قلم تحریر کیا ہی چنانچہ شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین مذکور ہی اب اگر یہ بشارت صحیح ہی تو یہ لوح محفوظ مین مہدی نہین ہین اور اگر غلط ہی جب بھی مہدی نہین ہین کہ مہدی غلط گو نہین ہوتے ہین کہ لا یخطی بالاتفاق مہدی کی شان ہی یعنی خطا نکرے گا دلیل نہم وہی بیان خوندمیر اوسی مکتوب ملتانی مین اوسی باب فتوحات سے نقل کرتے ہین کہ در صفت وزرائے مہدی علیہ السلام میگوید ہم علی اقدام رجال من الصحابۃ صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ ہم من الاعاجم ما فیہم عربی لکن لا یتکلمون الا بالعربیۃ لہم حافظ لیس من جنسہم ما عصی اللہ قط ہو اخص الوزراء وافضل الامناء یعنی وزرائے مہدی صحابہ کرام کے قدم پر ہونگے کہ جنکی شان مین اللہ تعالی فرماتا ہی کہ انھون نے سچ کر دکھایا جسپر قول عہد کیا تھا اللہ سے اور وہ وزرا قوم عجم سے ہین کہ انمین کوئی نہین ہی عربی لیکن بات نکرتے ہونگے مگر زبان عربی مین انکا ایک نگہبان ہی کہ انکی جنس سے نہین ہی کہ اوس نے کبھی خدا کی نافرمانی نہین کی وہ خاص تر وزرا کا ہی اور افضل امینونکا ہی انتہی بیان اوسکا غرض یہان اگرچہ بظاہر

ف ۱ بطلان مہدویت شیخ جونپوری

یہ ہی کہ وزراے مہدی کے صفات مذکورۂ بالا سب وزراے مہدی جونپوری مین موجود ہین پس مہدویت اونکی ثابت ہوئی
لیکن حقیقت مین اپنی تعریف و مدح خوانی منظور ہی کہ آپ اخص الوزرا ہین مگر اس کلام کا صادق آنا ان
بزرگ کے وزرا پر عموماً اور میان مذکور پر خصوصاً محال ہے اسواسطے کہ لا یتکلمون الا بالعربیۃ دلالت حصر پر
کرتا ہی کہ کبھی بات سواے عربیت کے نکرتے ہونگے اور خلفاے مہدی جونپوری اسکے بالعکس تھے کہ ہمیشہ زبان
گجراتی اور پوربی مین بات کرتے تھے اور انصاف نامے کے بارھوین باب مین اس عبارت کی ایسی
توجیہ کی ہی کہ جو کسی کی سمجھ مین بھی نہ آوے گی یعنی لا یتکلمون الا بالعربیۃ ای بالقرآن وقت اظہارہ ہو اسواسطے
کہ حصر مذکور سے تکلم دائمی نکلتا ہی نہ فقط وقت اظہار قرآن کے علاوہ یہ کہ اظہار قرآن سے
اگر مراد تلاوت قرآن ہی تخصیص وزراے مہدی کی لغو ہی کیونکہ تمام جہان قرآن کو عربی مین
پڑھتا ہی نہ عجمی مین علاوہ یہ کہ اوسے تکلم نہین کہتے ہین تکلم بول چال محاورے کا نام ہی اور اگر مراد
وعظ قرآن ہی تو خلفاے مذکورین وعظ و بیان قرآن کا گجراتی و ہندی زبان مین کیا کرتے تھے
عربی مین اور طرفہ یہ ہی کہ یہان سب عجم بن گئے اور جہان حدیث بملک العرب کی توجیہ کرتے ہین
تو مہدوی لوگ اونکو عرب بنا دیتے ہین اور کہتے ہین کہ مہدی مالک عرب کے ہونگے اس سے
مراد زمین عرب نہین ہی بلکہ قوم عرب ہی اور چونکہ مرید مہدی کے شیخ سید کر اولاد عرب ہین عرب
ٹھہرے مہدی جونپوری مالک عرب ٹھہرے غرضکہ کسی ایک بات پر ثبات و قیام نہین ہی اب باقی یہ
رہا کہ اخص الوزرا کہ کبھی ہرگز گناہ نہ کیا ہو کون ہی اگر میان محمود بیٹے مہدی کے ہین اونکی سے
گناہ ہی کیونکر ثابت ہو سکتی ہی کہ فراہ کو جانے سے پہلے ہمیشہ نوکریان کرتے پھرتے تھے چنانچہ
باب دوم مین گذرا اور مہدی و خوندمیر ہمیشہ تعین کو لعین بولتے رہے چنانچہ انصاف نامے کے
باب نہم مین مذکور ہی اور اخص الوزرا کی شان یہ ہی کہ کبھی معصیت و گناہ اوس سے سرزد نہو نہ یہ
کہ مدت تک فعل ملعون کا مرتکب رہے اور بعد اوسکے چندے تائب ہو جاوے اور اگر خود میان خوندمیر
وزیر کبیر ہین جیسا کہ یہ لقب انکی کتابون مین بھی موجود ہی تو قطع نظر اون معاصی کے کہ پیشتر بیعت کے
سرزد ہوئے ہونگے کہ منجملہ اونکے جانور لڑانا ہی کہ ہمیشہ بلبل بازی اور لوہ بازی اور مینڈھا بازی
وغیرہ مین مشغول رہتے تھے جیسا کہ تذکرۃ الصالحین مین لکھا ہی بعد بیعت بھی ان سے گناہ
سرزد ہوا کیے تھے چنانچہ ابھی دلیل بستم مین کذب صریح کہ جمیع ادیان و مذاہب مین گناہ بدے

بیان گناہون سید محمود اور میان خوندمیر وغیرہ کا

مذکور ہوچکے ہین اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ جب سید حمید فرزند مہدی کی شادی غالب خان کی
لڑکی سے ہوئی میان خوندمیر نے اسقدر آتشبازی چھڑوائی کہ لوگون کے گھر جلنے کا خوف
ہوا اور سولے انکے کوئی ایسے اعلی مہدی جونپور کے مریدون مین نہین ہی کہ وزیر اعظم
ٹھہرے حالانکہ دوسرے خلفانے بھی اقسام کے خون و فساد کرنیکے بعد ملازمت شیخ کی اختیار
کی ہی چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خلیفہ بالاختصاص میان نعمت ساتھا کابر گجرات ایک
حبشی کو قتل کرکے خوف انتقام بادشاہی سے بھاگ کر میران کے پاس آکر مرید ہوئے ہین
ایسے لوگ مہدی کے اخص الوزرا نہین ہوسکتے ورنہ مخلوق ہنسے گی کہ شعر وزیری چنین
شہریارے چنان ٭ جہان چون نگیرد قرارے چنان ٭ علاوہ یہ کہ صاحب فتوحات فرماتے ہین کہ وزراے مہدی
عجم ہین اور حافظ الوزرا او نکی جنس سے نہین ہی اور یہان شیخ جونپور کے تمام وزرا ہم جنس
و عجم ہین غرض کہ یہ عبارت فتوحات بھی انکی تصدیق نہین کرتی ہی بلکہ تکذیب کرتی ہے اور
اگر سباق عبارت پر نظر کیجاوے تکذیب یادہ تر ہوجاوے کہ بعد چند سطر کے فرماتے ہین کہ یہی وزراے
مہدی صدق پر صادق قدم ہونگے اسی سبب سے ایک تکبیر سے ایک تہائی دیوار مدینہ روم کی
گرادینگے اور دوسری تکبیر سے دوسری تہائی اور تیسری تکبیر سے تیسری تہائی پس بغیر تلوار کے فتح
کرینگے انتہی اور ظاہر ہی کہ یہ شہر وزراے مہدی موضوع نے کبھی خواب مین بھی فتح نکیا پس
شیخ اکبر ان وزرا کی وزارت اور ان مہدی کی مہدویت کے منکر ہین دلیل دو قسم
میان خوندمیر اوسی مکتوب مین ایک اور عبارت فتوحات کی اپنے پیرو مرشد کے بیان بزرگی اور
اثبات خاتمیت کے واسطے نقل کرتے ہین وہ عبارت یہ ہی الختم ختمان ختم یختم الله به
الولایة مطلقا و ختم یختم الله به الولایة المحمدیة فاما ختم الولایة علی الاطلاق فهو عیسی
علیه السلام فهو الولی بالنبوة المطلقة فی زمان هذه الامة وقد حیل بینه وبین نبوة
التشریع والرسالة فینزل فی اخر الزمان وارثا خاتما لا ولی بعده فکان اول هذا الامر
نبی وهو ادم واخره نبی وهو عیسی اعنی نبوة الاختصاص فیکون له یوم القیمة حشران حشر
معنا وحشر مع الرسل واما ختم الولایة المحمدیة فهی لرجل یجیئ من الهند فی اخر
الزمان فهو رجل اجل الجبهة اقنی الانف مقرون الحاجبین یشبه فی الخلق بضم الخاء

مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یشبهه فی الخلق بفتح الخاء یصلحه اللہ فی لیلة
او فی یومین یکون له العلامات الکثیرة کما اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی بعض الاحادیث وقد رایت العلامة التی اشار بها الرسول علیہ السلام اخفاها
الحق فی ذات المهدی عن عیون الناس وکشفها لی حتی رایت خاتم الولایة
منه وهو المهدی الذی یختم بالولایة المقیدة المحمدیة یخرج فی اخر الزمان
مع العلامات التی اخبر بها النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یعرفها کثیر من الناس
ولا یؤمن اکثرهم به وقد ابتلاه اللہ تعالیٰ باهل الانکار علیه فیما یتحقق به من
الحق فی سرّه وکما ان اللہ ختم بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبوة التشریع کذلک ختم
اللہ بالمهدی الولایة التی تحصل من الارث المحمدی لا التی تحصل من سائر الانبیاء
فان من الاولیاء من یرث ابراهیم وموسیٰ عیسیٰ فهؤلاء یوجدون بعد هذا
الختم المحمدی ولا یوجد ولی بنسبة الولایة المحمدیة هذا معنی ختم الولایة المحمدیة
واما ختم الولایة العامة الذی لا یوجد ولی بعده فهو عیسیٰ علیہ السلام انتهی
یہ عبارت فتوحات میں جواب سوالات حکیم ترمذی کی تیرھوین فصل مین مسطور ہی لیکن میان
مذکور نے یہان نہایت تحریف وتبدیل کو کار فرمایا حتی کہ اپنے کام سے خود بخود منفعل ہو کر
کتاب کا نام نہ لیا مگر یہ خیال نہ آیا کہ یہ راز ایک ایک روز فاش ہو جاوے گا اب عبارت فتوحات
لکھی جاتی ہی تاکہ عقلاے انصاف پسند دونونکو مطابق کر کے دیکھین کہ کسقدر خیانت
کی گئی ہی شیخ اکبر مقام مذکور مین فرماتے ہین الختم ختمان ختم یختم اللہ به الولایة
وختم یختم اللہ به الولایة المحمدیة فاما ختم الولایة علی الاطلاق فهو
عیسیٰ علیہ السلام فهو الولی بالنبوة المطلقة فی زمان هذه الامة وقد
حیل بینه وبین نبوة التشریع والرسالة فینزل فی اخر الزمان وارثا خاتما لا ولی
بعده بنبوة المطلقة کما ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوة لا نبوة
تشریع بعده وان کان بعده عیسیٰ من اولی العزم من الرسل وخواص الانبیاء
ولکن زال حکمه من هذا المقام بحکم الزمان علیه الذی هو لغیره فینزل ولیا

ذا نبوة مطلقة يشركه فيها الاولياء المحمديون فهو منا وهو سيدنا فكان
اول هذا الامر نبي وهو آدم وآخره نبي وهو عيسى عني نبوة الاختصاص
فيكون له يوم القيمة حشران حشر معنا وحشر مع الرسل واما ختم الولاية
المحمدية فهي لرجل من العرب من اكرمها اصلاً ويداً وهو في زماننا اليوم موجود
عرفت به سنة خمس وتسعين وخمسمائة ورايت العلامة التي له قد اخفاها الحق
فيه عن عيون عباده وكشفها لي بمدينة فاس حتى رايت خاتم الولاية منه وهو
خاتم النبوة المطلقة لا يعلمه كثير من الناس وقد ابتلاه الله باهل الانكار عليه
فيما يتحقق به من الحق في سره من العلم به وكما ان الله ختم بمحمد صلى الله
عليه وسلم نبوة التشريع كذلك ختم الله بالختم المحمدي الولاية التي تحصل
من الارث المحمدي لا التي تحصل من سائر الانبياء فان من الاولياء من
يرث ابراهيم وموسى وعيسى فهؤلاء يوجدون بعد هذا الختم المحمدي وبعده
فلا يوجد ولي على قلب محمد صلى الله عليه وسلم هذا معنى خاتم الولاية المحمدية
واما ختم الولاية الذي لا يوجد بعده ولي فهو عيسى عليه السلام انتهى يعني ختم دو ہین
ایک ختم ہی کہ بسبب اوسکے اللہ تعالی ولایت مطلق کو ختم کرے گا اور ایک ختم ہی کہ ختم کرے گا اللہ
بسبب اوسکے ولایت محمدیہ کو پس لیکن ختم الولایت مطلقہ عیسی علیہ السلام ہین پس وہ ولی
ہین بنبوت مطلقہ زمانہ اس امت مین اور یہ تحقیق حائل کیا گیا ہی درمیان اونکے اور درمیان
نبوت تشریع اور رسالت کے پس اوترینگے آخر زمانے مین وارث محمدی خاتم ہوکر کہ کوئی
ولی بعد اونکے بہ نبوت مطلقہ نہو گا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوت ہین
کہ بعد اونکے نبوت تشریع نہین ہی اگرچہ بعد آنحضرت کے عیسی رسولوں اولی العزم
اور خاص انبیا سے ہین لیکن زائل ہوگیا ہے حکم اونکا اس مقام سے بسبب حکم کرنے
زمانے کے اون پر جو حکم کہ واسطے غیر اونکے ہے یعنی انقطاع نبوت تشریع کا زمانہ
دولت محمدی مین پس اوترینگے ولی ہوکر صاحب نبوت مطلقہ کے کہ شریک ہوتے
ہین اونکے اس مرتبے مین اولیاے محمدیہ پس وہ ہم مین سے ہوئے اور ہمارے سردار ہین

پس ہوئے اول اس امر مین یعنی ابتداے سلسلۂ ولایت مین ایک پیغمبر کہ وہ آدم ہین اور آخر مین
اوسکے ایک پیغمبر کہ وہ عیسی ہین یعنی پیغمبر بنبوت اختصاص **فائدہ** مراد نبوت اختصاص سے
نبوت متعارفہ ہی اور یہ احتراز ہی نبوت مطلقہ مذکورۃ الصدر سے کہ وہ اصطلاح شیخ مین ایک
قسم کی ولایت کو کہتے ہین کہ تفصیل اوسکی بحث تسویہ مین آخر کتاب مین آویگی انشاء اللہ تعالی
انتہی پس ہونگے واسطے حضرت عیسیٰ کے دو حشر دن قیامت کے ایک حشر ہمارے ساتھ
اور ایک حشر رسولون کے ساتھ اور لیکن خاتم ولایت محمدیہ پس بیچ مرتبہ ایک مرد کو ہی قوم عرب سے
کہ کریم تر ہی اونکا اصالت اور سخاوت مین اور وہ اس زمانے مین آج کے دن موجود ہے
پہچانا اوسکو ۵۹۵ھ پانسو پچانوے مین اور دیکھی ہین مین نے اوسکی وہ علامت کہ چھپایا ہے
اوسکو اللہ تعالی نے اوس سے بندون کی آنکھون سے اور کشف کیا اوس علامت کو میرے
واسطے شہر فاس مین یہان تک کہ دیکھی مین نے خاتم الولایت اوسکی اور وہ خاتم النبوۃ المطلقہ
ہی نہین جانتے ہین اوسکو بہت آدمی اور مبتلا کیا ہی اوسکو اللہ تعالی نے ایسے لوگون مین کہ اوسپر
انکار رکھتے ہین اوس چیز مین کہ اوسکو تحقق ہوتی ہی جانب حق سے باطن مین معرفت الہی
کی قسم سے اور جیسا کہ اللہ تعالی نے ختم کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت تشریع کو ایسی
ختم کیا ختم محمدی سے اوس ولایت کو کہ حاصل ہوتی ہی ارث محمدی سے نہ اوس ولایت کو کہ حاصل
ہوتی ہی دوسرے انبیا سے اسواسطے کہ بعض اولیا وارث ہوتے ہین ابرہیم وموسی عیسی علیہم السلام
کے پس یہ اولیا پائے جاوینگے سوا اس ختم محمدی کے اوس زمانے مین اور بعد اوسکے پس
نہ پایا جاویگا کوئی ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہووے یہ معنی ہین خاتم الولایۃ المحمدیہ کے اور
لیکن ختم الولایت کہ جسکے بعد کوئی ولی نہ پایا جاوے پس وہ عیسی علیہ السلام ہین انتہی ۲
ملاحظہ کیجیے کہ بعد لا ولی بعدہ کے جو عبارت کہ حذف کردی اختصار ہی کچھ مضایقہ نہین
لیکن نبوۃ الاختصاص کی جاے پر کہ نبوۃ الارث کردیا سبب اوسکا بیخبری ہی اصطلاح
فتوحات سے کہ نبوت الاختصاص یعنے نبوت متعارفہ کے ہی اور نبوت الارث قریب المعنی
نبوت مطلقہ کے ہی کہ ایک قسم کی ولایت کا نام ہی اصطلاحاً کہ اوسی سے احتراز کے واسطے نبوت
آدم وعیسی کی تخریج کی کہ اعنے نبوۃ الاختصاص لعبد تراس سے یہ ہی کہ نفی ارجل کے بعد

عبارت شیخ کو اولٹا کر اپنی طرف سے یجئ من الھند لنتہ بڑھا دیا کہ افترا محض ہو اسواسطے کہ شیخ
اکبر فرماتے ہین کہ مرتبۂ خاتمیت ایک شخص عرب کو حاصل ہی کہ وہ آج اس عصر مین موجود ہی اور مین
فلانے سن مین اوس سے شہر فاس مین ملا ہون اور علامات اوسکی پہچانا ہون اور میان نے اپنے
مہدی کی خاطر سے اوس عبارت کی جاے پر یہ اپنے دل سے لگا دیا کہ وہ مقام ایک مرد کے
واسطے ہی کہ آخر زمانے مین ہند سے آوے گا اور چنین و چنان ہوگا اور اوسی قسم سے یہ بھی ہے
کہ اخفاھا الحق کے بعد لفظ نبیہ کا تھا کہ ضمیر اوسی شخص عربی کیطرف راجع تھی وہان فی
ذات المھدی بنا دیا حالانکہ اصل سخن مین مہدی کا نام بھی نہین ہی اور کشفھا لی کے بعد
بمدینۃ فاس کا لفظ تھا اوسکو نکال ڈالا اور وھو خاتم النبوۃ المطلقۃ کی جاے پر وھو
المھدی الذی الخ لکھدیا اور بالختم المھدی کی جاے پر بالمھدی کر دیا اسکے سوا
اور بھی کئی جاے پر افراط و تفریط ہی لیکن وہ قسم خدع سے نہین ہی یہ چھ تحریفات بالالتباہ بہات
خدع و کذب کے اقسام سے ہین اگر ان بزرگ کو شیخ اکبر کے کلام سے استدلال منظور تھا
تو طریقہ دیانت و راستبازی کا یہ تھا کہ سنے کم و کاست نقل کر دیتے کہ لوگ دھوکا نکھاتے
اور اگر اپنی راے اور اعتقاد کا بیان منظور تھا تو شیخ کی عبارت لانا نامناسب تھا بلکہ زبان فارسی سے
کہ جسمین تصنیف کتاب ہی اپنی راے اور گھڑت بیان کر دینا تھا تا کہ لوگ سند و دلیل نہ سمجھتے
کیونکہ اپنا قول اپنے دعوے کی سند نہین ہو سکتا ہی سوا اسکے اور عبارات بھی اس
بزرگ نے اوسی رسالے مین نقل کی ہین اگر سب کا استیعاب کیا جائے کلام طویل ہوتا ہے
اسواسطے اعراض کیا گیا کہ مشتے نمونہ خروارے باشد و اندکے دلیل بسیارے عجب ہے ایسے
پیشوایان مہدویہ کے مزاج مین اسقدر افترا اور سخن سازی اور دوسرے کے کلام مین
بے موقع دست اندازی ہی مقلدین انکے کیا کچھ خاک اڑاتے ہونگے اسی سبب سے اکثر کتابین
اس قوم کی اقوال کاذبہ اور روایات موضوعۂ باطلہ سے لبریز ہین اور مصنفین انکے بے حجابانہ
جو زبان پر آتا ہی بے اندیشہ لکھتے چلے جاتے ہین اور ہرگز نہین شرماتے ہین **اشعار**
سیاہان کہ تاراج رہ میکنند ✦ بدزدی جہان را سیہ میکنند ✦ برون آتشے بر نیایند گرم
کہ دارند ہیچ دیدہ از دیدہ شرم ✦ دبیران نگر تا بروز سپید ✦ قلم چون تراشند از مشک بید ✦

دلیل یازدہم وہی میان دوسی مکتوب ملتانی مین لکھتے ہین کہ حق تعالی در کلام خویش خبر داد
ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ای بلسان المہدی و از آیات دیگر ہم حجت فرمودہ است کما قال سبحانہ تعالے
أَفَمَنْ كَانَ عَلَى بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ تا أَفَلَا تَذَكَّرُونَ **ودیگر** قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ
عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ **ودیگر** قُلْ أَيُّ شَيْءٍ
أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ
وَمَن بَلَغَ **ودیگر** فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ **ودیگر**
وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ
وَلَكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيمٍ **ودیگر** ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ
وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ
جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا
حَرِيرٌ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ الَّذِي
أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِن فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ **ودیگر**
إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ
الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا إِنَّكَ مَن
تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ رَّبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي
لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا
مَعَ الْأَبْرَارِ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا
تُخْلِفُ الْمِيعَادَ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ
أَوْ أُنثَى بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي
وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ **ودیگر** هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ

ف دلیل یازدہم آیات کثیرہ مین تحریف معنوی کرکے اپنے دلائل صدق جاننا حالانکہ وہ دعوی سے اصل سے دلیل کی قسم سے ہے

رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا
مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ
ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ و آیات دیگر بسیار است
بر صدق وی دلالت میکنند و اقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نیز بیشمار ہست کہ بر صحت
و ثبوت آن گواہی میدہند چنانچہ قول امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بر اینمعنی وارد شدہ اشعار
بني اذا ما جاشت الترك فانتظر ولاية مهدي يقوم فيعدل وذل ملوك
الظلم من آل هاشم وبويع منهم من يلذ ويهزل صبي من الصبيان لا رأي
عنده ولا عنده جد ولا هو يعقل فثم يقوم قائم الحق منكم وبالحق يأتيكم
وبالحق يعمل سمي رسول الله نفسي فداؤه فلا تخذلوه يا بني وعجلوا اور علماء نے
نے استفتاء کبیر میں لکھا ہی کہ سید محمد جونپوری نے جم غفیر کے سامنے دعوی کیا کہ حکم اللہ تعالی کا
اس بندے کو ہوتا ہی کہ آیت أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ آخر تک خاص تیری ذات کے حق میں
فرمائی ہی ہمنے اور مراد لفظ مَن سے أَفَمَن كَانَ میں خاص ذات تیری ہے اور یہ بھی دعوی
کیا کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ آیت ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ
عِبَادِنَا آخر تک تیری قوم کے حق میں ہے اور کہا کہ مراد ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ سے اندک گناہ
رکھنے والے ہیں اور مُقْتَصِدٌ سے نیم فنا رکھنے والے اور سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ سے تمام فنا رکھنے
والے مراد ہیں اور جو شخص کہ ان تینوں میں سے باہر ہو گروہ اس بندے سے نہیں ہی اور کہا کہ یہ بھی فرمان
ہوتا ہی کہ آیت قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي میں مراد مَن سے
خاص ذات تیری ہی اور کہا کہ یہ بھی فرمان ہوتا ہی کہ آیت ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا میں مراد ہماری یہ ہے
کہ تیری زبان سے ہم اپنی کتاب کا بیان کریں اور شواہد الولایت کے اکتیسویں باب میں لکھا ہی
کہ امام مہدی نے کہا کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ
وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ اور لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ اور يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ
وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اور قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَ
مَنِ اتَّبَعَنِي یہ تمام مَن کہ ان آیات میں وارد ہوئے ہیں مراد ذات تیری ہی فقط لا غیر اور باب تیتیسوین میں

لکھا ہی کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ اولی الالباب الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلَى
جُنُوبِهِمْ الآیہ ای سید محمد یہ آیت فقط تیرے گروہ کی شان مین ہی پھر کہا میران نے جیسا کہ قوم
موسی کا خطاب یہود اور قوم عیسی کا خطاب نصاری اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب مسلمان ہے
ویسی ہماری قوم کا خطاب اولوالالباب ہی انتہی اور پندرھوین باب مین لکھا ہی کہ میران نے خوندمیر کو کہا
کہ تمھاری خبر حق تعالی نے اپنے کلام مین دی ہی کہ اللهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ
كَمِشْكٰوةٍ سینہ خوندمیر فِيْهَا مِصْبَاحٌ تجلی حق تعالی اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ دل خوندمیر اَلزُّجَاجَةُ
كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ شجرہ ذات بندہ کہ جو تھے آسمان پر نام بندیکا سید رکھ
نام ہی زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ یعنی فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ
تَمْسَسْهُ نَارٌ یعنی ذات تمھاری بسبب قابلیت فیض آلہی کے چاہتی تھی کہ بیواسطہ روشن ہوجاوے
لیکن بواسطے مہدی کے نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ہوگئی يَهْدِي اللهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مراد من سے خاص ذات
بندیکی ہی فقط لاغیر اور ستر ھوین باب مین لکھا ہی کہ میران نے دعوی کیا کہ حق تعالی سے مین نے معلوم کیا
کہ اسی قسم کے اٹھارہ آیات بعضے حق ذات مہدی مین اور بعضے اونکے گروہ کے حق مین ہین اور
وہ مہدی ایین ہون اور مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ انکے مہدی نے ایک روز وعظ مین ملا علی فیاضی
سے پوچھا کہ مفسران سلف آیت ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ کو کس پر حمل کرتے ہین ملا نے کہا کہ
بعضون نے یہ بیان زبان صدیق پر حمل کیا اور بعضون نے زبان فاروق یا عثمان یا علی پر پھر اختلاف
کیا کہ یہ چارون حضرت کے زمانے مین تھے پس معنی ثم کے کہ واسطے تراخی کے ہی درست
نہین ہوتے ہین پھر بعضون نے کہا کہ بزبان حسن بصری وغیرہ تابعین کے یہ بیان ہوا لیکن
معنی اضافت علینا کے کہ مانند ید اللہ کے ہی سوائے مصطفی کے کسی پر درست نہین ہوتے
ہین اور وہان معنی ثم کے نہین بنتے ہین پس حیران ہوکر کہا کہ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللهُ اور
بعضے کہتے ہین کہ روز حشر کے حق تعالی عرش پر تجلی فرما کر بیان فرماوے گا میران نے کہا کہ
یہ توجیہ ایک وجہ سے نزدیک بصواب ہی لیکن اوس دن بیان سے کیا فائدہ ملا علی نے کہا کہ آپ
فرمایئے میران نے کہا کہ یہ بیان بزبان مہدی ہوتا ہی ملا نے کہا کہ یہ معنی مبرا ہین سب
اعتراضات سے اور حق ہین انتہی ملخصاً جواب مثل مشہور ہی کہ خربوزے کو دیکھکر خربوزہ

۱۰ مہدویوں کا خطاب مسلمان نہین بلکہ اولو الالباب ہی

۲۰ [illegible]

رنگ پکڑتا ہی اِس ملا کی عقل بھی بدولت تصدیق ان بزرگ کے چکر مین آگئے ہی کہ ثم کے معنی سمجھنا اسکو
مشکل ہوگیا کہ آیت محکم کو متشابہ ٹھہرا دیا کہ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗٓ اِلَّا اللّٰہُ کہنے لگا اور آیت مین ملا نے
غور کیا نہ اوسکے معنے مین تامل کرکے دیکھا کہ اوسمین کس چیز کی تراخی کس چیز سے مذکور ہی آیت یہ
ہی لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ط اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۚ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ
فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ط یعنی نہ چلا تو اوسکے پڑھنے پر اپنی زبان کہ شتاب اسکو
سیکھ لے مقرر ہمارا ذمہ ہی کہ تمھارے دل مین قرآن کو جمع کر دینا اور تم پر اوسکو پڑھ دینا پھر جب
ہم پڑھنے لگین یعنے جبرئیل کی زبان سے تو ساتھ رہ اوسکے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہی اوسکو
کھول بتانا یعنی معنی بیان کروا دینا شان نزول اسکی یہ ہی کہ جسوقت جبرئیل قرآن لاتے
بھولنے کے خوف سے اونکے پڑھنے کے ساتھ حضرت بھی جی مین پڑھتے جاتے اور کہین کہین
معنی بھی دریافت کرتے جاتے تو جب تک پہلا لفظ کہین اگلا سننے مین آتا تو گھبراتے اللہ تعالے
نے فرمایا کہ اوسوقت پڑھنے کی حاجت نہین سننا ہی چاہیے پھر جی مین یاد رکھوانا پھر زبان سے
پڑھوانا لوگون مین ہمارا ذمہ ہی اور معنی تحقیق کرنے کی بھی حاجت نہین یہ بھی ہمارا ذمہ ہی کہ وقت
پر سمجھا دینا اور بیان کرا دینا انتہی یہان ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ بعد ذکر قرأت کے وارد ہی پس اوسی سے
موخر چاہیے یعنی قرات سے بیان متراخی چاہیے نہ حضرت کی حیات سے کہ اوسکا مذکور آیت
مین ہرگز نہین ہی پس یہ کہنا کہ معنی ثم کے حضرت کے زمانے مین درست نہین ہوتے ہین سراسر
نادرست و غلط فہمی ہی ثم کو سیکڑون برس کی تاخیر درکار نہین ہی اور نہ اوسمین یہ شرط ہی کہ بعد
انقراض حیات مخاطب کے اوسکا ظہور ہوا کرے بلکہ مطلق تاخیر اوسکا مفاد ہی خواہ زیادہ ہو یا کم چنانچہ
شواہد اسکے بے شمار ہین چند شواہد قرآنی نقل کیے جاتے ہین اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى الآیہ فَاَثَابَكُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ لِّكَيْلَا
تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ
بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا الآیہ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ۝
ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ الآیہ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ الآیہ فَتَوَلّٰى
فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ لَكُمْ فِيْهَا

مَنَافِعُ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ مَحِلُّھَا اِلَی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ہ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ الایہ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ الایہ فَسَقٰی لَھُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓی اِلَی الظِّلِّ الایہ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّۃً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّۃٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَۃً الایہ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ہ وَالَّذِیْنَ یُظٰھِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِھِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا الایہ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ھَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ہ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ کَرَّتَیْنِ الایہ ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَکْبَرَ الایہ اسکے سوا اور بہت نظائر اور شواہد قرآن حدیث وکلام عرب مین موجود ہین کہ نہ اوس ملا کو یاد آئے نہ میان کو کہ اوسکی تقریر اشکال کو تسلیم کرلیا اور نہ انصاف نہ کیا کہ ان آیات مذکورہ بالا مین کب انقراض حیات کسی کا درکار ہوا کہ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ کی صحت تاخیر کے واسطے حضرت رسالت کا انقراض حیات ضرور ہی بلکہ ثم بعضے وقت ایک لحظہ کی تاخیر کے واسطے بھی آتا ہی جیسا کہ اس آیت مین فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓی اَنْفُسِھِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّکُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۙ ثُمَّ نُکِسُوْا عَلٰی رُءُوْسِھِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا ھٰٓؤُلَآءِ یَنْطِقُوْنَ ہ کہ یہ ایک ہی مجلس کا ذکر ہی کہ پہلے قوم ابراہیم علیہ السلام اپنے دلوں مین سوچکر اپنے لوگونکو بولی کہ تمھین ظالم ہو پھر سرنگون ہوکر خجالت سے حضرت ابراہیم کو بولی کہ تو تو جانتا ہی جیسا یہ بت بولتے ہین اور اس آیت مین بھی ایسی ہی اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَہٗ ثُمَّ یَجْعَلُہٗ رُکَامًا الایہ یعنی تونے نہ دیکھا کہ اللہ ہانک لاتا ہی بادل پھر اونکو ملاتا ہی پھر اونکو رکھتا ہی تہ بر تہ یہ بات ہر عام وخاص کے معاینے مین ہی کہ ابر آتا اور مرکب ہوکر تہ بر تہ ہوجاتا کبھی ایک لمحے مین ہوجاتا ہی اور آیات سابقہ مین بھی بعضی مہلت قلیلہ پر دال ہین اور سواے اسکے اور آیات بھی تاخیر قلیل پر دال ہین چنانچہ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰہِ مَثْنٰی وَفُرَادٰی ثُمَّ تَتَفَکَّرُوْا مَا بِصَاحِبِکُمْ مِّنْ جِنَّۃٍ بھی اسی قبیل سے ہی پس معلوم ہوا کہ ثم کا اطلاق اسقدر مہلت قلیل پر بھی درست ہی اسیواسطے ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس نے ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا کے معنی یون لکھے کہ اِنَّ عَلَیْنَا تَبْیِیْنَہٗ بِلِسَانِکَ یعنی بیان کردینا اسکو تیری زبان سے ہمارا ذمہ ہی جیسا کہ صحیح بخاری مین موجود ہی اور امام محی السنہ نے تفسیر معالم مین بھی اسیکو روایت کیا ہی اور دوسری تفاسیر سے بھی یہی سمجھا جاتا ہے کہ جو

اوس قرآن منزل مین مشکل ہے اوسکو تمھین سمجھا کر بیان کر دینا تمھاری زبان سے ہمارا کام ہے
اور یہی معنی نظم قرآنی سے متبادر مین نہ یہ کہ جیسا میان سمجھے ہین کہ حاصل اوسکا یہ ہی کہ ای محمد
تم قرآن جبرئیل سے پڑھ لو اور اوسکے معنی کا بیان ہم نوسو برس کے بعد کر دینگے اور نوسو برس تک
تمام امت محروم البیان رہے جیسا کہ شیعہ بولتے ہین کہ قرآن اصلی چالیس سیپارے کا
امام مہدی کے پاس غار مین ہی جب قریب قیامت ظاہر ہونگے خلق کو دیکھنا نصیب ہوگا
جب تک تمام امت قرآن سے محروم رہےگی فرق اتنا ہی کہ اونھون نے قرآن سے محروم
ٹھہرایا انھون کے بیان سے اور ظاہر ہی کہ قرآن نے بیان معنی بیکار ہی پس انکا اعتقاد
یہ ہوا کہ نوسو برس تک تمام امت کو اللہ تعالی نے بیان معنی مراد سے محروم رکھکر گرفتار خطائے
معنوی مین رکھا کہ خلاف مراد الہی بیان کرتے رہے اور اب نوسو برس کے بعد جب بیان
اوتارا اوسکو لاکھ آدمی مین سے ایک نے مانا اور باقی سب نے اوسکا انکار کیا اگر اوسی وقت یہ بیان
ہوا ہوتا آج تک سب مسلمان راہ راست و معنی صحیح پر رہتے پس اس تاخیر مین سوائے خراب و
گمراہ کرنے امت محمدی کے کیا مصلحت ہوئی یہ نہایت نادانی کا اعتقاد ہی اللہ تعالی باقی
ماندونکو ہدایت کرے اور توفیق فہم درست کی عطا فرماوے اور تاخیر بیان اگرچہ درست
ہی لیکن وقت حاجت تک جیسا کہ حضرت رسالت کے واسطے قرات سے فارغ ہونے تک تاخیر
کی گئی پس اگر معانی جونپوری کچھ بکار آمدنی ہین تو سب کو اسکی حاجت تھی اتنی تاخیر کی کیا
وجہ اور اگر بکار آمدنی نہین ہین اب بھی حاجت نہین ہی البتہ تاویل قرآن یعنی مآل و مصداق
آیات قرآنی کا کبھی بعد عرصہ دراز کے ظہور پاتا ہی چنانچہ بعضے اخبار کا ظہور ہو چکا اور بعضے کا
آیندہ ہوگا جیسا کہ خروج دابۃ الارض اور یاجوج ماجوج وغیرہ حالات قیامت اور ایسی تاویل یعنی
معنی محتملہ قرآن کی بھی حد نہین ہی کہ ہر عصر مین علما و اولیا استخراج کرتے جاتے ہین لیکن تفسیر
یعنی بیان مراد الہی بالرای حرام ہی اوسکا مدار روایت پر ہی اور حضرت اور صحابہ کرام محکمات
قرآنیہ سے مراد الہی سمجھتے تھے اور بیان کرتے تھے اور یہ نہایت نامعقول امر ہی کہ جس پر قرآن
اوترا وہ مراد کو نہ سمجھے اور اپنے اصحاب کو بھی کہ خاص مخاطب الہی وہی ہین نہ سمجھاوے بلکہ
اوسکا بیان نوسو برس تک ایک شخص آیندہ پر معلق رہے کہ وہ اگرچہ چندلوہیون اور گجراتیون

ف شیخ موصوف کا یہ دعوی کہ بیان معنی قرآن مجید موقوف تھا خلاف عقل اور مخالف نصوص قرآن ہے

کو سمجھاوے اور اونکے چند ماظہر واشہی دکھنی سمجھ لیوین اور تمام امت سلفا اور خلفا محروم رہے
بلکہ یہ امر مخالف قرآن ہی اور ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ کے معنی شیخ جونپوری نے نص قرآنی کے
خلاف کیے ہین اسواسطے کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ
مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ یعنی اور اوتارا ہمنے طرف تمہارے ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ ذکر تاکہ بیان کرو
تم آدمیون کو جو کہ اوتارا گیا ہی طرف اونکے آمام محی السنہ فرماتے ہین کہ ذکر سے مراد وحی ہے
اور حضرت رسالت وحی کے بیان کرنے والے تھے اور بیان قرآن کا حدیث سے
ہوتا ہی انتہی وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ الآیہ یعنی
اور نہین اوتاری ہمنے تم پر ای محمد یہ کتاب مگر اسیواسطے کہ بیان کرو تم اون سے وہ شی کہ جسمین جھگڑ رہے
ہین یہان فرمایا کہ کتاب اوتارنے سے مقصود بیان ہی فقط اب صاف معلوم ہوا کہ بیان قرآن کام
حضرت رسالت کا ہی پس کہنا شیخ جونپوری کا کہ بیان قرآن میرا کام ہی مخالف قرآن کے ہی بلکہ یہ امر حضرت کا
خاصہ نہین ہی بلکہ تمام پیغمبرونکو بیان کا عہدہ تھا جیسا کہ دوسری آیت مین فرمایا وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ
رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ الآیہ یعنی اور نہین بھیجا ہمنے کوئی رسول مگر بیچ زبان
قوم وسکی کے تاکہ بیان کرے واسطے اونکے انتہی اب انصاف کرنا چاہیے کہ یہ شیخ مدعی مہدویت
کسقدر آیات قرآنیہ کے مخالف قرآن کے معنی کرتے ہین جسپر دعوی ہی کہ بندہ مبین مراد اللہ ہے
اور اسی طرح دوسرے آیات کے معنی بھی مخالف احادیث صحیحہ و تفسیرات صحابہ اور جمہور مفسرین کے بیان کیے
چنانچہ سورۂ جمعہ مین وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کو خاص اپنے فرقہ مہدویہ پر حمل کیا
حالانکہ صحیح بخاری مین ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ ہم بیٹھے تھے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ
نازل ہوئی سورۂ جمعہ اور یہ آیت اوسکی کہ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ پس ہمنے عرض کیا
کہ یہ کون لوگ ہین یا رسول اللہ حضرت نے جواب نفرمایا یہان تک کہ تین بار سوال ہوا اور اوس مجلس مین
سلمان فارسی بھی حاضر تھے حضرت نے اپنا دست مبارک سلمان پر رکھکر فرمایا کہ اگر ہوے
ایمان پاس ثریا کے تحقیق پہونچ جاوینگے اوسکو رجال ان لوگون سے انتہی اس آیت کے
محل کے سوال کے جواب مین ہاتھ سلمان پر رکھ ساتھ اسقدر ثنا و صفت کے بتانا صاف
دلالت کرتا ہی کہ مراد آخرین منہم سے آیت مذکور مین قوم عجم ہین بغیر تخصیص کسی قوم کے

اسیواسطے بیضاوی نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ بعد صحابہ کے قیامت تک ہونگے اسواسطے کہ
حضرت کی دعوت اور تعلیم سب امت کو عام ہی اور آخرین یا امیین پر معطوف ہی یا ضمیر یعلمہم پر
اور بعد صحابہ کی قید اسواسطے کہ لما یلحقوا بہم فرمایا یعنی ابھی انکے ساتھ لاحق نہین ہوئے ہین
ہین بلکہ آیندہ کو لاحق ہووینگے اور امام محی السنہ نے تفسیر معالم مین فرمایا کہ منہم اسواسطے فرمایا
کہ جب مسلمان ہوئے تو بسبب نسبت دینی کے سب انھین مین ہو گئے اور مراد انسے قوم عجم ہین بدلیل حدیث
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور یہی قول ہی ابن عمر و اور سعید بن جبیر اور مجاہد کا اور عکرمہ اور مقاتل نے کہا کہ ان سے
تابعین مراد ہین اور ابن زید نے کہا کہ جمیع مسلمان بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت تک مراد ہین
اور مجاہد سے ایک روایت یہ بھی ہی اب دیکھیے کہ نہ حدیث سے تخصیص مریدین شیخ جونپوری کی
نکلتی ہی نہ اقوال ائمہ تفسیر سے ہان البتہ عموم مین قوم مہدی شریک ہی مگر شمار اچہ آپ اپنی مہدویت
اول ثابت کیجیے جب اس بشارات پر خوش ہو جیے ورنہ ایسا فرمانا چاہیے کہ این فرزدہ مرسمت
بلکہ دشمنانم راست اور اکثر آیات مذکورۃ الصدر عام ہین اور عام اپنے کل افراد مین حکم واجب
کرتا ہی لیکن نزدیک امام شافعی کے ظنی الشمول ہی پس تخصیص بخبر واحد اور قیاس صحیح ہوتی ہے
اور نزدیک ہمارے قطعی الشمول ہی اسواسطے ابتدا ئے تخصیص کے واسطے دلیل قطعی چاہیے اور ظاہر ہے
کہ آیات مذکورہ مین مخصص ظنی یا قطعی موافق مطلب خانزادہ جونپور کے موجود نہین ہی پس تخصیص
آیات قرآنی کی حکم نفسانی ہی اور دعوی امر الٰہی کا کرنا بلا دلیل محض ہے اور اشعار کہ جناب مرتضوی کی
طرف منسوب کیے ہین بعد اثبات صحت سند کے بھی مفید مقصود نہین ہین اسواسطے کہ دلالت
اسبات پر کرتے ہین کہ امام مہدی وقت ابتری دولت اسلامیہ کے قائم ہو کر انتظام ملک و ملت کر دینگے
نہ یہ کہ تمھارے مہدی کی طرح آحاد رعایا ہو کر آپ تفرقہ اخراج و مغلوبی مین مبتلا اور مقہور سلاطین
ہو کر روا روی طرد و اخراج مین بکمال بیکسی جیسے آئے تھے ویسیہی چلے جاوینگے العیاذ باللہ
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا
اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا الآیہ یعنی وعدہ کیا ہی اللہ تعالی نے تم مین سے اون لوگون سے
ساتھ کہ جو ایمان لائے اور کام اچھے کیے یہ کہ خلیفہ و حاکم کریگا اونکو زمین مین جیسا کہ

خلیفہ کیا تھا اون سے پہلون کو اور البتہ جماوے گا اونکے واسطے دین اونکا کہ پسند کر دیا ہی اونکے
واسطے اور البتہ بدل دیگا اونکے خوف کے بعد امن انتہی یہ وعدہ اللہ تعالی نے اہل سنت
کے خلفا اور امرا کے ساتھہ وفا فرمایا اور اونکے مخالفین کو آج تک ذلیل و رعیت بنا کر رکھا اور قرب
قیامت تک ایسی رہین گے یہانتک کہ امام مہدی بھی اس وعدے کے موافق مسند
عزت و خلافت پر جلوہ فرماوینگے اور حدیث شریف مین ہی کہ حضرت رسالت سے وعدہ کیا ہی اللہ تعالی
نے کہ آپ کی تمام امت پر دشمن کبھی مسلط نہوگا چنانچہ آج تک اسکا ظہور ہی کہ تمام امت کبھی مخالفین
کی مسخر و رعیت نہوئی اس سے بھی مذہب مہدویون کا باطل ہوتا ہی کیونکہ اگر یہی امت محمدی
ہوتے تین سو پچاسی برس سے مخالفین کے قبضۂ اقتدار مین کاہے کو گرفتار رہتے **دلیل دوازدہم**
اخرج نعیم بن حماد عن محمد بن الحنفية قال كنا عند علیؓ فسأله رجل عن المهدي
فقال هيهات ثم عقد بيده تسعا فقال ذلك يخرج في آخر الزمان اذا قيل للرجل
الله الله قال فيجمع الله قوما قزعا كقزع السحاب يولف بين قلوبهم لا يستوحشون
الى احد خرج منهم ولا يفرحون باحد دخل فيهم على عدة اصحاب بدر لم يسبقهم
الاولون ولا يدركهم الآخرون وعلى عدة اصحاب طالوت الذين جاوزوا معه النهر
یعنی نعیم بن حماد نے حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت کی کہ فرمایا تھے ہم پاس حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ
پوچھا حضرت سے ایک شخص نے احوال مہدی کا پس فرمایا کہ دور ہی پھر عقد کیا اپنے ہاتھہ مین نو کا
پھر فرمایا یہ نکلیگا آخر زمانے مین جسوقت کہ کہا جاوے گا اوس مرد سے کہ ڈر اللہ سے ڈر اللہ سے
یعنی بجبر و اکراہ خدا کے واسطے دیکر ڈر بتا کر اونکے ہاتھہ پر بیعت کرینگے فرمایا پس جمع کریگا اللہ تعالی
اونکے واسطے ایک قوم اشک ریزہ مانند ریزش ابر کے کہ انکے دلون مین الفت ہوگی نہ
وحشت کرینگے کسی کے چلنے پر اور نہ خوش ہونگے کسیکے آنے پر شمار مین اصحاب بدر کے
برابر ہونگے نہ سبقت لے گئے اون پر اول والے اور نہ اونکے مقام کو پاوینگے پچھلے
لوگ اور بشمار اصحاب طالوت ہونگے جو کہ اوسکے ہمراہ نہر سے پار اوترے تھے انتہی
عالم میان مہدوی رسالۂ معارضہ مین لکھتے ہین موافق اس قول کے نکلے حضرت مہدی موعود علیہ السلام
سن نو سو ہجری مین پھر جمع کیا اللہ تعالی نے آپ کے لیے قوم کو گریہ و زاری کرتی ہاری طلب رویۃ

ف تسلط اون مہدویت [illegible] پر تسلط مخالفین [illegible]

ف دلیل دوازدہم کا جواب [illegible] متضمن بعض صفات [illegible] اور عقد تسعہ کا [illegible]

الله تعالی مین اور عشق و محبت مین اوسکے مانند زاری بادل کے بعد اسکے بروایت عبد الملک
سجاوندی کے اپنے مہدی کے اصحاب کا رونا وغیرہ نقل کیا بعد اوسکے اپنے پیر سید یعقوب کے
رونے کا احوال نقل کیا پھر کہا کہ ای برادر قوم مہدی مین ایسے لوگ ابتک بھی موجود ہین شاید یہ
اشارہ اپنی ذات کی طرف کیا **جواب** حاصل کلام دو امر ہین ایک یہ کہ صفات منقولہ روایت
مذکورہ انکے مہدی کے اصحاب مین موجود ہین پس حقیت مہدویت پر دلیل ہین اور یہ سخن بیکار
محض ہی اسواسطے کہ صفات مذکورہ خصائص مہدی سے نہین ہین کہ کسی دوسری جانب پائے جاوین
بل تمام کاملین و طالبان حق اس صفات سے متصف ہوا کرتے ہین البتہ مہدی کے اصحاب مین
یہ صفات بدرجۂ کمال موجود ہونگے کہ اس مقام مین متاخرین سے پیش قدم اور متقدمین کے
ہم قدم ہونگے مراد متقدمین سے اونکے مجانسین ہین یعنی اولیاء اللہ کیونکہ مطلق تفضیل
راجع طرف ہمجنس و ہمچشمون کے ہوا کرتی ہی نہ انبیا و صحابۂ کرام کہ بقرینۂ نصوص صحیحہ کہ اونکی
تفضیل مین وارد ہین اس تعمیم سے مستثنی ہین ورنہ اس کمال نفسانی کا اثبات معتقدان شیخ جونپوری
مین مشکل ہے کہ دعوی بلا دلیل ہے اور ہر شخص اپنے تئین اور اپنے پیشواؤن کے تئین کامل و افضل
سمجھتا ہے کچھ کام نہین آتا ہی کہان سے ثابت ہوا کہ انکے نفوس کمالات باطنیہ کر متصف تھے
یا بریا و حب جاہ یہ حرکات گریہ و بکا اور ریاضات بجا و بیجا انسے سرزد ہوتے تھے بلکہ شق ثانی
متبادر و ظاہر ہی کیونکہ مدار عبادت کا صحت اعتقادات پر ہی اور مدار صحت اعتقادات کا مطابقت
کتاب و سنت و اجماع امت پر ہی اور یہان معاملہ بالعکس واقع ہوا کہ خود انکے مرشد و رہنما نے
ان تینون کو پس پشت ڈال دیا کتاب و اجماع کی مخالفت جابجا اس رسالے سے ثابت ہی اور سنت کی
مخالفت کا خود اوس بزرگ نے اپنی زبان سے اقرار کیا کہ بارہا کہا کہ جو حدیث رسول اللہ کی اس
بندے کے حال کے مخالف ہی اوسکو مین تسلیم و قبول نہین کرتا ہون پس اتباع اپنے ہوائے نفس
کی ہوئی کہ صدہا احادیث صحیحہ اپنے حال کے مخالف دیکھکر رد کر دین مسلمانی اسکا نام ہی کہ اپنے
احوال و اخلاق کو مطابق اقوال و افعال حضرت رسالت پناہ کے کرے نہ کہ حضرت رسالت کے
افعال و اقوال کو اپنے مطابق کرے مثل مشہور ہی کہ پیاسا کنوئین کے پاس جاتا ہی نہ کنوان پیاسے
کے پاس آتا ہی یہان یہی آیت صادق آئی کہ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ یعنی آیا

پس دیکھا تو نے اوس شخص کو کہ بنایا معبود اپنا خواہش نفس اپنے کو نظم فرد کوشش در زہد و صدق
وصفا ٭ ولیکن میفزا اے بر مصطفے ٭ خلافِ پیمبر کسے رہ گزید ٭ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید ٭
اور ظاہر ہی کہ بغیر صحت اعتقادیات کے خالی رونا پیٹنا کیا کام آتا ہی شعر عرفی اگر بگریہ میسر شدے
وصال ٭ صد سال می توان بہ تمنا گریستن ٭ اور ریاضات بھی سب بیکار ہوجاتے ہین کیا
تمکو معلوم نہین ہی کہ خوارج کسقدر عبادات و ریاضات شاقہ کرتے تھے یہان تک کہ حضرت نے
اپنے اصحاب کو فرمایا کہ تمہارا نماز و روزہ اونکے نماز و روزے کے سامنے حقیر معلوم ہوگا لیکن
قرآن اونکے حلقوم سے تجاوز کرکے مصعد قبول کو نہ پونہچیگا اور دین سے ایسے خارج ہونگے
جیسا کہ تیر نشان سے باہر و پار ہوجاتا ہی کہ کچھ اثر اوسمین آلودگی نشان کا نہین رہتا ہی انتہی مختصرا
او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیے کہ فساد اعتقاد سے کسقدر محرومی عائد حال
ہوئی اور ریاضات سب تباہ ہوئین اسیطرح جوگی و براگی و انتیت و گسائین کسقدر صدمات
ریاضات اوٹھاتے ہین کہ مہدویون سے اوسکا عشر عشیر بھی نہین ہوسکتا ہی حالانکہ وہ سب
ہباءً منثورا ہی چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا ٭
دوسرا امر یہ ہی کہ جناب ولایت مآب نے درمیان اس کلام کے نو کا عقد کیا اس سے مہدوی اشارہ
نو سو برس کا سمجھتے ہین اور اوسی سے اپنے شیخ نو صدی کی حقیت مہدویت پر استدلال کرتے
ہین لیکن یہ استدلال ممنوع ہی اسواسطے کہ نو سو کی کوئی روایت وارد نہین ہوئی البتہ نو برس
مدت سلطنت مہدی کی روایات وارد ہوئے ہین پس وہ روایات دلیل ہین اثبات پر کہ
اس روایت مین عقدِ نو نو برس خلافت کی طرف اشارت ہی اور یہ احتمال جیسا کہ مطابق روایت کے
ہی موافق درایت کے بھی ہی کہ ہر عاقل کہیگا کہ نو سے نو برس ہون یا نو مہینے ہون یا نو روز
ہون سمجھنا برابر ہی نہ یہ کہ نو سے نو سو برس سمجھنا کہ مخالف دلالت وضعیہ عقود کے ہی اسواسطے
کہ واضع عقود نے نو عقد واسطے آحاد کے وضع کیے اور نو عقد واسطے عشرہ کے وضع کیے ہین
اب جیسا کہ آحاد سے عشرات مراد لینا غلط ہی ویسا ہی مئات یعنی سیکڑے مراد لینا غلط بلکہ
اغلط ہی اور علاوہ یہ ہی کہ اہل البیت ادری بما فیہ من الغیر حضرت محمد بن حنفیہ کہ راوی اس کلام کے
ہین اور اوسوقت حاضر مجلس تھے اور ظاہر ہی کہ حاضرین بسبب مطلع ہونیکے قرائن حالیہ و مقالیہ پر

کلام کو غائبین سے بہتر سمجھتے ہین چہ جائیکہ وہ حاضر متکلم کا فرزند مصاحب وصاحب فضل ورائے صائب ہوے جیسا کہ وہ اپنے والد بزرگوار کے اصطلاحات و رموز و اشارات کے سمجھنے کی مہارت رکھتا ہوگا غائبین کہ باوجود بُعد مکانی و زمانی کے فہم و فراست مین اوسکے ادنی غلامون کے پاسنگ کو نہ پہونچتے ہون اوسکے ساتھ کیا نسبت رکھتے ہونگے پس جبکہ وہ اس کلام سے نوسو برس نہ سمجھے دوسرونکا سمجھنا غلط فہمی ہی اور حضرت محمد بن حنفیہ نہایت تمکین سے فرماتے ہین کہ مہدی سنہ دوسو مین قائم ہونگے چنانچہ نعیم کی روایت مین موجود ہی پس ظاہر ہی کہ اگر اپنے والد مظہر العجائب سے کچھ بھی اشارہ نوسو کا پایا ہوتا ایسے قیاس کلیہ کو دوڑاتے پس احتمال نو برس خلافت کا نہایت مدلل و معقول ہی اور نوسو کا بغایت لچر و پوچ ہی و اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال دلیل سیزدہم عالم میان رسالۂ معارضہ مین رسالۂ برہان سے نقل کرتے ہین وَیحًا لِلطَّالِقَانِ فَاِنَّ لِلّٰہِ بِھَا کُنُوْزًا لَیْسَتْ مِنْ ذَھَبٍ وَّلَا فِضَّۃٍ وَّلٰکِنْ بِھَا رِجَالٌ عَرَفُوا اللّٰہَ حَقَّ مَعْرِفَتِہٖ وَھُمْ اَنْصَارُ الْمَھْدِیِّ فرماے علی رضی اللہ عنہ واسطے اللہ تعالے کے خزانے ہین نہین ہین روپے اور سونے سے ولیکن وہ مرد ہین عارفان بعد جو حق معرفت کا ہی یہ مرد انصار ہین مہدی کے ای برادر یہ سب وصاف موجود تھے حضرت مہدی علیہ السلام مین **جواب** مجیب اس قوم کی خیانتین و تحریفات دریافت کرتے کرتے تھک گیا مگر یہ لوگ اس فعل سے نہ تھکے اگر ایک شخص ہوئے اوسکا حساب ہوسکتا ہی یہان سلف سے خلف تک پیر سے مرید تک سب یہی پیشہ رکھتے ہین سوائے خداوند سریع الحساب کے کوئی اسکا حساب نہین کرسکتا ہی مگر بقولیکہ مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ اوس دریا کا ایک قطرہ اس مختصر مین لکھا گیا ہی ابھی عالم میان اور اونکے بزرگون کی اس قسم کی خوبیان و ریزگیان اوائل گذشتہ مین بیان ہوچکی ہین اوسکو دیر نہوئی تھی کہ پھر میان مذکور سنّے الے اندیشہ وہی پیشہ اس روایت مین بھی اختیار کیا کہ ویحا للطالقان کو کہ اصل کلام مرتضوی مین موجود تھا ویحا للطالقان کردیا دوسرے یہ کہ ترجمہ اوسکا بالکل اوڑا دیا تیسرے یہ کہ بہا کنوزا کے ترجمے مین سے بہا کو کہ ضمیر اوسکی راجع طرف طالقان کے تھی بالکل نکال ڈالا چوتھے یہ کہ بہا رجال مین سے بھی بہا کو نکال ڈالا جب اتنی ہاتھ چالاکی کرچکے مابقی روایت کو اپنے مہدی پر منطبق کردیا کیونکہ ان الفاظ کے ہوتے ہوے

یہی روایت انکے مہدی کی تکذیب کرتی ہی اسواسطے کہ طالقان جیساکہ قاموس مین لکھا ہی ایک
قریہ ہی درمیان بلخ اور مرو کے اور ایک شہر یا پرگنے کا نام بھی ہی درمیان قزوین اور ابہر کے کہ صاحب
اسمعیل بن عبادہ ہین کا ہی غرض کہ جناب مرتضوی کے کلام مین طالقان نام مقام ہے میان
مذکور نے اوسکو صیغۂ تثنیہ کا سمجھکر لام کے سبب سے اوسکو مجرور بالیا کرکے للطالقین کردیا لیکن
جبکہ اعراب اس خوبی سے صحیح کر چکے معنی مین ایسے حیران ہے کہ دوجا ضمیر مین لفظ بہا کی اوسکی
طرف راجع دیکھکر گھبرائے کہ ہا ضمیر واحد مؤنث یا جمع کی ہی اور یہان مرجع تثنیہ ہی جب کچھہ
نہ بن سکا پرانا ہاتھہ یاد آیا بزرگون کی پڑھی ہوئی موروثی چھری نکال کر ترجمے مین سب کو چھانٹکر
اپنی مرضی عبارت تراش لی کہ یہان کون پوچھتا ہی قیامت مین جب شاہ ولایت دعوی کرینگے
کہ میرے کلام کو کتر بیونت کرکے مجبر کیون اتہام کیا وہان کی بھگتان وہین بھگت لینگے
شعر عاقبت کی خبر خدا جانے ٭ اب تو آرام سے گذرتی ہی ٭ حیف حال اون میون کا ہی کہ مسند
ارشاد خلافت مہدی پر بیٹھے ہین اور اپنا لقب صادقین ٹھہرائے ہین تو وائے برحال دیگران
اب جناب ولایت مآب کے کلام کے معنی صحیح لکھے جاتے ہین تا کہ معلوم ہو کہ کلام ولایت نظام
ہماری دلیل ہے نہ مہدویون کی اور جناب مرتضوی رض انکے مہدی کی تکذیب کررہے ہین فرماتے ہین
کہ رحمت ہو مقام طالقان پر کیونکہ اوسمین خدا کے خزانے ہین کہ چاندی و سونے سے نہین
ہین ولیکن اوس مقام مین ایسے مرد ہین کہ اونھون نے خدا کو پہچانا ہے جیسا کہ حق معرفت کا
ہی اور وہی لوگ انصار اور مددگار مہدی کے ہونگے انتہی اب میان جی آپ فرمائیے کہ تمھارے مہدی
کون کون سے طالقانی مرد مددگار و انصار تھے علاوہ یہ کہ تمھارے میران مطلقا انصار کا انکار
کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے انصار و مہاجرین تھے
اور مہدی کے فقط مہاجرین ہونگے انصار نہونگے پس ثابت ہوا کہ جناب اسد اللہ
الغالب مہدی آیندہ کا ذکر فرمارہے ہین تمھارے مہدی کا ذکر نہین ہی شعر تجھے کیا
کام ہی مولی علی سے ٭ تو اپنے شیخ سدو کو منالے ٭ **دلیل چہاردہم بقیۂ احادیث**
و آثار رسالۂ معارضہ منہا ما اخرجہ الترمذی یلی رجل من اهل بیتی یواطی
اسمہ اسمی یعنی والی ہوگا ایک مرد اہل بیت سے میرے موافق ہی نام اوسکا میرے نام کے

دلیل چہاردہم بقیۂ احادیث و آثار رسالۂ معارضہ

انتهى ہان جماعت کثیر عالمون سے عالمون سے امیرون سے فقیرون سے تصدیق واطاعت کی آپ کی
تو کردیا حق تعالی نے آپ کو وال اہل بیت سے ہمنام نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ومنہا ما اخرجہ
ابن ماجة یکون فی امتی المهدی ان قصر فسبع والا فتسع فتنعم فیہ امتی نعمة لم ینعموا
مثلها قط تؤتی اکلها ولا تدخر منها شیئ والمال یومئذ کدوس یعنی میری امت
مین مهدی ہوگا اگر کم زندگی کرے گا تو سات ورنہ نو پھر نعمت ہوگی اوسمین میری امت
ایسی نعمت سے کہ نہ پر نعمت ہوگی ویسا کبھی دیے جائینگی ثمرات اپنے اور نہ ذخیرہ جمع کرے گا
کوئی اوسے کوئی چیز اور مال اس روز مثل خرمن پایمال کے ہوگا انتهى ثمرات سے مراد وہ فائدے
ہین کہ جنکے لیے انسان پیدا ہوا ہی ہان موافق اس حدیث شریف کے ۹۰۱ نوسو ایک ہجری کی
بیت اللہ شریف مین حضرت نے دعوی من اتبعنی فہو مؤمن کا آشکارا کیا پھر چپ ہو رہے
پھر نوسو تین ۹۰۳ ہجری پر احمد آباد گجرات مین دعوی مہدویت کا کیا پھر چپ ہو رہے
پھر نوسو پانچ ۹۰۵ ہجری مین شہر بدلی مین علانیہ دعوی مہدویت کا اور دعوی تصدیق فرض
انکار کفر کا صاف صاف کیا پھر نہ چپ رہے بلکہ ہمیشہ اسی دعوے پر وفات تک مصر وثابت
رہے اس دعوے کو دعوی مصر ومؤکد کہتے ہین پھر حضرت کے وقت مین پر نعمت ہوئی امت
نعمتون ولایت محمدیہ سے مثل ترک دنیا طلب دیدار خدا تعالی اور توکل تام وذکر دوام وعزلت
ورویت خوابی وقلبی وبصری وغیرہ کے جو احکام متعلق ولایت محمدیہ سے ہین اور دیے گئے فائدے وثمرات
پیدایش انسانی کے مثل فناے تعین شخصی وبقاے شہود ذاتی وتجلیات جبروتی ولاہوتی کے
اکثر ایکدم مین اور دنیا اور اہل دنیا انکے نزدیک نہایت ذلیل تھے اور مال اس روز انکی مبارک
نظرون مین پایمال ہوگیا تھا انتهى مختصرا ومنہا ما اخرجہ ابن ماجة قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یخرج ناس من المشرق فیوطئون المهدی یعنی سلطانہ
یعنی فرمایا حضرت نے کہ نکلینگے آدمی مشرق سے پایمال کرینگے سلطنت کو مہدی کی یا موافقت
کرینگے مهدی کی ہان موافق اس حدیث کے کئی بار خروج کر چکے ہندیان جو مشرقی ہین
حضرت مهدی کی قوم مبارک پر جو حضرت کی سلطنت ہین اور کئی بار پایمال کر چکے قتل واخراج
وحبس وضرب از انواع واقسام سے اور پھر قیامت تک کرتے رہینگے اور معنی وطا کے موافقت

سے کے لیوین تو موافقت و تصدیق بھی ہندیون ور خراسانیون سے ہوئی اور ہو رہی ہی کہ یہی
مشرقی ہین **ومنہا** ما اخرجه نعيم بن حماد عن امير المؤمنين علي بن ابي طالب
رضي الله عنه قال يوم المهدي للطير فيسقط على يديه ويغرس قضيبا في بقعة
من الارض فيخضر ويورق یعنی فرمائے حضرت علی رضی اللہ عنہ اشارہ کریگا مہدی پرندے کو
تو گر جائے گا روبرو اوسکے اور گاڑے گا سوکھی لکڑی زمین مین تو ہری پتے دار ہوگی نقلیات
مین مذکور ہی کہ شاہ نظام فاروقی سلطان ملک خاندیس بعد تصدیق و صحبت مہدی کے عرض کیے
ایک وزرکہ علما کہتے ہین کہ مہدی خشک لکڑیکو سبز کرے گا اوسیوقت حضرت مسواک کو گاڑ دیے
تو جھٹ سبز ہوگئی پھر اوکھاڑ لیے اور فرمائے کہ یہ کام بازی گر بھی کرتے ہین لیکن مراد یہ ہے کہ
مہدی خشک دلون کو سبز کرے گا **ومنہا** ما اخرجه نعيم عن طاؤس قال اذا كان
المهدي يبذل المال ويشتد على العمال ويرحم المساكين یعنی فرمائے طاؤس رحمہ اللہ جبکہ
ہوگا مہدی تو بخشش کرے گا مال کو سخت رہے گا اغنیا پر اور رحم کریگا فقرا پر **ومنہا** ما اخرجه
نعيم بن حماد عن كعب قال المهدي خاشع لله كخشوع النسر بجناحيه یعنی فرمایا کعب
رحمہ اللہ تعالی نے کہ مہدی خاشع و مراقب ہوگا مثل خشوع گرگس کے پکھوٹون مین **ومنہا**
ما اخرجه ايضا عن علي رضي الله عنه قال اسم المهدي محمد یعنی فرمائے علی رضی اللہ عنہ
کہ نام مہدی کا محمد ہی انتہی یہ سب روایات مصنف رسالہ معارضہ نے رسالہ برہان سے نقل
کیے ہین **جواب** روایت اول مین اگر والی ہونے سے مراد ولایت عامہ اور حکومت تامہ ہے
جیسا کہ دوسرے احادیث صحیحہ اسپر شاہد ہین تو ظاہر ہی کہ یہ صفت تمہارے شیخ متنازع فیہ مین
مفقود ہی پس حدیث تمکو جھٹلاتی ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ ایک جماعت کثیر کا پیر و مطاع بن جانا جیسا کہ
تم سمجھے ہو تو یہ بات کچھ خصائص مہدی سے نہین ہی بلکہ اہل بیت مین ہزارہا شخص ہمنام
حضرت کے ایسے ہوئے ہین کہ ایک خلق اونکی مطیع و معتقد ہوئی ہی یہ کیا خصائص و
عجائب سے تھا کہ اوسکو حضرت رسالت خاص مہدی کے واسطے بیان فرماتے حاصل
یہ کہ مہدی کے صدہا علامات بروایت ثقات ثبوت کو پونہچے ہین اگر ایک شخص مین اکثر علامات
مفقود ہون اور چند ایسے موجود ہون کہ خصائص مہدویت سے نہون اوسکی مہدویت ہرگز

ثابت نہین ہوتی ہے بلکہ ظاہر یہی ہی کہ اوس مفقود العلامات نے حب جاہ و نفسانیت کی راہ سے
دعوی کیا ہی اسواسطے کہ معصوم نہین ہی اور اسی سے جواب ساتوین روایت اخیر کا بھی معلوم ہوگیا
اور دوسری روایت اور سولے اوسکے بعضے اور روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے
کہ زمانہ مہدی پانچ یا سات یا نو برس کا ہی یعنی اصلا امور الثلثہ یہ مفہوم روایات نہین ہی کہ تینون
زمانے اوس مین جمع ہونگے اگرچہ شق ثالث مین شقین اولین ضمنا داخل ہین مگر اجتماع ثلثہ
منطوق کلام نہین ہی پس تینون وقت مین تینون دعوے نکالنا تاکہ کوئی روایت فوت نہو سنے
پلئے یہ محنت و فکر رایگان و بربا ہی ایسے غیر ضروری امر مین اسقدر محافظت روایات کی کرنا
اور صد ہا روایات ضروریۃ الرعایت کو کہ مخالف حال ہین پس پشت ڈالنا یا تحریف لفظی و معنوی
کر کے اصل مطلب کو بگاڑ دینا جیسا کہ دلائل سابقہ مین مذکور ہی انصاف و دیانت سے بعید
ہی بلکہ اسی روایت مین بھی اوسکا نمونہ موجود ہی کہ بعضے الفاظ ساقط کر کے ترجمہ معکوس کیا
معلوم نہین کہ نسخہ غلط دستیاب ہوا تھا یا عمدا اپنی عادت کے موافق یہ کام کیا لیکن یہان دلیل
بلاشبہہ تحریف قصدی کی گئی ہی حدیث ابن ماجہ مین عبارت صحیحہ یہ ہی تُؤْتِي الْأَرْضُ أُكُلَهَا
وَلَا تَدَّخِرُ عَنْهُمْ شَيْئًا الحدیث یعنی دیویگی زمین ثمرات اپنے اور نہ بچا رکھے گی امت سے
کوئی شی کے تئین الخ اب اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ ماقبل مین جو نعمت مذکور ہے مراد
اوس سے بھی نعمت ظاہری ہی نہ نعمت ولایت محمدیہ جیسا کہ ثمرات سے مراد ثمرات ارض ہین ثمرات
پیدایش انسانی مثل فنا و تجلیات وغیرہ کے اسواسطے کہ یہ چیزین ثمرات زمینی سے نہین ہین
بلکہ مواہب آسمانی ہین شاید کہ مہدویون کے معارف و حقائق زمین سے اوگتے ہون اور کتاب
برہان مین یہ حدیث ابی نعیم کی روایت سے باین الفاظ مذکور ہے کہ یَكُونُ فِي أُمَّتِي
الْمَهْدِيُّ إِنْ قَصُرَ عُمْرُهُ فَسَبْعَ سِنِينَ وَإِلَّا فَثَمَانٍ وَإِلَّا فَتِسْعَ سِنِينَ يَتَنَعَّمُ أُمَّتِي فِي
زَمَانِهِ نَعِيمًا لَمْ يَتَنَعَّمُوا مِثْلَهُ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ يُرْسَلُ السَّمَاءُ عَلَيْهِمْ مِدْرَارًا وَلَا تَدَّخِرُ
الْأَرْضُ شَيْئًا مِنْ نَبَاتِهَا اور دار قطنی اور طبرانی کی روایت سے باین الفاظ مذکور ہے کہ
یکون فی امتی المهدی ان قصر عمرہ فسبع والا فثمان والا فتسع سنین یتنعم
فیها امتی نعمة لم یتنعموا مثلها البر منهم والفاجر یرسل الله علیهم السماء

مددار او لا تدخر الارض شیئا من النبات و یکون المال کدوسا یقوم الرجل یقول
یا مہدی اعطنی فیقول خذ ان دونون حدیثون مین شی کا بیان نبات کر کر دیا گیا
پس معلوم ہوا کہ مراد اکل سے ثمرات و نباتات زمینی ہین اور تاویل مہدویہ کی غلطی ہی اور چونکہ
یہ حال انکے مہدی کے وقت مین موجود نہوا حدیث مذکور انکی مہدویت کا ابطال کرتی ہی
نہ اثبات اور اس کتاب کے مطالعہ کرنے والون کو یہ بات واضح ہوگی کہ ان مہدی متنازع
فیہ کو کہ مبین مراد اللہ کہلاتے ہین حق سبحانہ تعالی نے ایک تاثیر عجیب بخشی ہی کہ جو انکے
گروہ مین داخل ہوا اور انکا مصدق بنا اوسکو قرآن و حدیث سمجھنے کا ایک نادر سلیقہ اور طرفہ
طریقہ ہاتھ لگتا ہی کہ بعد انکو سینا انکے منکرون کو وہ ہاتھ نہین آتا ہی چنانچہ دلائل سابقہ مین جابجا
انکے فہم کی خوبیان بیان کی گئین اور آیندہ بھی انشاء اللہ تعالی یہی تذکرہ رہیگا وہی فہم مرتبی
اس حدیث مین بھی بکار آیا اور اوسی کا تتمہ ہی کہ والمال یومئذ کدوس کا ترجمہ کرتے ہین
اور مال اوس وقت مثل خرمن پایمال کے ہوگا یہ بزرگ اس مقام مین ایسا سمجھے ہین کہ کاف جار اور
دوس مجرور ہی اور بمعنی خرمن پایمال کے ہی حالانکہ اسمین سے ایک بات بھی صحیح نہین ہی دوس مصدر ہے
بمعنی کوفتن پیا ہی کے بمعنی خرمن کے نہین ہی علاوہ یہ کہ یہان دوس کہان ہی اور کاف جار کہان ہے
بلکہ حرف اصلی و جز کلمہ ہی اسواسطے کہ یہ لفظ کدوس ہی بروزن فعول کے جمع کدس کی کہ بروزن
فعل کے بمعنی خرمن کے ہی اور معنی یہ ہین کہ مال وسی وزن خرمنہا و انبارہا ہوگا پس یہ فقرہ بھی دلالت
کرتا ہی کہ ماقبل مین بھی ذکر ثمرات زمینی کا ہی اور تکذیب کرتا ہی انکے مہدی کی کہ مال اونکے وقت
مین خرمن نہ تھا بلکہ مارے بھوکون کے اونکے مرید ہلاک ہوتے تھے چنانچہ ملک سندھ مین
چوراسی مرید فاقہ کشی سے مرگیا جیسا کہ مطلع الولایت مین مذکور ہے پس تقریر علم بیان کی کہ
مال انکی نظر مین پایمال ہوگیا تھا رائیگان و برباد ہوگئی حیرت ہی کہ مصنفین مہدویہ جار و مجرور
کو بھی نہین پہچانتے ہین اسقدر بھی سمجھ مین نہ آیا کہ دارقطنی وغیرہ کی روایت مین یکون المال
کدوسا موجود ہی یہ جار و مجرور منصوب کسطرح ہوگیا انصاف کیا چاہیے کہ اس فراست پر قرآن
و احادیث مین بلا تامل تاویلات کرتے ہین اور اختراع معانی اور تعارض روانی کا ذم عم رکھتے ہین اور رسالہ
معارضۃ الروایات تصنیف کرتے ہین اور رسالہ تنبیہات الفتاوی مین شیخ ابن حجر مکی وغیرہ

آیۂ ہدایت کا ورد کرتے ہین اور معتقدین نعلین بجا بجا کر کودتے ہین کہ میان سکے ہاتھ سے کیا
کام ہوا ہی کہ ایسے ایسے علماے نامدار کا رد لکھدیا شعر صائب وچیز می شکنند قدر شعر را بر
تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس اب باقی روایات کے اغلاط سے اعراض و اغماض کر کے
قصہ مختصر کیا جاتا ہی کہ روایت سوم مین مشرق سے مراد مشرقی بلاد مہدی ہی اسواسطے کہ جسکا
واقعہ بیان ہوتا ہی اوسیکے جہات اعتبار ہوا کرتے ہین متکلم کے پس مہدی موضوع خود اونھین بلاد
شرقیہ سے تھے اون پر یہ حدیث صادق نہین ہی اور اسیطرح لفظ سلطنت بھی قوم مہدی پر
کہ ایک جماعت درویش و فقرا ہی غیر صادق ہی آور روایت چہارم مین مہدی مذکور نے جو مراد بیان
کی ہی لفظ یغرس کا اور فی بقعۃ من الارض کا اوسکو دکرتا ہی اسواسطے کہ دل سینے مین ہوا کرتے ہین
بقعۂ ارض مین نہین رہتے ہین چنانچہ کریمہ وَلٰکِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ اور مَا جَعَلَ
اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِہٖ اوسپر شاہد ہی اور علاوہ یہ کہ اگر مراد سبز کرنا لکڑی کا ہی جیسا کہ
ظاہر ہی تو قطع نظر اوسکے ثبوت سے اور قطع نظر اوس سے کہ یہ کرشمہ قبل دعاوی ثلثہ مہدویت کے
واقع ہوا ہی چنانچہ باب دوم سے وقت ملاقات شہ نظام فاروقی کے معلوم ہوتا ہی پس علامت
مہدویت سے اوسکو کیا علاقہ تب بھی بموجب قول انکے مہدی کے مثبت مہدویت نہین ہی اسواسطے
کہ یہ کام بازیگر بھی کر سکتے ہین اور اگر مراد دلون کا سبز کرنا ہی تو وہ بھی مثل مہدویت کے دعوے
محض ہی اوسکا بھی اثبات چاہیے جیسا کہ چھٹی روایت بھی دعوی محض ہی اوسکا بھی اثبات چاہیے
اور ظاہر ہی کہ جب تک معاملہ باطنی ثابت نکیا جاوے فقط ظاہری ہیئت کرسی کیا کام آتی ہے
ایک دعوے سے قبل اثبات کے دوسرا دعوی پایۂ ثبوت کو نہین پہونچ سکتا ہی بلکہ طریق اثبات
مہدویت کا یہ ہی کہ کوئی علامت مختصۂ مہدی کہ بروایت صحیحہ ثابت ہوا اور وہ شخص متنازع فیہ مین
پائی جاوے اس طور پر کہ اوسکا وجود اوس شخص مین خصم کے نزدیک بھی مسلم ہو یہ قیود اسواسطے
ہین کہ اگر وہ امر خصائص مہدویت سے نہین ہی یا بروایت صحیحہ ثابت نہین ہی تو اوسکے پائے جانے
سے مہدویت کسطرح ثابت ہوسکتی ہی اور ایسی باین ہمہ اگر اوسکا وجود شخص متنازع فیہ
مین خصم کے نزدیک غیر مسلم ہی تو وہ بھی مثل مہدویت کے ایک دعوی محض ہوا اول اوسکا اثبات
چاہیے پھر اوس سے مہدویت کو ثابت کرنا چاہیے اب تم لوگ اپنے مہدی کے احوال ملفیہ

وغیرہ کو دلیل مہدویت کی ٹھہراتے ہو یہ بے قاعدہ ہی اوسکا وجود ہمارے نزدیک غیر مسلم ہی اسواسطے کہ
ع باطل ست انچہ مدعی گوید ہ اول اوسکا اثبات چاہیے اور پانچوین روایت مین عمال کی تفسیر اعوان
کر کرنا غلط ہی اسواسطے کہ عمال سے مراد عاملان خدمات مملکت ہین مثل تحصیل صدقات و خراج وغیرہ کے
چنانچہ قرآن مین ہی کہ وَالعَامِلِینَ عَلَیہَا اور چونکہ مہدی متنازع فیہ نہ ملک رکھتے تھے نہ عاملان ملک
یہ روایت اونکی مؤید نہین ہے بلکہ مکذب ہی **دلیل پانزدہم بقیۂ احادیث وآثار سراج**
الابصار منہا ما قال علي رضي الله عنه قلت يا رسول الله آمنا المهدي أم من
غيرنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بل منا يختم الله به الدين اي اظهره باتم
الظهور في زمانه واوصل اصحابه في منازل المقربين الصديقين فهم اهل المشاهدة
والمعاينة والمكالمة ولكن لا يعرفهم الا الله واولياؤه كما قال تعالى اوليائي تحت قبائي
لا يعرفهم غيري اخرج هذا الحديث جماعة من الحفاظ في كتبهم منهم ابو القاسم
الطبراني وابو نعيم الاصفهاني وعبد الرحمن بن حاتم وابو عبد الله نعيم بن حماد وغيرهم
ومنها ما روي عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال دخل رجل على ابي جعفر
محمد بن علي رضي الله عنه فقال له اقبض مني هذا الخمسمائة درهم فانها زكوة مالي
فقال له ابو جعفر خذها انت فضعها في جيرانك من اهل الاسلام والمساكين من
اخوانك المسلمين ثم اذا قام مهدينا اهل البيت قسم بالسوية وعدل في الرعية
فمن اطاعه فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصى الله اخرجه الامام ابو عبد الله
نعيم بن حماد في كتاب الفتن قلت قد وجد القسمة بالسوية والعدل في الرعية
اي فيمن اطاعه فقد اطاع الله واما من عصاه فقد عصى الله فلا يقبل عدله
ومنها ما روي عن كعب الاحبار انه قال اني لاجد المهدي مكتوبا في اسفار
الانبياء ما في حكمه ظلم ولا عيب اخرجه الامام ابو عبد الله نعيم بن حماد
قلت قد تحقق الرواية عن المهدي انه قال ذكر في كتاب الله وكتب الانبياء
ولم يكن في حكمه ظلم ولا عيب كما هو المشهود ومنها ما روي عن الحارث بن
المغيرة البصري قال قلت لابي عبد الله الحسين بن علي كرم الله وجهه باي شيء

دلیل پانزدہم بقیۂ احادیث وآثار سراج الابصار اور بیان غلط فہمی اور تحریفات مصنف سراج الابصار کا

يعرف الامام المهدي قال بالسكينة والوقار قلت وبأي شئ قال بمعرفة الحلال و
الحرام وبحاجة الناس اليه ولا يحتاج الى احد قلت صدق الحارث هكذا كان المهدي
ومنها ما روي عن علي بن الهريلي عن ابيه قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه
وسلم وهو في الحالة التي قبض فيها فاذا فاطمة عند راسه والحديث طويل
ذكر في آخره يا فاطمة والذي بعثني بالحق ان منهما مهدي هذه الامة
اذا صارت الدنيا هرجا ومرجا وتظاهرت الفتن وانقطعت السبل واغار بعضهم
بعضا فلا كبير يرحم صغيرا ولا صغير يوقر كبيرا فيبعث الله عند ذلك منهما من
يفتح حصون الضلالة وقلوبا غلفا يقوم بالدين في آخر الزمان كما قمت به في
اول الزمان اخرجه الحافظ ابو نعيم الاصفهاني في صفة المهدي فانظر ايها
المنصف الى قوله عليه السلام وقلوبا غلفا وهو تفسير لقوله حصون الضلالة
فعلم ان المهدي يفتح القلوب الغلف بقبضه فيملؤها بعدله وهذا معنى يملأ
الارض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما كما ذكر الامام احمد بن حنبل
في مسنده ويملأ الله قلوب امة محمد غنى ويسعهم عدله ومنها ما روي عن
عبد الله بن عطاء قال سألت ابا جعفر محمد بن علي فقلت اذا خرج المهدي
بأي سيرة يسير قال يهدم ما قبله كما صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم و
يستأنف الاسلام جديدا كذا في عقد الدرر اي يهدم البدع وما اخطأ
المجتهدون فيه من العمليات والاعتقاديات وهذا من خصائصه كما ذكرنا
قبل ويدل عليه قوله عليه السلام يقوم بالدين في آخر الزمان كما
قمت به في اول الزمان اذ لو لم يحكم بتخطية المخطئين لا يقوم بالدين
كما قام به النبي صلى الله عليه وسلم فعلم ان المهدي يكون حاكما بين المذاهب
كما ذكرت قبل ومنها ما روي عن علي بن ابي طالب في قصة المهدي
قال ولا يترك بدعة الا ازالها ولا سنة الا اقامها كذا في عقد الدرر ومعنى
هذا القول انه يكون فاعلا بنفسه وآمرا لغيره وهذا المعنى مؤيد

بما ذکر الشیخ سعدی بالفارسیۃ **بیت** یتیمے کہ ناکردہ قرآن درست ۔ کتب خانہ چند
ملت بشست ۔ ای حکیم بنسخها فصدق المؤمنون بانها منسوخۃ لا ان الکتب
السماویۃ مغسولۃ بالماء بل مفسولۃ عن قلوب من امن بہ ای علمہ منسوخۃ
وھذہ المنقولات من عقد الدرر وانکان بعضها ضعافا لکن لما وجدت
فیمن ادعی ظھر انها کانت صحاحا فی نفس الامر وان لم تبلغ درجتها **جواب**
حقیقت حال یہ ہی کہ احادیث نہایت مخالف ہین احوال مہدی متنازع فیہ سے اور کلام رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کا سراسر تکذیب و ابطال انکار کرتا ہی اسواسطے مہدوی لوگ وادی
حدیث مین بکمال احتیاط دبے پاؤن چلتے ہین جب احادیث و آثار اپنے مخالف
حال دیکھتے ہین وہان کچھ دم نہین مارتے ہین اگر کوئی حدیث مختصر کہ جس مین احوال امام
بہ تفصیل نہین ہی ہاتھہ لگی اوسکو غنیمت جانکر دعوی مطابقت کا برپا کرتے ہین یا کسی حدیث
کا ایک ٹکڑا اپنے موافق اور دوسرا مخالف نظر آیا تو اوسمین قطع و برید کرکے پارہ موافق کو
نقل کرتے ہین حالانکہ جب بامعان نظر وانصاف دیکھا جاتا ہی تو وہ موافق بھی مخالف ہوتا ہی
چنانچہ اس جا بھی صاحب سراج الابصار نے ایسی کیا کہ حدیث اول کے نصف اول کو نقل کیا
اور نصف ثانی کو حذف کیا حالانکہ خدا کے فضل سے وہ نصف اول جسکو اپنا شاہد مددگار بناکر لائے
ہین وہ بھی انکی تکذیب و تخریب کرتا ہی اسواسطے کہ تمام حدیث بروایت نعیم بن حماد اور ابو نعیم کے
یہ ہی کہ عن علی قال قلت یا رسول اللہ امنا ال محمد المھدی ام من غیرنا فقال لا بل
منا یختم اللہ بہ الدین کما فتح بنا وبنا ینقذون من الفتنۃ کما انقذوا من
الشرک وبنا یؤلف اللہ بین قلوبھم بعد عداوۃ الفتنۃ کما الف بین قلوبھم
بعد عداوۃ الشرک وبنا یصبحون بعد عداوۃ الفتنۃ اخوانا کما اصبحوا
بعد عداوۃ الشرک اخوانا فی دینھم یعنی علی مرتضی فرماتے ہین کہ عرض کیا مین نے
یارسول اللہ مہدی ہم اہلبیت مین سے ہی یا ہمارے غیر سے فرمایا نہین بلکہ ہم مین سے ہی ختم
کرے گا اللہ تعالی بسبب اوسکے دین کو جیساکہ شروع کیا بسبب ہمارے اور ہمارے سبب سے چھٹائے
جاوینگے فتنے سے جیساکہ چھٹائے گئے شرک سے اور ہمارے سبب سے موافقت کردیگا اللہ تعالی

اونکے دلون مین بعد عداوت فتنے کے جیسا کہ موافقت کردی اونکے دلون مین بعد عداوت شرک کے
اور ہمارے سبب سے ہو جاوینگے بعد عداوت فتنے کے مانند بھائی بند اونکے جیسا کہ ہو گئے بعد عداوت
شرک کے مانند بھائیون کے بیچ دین اپنے کے انتہی خلاصۂ حدیث چار باتین ہین ایک یہ کہ نسب امام مہدی کا
اہل بیت کو پہونچتا ہی دوسری یہ کہ مہدی کے سبب سے دین انتہا کو پونہچیگا یعنی کمال پاویگا تیسری یہ کہ
جیسا کہ ابتدا مین مسلمان حضرت کے سبب سے شرک سے نجات پائے ہین انتہا مین مہدی کے سبب سے
فتنۂ باہم سے نجات پاوینگے چوتھی یہ کہ مہدی کے سبب سے مسلمانون کے دلون سے اختلاف و عداوت فتنون
کی جا کر ایسی موافقت ہو جاویگی کہ مانند بھائیون کے ہو جاوینگے جیسا کہ بعد جانے عداوت شرک کے
ہو گئے تھے اور شیخ متنازع فیہ مین چارون باتین مفقود ہین اسواسطے کہ دلیل اول مین گذر چکا
کہ نسب اونکا اہل بیت کو نہین پہونچتا ہی اور دین بھی انکے سبب سے کچھ کمال نہ پایا اسواسطے کہ اِنَّ
الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ دین سے مراد اسلام ہی اور حدیث جبرئیل سے معلوم ہوتا ہی کہ اسلام
کہتے ہین شہادت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور قائم کرنے نماز اور دینے زکوۃ اور روزہ
رمضان اور حج بیت اللہ کو اور اس اسلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے صحابہ و تابعین وغیرہ حامیان
دین محمدی نے بہزار جانفشانی نوسو برس مین مشرق سے مغرب تک پھیلایا تھا شیخ جونپوری نے دعوی
مہدویت کر کے سب کو مشرق سے مغرب تک اپنے عندیے مین کافر ٹھہرایا اور مشارق و مغارب مین سے دین کو
اوٹھا دیا اور محنت و سعی ہزار سالہ برباد کر دی کہ بجز چند مہدیون کے کہ مسلمین ہند کا بھی سوان حصہ
نہین ہین کسیکو مسلمان نہ سمجھا پس ختم دین بمعنی کمال دین نہوا بلکہ زوال دین ہوا یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا
نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ چنانچہ انکے مہدی بھی اس امر معقول کو سمجھ گئے تھے جیسا
مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ جب شیخ جونپوری کو معلوم ہوا کہ امر الٰہی ہوتا ہی کہ ہمنے تجکو مہدی موعود کیا
انھون نے عرض کیا کہ اس مدعی کے اظہار سے کیا فائدہ مقصود ہی کیونکہ اب جو شخص ظاہر شریعت محمدی پر
مرتا ہی آتش سے نجات پاتا ہی اور میرے مہدی ہونیکے بعد مجکو جو قبول کریگا فقط وہی مومن رہیگا باقی سب
کافر ہو جاوینگے انتہی دیکھیے اس مہدویت کے لغو بلکہ مضر اسلام ہونے کا خیال خود شیخ موصوف کے ذہن مین
ہی آیا تھا اور یہ اعتراض ایسا معقول تھا کہ انکے دل مین وسوسہ مہدویت کے ڈالنے والے سے بھی اسکا کچھ جواب
نہو سکا چنانچہ لکھا ہی کہ آٹھ برس تک یہی اعتراض کرتے رہے بعد آٹھ برس کے ایک جواب زبردستی کے

طور پر یہ ہوا کہ قضا جاری ہو چکی اگر مانے گا ماجور ہوگا ورنہ مجبور ہو جائیگا تیسری بات فتنے سے بچ جانا
پانا وہ بھی نہوا بلکہ بدستور سابق اہل اسلام مبتلائے فتن ہین بلکہ انکے سبب سے ایک فتنہ تازہ انکے سبب سے
بڑھ گیا چوتھی بات عداوت جاکر باہم اتفاق ہوجانا اور حدیث موصوف سے بسبب تحاد ضمایر کے ثابت
ہوتا ہے کہ جو لوگ شرک سے چھٹائے گئے ہین وہی لوگ فتنے سے چھڑائے جاوینگے اور انھین کے
دلعان مین اتحاد والفت ہوجاوگی ور وہ سب مسلمان ہین نفقط فرقۂ مہدویہ اور ظاہر ہے کہ مسلمانو نمین
تالیف قلوب نہوئی بلکہ اختلاف عداوت انکے قدوم کے وقت سے یوماً فیوماً روبتزاید ہے علاوہ اسکے خود
انکے مذہب مہدوی مین بھی چوہتر فرقے ہوگئے ہین اور اس قوم کا اعتقاد یہ ہے کہ انکے مہدی نے فرمایا ہے
کہ بندے کے گروہ مین چوہتر فرقے ہونگے ایک ناجی باقی تمام ہالک ہین اور فرقۂ ناجیہ وہ ہے کہ جامع اعتقاد
یعنی عقیدۂ خوندمیر پر اعتقاد رکھے چنانچہ انکا شاعر کہتا ہے شعر موعود کے فرمان سون فرقہ تہتر مین
ہلاک + ہر اک پہ صد لعنت بٹھا ہر اک ستی بیزار ہو + معلوم ہوا کہ ان بزرگ کے سبب سے اختلاف وفتنہ
دوچند سے بھی زیادہ ہوا کہ تہتر فرقۂ اسلامیہ کے ایک سو سینتالیس فرقے ہوگئے حدیث ترمذی وغیرہ مین
وارد ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ بَنِي اِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ
مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِي عَلٰى ثَلٰثٍ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوْا مَنْ
هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِي یعنی بتحقیق بنی اسرائیل متفرق ہوئے بہتر ملت پر
اور میری امت متفرق ہوگی تہتر ملت پر کہ تمام آگ مین جاوینگے سوا ایک ملت کے صحابہ نے عرض کیا کہ وہ
کون سی ایک ملت ہے یا رسول اللہ فرمایا جسپر مین اور میرے اصحاب ہین انتہی یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدوی
لوگ امت محمدی سے خارج ہین اسواسطے کہ اگر داخل امت ہوتے حضرت فرماتے کہ میری امت ایک سو
سینتالیس ملت پر متفرق ہوگی **اور روایت دوم** کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص نے امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھسے یہ پانسو درہم میرے مال کی زکوۃ کے آپ لیجیے آپنے فرمایا کہ تو ہی
انکو اپنے ہمسائے مسلمانون مساکین مین تقسیم کردے پھر جب ہم اہل بیت مین کا مہدی قائم ہوگا
تقسیم برابر کریگا اور عدل رعیت مین کریگا پس اسکی اطاعت و نافرمانی خدا کی اطاعت و نافرمانی ہوگی
انتہی اب بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ اس سوال کے جواب مین تذکرہ مہدی کو کچھ مناسبت نہین ہے
اور جب تک مہدی کی سلطنت کی طرف اشارہ لیا جاوے جواب نامربوط ہے پس حاصل مقام یہ ہے کہ خروج عیسٰی

حدیث تفرق امتی [illegible]

وزکوۃ چارپایون چرندہ اور اموال تجارت کی تحصیل کرکے اوسکے مصارف مین خرچ کرنا خلفا و سلاطین
اہل اسلام کا کام و عہدہ ہی منطوق اس آیت کے کہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً اور اسی پر زمانۂ نبوت سے
آج تک عمل امت اسلامیہ کا چلا آتا ہی پس حضرت امام محمد باقر نے کہ مانند اکثر ائمۂ اہل بیت کے کہ
سلطنت اور امامت ظاہری نہین رکھتے تھے اس کام سے انکار فرمایا اور ائمۂ اہل بیت مین سے
مہدی کی طرف اشارہ فرمایا یعنی ہم ائمۂ اہل بیت کو بسبب نہونے خلافت و امامت ظاہری کے عہدہ
تحصیل و تقسیم زکوۃ کا نہین ہی البتہ ہم مین امام مہدی کہ امامت ظاہری و باطنی دونون رکھنے ہونگے
زکوۃ وغیرہ تحصیل کرینگے اور پھر بالسویہ تقسیم کرینگے اور اس زمانے کے سلاطین چونکہ زکوۃ کو موقع پر
صرف نہین کرتے ہین تو آپ مستحقین ہمسایہ پر تقسیم کردے اور یہ گمان نہین ہوسکتا ہی کہ خود امام
کو زکوۃ دینا اوس شخص کو منظور ہو اسواسطے کہ ادنی اعلی سب جانتے ہین کہ بنی ہاشم پر زکوۃ لینا
حرام ہی اب ثابت ہوا کہ شیخ جونپوری پر امام محمد باقر نے حوالہ نہین کیا ہی اسواسطے کہ یہ بھی بسبب فقدان
سلطنت کے عہدہ اخذ زکوۃ کا نہین رکھتے ہین اگر ایسی مطلق لینا درست ہوتا حضرت امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ خود ہی لے لیتے پس قسمت بالسویہ سے بھی اشارہ طرف سلطنت و خلافت عامہ کے ہی ورنہ
مال خیرات کہ درویشانہ ہاتھ لگے اوسکو چیلون بالکون مین بالسویہ بانٹ کھانا کونسا مقدمہ عظیم الشان تھا
کہ اوسکی پیشگوئی مناسب ہوتی اور ایسی عدل رعیت سے بھی اشارہ طرف حکومت عامہ مسلمین کے
ہی کہ تمام بلاد اسلامیہ کا شرق سے غرب تک حاکم ہو کر عدل و داد پر مستقیم رہنا نہایت امر عظیم الشان ہی کہ دنیا
مین گنتی کے لوگ ایسے ہوئے ہین ورنہ چند مرید و طالب پر عدل کرنا کچھ نادرات سے نہین ہی کہ قابل اخبار ہو وہ
ہزارہا بلکہ لاکھہا اس صفت کے لوگ اس امت مین گذرے ہین کہ اپنی رعیت خاصہ یعنی اہل و عیال و
خادمین و طالبین کے ساتھ بمعاملۂ عدل و انصاف بسر بری اوقات کیے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین
ہی کہ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته یعنی تم سب اپنے اپنے متعلقات خاص کے نگہبان ہو
اور ہر ہر سے اوسکی رعیت کا سوال کیا جاوے گا اور **روایت سوم** کا حاصل یہ ہوا کہ کعب احبار نے فرمایا
کہ مین مہدی کو اسفار یعنی کتابون انبیا مین مکتوب پاتا ہون کہ اوسکے حکم مین ظلم و عیب نہوگا اور سیر
مصنف سجاوندی نے لکھا کہ ہمارے مہدی سے روایت ہی کہ اونھون نے کہا ہی کہ میرا ذکر کتاب اللہ
اور کتب الانبیا مین ہی اور لکھا کہ مشہور ہی کہ اونکے حکم مین ظلم و عیب نہ تھا پہلے امر کا دعوی مہدی نے کیا

اور دوسرے کا مہدویون نے دعوی محض سے اثبات کسی چیز کا نہین ہو سکتا ہی پہلے اوسکو ثابت کرنا چاہیے
کہ کیونکر معلوم ہوا کہ کتب انبیا علیہم السلام مین تمھارا ذکر ہی وہان ذکر امام مہدیکا ہی اور تمھارا مہدی ہونا کہان سے
ثابت ہوا یہ اول نزاع ہی اسیکو اپنی دلیل گردانتا مصادرہ علی المطلوب ہی گویا کہ حاصل یہ ہوا کہ میرا مہدی ہونا
اس سے ثابت ہوا کہ میرا ذکر کتب انبیا مین ہی اور کتب انبیا مین میرا ذکر ہونا اس سے ثابت ہوا کہ مین مہدی
ہون کوئی عاقل بھی اس استدلال کو پسند کریگا علاوہ یہ کہ کلام کعب احبار سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اخبار
انبیاے سابقین مین مہدیکا ذکر ہی اور قرآن مین نہین ہی ورنہ ایسے موقع بیان مین اوس سے سکوت کا ہیکو
کرتے اور مہدی نے اوسکے خلاف دعوی کیا کہ میرا ذکر کتاب اللہ یعنی قرآن مین اور کتب الانبیا مین بھی
ہی پس دلیل ناقص اور دعوی کامل ہوا اور دوسرے امر یعنی اونکے حکم مین ظلم و عیب نہونے کا دعوی کہ مہدویون
نے کیا ہی وہ بھی دعوی بلا دلیل ہے اور دعوی شہرت کا غلط ہی کہان سے ثابت ہوا کہ تمھارے شیخ کے حکم مین
ظلم و عیب تھا بلکہ تمھاری کتابون سے ثابت ہوتا ہی کہ اونکا حکم ظلم و عیب سے معمور تھا چنانچہ شرح اسکی
دلیل اخلاق مین آویگی انشاء اللہ تعالی اور روایت چہارم کا حاصل یہ ہے کہ علامت پہچاننے
امام مہدی کی یہ ہے کہ صاحب سکینہ و وقار ہونگے اور حلال و حرام کی معرفت رکھتے ہونگے اور لوگ اونکے
طرف حاجت رکھتے ہونگے اور وہ کسیکی طرف حاجتمند نہونگے غرضکہ سکینہ و وقار کا اندازہ معلوم نہوا کہ
کسقدر سکینہ و وقار مہدویت کی علامت ہی کیونکہ مطلق سکینہ و وقار ہر مسلمان مہذب مین ہوتا ہی بلکہ
اکثر اہل دنیا مین بھی ہوتا ہی اسیواسطے تنہا اس علامت کو حارث بن مغیرہ نے معرفت مہدویت
مین کافی نہ جان کر دوبارہ سوال کیا کہ وبای شئ یعنی اور کس چیز سے پہچاننا فرمایا کہ معرفت حلال
و حرام سے اسکو بھی راوی مذکور نے کافی نہ سمجھا کیونکہ مقدار معرفت معلوم نہوئی اور مطلق معرفت
ہر مجتہد و عالم کو ہوتی ہی اسواسطے سہ بارہ سوال کیا کہ اور کس چیز سے پہچاننا فرمایا کہ حاجت ناس سے
پس معلوم ہوا کہ امور ثلثہ علامت مہدویت کے ہین فقط ایک اور شیخ جونپوری مین دو باتین اخیر کی قطعاً
مفقود ہین اور امر اول مین بھی تردد ہی اسواسطے کہ سید ھی تقریر مناظرہ دینی مین بھڑک جاتے تھے چنانچہ
دلیل دوم مین کچھ مذکور ہو چکا ہی اور مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ بادشاہ سعید نے قاضی کو لکھکے پاس بھیجا کہ
ہمارے قلعہ سے باہر چلے جاؤ میران نے نمانا اور کہا کہ جب حکم خدا کا ہوگا چلا جاؤنگا قاضی نے کہا کہ اطاعت
اولی الامر کی واجب ہی میران نے کہا کہ بادشاہ تیرا ظالم ہی ایسے شخص کو اولی الامر نہین کہتے ہین قاضی نے کہا

کہ اگر کوئی شخص اپنے ملک مین چاند پوے کیا کیا چاہیے میران نے کہا کہ ممالک سلوک کی ملک وراثت نہین ہین قاضی نے کہا کیا آپ کسیکی زبردستی پگڑی چھین لینگے میران نے سر مجلس قاضی غریب کی پگڑی اوسکے سر سے اوتار کر اپنے زانو پر رکھ لی اور کہا کہ پگڑی چھین لینا اسکو کہتے ہین ہم نے کسکی جاگیر چھینی ہی کہ تو ایسا نالائق سخن زبان پر لاتا ہی قاضی غریب نے جا کر اپنی ذلت اور اونکی شدت بادشاہ سے عرض کی بادشاہ نے اس حرکت سے آشفتہ خاطر ہوکر ایک لشکر واسطے انتقام و اخراج کے روانہ کیا لیکن دریا خان نے کہ مدار المہام اوس سلطنت کا تھا بادشاہ کی فہمایش کرکے لشکر واپس کروایا انتہی مختصراً اب انصاف کیا چاہیے کہ سر مجلس اسقدر معزز صاحب خدمت شرع کی دستار اوتار لینا اور اوسکو سر ننگا کر دینا کہ ایسا سکینہ و وقار کہلاتا ہی کہ یہ صاحب سکینہ و وقار مہاجرین اور مناظرے مین کسیکی ہتک حرمت اور آبرو ریزی نہین کرتے مین بات کا جواب بات سے ہوتا ہی نہ ہاتھ سے البتہ حاکم سند دریا دل تھا کہ باوجود دیکھنے ایسی حرکات کے قدرت انتقام رکھتے ہوئے کسقدر سکینہ و وقار کو کار فرمایا حالانکہ اوسکو بمنطوق وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ اور بمنطوق وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا کے انتقام سہو پہنچ سکتا تھا لیکن اوسنے سکینہ و وقار کو کار فرمایا اور اسپر عمل کیا کہ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ اور حال امر دوم یعنی معرفت حلال و حرام کا یہ تھا کہ باوجود دعوا امامت مہدویت کے امامت جماعت کے حلال و حرام بھی نجانتے تھے اسواسطے کہ اپنی مہدویت کے منکر کو کافر بلکہ اکفر جانتے تھے اور نماز جمعہ و عیدین مین اونکے پیچھے اقتدا کرتے تھے چنانچہ انصاف نامے کے باب سوم مین موجود ہی پس معلوم ہوا کہ اسقدر بھی معلوم نتھا کہ اگر یہ لوگ مسلمان ہین تو انکو کافر کہنا حرام ہی اور اگر کافر ہین تو اونکے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہی یہان اسیقدر کافی ہی باقی گفتگو دلیل اخلاق مین آویگی انشاء اللہ تعالیٰ اور حال امر سوم یعنی حاجتمند ہونا آدمیونکی طرف مہدی کے اور حاجتمند نہونا مہدی کا طرف کسی کے یہ بات شیخ جونپوری مین مفقود تھی اسواسطے کہ سوال نکرنے سے حاجتمندی دفع نہین ہوتی ہی سوال نکرنا اور بات ہی اور حاجتمندی اور بات ہی چنانچہ حدیث شریف مین ہی کہ ایک شخص نے ایک کپڑا حضرت رسالت مین پیشکش کیا حضرت نے اوسکو لیا محتاجاً الیہا یعنی اس حال مین کہ محتاج تھے طرف اوس کپڑے کے حالانکہ سوال نکرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ مین یہ قصہ مذکور ہی اور ظاہر ہی کہ شیخ جونپوری ہمیشہ محتاج ہر چیز کے رہتے تھے خصوصاً ملک سند مین کہ مطلع الولایت مین لکھا ہی

فائدہ [illegible]

زبان محض بواسطہ فقر کے جو اسی مرید انکا مر گیا فقر و فاقہ و حاجتمندی سب ایک چیز ہی جیسا کہ فقیر و
مفتاق و محتاج ایک ہی اور آدمیو نکو انکی طرف کیا حاجت تھی اگر ہوتی اپنے اپنے ملکو نسے کیون اخراج
کرتے محتاج محتاج الیہ کی خواہش کرتا ہی یا اوسکو دور کرتا ہی پس ثابت ہوا کہ لوگ انسے مستغنی تھے
اور اونکو لوگو نسے حاجت تھی بلکہ دین مین بھی دوسرون کے محتاج تھے چنانچہ انصاف نامے کے تیرھوین باب مین
لکھا ہی کہ انکے مہدی نے فرمایا کہ نماز کی سنتین جو مجھسے ادا نہین ہوتی ہین مجھکو بتلا دیو بعد چند روز کے
میان لاڈ شاہ جیو نے بتلایا کہ کتب فقہ سے تحقیق ہوا ہی کہ رسول علیہ السلام سنت ظہر کی قبل فریضہ و بعد
فریضہ باہر آکر ادا فرماتے تھے میران جی نے کہا کہ اب بندہ بھی باہر آکر پڑھا کریگا پس ثابت ہوا کہ علامات مذکورہ روایت
چہارم شیخ جونپوری مین بالکل مفقود ہین اور **روایت پنجم** کا حاصل یہ ہی کہ حضرت فاطمہ زہرا نے قسم
کھا کر فرمایا کہ ان دونون یعنی حسن و حسین کی نسل سے مہدی اس امت کا ہی جسوقت کہ دنیا مین ہرج
مرج ہوگا اور فتنے ظاہر ہونگے اور راہین بند ہو جاوینگی اور ایک دوسرے کو لوٹے گا پس نہ بڑا چھوٹے
پر رحم کرتا ہوگا اور نہ چھوٹا بڑے کی توقیر کرتا ہوگا پس قائم کرے گا اللہ تعالی ان دونون سے
ایسے شخص کو فتح کریگا قلعون گمراہی کو اور دلون غلاف دار کو قائم کریگا دین کو آخر زمانے مین
جیسا کہ قائم کیا مینے اوسکو اول زمانے مین انتہی صاحب سراج الابصار نے اس حدیث کو اپنے مہدی
پر منطبق کرنے کے واسطے حصون الضلالت یعنی قلوب غلف کے لیا اور عطف تفسیری مقرر کیا تا کہ
مطلب یہ ٹھہرے کہ مہدی قلعون حقیقی کو فتح نکرینگے بلکہ فقط دلونکو گمراہون کے اپنے فیض سے فتح کر کے
اپنے عدل سے بھر دیوینگے اور کہا کہ یہی معنی ہین اس حدیث کے بھی کہ یملأ الارض قسطا و عدلا کما ملئت
جورا و ظلما یعنی بھر دیگا مہدی زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ہی جور و ستم سے
اور اس مراد خلاف ظاہر پر قرینہ ٹھہرایا حدیث امام احمد بن حنبل کو کہ ویملأ اللہ قلوب امۃ
محمد غنی ویسعہم عدلہ یعنی اور بھر دیگا اللہ تعالی دلون امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا
امت کو عدل مہدی کا انتہی جواب اسکا یہ ہی کہ دونون روایتون مین صاحب سراج الابصار نے سرقہ کیا ہی واسطے
کہ روایت ابو نعیم کے آخر کا فقرہ اس تاویل کو رد کرتا تھا حذف کر دیا اور روایت امام احمد کا ماقبل و مابعد
کہ اس تاویل کی تخریب اور انکے مہدی کی صراحۃ تکذیب کرتا تھا تمام حذف کر دیا تاویل و توجیہ خلاف ظاہر
احادیث و قرآن مین کرنا اور معنی ظاہری سے انکار کرنا مذہب فرقہ باطنیہ کا ہی مہدوی لوگ باطنیے

ف دونون روایتون مین صاحب سراج الابصار نے سرقہ کیا ہی

بولتے ہین کہ نصوص ظاہر پر محمول ہین تاکہ فرقہ باطنیہ مین داخل نہوجاوین اور پھر معانی ظاہریہ سے انکار کرتے
ہین اور ایسی تاویلات باطنیہ مخالف ظاہر کلام کے کرتے ہین کہ فرقۂ باطنیہ بھی پشیمان و حیران ہوجاتے
ہین دستور تمام جہان کا یہ ہی کہ ایک آیت کے معنی دوسری آیت سے اور ایک حدیث کے معنی دوسری حدیث
سے سمجھتے ہین کیونکہ خود متکلم سے بڑھکر کوئی مبین مراد کلام نہین ہوتا ہی جہانتکی کہ ادسی حدیث مین
اوسی روایت وسند سے ایک کلام مبین دوسرے کلام کا موجود ہووے اور اوسکو نکالڈالنا اور خلاف اوسکے
محض اپنی راے سے ایک معنی ٹھہرانا سخت جرم وخیانت ہی اسیکو تفسیر بالرای اور تحریف معنوی کہتے ہین
اور یہی عادت اہل کتاب کی تھی کہ توریت وانجیل کی بعضی آیت کو دستاویز ٹھہراتے تھے اور بعضی سے
روگردان ہوتے تھے کہ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ اسد تعالی اونکو فرماتا ہی اَفَتُؤْمِنُوْنَ
بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ٥
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ
يُنْصَرُوْنَ ٥ علماے مہدویہ کو چاہیے کہ اپنے حرکات کو علماے اہل کتاب کے حرکات سے ازراہ انصاف ملاکر دیکھنا
کہ کسقدر طابق النعل بالنعل ہین پس چاہیے کہ اس حرکات سے توبہ کرنا ورنہ اوسی وعید شدید کے کہ اونکے
حق مین مذکور ہوا امیدوار رہنا اور اوس وعید کا جزاے عاجل یعنی خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خود اونپر نازل
ہوچکا ہی کہ ہمیشہ طرد وضرب واخراج کے تختۂ مشق بنتے ہین اور کبھی انجام ومآل لظفر ونصر سرانجام
نہین پاتا ہی پس جزاے آجل اشد العذاب اخروی کے بھی متوقع رہنا اللھم منزل الکتاب اھدھم
سبیل من اناب القصہ فقرہ کہ آخر حدیث ابونعیم سے حذف کردیا وہ یہ ہی ویملا الدنیا عدلا
کما ملئت جورا یعنی بھردیگا امام مہدی دنیا کو عدل سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم سے اب بچشم
انصاف دیکھنا چاہیے کہ بغیر قلعہ اور ممالک فتح کرنیکے دنیا عدل سے کیونکر بھر سکتے ہین پس کہنا کہ قلعے
بالکل فتح نہونگے بلکہ قلعون سے بھی مراد قلوب ہین نہایت تحریف ہی ہر عاقل جانتا ہی کہ دنیا کو عدل
سے بھر دینا اوس سے تمام یا اکثر مراد لیے بغیر کلام درست نہین ہوتا ہی اگر دنیا مین سے چند آدمیون کو
عدل سے بھر دیا کہ وہ تمام اہل دنیا کا لاکھوان حصہ بھی نہین ہین کیونکر صادق آتا ہی کہ دنیا کو عدل سے
بھر دیا اور تشبیہ کسطرح درست ہوتی ہی کہ جیسا کہ بھری گئی تھی ظلم سے ظاہر ہی کہ ظلم سے تمام یا اکثر

بھری تھی اوسی ہوا فق عدل سے بھی بھر ناتاکہ تشبیہ برابر آوے اور روایت امام احمد بن حنبل کی سالم ہے کہ قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابشرکم بالمہدی رجل من قریش من عترتی یبعث فی امتی
علی اختلاف من الناس وزلازل فیملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما
ویرضی عنہ ساکن السماء وساکن الارض ویقسم المال صحاحا بالسویۃ بین الناس ویملأ
قلوب امۃ محمد غنی ویسعہم عدلہ حتی انہ یامر منادیا فینادی من لہ حاجۃ الی فما یاتیہ
احد الا رجل واحد یاتیہ یسئلہ فیقول ایت السادن حتی یعطیک فیاتیہ انا رسول المہدی
الیک لتعطینی مالا فیقول احث فیحثی ولا یستطیع ان یحملہ فیلقی حتی یکون قدر ما یستطیع
ان یحملہ فیخرج بہ فیندم فیقول انا کنت اجشع امۃ محمد نفسا کلہم دعی الی ہذا المال
فترکہ غیری فیردہ علیہ فیقول انا لا نقبل شیئا اعطیناہ فیلبث فی ذلک ستا
او سبعا او ثمانیا او تسع سنین ولا خیر فی الحیوۃ بعدہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
بشارت ہو تمکو ساتھ مہدی کے کہ ایک مرد ہی قریش سے اولاد میری سے اوٹھایا جاویگا امت میری مین
وقت اختلاف آدمیوں کے اور زلزلوں کے پس بھر دیگا زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ظلم
وستم سے اور راضی ہوینگے اوس سے رہنے والے آسمان کے اور رہنے والے زمین کے اور تقسیم کریگا مال کو
صحاح برابر آدمیوں مین اور بھر دیگا دلوں امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا اونکو عدل اوسکا یہان تک
کہ وہ حکم کریگا ایک منادی کو پس ندا کریگا کہ کس شخص کو حاجت ہے طرف میرے پس نہ آویگا اوسکے پاس
کوئی مگر ایک مرد کہ امام موصوف کے پاس آکر سوال کریگا پس کہین گے کہ جا خادم کے پاس تاکہ دیوے
تجھکو پس آویگا اوسکے پاس کہ مین بھیجا ہوا مہدی کا ہون تیری طرف تاکہ دیوے تو مجھکو مال پس کہے گا کہ
بھر لے پھر بھریگا اور نہ اوٹھا سکے گا پس ڈالدیگا یہان تک کہ رہ جاویگا بقدر طاقت اوٹھانے کے
پھر لے کر نکلے گا پس نادم ہوگا پس کہے گا کہ میرا نفس سب امت محمد سے زیادہ حریص ہے کہ سب بلائے گئے
طرف اس مال کے پس سب نے چھوڑا اوسکو سوا میرے پھر پھیرے گا اوسکو مہدی پاس پس کہینگے کہ ہم
نہین لیتے ہین جس چیز کو کہ دیتے ہین پس ٹھہریگا امام اس حال مین چھہ یا سات یا آٹھ یا نو برس اور
نہین خیر ہے حیات مین بعد اوسکے انتہی اب ملاحظہ کرنا چاہیے کہ صاحب سراج الابصار کسقدر نا انصاف
ومتعصب شخص ہے کہ اس تمام کلام سے موہنہ چھپالیا اور بیچ کے دو فقرونکو ادھر اوٹھالیا کہ بھر دیگا

دلون امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا ونکو عدل اوسکا اور اس سے غنا نہ اور عدل درویشانہ مراد لیا
اور ہرگز سیاق وسباق کلام کو نہ دیکھا کہ ماقبل مین تقسیم مال کا ذکر ہے کہ دال ہے کہ غنا بسبب اوسی تقسیم کے حاصل
ہوئی ہے اور بعد اوسکے قصہ منادیکا مذکور ہے کہ واسطے دینے مال کے ندا کریگا اور لوگ قبول نکرینگے
کیونکہ تقسیمات سابقہ سے غنی وآسودہ ہوچکے ہونگے اور پھر قطع نظر اس سے اگر بالفرض غنا سے
غنا قلبی بھی مراد ہے اسی حدیث مین جو دوسرے امور مذکور ہین وہ تمھارے مہدی مین کہان ہین عمر محمد
ہونا کب ثابت ہوا دلیل اول مین اوسکا بیان ہوچکا اور اختلاف و زلزلون کے وقت مین اونکا ظہور ہونا
مقصود یہ کہ اونکے سبب سے وہ اختلاف و زلزلے موقوف ہوجاوین اختلاف موقوف نہوا اور زلزلے
کہان تھے اور زمین کو عدل و انصاف سے کہان بھرا اور زمین کے رہنے والے اونسے کب راضی ہوئے
بلکہ ہر زمین والا اپنی زمین سے نکالتا رہا پس آسمان والون کو اسی پر قیاس کیجیے شعر تو کار زمین را
نکو ساختی + کہ بر آسمان نیز پرداختی + اور منادی نے واسطے عطا کے کب ندا کیا کہ کوئی شخص بسبب
غنا کے طالب نہوا سوا ایک کے اور یہ کیا عادت ہے کہ بیچ مین سے ایک بات لے لینا اور باقی سب چھوڑ دینا

روایت ششم کا حاصل یہ ہے کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ سیر مہدی یہ ہوگی کہ اگلے
کے بدعات کو ڈھادے گا جیسا کہ رسول خدا نے کیا اور اسلام کو از سر نو تازہ کردیگا صاحب سراج الابصار
نے کہا کہ بدعات اور خطاؤن مجتہدین کو عملیات و اعتقادیات مین ڈھادے گا اور حاکم ہوگا درمیان
مذاہب کے انتہی ڈھانے بدعات سے مراد یہ ہے کہ بدعات مروجہ اہل اسلام کو موقوف و نابود کردیگا تاکہ اسلام
از سر نو تازہ ہوکر مانند زمانہ نبوت کے سنت محض نے آمیزش بدعت ہوجاوے اور یہ امر شیخ جونپوری سے
وقوع مین نہ آیا اور یہ مراد نہین ہے کہ ترک بدعات کا زبانی امر کرین یا اپنے چند مریدون پر اوسکو جاری کرین
اسمین مہدی کی کیا خصوصیت ہے تمام علماء ہمیشہ ایسی کرتے ہین اور خطاے مجتہدین کے حکم بننے کے
واسطے بہت بڑا علم چاہیے کہ تمام اجتہادیات مجتہدین کے ماخذ استنباط کو پہچاننا پھر طرق وجوہ استنباط
کو پہچاننا پھر ماخذ کے مراتب صحت و سقم کو جاننا اور استنباط صحیح کو غیر صحیح سے تمیز کرنا اور تمام شرائط
اجتہاد کے حاصل کرنا یہ کام ایسے شخص کا نہین ہے کہ لوگون سے کہے کہ نماز کی سنتین مجکو بتلا دیا کرو
یا جماعت نماز کے شرائط نہ پہچانے جیسا کہ روایت چہارم مین مذکور ہوچکا اور آیات قرآنی کے معنی
غلط کرے جیسا کہ اس تمام کتاب مین اوسکا بیجا ذکر ہے اور ایسے مقدمات مین دعوی کشف خلاف عقل

ونقل لاطائل محض ہی پس مہدیونکو ضرور ہی کہ ثابت کردیوین کہ مسائل اجتہادیہ کتنے ہین اور اونمین انکے مہدی نے کیا حکم کیا
ہی کس کس کو خطا ٹھہرایا ہی اور دلیل تخطیہ ہر مسئلے کی بیان کرین اور بغیر اس اثبات کے لاف زنی کچھ کام نہین آتی ہے
اور یہ **ولایت ہابفتم** کا حاصل یہ کہ جناب مرتضوی فرماتے ہین کہ مہدی کسی بدعت کو بغیر زائل کیے نچھوڑیگا اور کسی
سنت کو بغیر قائم کیے نچھوڑیگا صاحب سراج الابصار نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ آپ عمل کریگا اور دوسرون کو
امر کریگا جیسا کہ شیخ سعدی نے کہا ہی **شعر** یتیمے کہ ناکردہ قرآن درست * کتب خانہ چند ملت بشست یہان اگرچہ
گفتگو کی گنجایش بہت تھی لیکن قصہ مختصر کیا گیا اسواسطے کہ تمھاری تقریر کے موافق بھی یہ روایت تمھارے
مہدی پر صادق نہین ہے اسواسطے کہ وہ تارک سنت و آمر و عامل بدعت تھے اسواسطے کہ جہاد کہ بڑی سنت
اور عمدہ سیر حضرت رسالت ہی اوسپر جب سے مہدی ہوئے کبھی عمل نکیا اور زیارت قبر مطہر حضرت رسالت کہ سنت قولی ہے
اور نہایت مؤکد ہی اوسکو ترک کیا اور اوسکے ضمن مین بہت سی سنتین ترک ہوئین مثلاً قبا کو جانا اور مسجد نبوی مین
نماز پڑھنا اور شہدائے احد اہل بقیع کی زیارت کو جانا سوا اوسکے اور بہت سے مشاہد نبویہ کہ تمام امت اونسے اتباعًا
مشرف ہوتی ہی اور صحابہ سے آج تک سب اوس مواقع و مشاہد پر اتباع آنحضور کی کرتے رہے ہین بالکلیہ ان بزرگوار نے
ترک کیے اور بدعات کے زائل کرنے کے بدلے تازہ تازہ بدعات اختراع و ایجاد کین کہ گویا ایک شریعت تازہ تراشی یعنی تیس
فرض تازہ نکالے کہ پانچ نماز کے سوا ایک چھٹی نماز فرض ٹھہرائی اور زکوۃ کے سوا ایک عشر نیا ایجاد کیا کہ دلیل
اخلاق اور بحث تستو مین اوسکی تفصیل آویگی انشاء اللہ تعالی یہ روایات کہ معتبر تھین اسکا جواب بفضلہ تعالی
بخوبی ہوچکا اور دوسرے روایات کہ اونکی دوسری کتابون مین مذکور ہین اکثر اغالیط و موضوعات اور دلائل بے
معنی اور تطویلات بیجا ہین اونسے اعراض کیا گیا اب دل چاہتا ہی کہ خود انکے پیر و مرشد کے تقریرات کو جو وقت
مباحثۂ مہدویت کے سرزد ہوئے ہین گزارش کرون تا کہ سامعین باانصاف خود بدولت کی بزرگیان اور خوب بیان
بیان کی سنکر زیادہ تر محظوظ ہوویں **دلیل شانزدہم** مباحثۂ شیخ جونپوری کہ بذات خود متصدی اثبات
مہدویت ہوکر خلاف لوگون سے متکلمانہ مباحثہ و گفتگو کی ہی اور داد سخنوری و تیز زبانی کی دی ہی مگر اصل مطلب نہین
ہی باقی سب کچھ ہے یہ قصہ بتفصیل مطلع الولایت مین لکھا ہی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ جب انکے مہدی ملک خراسان کے
شہر فراہ مین پوہنچے وہان کے علما خبر دعوی مہدویت کی سنکر ایک سال تک مباحثہ کرتے رہے جب سب
عاجز ہوگئے وہان کے حاکم امیر ذوالنون نے تمام ماجرا بادشاہ خراسان میرزا حسین کی خدمت مین دارالسلطنت
ہرات کو لکھکر روانہ کیا بادشاہ مذکور نے اپنے ملک مین سے چار عالم یعنی ملا علی فیاضی اور ملا محمد شروانی

اور ملا علی گل اور ملا مخدوم کو انتخاب کرکے تمام کتابین اپنے کتب خانے اور تمام شہر کے علما کے کتب خانونکی مع
ایک جماعت کے انکے حوالے کین ان سب نے بکمال جانفشانی دو مہینے تک رات دن تمام کتابونکو اولٹ پلٹ
کرکے چار سوال انتخاب کرکے چارون عالم چار سو سوار کے ساتھ فراہ کو روانہ ہوے بعد پہونچنے مقام مذکور کے
میران کی خدمت مین آکر سوال شروع کیے **سوال اول** تم اپنے تئین مہدی موعود کہتے ہو کس دلیل سے
کہتے ہو اور کہان سے کہتے ہو **جواب** بندہ نہین کہتا ہی فرمان حق تعالے کا ہوتا ہی کہ ای سید محمد تو مہدی
موعود ہی **سوال دوم** تم کونسا مذہب رکھتے ہو **جواب** ہم مذہب مصطفے رکھتے ہین کسی مذہب کے مقید
نہین ہین **سوال سوم** تم کس تفسیر سے بیان کرتے ہو **جواب** ہم مراد اللہ بیان کرتے ہین اور جو تفسیر وغیرہ
کہ اس بندے کے بیان کے موافق ہووے وہ صحیح ہی ورنہ غلط ہی **سوال چہارم** کہ تمام امت مین محال ہے
پیش لاکر پوچھے کہ تم دعوی رویت الہی کا کرتے ہو اور تم خلق کو اوسکی طرف دعوت کرتے ہو **جواب** میران نے آیات
قرانی فَمَن کَانَ یَرجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلیَعمَل عَمَلًا صَالِحًا اور وَمَن کَانَ فِی هٰذِهِ اَعمٰی فَهُوَ فِی الاٰخِرَةِ
اَعمٰی اور اَلَا اِنَّهُم فِی مِریَةٍ مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِم اَلَا اِنَّهُ بِکُلِّ شَیءٍ مُّحِیط اور لَا تُدرِکُهُ الاَبصَارُ وَهُوَ یُدرِکُ
الاَبصَارَ اور لَن تَرَانِی وغیرہ سے رویت دار دنیا مین ثابت کرکے پوچھا کہ قاضی بچھند گا ہا قاضی علما نے کہا کہ بدو گواہ
معتبر میران نے کہا کہ ایک ہم دوسرے مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیتے ہین رویت حق کی اور سید ہاتھ کیطرف اشارہ کرکے
کہا کہ دیکھو حاضر ہین جو چاہو سو پوچھ لیو ملا علی فیاضی بار بار کہتا تھا کہ ای میر ہمکو تمہین ایک گواہ بس ہی موجب اشکال
حل ہوچکے تصدیق کرکے برخاست کی جب اپنے مقام پر آئے تینون عالمون نے ملا علی فیاضی سے کہا کہ ہمکو تو بغیر مشورہ
تمہارے کے بادشاہ کی طرف سے سخن کرنیکا حکم نتھا تم نے وقت اشارہ میران کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کیون نپوچھ
لیا تاکہ حضرت کی آواز سے ہم مشرف ہوجاتے ملا علی نے کہا کہ مینے یہ خیال کیا کہ جب وہ مطہر قالب سے مرکب
تھی اوسوقت کا کلام علما جہان نے نو سو برس مین حل نکیا ہی اب کہ آمیزش اشباح سے مبرا ہی اگر ہم کلام
کی مراد کو نہ پہونچکر کچھ اشکال لاوین خلل عظیم واقع ہوگا اسواسطے فقط میر کی گواہی پر مین نے اکتفا کیا
اور شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ دو طرف اشارہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابراہیم علیہ السلام دو گواہ
حاضر ہین پوچھ لیو اور جواب ملا علی مین یون لکھا ہی کہ مقلد کو سخن مخبر صادق کا کافی ہی اگرچہ ہم اسقدر تھے پر ہمکو
حاجت پوچھنے کی نتھی اوسوقت اپنی مراد کو پہونچے اور محمد رسول اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھے شکر
خدا کا بجا لائے کہ نہ پوچھے جو لوگ کہ اونکے حضور مین تھے وہ مراد کلام کو نپائے ہین ابکہ بمقام طرح ہین

نہ معلوم کہ بعد پوچھنے کے ہم کیا سمجھتے **جواب** اس مقام میں چند اشکال ہیں **اشکال اول** یہ کہ ایک
برس تک علمائے خراسان مباحثہ کرتے رہے پھر دو مہینے تک علمائے ہرات ان سوالات اربعہ کو کتابوں سے انتخاب کرتے
رہے یہ چودہ مہینے ہوتے ہیں پھر مطلع الولایت میں لکھتا ہی کہ بعد اس سوال و جواب کے علمائے ہرات تصدیق
مہدویت کی کرکے ملا علی یہیں صحبت میں رہا اور تین شخص بادشاہ کے پاس گئے بادشاہ نے اونکی زبانی
سب کیفیت سنکر مصدق بنکر زیارت شیخ کے واسطے کوچ کیا لیکن بعد دس منزل کے راہ میں بسبب
ضعف پیری کے مر گیا اور شواہد الولایت میں لکھا ہی کہ راہ سے قریب سبزوار کے خبر موت شیخ جونپوری کی
سنکر پھر گیا لیکن بادشاہ اور شیخ الاسلام وغیرہ علمائے ہرات و فراہ اور اکثر خلائق اوس عصر نے تصدیق مہدیت
کی کی غرضکہ یہ مدت آنے جانے علما اور آنے بادشاہ کے چودہ مہینوں پر اور اضافہ ہوگی حالانکہ کل قیام
شیخ موصوف کا فراہ میں نو مہینے ہی جیسا کہ تمام کتب مہدویہ سے ثابت ہی چنانچہ باب دوم میں مذکور ہو چکا پس نو مہینے
میں اتنے مہینے کیونکر داخل ہو گئے **دوم** یہ کہ سرزمین ہند میں کہ چند غربا اور رعایا معتقد ہوئے اور سلاطین و حکام
ہمیشہ نکال کرتے رہے جب پر اس تک مذہب والے اہل مذہب موجود ہیں اور خراسان میں اگر بادشاہ و علما و رعایا
مصدق ہو لئے تھے چاہیے تھا کہ وہاں یہاں سے زیادہ یہ مذہب باقی ہوتا کیونکہ الملک والدین توامان و الناس
علی دین ملوکہم قول مشہور ہی اور ایسی دستور ہی کہ جس ملک کا بادشاہ و حکام جس مذہب کو قبول کرتے ہیں
رعایا بھی اوسپر قدم رکھتے ہیں اور اوس بلاد میں وہ مذہب بہت تک رسوخ پاتا ہی اور فروغ پکڑتا ہی حالانکہ اوس ملک میں
مذہب مہدویت کا کوئی نام بھی نہیں جانتا ہی اور قبر شیخ موصوف کو اسقدر جانتے ہیں کہ ایک ہندی سید
کی یہ قبر ہی اور یہ بھی کسیکو نہیں معلوم ہی کہ ان بزرگ نے دعوی مہدیت کا کیا تھا یا مذہب مہدیوں کا
کیسا ہوتا ہی اور کہاں ہی اور نہ کسی تاریخ عجم میں مذکور ہی کہ سلطان میرزا حسین اور امیر ذوالنون اور علمائے
خراسان نے تصدیق کی تھی حالانکہ ہند و گجرات کی تاریخ میں باوجودیکہ بجز چند رعایا کے کوئی حاکم و مرزبان مصدق
نہوا تھا مفصلاً انکے رواج و اخراج کا مسطور ہی **سوم** یہ کہ یہ چار سوال اس قابل تھے کہ تمام علمائے ہرات دو مہینے
کی دردسری کرکے انتخاب کریں کیا باوجود اسقدر ورق گردانی کے اونکے دلوں پر پردہ پڑ گیا تھا کہ تمام علامات
و خصائص مہدی کہ احادیث صحاح میں ہیں کو یہیں بھول گئے اور چار باتیں ایسی لیکر چلے کہ ہر شخص بول
سکتا ہی کہ میں ایسا ہوں کہ کسی مذہب کا مقید نہیں ہوں اور جو تفسیر میرے موافق ہو سو صحیح ہی باقی سب غلط
ہی اور میں امر الٰہی سے دعوی کرتا ہوں اور میری بات پر گواہ محمد رسول اللہ ہیں یہ سب عوض [illegible]

ان دعوونکو مہدویت کی دلیل ٹھہرائی اور سیدھی راہ کیسی سمجھ مین آئی **چہارم** یہ کہ سوال و جواب اول ایسا ہی
کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان اسواسطے کہ مہدی موعود بلا امر الٰہی نہین ہوتا ہی پس جبکہ مہدی موعود
ہونے پہ دلیل پوچھی حقیقت مین مہدی با امر الٰہی ہو نے پر دلیل پوچھی اوسکا جواب دیا کہ مین مہدی بامر الٰہی ہون
یعنی سوال دلیل کے جواب مین عین دعوے کا اعادہ کر دیا اگر کوئی ادنی سمجھ والا بھی ایسی گفتگو کرے لوگ
ہنسینگے چہ جا کہ مہدویت کا مدعی ایسی تقریر کرے اور علماء خراسانی باسانی راضی ہو جاوین **پنجم**
یہ کہ سوال دوم کا جواب بھی ایک دعوی محض ہی فقط ترک تقلید سے اگر کوئی مہدی ہو جاوے تو ہزارون لامذہب
کہ مقید کسی مذہب کے نہین ہین مہدی ہو جاوین ترک تقلید کیواسطے ایک مقام علمی ہی جبتک وہ مقام ثابت
نکرین ترک تقلید حرام ہی اور مقام علمی خود انکی بول چال سے معلوم ہوتا ہی پس فقط دعوی کیا کام آتا ہی
مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید **ششم** یہ کہ سوال سوم کا جواب بھی دعوی محض ہی اور بیہ ترازدوم
اسواسطے کہ تفاسیر علماء نے اپنی ہواے نفس سے نہین لکھی ہین تفسیر بالراے گناہ سخت ہی مدار تفسیر کا روایت پر ہی جو روایا
صحیحہ ثابت ہوا ہی کہ فلانی آیت کی مراد حضرت رسالت پناہ نے کہ جن پر یہ قرآن اوترا ہی اسطرح بیان فرمائی
ہی اوسکو مفسرون نے نقل کیا ہی اور بعضے جا معنی ایک آیت کے دوسری آیت سے سمجھے گئے ہین پس وہ
تفسیر خود حضرت رب العزت کیطرف سے ہوئی اب کہنا کہ جو تفسیر بندے کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہی
باقی غلط ایسا کہنا ہوا کہ خدا اور رسول جو معنی کہ بندے کے بیان کے موافق بیان کرین وہ صحیح ہین اور اگر بندے کے
مخالف بیان کرین وہ غلط ہین استغفر اللہ العظیم کوئی مسلمان بھی ایسا سخن زبان پر لاتا ہی اور پھر یہ دعوی
کہ مین خدا کی مراد بیان کرتا ہون کہانسے ثابت ہوا کہ تم خدا کی مراد بیان کرتے ہو **ہفتم** یہ کہ صاحب
مطلع الولایت سوال چہارم مین خود لکھتا ہی کہ رویت دنیاوی تمام امت مین محال ہی جب تمام امت کے
نزدیک محال ہوئی امت کا اجماع ہوا اوسکے بطلان پر اور اجماع دلیل قطعی ہی خصوصًا اجماع صحابہ
کہ تمام امت مین وہ بھی داخل ہین انکے مہدی کے نزدیک اوسکا منکر کافر ہوتا ہی پس لازم آیا کہ رویت
دنیاوی کے محال قطعی ہونے کے بھی قائل ہین اور اوسکے ممکن بلکہ موجود ہونیکے بھی قائل ہین عجب تقریر بے قدر
فہم ہی **اشکال ہشتم** یہ کہ میران نے دعوی رویت پر دو گواہ ٹھہرائے ایک آپ اور ایک نسبت حضرت
رسالت پناہ کی طرف کی اور یہ نہ سمجھے کہ آپ اس دعوے مین مدعی ہین گواہ کیونکر ہو سکتے ہین یہ خطا صریح ہی
ایسی موٹی بات بھی نہ سمجھے آخر کو صاحب شواہد الولایت نے کہ اوسکی تصنیف مطلع الولایت سے متاخر ہی

اسی قباحت کے بند وبست کے واسطے حضرت ابراہیم کا نام بڑھا کر دو گواہ کر دیے معلوم ہوا کہ جیسا کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام پر افترا ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی افترا ہی کیونکہ ان حضرات کا نہ کلام کسیے سنا
اور نہ انکو کسینے اوس مجلس مین دیکھا کلام نہ سننے کے خود ملا علی وغیرہ ملایان ہمراہی مقر ہین اور نہ دیکھنا انکی
خود ملا علی کے قول سے ثابت ہوتا ہی کہ شواہد الولایت کی عبارت مین مذکور ہوا کہ ملا علی نے جواب دیا کہ اگر ہم
اس تپے پر ہوتے حاجت پوچھنے کی نتھی اوسیوقت اپنی مراد کو پہونچتے اور محمد رسول اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو
دیکھتے الخ پس معلوم ہوا کہ میران نے فقط ایک اشارہ ہوائی کیا کہ نہ وہان کوئی نظر پڑا اور نہ کسیکا آواز
سنا گیا پس گواہی ہرگز ثابت نہوئی اور فقط میران کا دعوی محض بے دلیل و شاہد رہگیا **اشکال نہم** آیات
مذکورۃ الصدر کہ میران نے اثبات رویت دنیاوی کیواسطے نقل کیے ہین ہرگز اونسے رویت دنیوی پر استدلال
نہین ہو سکتا ہی کیونکہ آیت اول فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ
بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا کے معنی یہ ہین پھر جو شخص امید رکھتا ہو اپنے رب سے ملنے کی پس چاہیے کہ کرے نیک کام
اور نہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت مین کسیکو مراد لقاے رب سے رجوع طرف اللہ تعالی کے دار آخرت مین
کہ تمام اعمال و عبادات اوسیدن کیواسطے ہین یا دیدار خداوند عالم کا اوس عالم مین کہ اوس سے بہتر کوئی نعمت نہین ہے
اور آیت دوم وَمَن كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا کے معنی یہ ہین کہ اور جو
کوئی رہا اس جہان میں اندھا سو وہ پچھلے جہان مین اندھا ہی اور زیادہ دور پڑا راہ سے حضرت عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہین کہ ماقبل مین جو نعمتین اس جہان کی ربکم الذی یزجی سے تفضیلا
تک مذکور ہین جو شخص اون نعمتون مین باوجودیکہ معاینہ کرتا ہی اندھا رہا وہ شخص امر آخرت مین کہ اوسکا معاینہ
نہین کیا ہی اور دیکھا نہین ہی اندھا اور گمراہ تر ہی اور یہ معنی نظم قرآنی سے نہایت مناسب ہین کیونکہ بعد
ذکر ان نعمتون کے ذکر آخرت کا فرمایا اس آیت مین کہ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ
كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا یعنی جسدن ہم بلاوینگے ہر
فرقے کو ساتھ اونکے سردار کے پھر جسکو ملا اوسکا نامہ اعمال اوسکے سیدھے ہاتھ مین سو وہ لوگ پڑھینگے اپنا نامہ اور ظلم نہوگا
اونپر ایک تاگے کا بعد ولعلہم تذکرون کے فرمایا وَمَن كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ الآیہ اور دوسرے مفسرین نے یہ معنی
کیے کہ جو شخص اس دنیا مین خدا کی قدرت اور آیات اور حق بات دیکھنے سے اندھا رہا پس وہ آخرت
مین بھی اندھا اور گمراہ تر ہی اور حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ جو شخص دنیا مین کافر گمراہ رہا وہ آخرت مین

بھی اندھا اور زیادہ تر راہ بھولا ہوا ہی آور آیت سوم أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِمْ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ مُّحِيطٌ کے معنی یہ ہین آگاہ ہو وہ لوگ دھوکے مین ہین اپنے رب کی ملاقات سے آگاہ ہو تحقیق وہ رب
گھیر رہا ہی ہر چیز کو یعنی قیامت مین اونکو دھوکا اور شک ہی اور وہ رب ہر چیز کو گھیر رہا ہی یعنی ہر چیز کی اوسکو
خبر ہی کوئی چیز اوسکے علم سے باہر نہین ہی آور آیت چہارم لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ
وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ کے معنی یہ ہین کہ اوسکو نہین پا سکتی آنکھین اور وہ پا سکتا ہی آنکھونکو اور وہ بھید
جاننے والا خبر رکھنے والا ہی انتہی معتزلہ کہتے ہین کہ دیدار آلہی جیسا کہ دنیا مین نہین ہی آخرت مین بھی
نہین ہے اور اس آیت کو اپنی دلیل ٹھہراتے ہین اور اہل سنت یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ دنیا مین نہین ہی مگر آخرت
مین ہوگا اسواسطے جواب دیتے ہین کہ اس آیت مین نفی ادراک کی ہی اور ادراک کہتے ہین احاطے کو اور شی کی کنہ
جان لینے کو اور یہ بات البتہ آخرت مین بھی نہوگی فقط دید ہوگی کہ دوسرے آیات و احادیث سے ثابت ہی
اگرچہ یہان اوسکا کچھ ذکر نہین ہے اور ابن عباس و مقاتل نے کہا کہ اس آیت مین دنیا کی رویت کی نفی ہی یعنے
دنیا مین ابصار اوسکو ادراک نہین کر سکتے ہین اور آخرت مین دیکھا جاویگا اور آیت پنجم وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ
لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَن تَرَانِي وَلَٰكِنِ انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ
فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا
فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ کے معنی یہ ہین اور جب پہنچا موسی
ہمارے وقت پر اور کلام کیا اوس سے اوسکے رب نے بولا ای رب تو مجکو دکھا کہ مین تجکو دیکھون کہا تو مجکو ہرگز نہ دیکھیگا لیکن
دیکھتا رہ پہاڑ کیطرف جو وہ اگر ٹھہرا اپنی جگہہ پر تو آگے تو دیکھیگا مجکو پھر جب نمود ہوا رب اوسکا پہاڑ کیطرف
کر دیا اوسکو ڈھا کر برابر اور گر پڑا موسی بیہوش پھر جب چونکا بولا تیری ذات پاک ہی مینے توبہ کی تیرے پاس
اور مین سب سے پہلے یقین لایا انتہی قصہ اسکا یون ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے مصر مین
وعدہ کیا تھا اللہ تعالی جب تمھارے دشمن فرعون اور قبط کو ہلاک کریگا تمکو ایک کتاب دیگا کہ اوسمین تمام امر
ونہی کا بیان ہوگا پھر جب اللہ تعالی نے فرعون کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی حضرت موسی نے
جناب باری مین اوس کتاب کی درخواست کی حکم ہوا کہ تیس دن روزہ رکھو حضرت تیس دن روزے موافق
فرمان کے جب پورے کر چکے اپنے مونہہ کی بو کو کہ بسبب روزون کے پیدا ہوئی تھی مسواک سے صاف
کر ڈالا کیونکہ خداوند عالم سے بات کرنا ہی حکم ہوا کہ تم نہین جانتے ہو کہ روزہ دار کے مونہہ کی بو ہمارے

نزدیک مشک کی بو سے بہتر ہے اب اوس روزے اور رکھو جب وقت بھی پورا ہو چکا موسی علیہ السلام غسل
کرکے اور کپڑے صاف کرکے طور سینا پر حاضر ہوئے اوسی کا ذکر ہی کہ ولما جاء موسی لمیقاتنا
پس دیکھا کہ اللہ تعالی نے سات فرسنگ تک میدان طور مین تاریکی اوتاری ہی اور شیطان اور جانورون
زمینی کو وہان سے ہانک کر صاف کر دیا ہی اور آسمانون کے پردے اوٹھ گئے ہین کہ ملائک ہوا مین کھڑے
ہوئے نظر آتے ہین اور عرش الٰہی ظاہر معلوم ہو رہا ہی اور قلم کی کشش کا آواز سنا جاتا ہی پس کلام الٰہی شروع
ہوا اور مناجات و راز گوئی اسطرح پر ہوئی کہ موسی نے سنا اور جبرئیل کہ اونکے ساتھ تھے اونھون نے
نہ سنا حضرت کلیم اللہ سلام اللہ علیہ حلاوت کلام سے اسقدر ذوق و شوق مین آگئے کہ باوجودیکہ جانتے تھے
کہ دنیا مین دیدار نہین ہے لیکن کمال اشتیاق سے پکار اوٹھے کہ رب ارنی انظر الیک جناب باری نے فرمایا لن ترانی
تو مجھکو ہرگز نہ دیکھ سکیگا کیونکہ کسی بشر کو یہ طاقت نہین ہے کہ دنیا مین مجھپر نظر کرے جو دنیا مین میری طرف نظر کریگا
مر جاویگا موسی نے کہا الٰہی مین تیرا کلام سنکر مشتاق دیدار کا ہوا ہون اور تجکو دیکھکر مر جانا میرے نزدیک بے دیدار جینے سے
بہتر ہی کوہ زبیر کہ مدین مین سب پہاڑون سے بڑا وہی تھا حکم ہوا کہ اسیطرف نظر کرو اگر یہ تجلی کی تاب لا سکا اور
اپنی جاپر قائم رہا تو تم بھی دیکھ سکوگے پس جناب باری تعالی نے اول اپنی مخلوقات مین کی سخت و ہولناک چیزین
نمودار فرمائین کیونکہ جو کہ مخلوقات کے ہیبت کی تاب نلا سکیگا وہ خالق کے مہابت کی کیا تاب لاویگا اور شاید
اسواسطے بھی کہ ان چیزونکو دیکھکر کچھ مزاج خوگیر و عادت پذیر ہو جاوے پس پہلے صواعق اور رعد اور برق پہاڑ کے
ہرطرف چار چار فرسنگ تک احاطہ کین اور آسمانون کے فرشتون نے موافق حکم کے نمودار ہونا شروع کیا
پہلے آسمان دنیا کے فرشتے بڑی آوازون سے مانند سخت کڑکنے بادل کے خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے
سامنے آئے پھر آسمان دوم کے فرشتے مانند شیرون کے تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے روبرو آئے
یہ حالت دیکھ اور سنکر حضرت موسی کے جسم اور سر کے تمام بال کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ مین
یہ سوال کرکے نادم ہوا اب اس جا سے کچھ صورت نجات کی ہو جاوے اون ملائک کے سردار نے کہا کہ ای موسی صبر کرو
جیسا کہ تمنے سوال کیا ہی صبر کرو یہ جو تمنے دیکھا ہی بہت میں سے تھوڑا ہی پھر آسمان سوم کے فرشتونکا ایک
لشکر عظیم مانند کرگسون کے کمال شدت اور زلزلے کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتا ہوا اترا اور رنگ اونکے
مانند شعلون آگ کے تھے حضرت موسی نہایت گھبرا کر اپنی زندگی سے مایوس ہوئے اون ملائک کے افضل فرشتہ میکائیل
نے کہا کہ ای فرزند عمران اپنی جاپر ٹھہرے رہو تاکہ ایسی چیزین دیکھو جن پر صبر نہو سکیگا پھر آسمان چہارم کے

فرشتے ایسے اوترے کہ فرشتگان سابق مین کوئی اونکے مشابہ نہ تھا رنگ انکے شعلۂ آتشی کے مانند اور
خلقت انکی مانند برف سفید کے اور انکی تسبیح اور تقدیس کی آواز سب فرشتون گذشتہ سی بڑھکر تھی
پس موسی علیہ السلام کا دل کانپنے لگا اور گھٹنے سے گھٹنا بجنے لگا اور گریہ و بکا آغاز کیا سردار ملائکہ نے
کہا کہ ای فرزند عمران جو کچھ مانگے ہو اوسپر صبر کرو یہ جو دیکھا ہی بہت مین کا تھوڑا ہی پھر آسمان پنجم کے فرشتے
نازل ہوے کہ سات رنگ پر تھے کہ نہ اونکے مثل کبھی دیکھے تھے اور نہ ویسی آواز کبھی سنی تھی شعاع اونکی
انوار کے نگاہ پر غالب تھی قریب تھا کہ اونکے دیکھنے سے بصارت جاتی رہے حضرت موسی کو تاب دیکھنے
کی نہ تھی اور دل خوف سے بھر گیا اور حزن و غم سخت ہوا اور کثرت سے رونے لگے تب اونکے سردار نے
کہا کہ ای ابن عمران اپنی جاے پر رہو تاکہ بعضی چیزین ایسی دیکھو کہ جن پر صبر نکر سکوگے پھر اللہ تعالی
نے چھٹے آسمان کے فرشتونکو فرمایا کہ نازل ہو میرے اوس بندے پر کہ جسنے میرے دیکھنے کی طلب کی ہے
پس اسطرح اوترے کہ ہر فرشتے کے ہاتھ کا نور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک درخت خرما آتش کا ہاتھ پر
اوگا ہی لیکن چمک اوسکی آفتاب سے بھی زیادہ تھی اور لباس اونکے مانند شعلہاے آتشی کے تھے جب
تسبیح و تقدیس کرتے تھے سموات سابعہ کے سب فرشتے اونکو جواب دیتے تھے باواز شدید کہتے تھے
کہ سبوح قدوس رب العزۃ ابدا لا یموت اور ہر فرشتے کے سر مین چار چہرے تھے جب حضرت موسی نے یہ حال دیکھا
پکار کر اونکی تسبیح کے ساتھ تسبیح کرنے لگے اور رو کر کہنے لگے کہ ای رب میرے یاد کر مجکو اور اپنے بندے کو
مت بھول جا مجکو معلوم نہین کہ مین یہان سے نجات پاتا ہون یا نہین اگر نکلون جلتا ہون اور اگر ٹھہرون
مرتا ہون سردار ملائکہ نے کہا کہ ای ابن عمران قریب ہی کہ خوف تیرا بڑھے گا اور دل تیرا اوکھڑ جاویگا پس
صبر کر کہ جس چیز کے واسطے کہ سوال کیا تھا پھر اللہ تبارک و تعالے نے حکم کیا کہ ساتوین آسمان کے ملائک عرش
عرش اوٹھایا جاوے پس جب کہ نور عرش ظاہر ہوا پہاڑ عظمت الہی سے پھٹ گیا اور تمام ملائکہ سموات
باواز بلند پکارے کہ سبحان القدوس رب العزۃ ابدا لا یموت پس پہاڑ کو زلزلہ ہوا اور وہ پہاڑ اور اوسکے تمام چہار
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور بندہ ضعیف موسی علیہ السلام بیہوش ہو کر مونہہ کے بل گر پڑے کہ روح ساتھ
نرہی اور حسین تھے پہلے اوسکو اللہ تعالی نے اونپر پلٹ کر شکل تیسے کر دیا تاکہ جل نجاوین پھر اللہ تعالی نے
اپنی رحمت سے روح کو بھیجا پس موسی خدا کی پاکی بولتے ہوے اوٹھے اور کہنے لگے کہ ایمان لایا مین تجپر ای رب اور تصدیق
کی مینے کہ کوئی شخص تجکو دیکھکر زندہ نرہیگا جو شخص تیرے فرشتونکو دیکھے گا اوسکا دل اوکھڑ جاویگا

پس کیا عظمت ہے تیری اور کیا عظمت ہے تیرے فرشتون کی تو رب الارباب ہی اور اله الآلهه ہی اور مالک الملوک
ہی کوئی شی تیری برابری نہین کرسکتی ہی اور نہ کوئی شی تیرے سامنے قائم ہوسکتی ہی تیرے سوا سطے حمد ہی نہین ہے
کوئی شریک تیرا کیا عظمت ہی تیری اور کیا جلال ہی تیرا تو رب العالمین ہی عبد اللہ بن سلام اور کعب الاحبار نے
فرمایا کہ عظمت الہی مین سے پہاڑ زبیر پر بقدر سوراخ سوئی کے تجلی ہوئی تھی کہ اوسکو برابر کردیا اور سدی نے
کہا کہ بقدر خنصر کے تجلی ہوئی تھی اسپر دلیل یہ ہی کہ ثابت نے انس سے روایت کی ہی کہ حضرت رسالت مآب نے آیت فَلَمَّا
تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ پڑھکر ابہام کو خنصر کے بند اعلی پر رکھکر فرمایا کہ اسقدر ہوئی تھی کہ پہاڑ دھسکیا اور سہیل بن
سعد سے روایت ہی کہ اللہ تعالی نے ستر ہزار پردون مین سے بقدر درہم نور ظاہر کیا کہ پہاڑ کو زمین کے برابر کردیا وَخَرَّ مُوسٰی
صَعِقًا کلبی نے کہا کہ جمعرات کے دن موسی بیہوش گرے کہ عرفہ ذی الحجہ تھا اور توریت جمعے کے روز دسوین ذی الحجہ کو
عنایت ہوئی واقدی نے کہا کہ جب موسی علیہ السلام گرے آسمان کے فرشتے بولے کہ ابن عمران کا سوال رویت کیا
اور بعضی کتابون مین لکھا ہی کہ جس وقت موسی غشی مین پڑے ہوئے تھے ملائک آسمانون کے اونکے پاس آکر بولے کہ اے بیٹے حائض
عورتون کے تونے طمع کی تھی رب العزت کے دیکھنے کی پس جب حضرت موسی کو افاقہ ہوا اور پہچانا کہ مینے ایک بڑی بات کا
سوال کیا تھا کہ میرے لائق نہ تھا بولے کہ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ یعنی تو پاک ہی اور مینے توبہ کی سوال رویت سے
وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور مین پہلا مومن اور ایمان لانیوالا ہون اس بات پر کہ تو دنیا مین نہین دیکھا جاویگا تھی
یہ خلاصہ ہی تفاسیر معتبرہ کا مثل معالم التنزیل وغیرہ کے اس تمام بیان سے معلوم ہوا کہ تمام مفسرین کے نزدیک کہ
صحابہ و تابعین بھی اونمین ہین آیات مذکورہ الصدر سے وقوع رویت دنیوی نہین ثابت ہوتا ہی اور سب شیخ جو کچھ اور
خلاف معنی بیان کیے ہین آور شیخ نے عجب نادر استدلال کیا ہی کہ بعضی آیات کہ نفی وقوع رویت پر دلالت
کرتی ہین جیسا کہ لن ترانی اور لا تدرکہ الابصار اوسکو بھی استدلال وقوع رویت مین پیش کیا یہ عجیب بات ہی کہ
کچھ عقل و نقل سے علاقہ نہین رکھتا البتہ سوال حضرت موسی امکان پر دلالت کرتا ہی لیکن لن ترانی صاف نفی وقوع
دال ہی اور یہان کلام فقط وقوع مین ہی نہ امکان مین غرضکہ اس سب بیان سے معلوم ہوا کہ معنی آیات کے جیسا
شیخ موصوف نے سمجھے ہین مخالف روایت و درایت ہین پس بموجب اس قاعدے کے کہ اذا جاء الاحتمال
بطل الاستدلال آیات سے باوجود قائم ہونے ایسے احتمالات مدللہ کے استدلال وقوع رویت پر نہین ہوسکتا ہی اور
مذہب اہل سنت کا یہ ہی کہ رویت اللہ تعالی کی آخرت مین ممکن ہی عقلاً اور سمعاً اور واقع ہی سمعاً کہ آیات و احادیث سے ثابت ہی
اور دنیا مین ممکن ہی عقلاً اور امکان سمعی مین اختلاف ہی اور اتفاق ہی امت کا کہ رویت اللہ تعالی کی دنیا مین واقع نہین ہے

کیلیے واسطے سوا حضرت رسالت کے شب معراج مین بلکہ بعضونکا اوسمین بھی اختلاف ہی چنانچہ علم کلام کی معتبر
کتابون مین اسکی تفصیل مذکور ہی اور شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ سلف و خلف مین سے
کسی شخص سے دیکھنا حق سبحانہ کا صحت کو نہ پونہچا اور اولیا اور مشائخ طریقت سے کوئی اسکا قائل نہین ہے
اور کسی نے اس امر کا دعوی نکیا اور مشائخ اتفاق رکھتے ہین ایسکے مدعی کی تکذیب و تضلیل پر اور انوار صفہ شافعی مین
لکھا ہی کہ جو شخص کہے کہ خدا تعالی کو دنیا مین سر کی آنکھ سے عیان دیکھتا ہون اور اللہ تعالی بالمشافہہ مجھسے کلام
کرتا ہی کافر ہو جاویگا انتہی اس بیان سے بخوبی ثابت ہوا کہ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دنیا مین رویت بصری
سوا حضرت رسالت کے کیلیے واسطے شئی نہین ہے پس عالم میان نے استغنا کبیر کے حاشیے پر عبارت شیخ عبد الحق کی
کی کہ در امکان رویت حق در دنیا خود ہیچکس را خلافی نیست و اگر درین مقام انچہ ممکن ست اورا از غایت قرب کمال حاصل
نشدہ باشد دیگر کجا او کی حاصل خواہد شد یا رب مگر رویت بصری مخصوص بدار آخرت و موقوف آن نشاۃ داشتہ باشد
و نیست بران دلیل قاطع و باوجود حصول رویت بصری درینجا بوجہی کہ مناسب این نشاۃ باشد تواند کہ بعضی تفاصیل
وجوہ حالات موقوف نشاۃ آخرت بودہ باشد تا آخر فصل ثالث اس باب سے نقل کی ہی کہ مشعر رویت بصری دنیاوی کی
ہی وہ حضرت رسالت کے حق مین ہی نہ دوسرونکا اسواسطے کہ وہان فقط حضرت کی رویت معراجی کا ذکر ہے ورنہ
شیخ شروع باب رویت اللہ تعالی مین اسقدر شدت سے انکار کرین کہ اوپر مذکور ہو چکا پھر اوسی باب کی فصل ثالث
مین اقرار کرین یہ کسکی عقل مین نہین آتا ہی سوا عالم میان کے کہ انکا فہم سب سے علحدہ ہی اگر کوئی شخص ادنی تامل اس
مقام مین کریگا صاف کہے کا کہ یہان حضرت کی رویت کا ذکر ہی فقط اسواسطے کہ قبل مین اوسکے سطر حضرت کی
رویت بصری دنیوی مین اختلاف صحابہ کا مذکور ہی اور متصل اس عبارت سے اول یہ عبارت ہی و بحقیقت آنحضرت اکمیت
ورے ایہام خلق و عقول ایشان خصوصًا در شب معراج کہ اتم و اکمل و اعلی و ارفع مقام قرب و سطوت امکان
رویت حق در دنیا خود الی آخرہ اور ضمیر او الفقرہ انچہ ممکن ست اورا مین راجع طرف آنحضرت کے ہی اور لفظ غایت
قرب کمال کا بھی دال اسی امر پر ہی کہ مراد حضرت رسالت ہین اور بس **دلیل مقتدیہم اخلاق دلیل**
مہدویونکی عمدہ شواہد اور طرہ دلائل ہے کہ اسی پر مہدویت شیخ جونپوری کا بڑا مدار و قرار ہی اور سب سے اول عبد الملک
سجاوندی کو یہ تدبیر سوجھی کہ جب احادیث نبویہ اپنے شیخ کے سراسر مخالف ہین اونسے استدلال مشکل ہے اخلاق سے استدلال کیا
چاہیے چنانچہ اسمین بہت ہاتھ پاون مارے اور کمال طمطراق سے اوسکو سراج الابصار مین بیان کیا خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ جس
اخلاق حسنہ سے انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی تصدیق کی گئی اونھین اخلاق سے ہمنے اپنے شیخ کی مہدویت کی بھی تصدیق

کی کیونکہ اخلاق اصل علت تصدیقات کے ہین بعد اوسکے بہت طول و تفصیل سے اقوال علما و روایات اس
مقدمے مین کہ اخلاق انبیا دلیل صدق و علت تصدیق ہو ہین نقل کین چنانچہ عبارت شرح عقائد نسفی کی
وقد یستدل ارباب البصائر علی نبوتہ بوجہین آخر تک نقل کی بعد اوسکے طوالع سے نقل کیا
کہ اخلاق عظیمہ صدق حضرت رسالت مآب پر شاہد تھے جیسا کہ ملازمہ صدق اور اعراض دنیا سے تمام عمر اور سخاوت
اس درجے پر کہ ایک اونٹ کے قوت سے زیادہ کبھی نہین کھا اور شجاعت اس حد پر کہ کبھی قدم نہ ہٹا اگرچہ مثل احد کے واقعہ ہولناک
سامنے آیا اور فصاحت اس درجے پر کہ تمام بلغا و فصحاء عرب کو ساکت کر دیا اور اصرار دعوے پر باوجود تحمل مصائب سخت کے
اور ترفع اغنیا سے اور تواضع ساتھ فقرا کے کہ اجتماع ان صفات کا اوس ذات مطہر مین اعظم معجزات اور اقوی دلالات نبوت سے ہے انتہی
بعد ہ نقل کے صاحب سراج الابصار نے کہا کہ جب ارباب بصائر کے نزدیک اخلاق حمیدہ سے نبوت ثابت ہو جاتی ہے زمانہ
نبوت مین اگر ایک کوئی شخص ایک امر ممکن کا کہ نبوت سے کم ہو دعوے کرے اور موصوف بتمام اخلاق حمیدہ ہو اوسکی تصدیق
مین کیا تامل ہے اور اس دلیل قطعی کے روبرو احادیث ظنیہ سے کیونکر اوسکا انکار ورد ہو سکتا ہے بعد اوسکے تفسیر
رحمانی سے راغب کا کلام نقل کیا کہ ارباب بصائر کو اخلاق کریمہ دلیل کافی ہے اور قاصرین کو فرق درمیان کلام اللہ اور
کلام بشر کے نہین پہچان سکتے ہین معجزہ درکار ہے اسواسطے بعضے محققین نے لکھا ہے کہ قاصر معجزات سے اعتقادات صادقہ
اور اعمال صالحہ پر استدلال کرتا ہے اور کامل ان دونون کے کمال سے کسی شخص مین اوسکے صدق و وجوب اتباع پر استدلال
کرتا ہے پس جو شخص کہ ان دونون قوت علمی و عملی سے معالجہ امراض نفوس کا کرے ہم جانینگے کہ وہ نبی صادق اور طبیب حاذق ہے
انتہی بعد اوسکے مصنف کتاب نے اپنے مہدی سے اصحاب کی ریاضات کا بیان کر کے انکو اطبا امراض روحانیہ کا بنایا بعد اوسکے
تفسیر نیشاپوری کی عبارت جواب اشکال امام رازی مین نقل کی کہ دعوت الی الخیر اور دعوت الی الشر سے فرق درمیان صاحب
معجزہ اور ساحر کے اور الہام ملکی و وسوسہ شیطانی مین معلوم ہو سکتا ہے بعد اوسکے کلام امام ابو محمد نصر آبادی کا انکی
تفسیر کاشف المعنی سے نقل کیا تفسیر اس آیت مین وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ
کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ اور جب لیا اللہ نے
اقرار نبیون کا کہ جو کچھ مینے تمکو دیا کتاب اور علم پھر آوے تم پاس کوئی رسول کہ سچ بتاوے تمھارے پاس والیکو تو اوس پر ایمان لاؤگے
اور اوسکی مدد کروگے یعنی مصدق لما معکم کے معنی یہ ہین کہ اسکے اقوال و افعال تمھاری کتاب کے موافق ہوتی ہین
اگرچہ قرآن مین ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کیواسطے نازل ہوئی ہے لیکن حکم اسکا انبیا سابق مین بھی جاری
تھا کہ سب انبیا اور امتونمین اسکے بموجب تھا کہ جب کوئی مصلح اقوال و اعمال و احوال مین موافق انبیا سابق

وحالیکہ اونمین ظاہر ہوکر دعوی نبوت کا کرتا تھا اوسپر اوسکی تصدیق واجب ہوتی تھی پھر اگر کسیکو اونمین سے شبہہ
رہتا تھا معجزہ طلب کرتا تھا اور جو شخص کہ معجزہ دیکھنے کے پہلے ایمان لاتا تھا اوسکا ایمان اقوی ہوتا تھا
مانند ایمان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کیونکہ اصل مقدمۂ نبوت مین اخلاق ہین اور معجزہ ظاہر مین سحر سے مشتبہ
ہوتا ہی اور لیکن امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جبکہ ہووے کوئی ولی موصوف با خلاق انبیا کمال ولایت مین پہنچا ہو کوئی
خطاب خدا اور رسول کیطرف سے اور خبر دیوے اپنے احوال مین سے باذن اللہ کسی ممکن بات کی کہ شرع اوسکو قبیح نجانتا ہو
واجب ہوتا ہی خلق پر کہ قبول کرین اوس بات کو اور نہین جائز ہوتی ہی تکذیب اوسکی بشرطیکہ قبل اسکے اوسکی
زبان پر کبھی شطح ظاہر نہوا ہو اور سکر اوسکا ممزوج بہ صحو ہووے اور صحو غالب ہووے اور سکر محض نہووے پس اسکی
تکذیب ایسی ہے جیسا کہ کسی پیغمبر کی تکذیب کرین کیونکہ تکذیب بین اوسکی تکفیر ہی اور تکفیر مرد صالح کی کفر ہی اور اخبار
اوسکی جانب الہی سے بواسطے روح رسول اللہ دلیل قطعی ہوگی کہ دلیل ظنی اوسکی مقابلے مین ساقط ہوجاوے گی کیونکہ
جو شخص کہ اس مقام کو پونہچیگا خدا تعالی پر افترا نکریگا پس ذات اوسکی واجب التصدیق ہوئی اسلیے کہ وجوب تصدیق
انبیا علیہم السلام کی بسبب خصال محمودہ موافقہ خصال انبیا گذشتہ کے ہوتی ہی پس خصلت علت ہی تصدیق
کی اور وہ موجود ہی اس ولی مین پس حکم اوسی پر دائر ہوگا اور یہ اصول فقہ حنفیہ سے ہی انتہی کلامہ غرض کہ سطح
مصنف سراج الابصار نے بعد اسکے حدیث ابتدا وحی کی نقل کی کہ اوسمین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اخلاق نبوۃ
سے استدلال اوپر نفی خزی کیا کہ واللہ ما یخزیك اللہ ابدا انك تصل الرحم وتحمل الكل وتكسب
للمعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق اور حدیث ہرقل کی نقل کی کہ اوسنے بھی حضرت
رسالت کے اخلاق سے آپکی نبوت پر استدلال کیا اور کلام امام ابو حامد محمد غزالی کا نقل کیا کہ اونھون نے حضرت رسالت
کے اخلاق بیان کرکے کہا ہی کہ ان تمام اخلاق کا اجتماع کذاب مین غیر متصور ہے اور احوال حضرت کے شواہد قاطعہ
تھے حضرت کے صدق پر یہان تک کہ اعرابی جاہل دیکھکر بولتا تھا واللہ ما ھذا وجہ کذاب پس تصدیق نبوت
کی معرفت احوال سے ہوتی ہے خواہ بمشاہدہ یا بتواتر تسامع جیسا کہ کوئی شخص طب و فقہ کی حقیقت کو جانتا
ہووے وہ اطبا اور فقہا کو اونکے مشاہدۂ احوال اور سماع اقوال سے بھی پہچان سکتا ہی اور اگر مشاہدہ نصیب
نہووے اونکی تصنیفات دیکھنے سے یقین ہوجاویگا کہ مثلا شافعی فقیہ ہین اور جالینوس طبیب ہے ایسی
جب تو معنی نبوت کے سمجھ جاوے پھر قرآن و احادیث کا مطالعہ کرے تیقن حاصل ہوجاویگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اعلے درجات نبوت پر ہین اور بعد اونکے مقولات کے تجربے سے اس یقین کی تایید ہوجاویگی کہ کیسا سچ

نکلا یہ قول کہ من عمل بما علم ورثہ اللہ علم ما لم یعلم یعنی جسنے ایک علم پر عمل کیا اوسکو اللہ تعالے
ایک علم لدنی مرحمت فرماتا ہی اور کیسے سچے ہوئے اس قول مین کہ من اعان ظالما سلطہ اللہ علیہ
یعنی جسنے کسی ظالم کی مدد کی اللہ تعالی وہی ظالم کو اوسپر مسلط کرتا ہی اور کیسا سچ ہوا اس قول مین کہ من اصبح
وھمومہ ھم واحد کفاہ اللہ ھموم الدنیا والاخرۃ یعنی جسنے سب فکرین چھوڑکر ایک فکر خدا کی رکھی
اسلئے اوسکی دنیا اور آخرت کی فکرون کے واسطے کفایت کرتا ہی ایسی جب ہزار دو ہزار باتکا تجربہ کریگا تجکو یقین بے شبہہ و شک
حاصل ہوجاویگا پس اس طریق سے یقین طلب کر نا عصا کو اژدہا کر دینے اور چاند کو شق کر دینے کہ اوسکے ساتھ اگر دوسرے
قرائن و احوال کا ملاحظہ نکیا جاوے اشتباہ سحر و نظر بندیکا بھی ہوجاتا ہی اور لیکن ذوق باطن سے پہچاننا یہ درجہ عالی ہی جیسا
کہ آنکھوں سے دیکھ لینے یا ہاتھ پکڑ لینے کے برابر ہی یہ سوا طریق صوفیہ کے حاصل نہین ہوتا ہی انتہی بعد اوسکے مصنف تذکرہ
نے بیان کیا کہ اکثر صحابہ کرام حضرت کے اخلاق و اقوال پر ایمان لائے جیسا کہ ابوبکر صدیق اور علی مرتضی اور ابوذر رضی
اور طبیب بیدہ ہمرہ ساٹھ سوار کے اور عبد اللہ بن سلام اور عبد اللہ ابن ابی بن سلول مع اپنے رفقا کے بعد واقعہ بدر کے بیعت کی
اور ایک یہودیکا حالت مرض مین اسلام لایا اور نجاشی بادشاہ حبش مع اپنے امرا اور رہبان و علما کے قرآن سنکر ایمان لایا
بلا تفتیش بلاغت وغیرہ کے اسیطرح تمام عرب فتح مکہ دیکھکر ایمان لائے اور جن بمجرد سماع قرآن کے ایمان لائے پس معلوم ہوا کہ ایمان
محض موہبت الہیہ ہے اور مناسبت باطنیہ کہ الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف
وما تناکر منہا اختلف اور معجزہ دیکھکر کم لوگ ایمان لائے ہین اسواسطے کہ صحت معجزہ کی بھی محتاج طرف اخلاق کے
ہی اور اوصاف اخلاق پر سوا اون منقولات کے یہ آیت بھی دلیل ہے کہ ام لم یعرفوا رسولھم ای بالامانۃ والصدق
ووفور العقل والعلم من غیر التعلم وحسن الاخلاق مفسرین کا اسی معنی پر اجماع ہی بعد اوسکے نبی قوم کی خاص صفت
بہت سی بیان کی کہ اوصاف اونکے مانند اوصاف انبیاء علیہم السلام کے ہین اور پھر اونکو لوگ منسوب بکذب کرتے ہیں
حالانکہ جبکہ اخلاق سے نبوت ثابت ہوجاتی ہی محمدیت کے ثبوت مین کیا تامل ہے انتہی ملخصًا جواب خلاصہ
شرح حقیقت خلق کا کہ جسپر علماء و عرفاء اسلامی اور حکماء یونانی کا اتفاق ہی اور کتب اخلاق مثل احیاء العلوم اور
اخلاق ناصری وغیرہ اوس سے مالامال ہین اسطرح پر ہی کہ جیسا کہ خلق بالفتح صورت ظاہر کو کہتے ہین اسیطرح خلق
بالضم صورت باطن کو کہتے ہین کیونکہ انسان مرکب ہی دو چیز سے ایک جسد کہ ابصار چشم سے معلوم ہوتا ہی دوسرے
روح کہ بصیرت دل سے پہچانی جاتی ہی لیکن روح مرتبے مین جسد سے اشرف ہی اور جیسا کہ جسد ظاہر کو ایک ہیئت
و صورت ضرور ہی قبیح ہو یا حسن ایسی روح کو بھی ایک ہیئت و صورت ہوتی ہی قبیح ہو یا حسن اور اسی ہیئت

خلاصہ شرح حقیقت خلق [illegible]

روحانی کو خلق کہتے ہین اگر وہ ہیئت اچھی ہوئی خلق حسن ہوا اور اگر ہیئت بد ہوئی خلق قبیح و بد ہوا پس
خلق کہتے ہین ہیئت راسخۂ نفسانی کو کہ جس سے افعال بلا تکلف بآسانی صادر ہوا کرین نیک یا بد لیکن اگر ایسی
ہیئت ہی کہ اوس سے ایسے افعال سرزد ہوتے ہین کہ شرعاً اور عقلاً پسندیدہ ہوے ہین اوس ہیئت کو خلق حسن بولینگے
اور اگر ناپسندیدہ ہوتے ہین خلق قبیح بولینگے لیکن ہر دو شرط مذکور الصدر ضرور چاہیے ایک یہ کہ وہ ہیئت نفس مین راسخ
و ثابت ہووے ورنہ اگر کبھی کبھی آدمی سے مثلاً داد و دہش بسبب یا غیرہ اغراض کے صادر ہوئی سخاوت اوسکا
خلق نہوگی دوسری یہ کہ بے تکلف و بآسانی اوس سے وہ فعل صادر ہووے ورنہ اگر بہ تکلف مال خرچ کیا یا حالت غضب مین
بمشقت اپنے تئین ضبط کیا سخاوت و حلم اوسکا خلق نہوگا بالجملہ خلق نام ہی ہیئت باطنیہ کا اور جیسا کہ صورت ظاہر کا
حسن فقط آنکھ کے یا ناک کے یا رخسار کے اچھے ہونے سے حاصل نہین ہوتا ہی بلکہ تمام سراپا حسن چاہیے تب حسن ظاہر
کامل ہووے ایسی باطن مین چار ارکان ہین جب وہ چارون مین حسن آویگا تب حسن خلق تمام ہوگا وہ چار یہ ہین قوت علم
اور قوت غضب اور قوت شہوت اور قوت عدل قوت علم یعنی دانش معروف بہ نفس عاقل و نفس ملکی کہ مبدا ہی
فکر و تمیز و شوق ادراک حقایق کا اوسکا حسن یہ ہی کہ اقوال مین صدق و کذب کو بآسانی جدا جدا پہچان لیوے
کہ یہ سچ ہی اور یہ جھوٹھ اور اعتقادات مین حق و باطل مین بآسانی تمیز کر سکے اور افعال جمیل و قبیح مین فرق پہچان سکے
جب یہ قوت درست ہوئی آدمی حکیم ہوا کیونکہ حکمت دو قسم ہی حکمت نظری یعنی چیزونکو جسطرح پر کہ نفس الامر
مین ہین ویسی جاننا بقدر طاقت بشری کے دوسری حکمت عملی یعنی جیسا کہ چاہیے ہی ویسی کام کرنا بقدر اپنے
حوصلے اور طاقت کے اور قوت غضبی معروف بہ نفس سبعی کہ مبدا ہی خشم و دلیری و تسلط و تکبر و جاہ و دفع مضار کا
اوسکا حسن یہ ہے کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ سختی کی جا سختی اور نرمی کی جا نرمی موافق فرمان عقل کے
کرے تاکہ جوش نے وقت اور بیجا اور حد سے زیادہ واقع نہووے اور صفت حلم کہ شجاعت اوسکی تابع ہی پیدا ہووے اور قوت
شہوت معروف بہ نفس بہیمی کہ مبدا ہی شہوت نکاح و خواہش اکل و شرب و شوق لذائذ و جلب منافع کا حسن
اوسکا بھی یہی ہی کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ موافق حکم عقل و حکمت کے حظ حاصل کرے اور اسکے منع کرنے
اتباع ہوا و ہوس نکرے تاکہ صفت عفت کی کہ سخاوت اوسکو تابع و لازم ہی پیدا ہووے اور قوت عدل اوس
قوت کا نام ہی کہ جس وقت علم کو اول درجۂ اعتدال و توسط پر کرکے ان دونون قوتون غضب و شہوت کو بطور مذکور
الصدر کے اسکے تابع کر دیتی ہی اور حد سے متجاوز ہونے نہین دیتی ہی اور جب ان تینون کے ترکیب سے جب ایک حالت اعتدالی خالی
افراط و تفریط سے پیدا ہوتی ہی اوسکو فضیلت عدالت بولتے ہین اور وہی خلق حسن ہی اور افراط و تفریط قبیح ہی چنانچہ

ف — خلق کے چار ارکان ہین

افراط قوت غضبیہ تہور ہی اور تفریط جبن ہی یہ دونون خلق قبیح ہین اور درجہ متوسط شجاعت ہی وہی خلق حسن ہی
ایسی قوت شہویہ کی افراط شرہ اور تفریط کو خمود شہوت بولتے ہین کہ دونون نامحمود ہین اور متوسط عفت ہی کہ خلق
نیک و ہی ہی اسیطرح حکمت بھی درجہ میانہ نام اور اوسکی افراط کو گربزی کہتے ہین یعنی بے ضرورت و بے موقع
فکرین دوڑانا اور تفریط کو بلہ کہتے ہین یعنی باختیار و بلا ہت استعمال عقل نکرنا نہ از رہ خلقت اسیواسطے تمام حکماے
متقدمین و متاخرین کا اتفاق ہی کہ اصول و اجناس فضائل کے چار ہین حکمت و شجاعت و عفت و عدالت اور فروع
اسکے بیشمار ہین اور بقدر مشہور کتب اخلاق مین مذکور ہین چنانچہ ذکا و سرعت فہم و صفاء ذہن و سہولت تعلم و حسن
تعقل و تحفظ و تذکر یہ انواع جنس حکمت کے ہین اور نجدت و بلند ہمتی و ثبات حلم و سکون نفس و شہامت و تحمل و تواضع
و حمیت و رقت جنس شجاعت کے انواع ہین اور حیا و رفق و حسن ہدی و مسالمت و صبر و قناعت و وقار و ورع
و انتظام و سخا جنس عفت کے انواع ہین اور صداقت و الفت و وفا و صلہ رحم و مکافات و حسن شرکت و حسن قضا و تودد
و تسلیم و توکل و عبادت جنس عدالت کے انواع ہین اور اضداد انکے رذائل و بداخلاق ہین اور کوئی شخص مستحق مدح
اور مفاخرت کا نہین ہوتا ہی مگر انھین صفات سے خواہ اوسکی ذات مین ہون یا اوسکے آبا و اسلاف مین اور سوا اسکے اگر کوئی
دولت و مال سے فخر کرے عقلا کے نزدیک قابل اعتبار نہین ہی لیکن دو قسم کی معرفت یہان مشکل ہوتی ہی ایک یہ کہ
یہ فضائل چہارگانہ اور انکے فروع اکثر غیر فضائل سے بسبب مشاکلت ظاہر کے مشتبہ ہوجاتے ہین اونمین فرق و تمیز کرنا
نہایت دشوار ہوتا ہی اور اکثر لوگونکو دھوکا واقع ہوتا ہی اسواسطے کہ فضیلت اوسے کہتے ہین کہ اوسکا مبدا اچھی فضیلت
ہو ورنہ ذیلت چنانچہ اکثر لوگ تحصیل علم و حکمت و تکمیل قوت عاقلہ مین نہایت جانفشانی اور عرق ریزی کرتے ہین
حالانکہ مبدا اور سبب اسکا یہ ہوتا ہی کہ جاہ و منزلت اور بزرگی و رفعت نام آوری خلق پیدا کرین پس رذیلت تکبر
کی اسکا سبب ہوئی یا اسواسطے کہ مال و عیش اور لذائذ اکل و شرب وس علم کے سبب سے حاصل کرین پس حرص و
شہوت اوسکا سبب ہوئی یہ علم فضیلت نہوا بلکہ رذیلت ہوا کیونکہ مبدا اسکا خراب تھا وہ علم فضیلت ہی
کہ مبدا اوسکا یہ ہو کہ حق و باطل مین تمیز کرون اور پھر باطل سے اجتناب اور حق کو اختیار کرون تاکہ روح انسانی کمال
پاوے اور قابل قرب حضرت الوہیت کے ہووے اسیطرح بعضی لذات شہوات دنیاوی سے اعراض کرتے ہین اور سبب
اوسکا کچھ اغراض فاسدہ ہوتی ہین اوسکو عفت نہین کہینگے یا مال کثیر خرچ کرتے ہین بغرض شہوات کے
بار بار یا طمع جاہ یا قرب شاہ یا دوسرے اغراض دنیاوی کی خاطر سے یہ سخاوت نہین ہی ایسی بعضون سے افعال
مشابہ شجاعت صادر ہوتے ہین بغرض تحصیل مال کے چنانچہ قطاع الطریق وغیرہ کرتے ہین اسواسطے نام سپاہ

اخلاق مین دو قسم کی معرفت مشکل ہوگی ایک یہ الخ

یا بسبب نہ لیے صبر کے مصائب پر چنانچہ عمل خود کشی کا کرتے ہیں اس سب کو شجاعت کہینگے بلکہ خالی حمق سے نہیں ہے
کہ ایسے نفس شریف کو ایسی خسیس چیز کے واسطے خطر و ہلاک میں ڈالتے ہیں بلکہ شجاع وہ شخص ہے کہ اپنی جان کو حمایت
حق اور اعلاء دین الٰہی اور مصلحت دینی و جہانی کے واسطے کہ حیات فانی چند روزہ سے بہتر ہے صرف کرے غرضکہ اسیطرح
کی صورتیں فضائل کی مانند زہد و تقویٰ و ریاضات اور عبادات شاقہ اور جود و ترک دنیا و توکل وغیرہ بہت سے لوگوں سے صادر ہوتی
ہیں حالانکہ اغراض فاسدہ مثل ریا و سمعہ حب جاہ و بقائے نام و تحصیل ریاست و پیشوائی اونکے بواطن میں موجود ہوتی ہیں یا کہ
اوس پر اطلاع نہایت دشوار ہوتی ہے مگر خاص خاص لوگ بقرائن افعال و حرکات پہچان لیتے ہیں کہ یہ شخص عاری فضائل
حمیدہ اور اخلاق ستودہ سے ہے بلکہ پابند و اسیر ہوا و ہوس نفسانی کا ہے کہ نفس کی دوسری اغراض کیواسطے ان مصائب
و تکالیف کو مزدور نفس کا بنکر اوٹھا رہا ہے اعاذنا اللہ من ذلک مشکل دوسری یہ کہ جیسا کہ اضداد فضائل متصور
کے رذائل و بداخلاق ہیں ویسی ہر فضیلت کے واسطے ایک حد ہے اور کمال اخلاق یہ ہے کہ تمام فضائل اپنی حد پر رہیں و
اگر کوئی فضیلت وسط حد سے تجاوز کی خواہ بجانب افراط یا بجانب تفریط وہ فضیلت رذیلت ہو گئی پس جسقدر کہ
اس حد سے بعد و فاصلہ ہو جاویگا رذالت بڑھتی جاویگی مثال حد فضیلت کی مانند نقطۂ مرکز دائرہ کے ہے کہ دور تر
نقطۂ محیط دائرے سے وہی ہوتا ہے اور مثال رذائل کی جیسا کہ نقطے اطراف مرکز کے کہ شمار سے باہر ہیں خواہ محیط پر
واقع ہوں یا داخل محیط کہ بہ نسبت مرکز کے محیط سے نزدیک ہیں ایسی فضیلت کی ایک حد ہے کہ رذائل سے
نہایت بعید ہے اور انحراف اوس حد سے جس جانب کو کہ اتفاق پڑے قریب ہے رذیلت سے اور بعید ہے فضیلت سے اسیواسطے حکمانے
کہا ہے کہ فضیلت وسط میں ہوتی ہے اور رذائل اطراف میں پس اس سبب سے مقابلے میں ہر فضیلت کے رذائل بے انتہا
ہوتے ہیں اور ملازمت فضیلت پر ایسی ہی جیسا کہ ایک خط مستقیم پر کہ درمیان دو نقطوں کے ہووے چلنا اور ارتکاب
رذائل ایسا ہی جیسا کہ اوس خط مستقیم سے انحراف کرکے اطراف کے خطوط غیر مستقیم پر چلنا اور ظاہر ہے کہ دو نقطے کے
درمیان خط مستقیم ایک ہوا کرتا ہے فقط اور خطوط غیر مستقیم غیر متناہی ہوتے ہیں اسی سبب سے استقامت
طریق فضیلت پر ایک نہج پر ہوتی ہے اور واسطے انحراف اوس نہج کے طور بے شمار ہوتے ہیں اسی سبب سے التزام طریق
فضائل میں نہایت صعوبت واقع ہوتی ہے اور ارتکاب رذائل بہ نسبت نفس کے آسان ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں
وارد ہے کہ حفت الجنة بالمکارہ وحفت النار بالشہوات یعنی طریق جنت کے نفس کو سخت و مکروہ ہیں
اور طریق دوزخ کے نفس کے مرغوب ہیں اور اسی سبب سے کہتے ہیں کہ خدا کی راہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے
زیادہ تیز ہے اور صراط محشر اوسکی شکل مثالی ہے کہ جو شخص اوس پر برابر چلا اوسپر بھی برابر اوتریگا اور اگر اوس سے پھسلا اور

بھی نہ پھسلے گا اور جہنم مین گرے مانند رذائل کے محیط ہی اور انھین کا ثمرہ ہی واقع ہوگا اور ظاہر ہی کہ یہ مرکز وخط مستقیم فضائل
کہ کمال اعتدال اور نہایت اخلاق ہی اخلاق حضرت قبلہ گاہی رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین کہ اِنَّکَ
لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیمٍ اونکی شان مین وارد ہی اور ذات عالی صفات آنحضرت کی مستجمع اخلاق تمام انبیا و مرسلین کی
بلکہ متمم و مکمل اون اخلاق کی واقع ہوئی کیونکہ حضرت کو امر الٰہی ہوا کہ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ یعنی انبیاے ماقبل کی
سیرت کو اختیار کرو اور ظاہر ہی کہ حضرت سے نافرمانی امر الٰہی کی غیر متصور ہی پس لازم آیا کہ حضرت قبلہ گاہی رسول الٰہی نے
سب اخلاق و سیرتین انبیاے سابقین کی حاصل فرمائین اور چونکہ بعضے اخلاق باقی تھے اونکو بھی تمام و کامل
فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا کہ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ یعنی بھیجا گیا مین تا کہ کامل کرون اخلاق
بزرگ کو وللّٰہ در قائل شعر حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ؏ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ہ پس اب بعثہ
خدا طلبی کا منحصر ہو گیا حضرت کے طریق و روش اختیار کرنے پر چنانچہ فرمان ناطق نازل ہو چکا کہ وَمَن یَّبْتَغِ
غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ یعنی جو شخص کہ سوائے اسلام کے کوئی دین ڈھونڈھیگا ہرگز قبول
نکیا جاویگا اوس سے بلکہ انبیاے اولو العزم کو بھی سوائے پیروی حضرت کے کچھ چارہ نہین ہی چنانچہ فرمایا لو کان موسےٰ
حیا ما وسعہ الا اتباعی یعنی اگر ہوتے موسیٰ علیہ السلام زندہ نہ گنجایش رکھتی اونکو سوائے پیروی میرے کے اور عیسیٰ
علیہ السلام کا اترنا اور حضرت کی پیروی کرنا خود مانند آفتاب کے روشن ہی پس جو شخص کہ حضرت سے ان اخلاق میں
جسقدر قریب و مشابہ ہی وہ اسیقدر بندے آفریدگار سے بھی قریب ہی اور جسقدر کہ اخلاق محمدیہ سے دور ہی اوسی قدر
قرب حضرت الوہیت سے بھی دور ہی اور جو شخص کہ جامع ہی کمال ان اخلاق کا مستحق اس امر کا ہی کہ خلق مین بمنزلے فرشتے
مطاع کے رہے کہ سب خلق اوسکی طرف رجوع کرے اور جمیع افعال مین اوسکی اقتدا کرین اور جو شخص کہ ان
اخلاق سے جدا ہو گیا اور انکے اضداد سے موصوف ہوا وہ مستحق اس بات کا ہی کہ بلاد و عباد مین سے نکل جاوے کیونکہ وہ
شیطان لعین سے قریب ہو گیا بالجملہ واجب یہی ہوا کہ تمام اخلاق مین اخلاق محمدی دستور العمل مقرر کیے جاوین اور
اونھین کی اقتدا کی جاوے بلکہ مستدل مہدوی نے دلیل مذکورۃ الصدر مین جو عبارت تفسیر کاشف المعانی کی
نقل کی ہی اوسمین جابجا مصرح ہی کہ اقوال و افعال ہر نبی کے موافق کتاب انبیاے سابقین کے اور مطابق روش
انبیاے سابق و حال کے چاہیے ہوتے تھے اور اس امت مین اخلاق ولی کے مطابق اخلاق انبیا کے چاہیے ہین
اور ضرور ہی کہ جو خبر کہ وہ ولی دیتا ہی شرع اوسکو قبیح نجانتا ہو بلکہ حکماے یونان بھی اخلاق مین اتباع شرع آسمانی
کی ضرور و لابد سمجھتے تھے چنانچہ اخلاق ناصری مین لکھا ہی کہ کتاب نیقوماخیا مین کہا ہی کہ ناموس اکبر اللہ تعالی

کی طرف سے ہی اور ناموس دوم طرف سے ناموس اکبر کے چاہیے اور ناموس سوم دینا رہی پس ناموس خدا عزوجل یعنی قانون
تدبیر وسیاست پیشوا سب ناموسونکا ہی اور ناموس دوم حاکم ہی کہ اوسکو پیروی ناموس آلہی کی چاہیے کرنا اور ناموس
سوم اقتدا کرے ناموس دوم کی اور تنزیل قرآنی سے بھی یہی معنی سمجھے جاتے ہین چنانچہ فرمایا کہ وَ اَنْزَلْنَا مَعَھُمُ
الْکِتَابَ وَ الْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ الایہ آمدم بر سر مطلب مدار وصول محک
ومقیس علیہ واسطے تمیز وشناخت اخلاق حسنہ کے اخلاق وسیرت محمدی اور شریعت آنحضرت کی ٹھہری کہ اول یہ بات
ثابت ہو جاوے کہ اخلاق واحوال اس شخص کے موافق کتاب وسنت کے ہین تب وہ اخلاق دلیل اوسکی ولایت پر
ہونگے پس ثبوت ولایت موقوف ہوا مطابقت اخلاق پر کتاب وسنت کے ساتھہ اب شیخ جونپور کا احوال
سنا چاہیے کہ شیخ موصوف بولتے ہین جیساکہ اونکے عقیدہ شریفیہ مین لکھا ہی کہ جو حدیث کہ موافق حال اس بندے کے ہو وہ صحیح
ہی اور جو حکم وبیان کہ تفاسیر وغیرہ مین مخالف بیان اس بندے کے ہو وہ صحیح نہین ہی اور جو اعمال وبیان کہ اس بندے سے
ہین تعلیم خدا اور اتباع مصطفی سے ہین اور ہم کسی مذہب کے مقید نہین ہین اگر کوئی چاہے کہ ہمارا صدق معلوم
کرے چاہیے کہ کلام خدا اور اتباع رسول علیہ السلام سے ہمارے احوال وافعال ہماری کے ڈھونڈھے اور فہم کرے
انتہی یہ اولٹا معاملہ ہوا کہ کتاب وسنت کو اپنے مطابق ہونا چاہتے ہین پس ثابت ہوا کہ انکا حسن اخلاق ثابت
نہین ہو سکتا ہی کیونکہ بنا ہے اثبات حسن اخلاق مطابقت کتاب وسنت پر اور یہان وہ مفقود ہی بلکہ کتاب وسنت کا
اثبات اپنی مطابقت پر موقوف جانتے ہین اور اوسی طرح یہ ہی کہ بولتے ہین کہ اگر کوئی چاہے کہ ہمارا صدق معلوم کرے
چاہیے کہ کلام خدا اور اتباع رسول سے احوال وافعال ہمارے ہین ڈھونڈھے حالانکہ اتباع رسول سے ابھی خود نکار کیا کہ اتحاد
رسول کو اپنا تابع ٹھہرایا اب اتباع رسول کیونکر ثابت ہو سکتی ہی اور کلام خدا کی اتباع بھی ثابت نہین ہو سکتی ہی
اسواسطے کہ جو معنی کلام خدا کے صحیح ومروی حسب تفسیر سے بیان کیے جاوینگے اور وہ مخالف شیخ کے ہونگے
بولینگے کہ یہ صحیح نہین ہین صحیح وہ معنی ہین جو موافق بیان اور احوال اس بندے کے ہین پس تابع کلام خدا کے
نہوے بلکہ کلام خدا کو اپنی خواہش کے تابع چاہتے ہین وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَھْوَآءَھُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ
وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْھِنَّ الایۃ اگر کہین کہ قرآن کو ہم اپنے تابع نہین کرتے ہین بلکہ قرآن کے معنی کو ہم اپنے
تابع کرتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ قرآن عبارت عربی ہی اوسکے معنی ضرور چاہیے کرنا اور جب کوئی معنی موافق
قاعدے عربیت اور روایت کے کریگا تم کہوگے کہ روایت ظنی ہی اور میرا بیان قطعی ہی جو معنی کہ میرے
مخالف ہین غلط ہین چنانچہ اس قسم کے معانی اپنے عندیے کے موافق اکثر انھون نے کیے ہین کچھہ

مذکور ہو چکے ہین اور باقی آیندہ آوینگے انشاء اللہ تعالی اور چونکہ اتباع قرآن کی بنا معنی پر ہی جب کہ معنی کا اعتبار
اپنے بیان پر ہوا اتباع اپنی ہوئی نہ قرآن کی اور آپکے بیان کا قطعی ہونا خود اتباع قرآن پر موقوف تھا جبکہ
اتباع قرآن آپ کی قطعیت بیان پر موقوف ہوا دور محال لازم آیا اور یہی تقریر اتباع احادیث مین بھی ہی کہ
تمھاری ولایت جب ثابت ہوگی کہ تم اپنے اخلاق کو مطابق احادیث کے ثابت کر دوگے یعنی جب تک تمھارے
اخلاق مطابق احادیث کے نہونگے قابل اعتبار کے نہونگے اور ولایت ثبوت کو نہ پہونچے گی پس یہ کہنا کہ جو حدیث
میرے احوال و اخلاق کے مطابق ہو وہ صحیح ہی بالکل غلط نہایت بیموقع ہی کیونکہ ابھی اخلاق مطابقت احادیث سے
پایۂ اعتبار کو کہان پہونچے ہین کہ محک صحت احادیث کا ٹھہرائے جاوین خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ ثبوت اخلاق حسنہ
موقوف ہی مطابقت احادیث و تفاسیر صحیحہ پر اب یہ کہنا کہ ثبوت احادیث و تفاسیر موقوف ہی انھین اخلاق
حسنہ پر دور محال ہی کہ کوئی عاقل نکہیگا اگر کہین کہ وہ احادیث و تفاسیر کہ جن پر ثبوت اخلاق موقوف ہی وہ اور
ہین اور جنکا ثبوت کہ اخلاق پر موقوف ہی وہ دوسرے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ ثبوت اخلاق انھین احادیث و تفاسیر سے
کیا جاتا ہی کہ جسمین ذکر اخلاق کا ہی اور اپنے اخلاق و احوال کے مطابق کر کے بھی یہی احادیث و تفاسیر آزمائی
جاوینگی کہ جسمین ذکر اخلاق ہی ورنہ یون کہنا ہوا کہ جو حدیث و تفسیر کہ اوسمین ذکر آسمان و زمین کا ہو اور بندے
حال کے موافق نہو وہ غیر صحیح ہی یہ نہایت نامعقول ہی اور اگر کہین کہ احادیث متواترہ قطعیہ اور آیات قطعیہ
کہ جنکی صحت مین کلام نہین ہی اخلاق شیخ کے اول اونکے مطابق ہو کر مثبت ولایت ہو گئے بعد اوسکے
احادیث و تفاسیر ظنیہ کی صحت مطابقت اخلاق مذکور پر کہ دلیل قطعی ہین موقوف رہی **جواب**
اسکا یہ ہی کہ احادیث غیر متواترہ ظنیہ کہ اوسمین بعضی مشہور اور بعضی احاد صحیحہ ہین بالاتفاق سب قابل استدلال
و مفید ظن ہین خصوصاً فضائل اعمال مین کہ احادیث ضعیفہ بھی مقبول ہین چہ جائے صحیحہ کے بلکہ خود مہدویون کی
کتاب انصاف نامہ کے باب دوم مین حضرات سے نقل کیا ہی کہ جو شخص خبر واحد اور قیاس کا انکار کرے اور کہے
کہ وہ حجت نہین ہی وہ شخص کافر ہو جاتا ہی پس جب کہ احادیث مفید ظن ہین اب اگر بعضے اخلاق یا علامات
مہدویت کہ ان احادیث مین مذکور ہین اور شیخ جونپوری مین مفقود ہین تو لامحالہ ظن ہوتا ہی کہ شیخ ناقص
الاخلاق ہین اور مہدی نہین ہین اور ظاہر ہی کہ اس ظن کے ہوتے ہوئے قطعیت کمال اخلاق یا ثبوت
مہدویت کی ذات مقدسہ باطل ہی کیونکہ قطعی و یقینی وہ امر ہوتا ہی کہ اوسکے جانب مخالف کا ظن بلکہ وہم بھی نہو اور تقسیم اسکی
یہ ہی کہ ہر خبر دو حال سے خالی نہین ہی یا اوسمین احتمال مضمون مخالف کا ہی یا نہین ہی اگر ہی اور اس خبر کے برابر کی

قوت مین اوسکو شک کہینگے اور اگر دونون مین ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہی تو غالب کو ظن اور مغلوب کو وہم کہتے ہین اور اگر اوس خبر مین احتمال مضمون مخالف کا بالکل نہین ہی تو اوسکو جزم کہتے ہین اب اسکے بھی دو حال ہین کہ یا واقع کے موافق ہی یا مخالف اگر مخالف ہی تو وہ جزم جہل مرکب ہی اور اگر موافق ہی تب بھی دو حال ہین کہ اسکے اغوا اور دہمالش سے وہ اعتقاد زائل ہو سکتا ہی یا نہین اگر ہو سکتا ہی تو وہ تقلید ہی اور اگر زائل نہین ہو سکتا ہی تو یقین ہی اب ظاہر ہی کہ جب شیخ کے اخلاق کہ دلیل تھے ولایت و مہدویت کے اونکی جانب مخالف للہ دلائل ظنیہ یعنی مدلل احادیث آحاد و مشہورہ سے ہو دعوی کمال اخلاق اور ولایت و مہدویت کا جزمی و یقینی ہرگز نہ رہا بلکہ مظنون یا مشکوک یا موہوم ہو گیا اب اس گمانی اخلاق و ولایت سے احادیث و تفاسیر کو کہ جنپر نو سو برس سے امت کا عمل چلا آتا تھا رد کر دینا کسقدر بیباکی و جرأت ہی خدا اور رسول پر کہ کوئی ایماندار اوسکا روادار نہوگا۔

دوسرا جواب یہ ہی کہ بہت سے اخبار ظنیہ مشترک المعنی جب مجتمع ہو جاتے ہین تو وہ معنی قطعی ہو جاتے ہین چنانچہ متواتر کی حقیقت یہی ہی کہ بہت سے اخبار آحاد جب ایک بات پر متفق ہوئین وہ بات مرتبہ یقین کو پہونچ گئی اگرچہ ہر واحد جداگانہ ظنی تھی مثال اوسکی محسوسات مین یہ ہی کہ رسی بالونکی بسبب اجتماع و اتفاق بالونکے کسقدر قوی و مضبوط ہو جاتی ہی حالانکہ بجز بالون کے اوسمین اور کچھ نہین اور ہر ہر بال علیحدہ نہایت ضعیف تھا اور یہ متواتر دو قسم ہی ایک یہ کہ لفظ خبر بھی تمام روایات مین متغیر ہوے اوسکو متواتر اللفظ و المعنی کہتے ہین دوسری یہ کہ الفاظ روایات کے مختلف ہوون لیکن کسی ایک معنی کے ادا کرنے مین وہ تمام روایات متفق رہین اور حد تواتر کو پہونچ جاوین اوسکو متواتر المعنی کہتے ہین وہ بھی قطعی ہوتی ہی چنانچہ یہان بھی ایسی واقع ہوا ہی کہ صدہا احادیث و آثار علامات مہدی آخر الزمان کے بیان مین وارد ہین کہ رسائل علماے حدیث مثل عقد الدرر اور القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر اور البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان اور العرف الوردی فی اخبار المہدی وغیرہا کے اون احادیث و آثار سے مملو ہین چنانچہ ایک رسالہ قول مختصر مین فقط شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے دو سو علامات مہدویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین سے نقل کی ہین اور چونکہ یہ علامات شیخ جونپوری مین بالکل مفقود ہین حتی کہ اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا یا باپ کا نام عبد اللہ ہونا کہ امور عامۃ الورود اور کثرۃ الوجود سے ہی اسقدر بھی اوس بزرگوار کے حق مین ثابت نہین ہو سکتا ہی جمیع علامات نادرۃ الوجود کے کہ جیسا دلائل سابقہ مین بشرح و بسط مذکور ہو چکا پس یہ روایت اسبات پر دال ہی کہ شیخ متنازع فیہ مین علامات مہدویت کی مفقود ہین اور اس مقدمہ کو دوسرا مقدمہ لازم ہی کہ شیخ دعوی مہدویت مین کاذب ہی یہ دونون مقدمے یعنی فاقد

علامت مہدویت ہو بلا تخصیص و تعیین علامت اور نہ دعوی مہدویت مین کاذب ہو تا قدر مشترک ہی تمام روایات مین اور
ظاہر ہی کہ تمام روایات اس قدر مشترک کے حق مین درجہ تواتر ہین پس قدر مذکور متواتر و قطعی ہوئی اور بدلیل قطعی بطلان
دعوی شیخ کا ثابت ہوا اور کذب بھی کہ تمام ادیان مین گناہ خلق بدیہی ثابت ہوا پس حسن خلق قطعی نہو بلکہ بطلان
اوسکا قطعی ہوا پس ایسے اخلاق کو محک احادیث حضرت صادق و مصدق کا ٹھہرانا محال شرعی ہی **تیسرا جواب**
یہ کہ اس تین سو پچاسی برس مین ہفت اقلیم مین اہل سنت وجماعت مین صدہا بلکہ ہزارہا ایسے کاملین صاحب اخلاق حمیدہ
گذرے ہین کہ تمام قطعیات و ظنیات احادیث پر عمل کرکے کوئی دقیقہ دقائق اخلاق واجبہ اور مسنونہ بلکہ مستحبہ
ومندوبہ سے بھی فروگذاشت نکیا ہی اور مصدر کرامات باہرہ اور خوارق ظاہرہ کے ہوے ہین پس حضرات جیسا کہ شیخ جونپور
سے کمیت مین زیادہ ہین کیفیت مین بھی زیادہ ہین کیونکہ شیخ قطعیات کے فقط عامل ہین اور یہ حضرات تمام
قطعیات و ظنیات کے عامل ہین اور ہر قسم کے خلق محمدی کر متصف ہین خواہ روایت قوی سے ثابت ہو یا
ضعیف سے پس انکے اخلاق کی جانب غالب ہوئی اور یہ سب شیخ مذکور کے باب مہدویت مین تکذیب کرتے ہین
پس بموجب اقرار مہدویت کے کہ اخلاق کو دلیل قطعی جانتے ہین شیخ مذکور کا کذب قطعی ہوا **جواب چوتھا**
یہ ہی کہ صحابۂ کرام سے لیکر آج تک کسی صحابی یا امام یا مجتہد یا عالم یا عارف یا غوث یا قطب نے یہ دعوی نہین
کیا ہی کہ میرے اخلاق ایسے کامل ہین کہ اب جو حدیث کہ میرے حسب حال ہو وہ صحیح ہی باقی سب غلط ہین پس یہ دعوی
بدعت ہوا اور بدعت بلا شبہہ اخلاق سیئہ سے ہی نہ اخلاق حسنہ سے **جواب پانچوان** یہ کہ شیخ مذکور کا دعوی
یہ بھی ہی کہ مین تابع تام رسول خدا کا ہون کہ میرا قدم اتباع آنحضرت مین ایسا ثابت ہی کہ سر مو تجاوز نہین
کرتا ہون اور بخوبی روشن ہی کہ اتباع تام جب ہوگا کہ تمام سنن و اخلاق محمدیہ پر عمل ہووے اور چونکہ اجناس اخلاق
چار ہین جیسا کہ مذکور ہوئے اور فروع انکے بیشمار اور تحقق اجناس ضمن فروع مین ہوتا ہی اور فروع باخبار ظنیہ مروی ہین
کیونکہ احادیث مین سواے چند حدیث کے متواتر نہین ہی اور قرآن مین بھی تفصیل تام نہین ہی بلکہ بطور اصول
و اجمال کے مذکور ہین اور جا تفصیل ایسے احادیث ظنیہ مین اور جبکہ فقط قطعیات پر اختصار ہوا اوس وقت تابع تام
نہوئے بلکہ تابع ناقص ہوئے اور دعوی اتباع تام مین کاذب ہوے اور کذب قطعا اخلاق بد سے ہی پس بد اخلاق ہونا قطعی ہوا
نہ خوش اخلاق ہونا **جواب چھٹا** یہ ہی کہ قرآن سب قطعی ہی اور عمل بالقرآن کے یہ معنی ہین کہ قرآن کے معانی پر عمل کرنا
اور معنی انھین نقل تفسیریہ سے کہ آنحضرت اور صحابۂ کرام سے مروی ہین معلوم ہوتے ہین پس صحت اخلاق موقوف
ہوئی عمل بالقرآن پر اور یہ عمل بالقرآن موقوف انھین تفاسیر کی صحت پر اب اگر صحت ان تفاسیر کی موقوف

اخلاق پر ہو تو مقدم کا موخر ہونا اور موقوف علیہ کا موقوف ہونا لازم آتا ہی اور وہ محال ہی اب بعد اسکے بعض
وہ اقوال و افعال شیخ جونپوری اور اونکے خلفا کے گذارش کرنے مین آتے ہین کہ جنکا منشا اور مبدا اخلاق
بد واقع ہوئے ہین اسیواسطے ہر ایک کی تعبیر بسبد خلقی کی گئی ہی تاکہ ناظرین با انصاف پر ظاہر ہو کہ باوجود اس
دعوی اتا و لا غیری کے مقدمہ اخلاق مین کسقدر انکے اقوال و افعال مخالف قطعیات قرآنکے بھی ہین اور مخالف
احادیث کے بھی ہین اور کس قدر اتباع قرآن اور سنت حضرت رسالت پناہ سے دور پڑے ہین اور معلوم ہووے کہ قول
انکا کہ ہم کسی امر قطعی و متواتر کے خلاف نہین کرتے ہین دعوی بے اصل ہی بلکہ قطعی و متواتر کے بھی خلاف چلے
ہین اور سنت نبوی غیر قطعی کے بھی مخالف چلتے ہین **بد خلقی اول** دست اندازی ہی مال غیر مین بدترین
صفات سے ہی اور تمام ادیان و مذاہب مین اسکا گناہ و معصیت ہونا یقینیات سے ہی اور نص قرآنی بھی اسکی نہی پر
دال ہی کہ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ الآیۃ یعنی اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپسمین
ناحق الآیہ اور سوا اسکے اور بہت سی آیات اور احادیث دال ہین اس بات پر کہ کسی مسلمان یا کافر ذمی کا مال
کھانا حلال نہین ہی اور چونکہ یہ مقدمہ سب عالم مین یقینیات سے ہی زیادہ نقل دلائل کی حاجت نہین ہی خصلت
شیخ جونپوری کی اسباب مین نقل کرنا چاہیے وہ یہ ہی کہ انصاف نامے کے آٹھوین باب مین مذکور ہی کہ بی بی شکر خاتون
اور چند شخص دوسرے میران کے پاس سے ٹھٹھہ کو روانہ ہوئے میان نظام لب آب تک بطور مشایعت کے انکے ہمراہ گئے
اون لوگون نے چند ڈو کرہ کہ سکہ اس بلاد کا تھا واسطے کرایہ کشتی کے انکو دیے تھے میان نظام ڈو کرون کو رہ کو فرصتی
سے وقت مراجعت کے اپنے ساتھہ واپس آئے جب دوسرے روز یاد آیا چاہا کہ امانت مذکورہ اوسکے مالک کو کنارے
آب پر جا کر پہونچا دین انکے مہدی نے منع کیا اور کہا کہ بخور یعنی کھاؤ اور نوش جان فرماؤ اگر حق تعالی اسکی پرسش فرماوے
تو اوس وقت میرا دامن پکڑ لینا کیونکہ یہ لوگ سرگردان ہو کر جاتے ہین اگر حق تعالی قوت دیوے جو کچھہ انکے پاس ہی مار کر سب مین
چھین لیوین مصنف کتاب بعد اسکے لکھتا ہی ای عزیز یہ لوگ مہدویت سید محمد سے برگشتہ نہوے تھے لیکن
صحبت چھوڑ کر اپنے اقربا کے واسطے گجرات کو جاتے تھے انتہی اور واضح ہو کہ یہ حکم شیخ مذکور کا جیسا کہ آیت مذکورۃ
الصدر کے مخالف ہی اس آیت کے بھی مخالف ہی اِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا یعنی تحقیق اللہ
فرماتا ہی تمکو کہ ادا کرو امانتونکو طرف اہل امانت کے یہ آیات و احکام کہ خداوند عالم کے نازل کیے ہوے ہین شیخ نے اونکے
مخالف حکم کیا اور جو کہ اللہ تعالی کے نازل کیے ہوے احکام کے موافق حکم نکرے اوسکے حق مین اللہ تعالے
قرآن مجید مین تین جا پر وعید شدید فرماتا ہی کہ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ یعنی اور جو لوگ کہ حکم نکرین موافق نازل کیے ہوے اللہ تعالی کے پس وہ لوگ
کافر ہین ظالم ہین فاسق ہین اگر کوئی کہے کہ شاید شیخ مذکور کے دین و آئین مین تارک صحبت رفاقت کا
مال کھا جانا حلال ہو جاتا ہوگا اسواسطے فرمایا کہ بجو ید جواب اسکا یہ ہی کہ شیخ موصوف کا دین و آئین اگر مطابق دین
و آئین محمدیہ کے ہی تو لازم آئی مخالفت آیات مذکورۃ الصدر کی اور اگر انکا دین و آئین کچھ شی جدید و خبر تازہ قسم ایجاد
نقیر سے ہی تو لازم آئی مخالفت اس آیت کی کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ
وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا یعنی آج کے دن کامل کر دیا مینے واسطے تمھارے دین تمھارا اور تمام کر دیا تمپر
نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمھارے اسلام کو دین یہان بھی معلوم ہوا کہ دین محمدی کامل ہو چکا ہی اوسمین
کسی امر و نہی کی کمی بیشی ممکن نہین ہی اور دین پسندیدہ خدا کے پاس اسلام ہی اور دین اسلام مین پرایا مال کھانا حرام
ہی اور اس آیت کی مخالفت بھی لازم آتی ہی کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ
النَّبِيّٖنَ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہین اور خاتم النبیین ہین کہ بعد آنکے کوئی پیغمبر ایسا نہین ہو سکتا
کہ دین جدید و احکام تازہ نکالے کہ شریعت محمدیہ کو منسوخ کرے اس امر مین مہدی بھی زبانی متفق ہین چنانچہ
آیندہ آویگا انشاء اللہ تعالی علاوہ یہ ہے کہ مہدی مذکور کا خود اقرار موجود ہی کہ مال مسلمانونکا اگرچہ مہدیت کے منکر ہوں
لینا حلال نہین ہے چہ جا معتقدین مہدویت کے چنانچہ وسیلی نصائح کے باب پنجم مین مذکور ہے کہ میران مذکور نے کہا کہ جو
لوگ کہ کلمہ گو ہین اونسے جزیہ لینا نچاہیے اور اونکی عورتون پر بے نکاح تصرف نچاہیے کرنا اسقدر حرمت کلمے کی رکھنا چاہیے اور میان
خوندمیر نے بعد جنگ کے کچھ اسباب مخالفین کا ملیا اور ہمراہیونکو لینے سے منع کیا اور میران نے سفر خراسان مین سرحد ولایت
مسلمانان صوبہ تک کھیتونسے کچھ نہ لیا بلکہ کفرستان مین پہونچے تب اضطرار مین لینے کی اجازت دی انتہی پس ثابت ہوا
کہ یہ حکم و کری بیگارہ کھا جانیکا صرف افراط قوت غضبیہ یا شہوتیہ سے تھا نہ کسی دین و آئین سے طرہ یہ ہے کہ مال غیر مین تصرف
کرنا حرام جانکر بھی مستوجب ست معقوبت ہی اور یہان تو معاملہ اوس سے بھی بدتر ہوا کہ شیخ موصوف اوس تصرف حرام کو
حلال جانتے ہین چنانچہ اونکی تقریر مذکورۃ الصدر سے ظاہر ہی سبحان اللہ اس اخلاق پر بولتے ہین کہ میرے اخلاق بر احادیث
رسول اللہ کو آزمایا کرو بدخلقی دوم کذب و افترا بدترین صفات سے ہی خصوصًا افترا خدا تعالی پر کرنا کہ آیات
حق تعالے نے اپنے تئین نہین بتلائی ہی اوسمین دعوی غیب دانی کا کر بیٹھنا قال اللہ تعالی وَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا یعنی اوس سے زیادہ کون ظالم ہی جسنے کہ اللہ تعالی پر افترا کیا کسی دروغ بات کا

ف بدخلقی دوم کذب و افترا اور غلط پیش گوئی کہ شیخ موصوف نے خبر دی ہر کے بعض یار حضرت عیسی سے ملاقات کرینگی اور غلط نکلا

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ یعنی پھر کون ظالم تر اوس سے ہے کہ جسنے جھوٹھ بولا اللہ تعالی پر اور حدیث
شریف مین ہی کہ مَنْ تَشَبَّعَ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ یعنی جو شخص کہ بتلاوے وہ چیز کہ اوسکو عطا
نہین ہوئی ہی وہ مانند اوس شخص کے ہی کہ دو کپڑے زور کے پہنے ہی یعنی ازار چادر زور کا رکھتا ہی کیونکہ عرب کا ازار
لباس دو کپڑون یعنی تہبند اور چادر مین ہو جاتا ہی اور قول زور اسقدر بدتر گناہ ہی کہ قرآن مجید مین اوسکو شرک اور
بت پرستی کے ہمراہ کر کے بیان فرمایا ہی کہ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ
یعنی کنارہ پکڑو ناپاکی سے کہ بت ہین اور کنارہ پکڑو قول زور سے حالانکہ شیخ جونپوری نے کنارہ نہ پکڑا چنانچہ انصاف نامہ
کے باب ہجدہم مین لکھا ہی کہ میران سے پوچھا گیا کہ یاران مہدیکو حضرت عیسی سے ملاقات ہوگی فرمایا کہ بعضے شخصون کے
تئین ملاقات ہوگی اور بھی نقل ہی سید محمود اور سید خوندمیر اور میان نعمت اور میان دلاور اور سوا اونکے اور اکثر مہاجرین
کران سب نے میران سے پوچھا کہ کسان مہدیکو حضرت عیسی سے ملاقات ہوگی فرمایا ہان ہوگی پس مشہورترین یہی نقل ہی اور میان
ملک جیو نے کہا کہ ہم کیا جانتے ہین کتنے شخص مہاجران مہدی ہین کیونکہ میران بہت ملک پھرے ہین بہت آدمیونکو
فیض پہنچا ہی خدا جانے کہ کہان ظہور ہوگا انتہی اس کلام سے بخوبی ظاہر ہی کہ مراد یاران و مہاجران و کسان مہدی سے
ایک ہی یعنی یاران و مصاحبان بلاواسطہ اور اسی سبب سے میان ملک جیو کو توجیہ کرنیکی حاجت ہوئی کہ بولے کہ میران
چونکہ بہت ملک پھرے ہین ایسے اصحاب اونکے متفرق ہین شاید کسی ملک والے طویل العمر ہو کر ملاقات کرلیوین ورنہ اگر مراد یہ
ہوتی کہ اس مذہب والے ملاقات کرینگے یا نہین تو خود اس سوال کی حاجت نہ تھی کیونکہ سب کو معلوم تھا کہ آخر تا لغایت
مذہب اور اولاد و احفاد اونکے مدت تک رہینگے پھر ملاقات حضرت عیسی مین کیا شبہہ تھا کہ سوال کرتے اور اپنے مذہب کو
باوجود ضلال اسلام جانکے کب گمان کرتے ہونگے کہ چند روز مین اسکا اثر و نشان باقی نرہے اور حضرت عیسی سے
شاید کہ ملاقات نہووے تا کہ اس اشکال کو حل کرتے اور لفظ یاران و مہاجران کی اضافت طرف مہدی کے صاف دال تخصیص
پر ہی موافق قاعدہ مقررہ کے یعنی خاص مہدیکے یار و اصحاب بلاواسطہ اور بدخلقی سوم صاف اسی معنی کی مؤید ہی
پس ثابت ہوا کہ یہ بزرگ مقدمہ غیب مین محض قیاس و گمان سے بے الہام و اعلام الہی کے ایک پیش گوئی کر بیٹھے
کہ وہ امر واقع کے خلاف نکلی کیونکہ ظاہر ہی کہ عیسی علیہ السلام ابھی تک نازل نہوئے اور تمام اصحاب شیخ مذکور کے تمام
ہو چکے اگر کوئی باقی ہی تو ثابت کرین چار سو برس کی عمر والا مہدیکا یار کہان چھپا ہوا حضرت عیسی سے ملنے اور اپنے
شیخ کو سچا کرنے کے واسطے بیٹھا ہی کرنول مین ہی یا دھارواڑ مین ہی چنچل گڑی مین ہی یا مارواڑ مین ہی اور کیا باعث ہی
کہ ان مہدویہ کو اوسکے سامنے کل کے بچے ہین اقتدا کرتے ہین اور اوس امام ضلال اضلال کیطرف متوجہ نہین ہوتے ہین

بدخلقی سوم کہ دوم مذکور کی ہم جنس ہی اور اسکو بخوبی ثابت و روشن کرتی ہی اور وہی مخالفت قرآن اور
استحقاق وعید کہ اوسکو لازم تھا اسکو بھی لازم ہی انصاف نامے کے باب ہیجدہم مین لکھا ہی کہ میان خوندمیر نے
کہا کہ مین آج کی رات بتوجہ تمام بیٹھا تھا اور میران کو بچشم خود دیکھتا تھا مینے پوچھا کہ میران جیو مہتر عیسی
کسوقت آوینگے فرمایا نزدیک بعدہ سوال کیا مینے کہ آپ سے ساٹھ برس بعد آوینگے کہا کہ نزدیک پھر
مینے پوچھا کہ آپ کے پچاس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا مینے کہ آپ سے چالیس برس کے بعد کہا نزدیک پھر پوچھا
مینے کہ آپ سے تیس برس پیچھے کہا نزدیک پھر سوال کیا مینے کہ آپ سے بیس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا
مینے کہ آپ سے دس برس بعد آوینگے فرمایا کہ نزدیک دیکھو مہتر عیسی حاضر ہین پوچھ لیو بعدہ میان خوندمیر کہتے ہین بندے
نے مہتر عیسی سے بہت چیزین پوچھین مگر یہ فراموش ہوگیا کہ پوچھون کہ تم کب آوگے اور اس حکایت کا مشاہدہ ہی
کہ بعد بیس برس کے کم وزیادہ مین شیخ محمد خراسانی نے دعوی عیسی کا کیا تھا انتہی سیاق اس کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ میان
خوندمیر کو بعد انتقال میران کے حالت مکاشفے مین اس گفت وشنود کا اتفاق پڑا ہی پس معلوم ہوا کہ میران بعد
انتقال کے بھی اسقدر شوق پیش گوئی کا رکھتے ہین کہ اوس عالم سے بھی کہا ہے یا اپنے خاص الخاص خلفا پر مبادا ہو
ایسی غلط و بے محل پیش گوئیان کرجاتے تھے یا میان خوندمیر کی چالاکیان ہین کیونکہ کذلک ینشاالیہ ھو
عرقہا + وحسن نبات الارض من کرم البذر اور تعجب کی جا ہی کہ آمد عیسوی کا سوال میران سے اس جد و
جہد کے ساتھ کیا اور جب خود لقاء عیسوی ہوئی سب کچھ پوچھا اور یہی اصل بات بھول گئے اور واضح ہو کہ اعداد مذکور
عبارت بالاتمام تحدید و تعیین پر دال ہین نہ تقلیل وتکثیر پر مانند ان تستغفر لھم سبعین مرۃ یا ولتنظر نفس
ما قدمت لغد کے کہ یہان یہ موقع نہین ہی اسواسطے کہ سبعین عدد وغیرہ اسواسطے تکثیر وتقلیل کے محاورہ مین
مستعمل ہین دس اور بیس اور تیس اور چالیس اور پچاس وساٹھ جسوقت کہ بہ ترتیب تعداد پوچھے جاوینگے وہان صاف
تعیین مراد ہوتی ہی دوسرے یہ کہ یہ عدد عبارت سائل مین کہ خوندمیر ہین مذکور ہوے ہین نہ عبارت مجیب مین
اور ظاہر ہی کہ سائل سوال تعیین کا کرتا ہی پس جواب بھی اوسی پر محمول ہوگا یعنی نزدیک ہی اس عدد سے بھی نہ یہ کہ مطلق
نزدیکی پر دلالت کرے کہ خلاف قرینے سوال کے ہی پس صاحب انصاف نامہ کہ اسکو ولتنظر نفس لغد پر حمل
کرتا ہی غلط ہی اگر یہی معنی ہوتے کہ مانند قیامت کے قریب ہی تو مصنف انصاف نامے سے پہلے میان خوندمیر جو سمجھتے
کہ خود سائل فراز حوان تھے پھر ساٹھ و پچاس و چالیس وغیرہ سے تنزل کرتے ہوے دس تک کاہے کو آتے اصل یہی بات
ہی کہ میان بالیک عدد کی تعیین پوچھتے تھے اور میران اوس سے بھی نزدیک بتلاتے تھے تب اوس سے کم عدد کا

نام لیتے تھے اور یہی گمان اوس وقت کے تمام شیخ و شاب کے خیالات مین جاگزین تھا کہ جیسا کہ مہدی ایکبارگی آگئے
مہتر عیسیٰ علیہ السلام بھی امروز فردا مین عنقریب اوتر پڑتے مین چنانچہ پیر کو مہدی بنتے ہوئے دیکھکر مریدونکو عیسیٰ بننے کا نہایت
شوق ہوا کہ ایک شیخ محمد خراسانی نے دعویٰ کیا جیسا کہ مذکور ہوا بادشاہ سے نے اوسکا سر کاٹ ڈالا چنانچہ
کتب نقلیات مین مذکور ہے اور انصاف نامے مین باب بست و سوم مین مسطور ہے کہ میان ابراہیم برادر نعمت میان
مین دعوی عیسویت کا کیا تھا اوسکو کہا گیا عیسیٰ بیٹے مریم کے ہین اور تیرے مان باپ فلان بن فلان ہین اور شیخ
بھیک نے روبرو میران کے دعوی عیسویت کا کیا تھا میران نے کہا کہ تجکو عیسیٰ کسنے کیا تجکو مہدی کسنے کیا مان تیری
فلانی تھی عیسیٰ فرزند مریم کے ہونگے اگر تو دعوی عیسیٰ کریگا کافر ہو جاویگا بعد چند روز کے شیخ بھیک نے اس دعوی سے
رجوع کیا میران نے کہا بالائے آسمان سے کیونکر نیچے آئے بعدہ فرمایا کہ یہ مقام تھا بدخلقی چہارم یہ بھی دوم اور سوم
کی قسم سے ہے اور جو کچھ اونکو لازم تھا اسکو بھی لازم ہے وہ یہ ہے کہ کتاب نخب فضائل مین فضائل سید محمود مین منقول ہے
کہ عادت حضرت میران کی یہ تھی کہ بلاناغہ نماز جمعے کے واسطے جایا کرتے تھے ایک جمعے کو بدستور سابق جامع مسجد مین
آکر نیت نماز وتر کی بآواز بلند باندھی وہانکے قاضی و خطیب نے سنکر کہا کہ یہ ذات مہدی موعود ہے اسنے متابعت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کی کہ نماز وتر کی ادا کی جمعے سے رخصت ہوا اس مرد کو دوسرا جمعہ نصیب نہو گا جب حضرت
میران وہان سے روانہ ہوئے قاضی و خطیب نے سامنے آکر پوچھا کہ تولد خوندکار کا کس روز ہے اور دعوی خوندکار کا کس روز اور
موت خوندکار کی کس روز ہے فرمایا کہ روز دوشنبے کو پیش و نوحے مع اپنے توابع و لواحق کی تصدیق کرکے صحبت
اختیار کی جب وہان سے مراجعت کی اثنائے راہ سے بیماری شروع ہوئی کہ وجود گرم ہوا انتہی
ملخصاً روز تولد اور روز دعوی مہدیت البتہ معلوم ہو سکتا ہے کہ مقدمات گذشتہ سے تھا لیکن روز موت امر غائب
دوسطرح معلوم ہو سکتا ہے وہان قیاس و تخمین کو دخل نہیں ہے کہ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا
وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اور نہین جانتا کوئی نفس کیا کریگا کل اور نہین جانتا کوئی نفس
کہ کس زمین مین مریگا لیکن شیخ نے بخلاف آیت مذکورہ کے جرات کرکے اوسکو بھی روز تولد اور دعوی پر قیاس کرکے
بطور قیاس الغائب علی الشاہد کے معین کر دیا کہ روز موت بھی روز دوشنبہ ہے لیکن غیرت الٰہی نے اس جرات کو ناپسند
فرما کر اس دعوی کا جھوٹھ آشکار کر دیا کہ اوسی ہفتے مین بروز پنجشنبہ اونکی روح کو قبض فرمایا چنانچہ شواہد الولایت اور
مطلع الولایت وغیرہ مین موجود ہے کہ انتقال انکا روز پنجشنبہ نوزدہم ذی القعدہ سنہ ۹۱۰ نہ صد و دہم مین ہوا ہے نہ روز دوشنبہ کو
بدخلقی پنجم انصافنامے کے باب ہفتم مین منقول ہے کہ میان خوندمیر کرامات و ہدایت کیا ہے کہ میران نے

تمام قرآن مین کسی آیت کو منسوخ نہ رکھا ہی انتہی یہ اعتقاد شیخ مذکور کا بھی مخالف قرآن کے ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی
خود نسخ کا اقرار فرماتا ہی اور پیر انکو انکار ہی چنانچہ سورہ بقر مین ارشاد فرمایا کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا نَاْتِ
بِخَیْرٍ مِّنْہَآ اَوْ مِثْلِہَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی جو کہ منسوخ کرتے ہین ہم کوئی آیت
یا بھلا دیتے ہین ہم اوسکو لاتے ہین ہم بہتر اوس سے یا مانند اوسکے کیا تجھکو معلوم نہین ہی کہ اللہ ہر چیز پہ قادر ہی اور
سورہ نحل مین فرمایا اِذَا بَدَّلْنَآ اٰیَۃً مَّکَانَ اٰیَۃٍ وَّاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ
اَکْثَرُہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی اور جب بدل لیتے ہین ہم ایک آیت بجا دوسری آیت کے اور اللہ بہتر جانتا ہی جو اوتارتا ہی
تو کہتے ہین کفار نہین ہی تو مگر مفتری بلکہ اکثر اونمین لا یعلم ہین ان دونون آیتون مین نسخ کا ذکر ہی فرق اتنا ہی کہ پہلی مین
لفظ نسخ و انساء کر تعبیر کی گئی اور دوسری مین بلفظ تبدیل وہی مضمون ادا کیا اور سورہ رعد مین فرمایا یَمْحُو اللّٰہُ
مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ یعنی محو کرتا ہی اللہ جو چاہتا ہی اور ثابت رکھتا ہی اور اوسکے پاس ہی اصل
کتاب انتہی ان آیات ثلثہ مین سے سورہ نحل کی اول ہی اور احکم ہی مقصود پر اسواسطے کہ اول مین تعلیق ہی اور ثالث مین تعمیم ہی
بالجملہ بنص قرآنی نسخ ثابت ہوا اسواسطے جمہور مسلمین اعتقاد رکھتے ہین کہ نسخ جائز ہی عقلاً اور واقع ہی سمعاً البتہ
یہود اور مشرکین عرب کو نسخ سے انکار تھا کہتے تھے دیکھو محمد اپنے اصحاب کو آج ایک بات کا حکم کرتے ہین اور
کل کو اوس سے رجوع کر کے اوسکے برخلاف حکم کرتے ہین چنانچہ اونکی تردید کیواسطے اللہ تعالی نے یہ آیات نازل فرمائین اور فرمایا
یہ طعن کرنیوالے جاہل ہین کہ حکمتون نسخ سے بیخبر ہین اور یہود دو فرقے تھے بعضے جواز نسخ کے عقلاً منکر تھے اور بعضے
جواز عقلی کے قائل تھے لیکن سمعاً جائز نہین جانتے تھے اور اس مسئلے مین گویا کہ خوشہ چین انکا مسلمانون مین سے ایک
شخص ابو مسلم بن بحر ہی کہ قرآن مین وقوع نسخ کا منکر ہی اور اوسکے قدم بقدم شیخ جونپوری نے رکھا کہ قرآن مین
کسی آیت کو منسوخ نہ ٹھہرایا حالانکہ جابجا قرآن مین ناسخ و منسوخ موجود ہی اور یہ بھی ایک قدرت حضرت معبود کی ہی چنانچہ
فرماتے ہین کہ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بنا بر علیہ متقدمین کے نزدیک بقدر پانسو آیت کے کلام مجید مین
منسوخ الحکم تلاوت مین موجود ہی اور متاخرین کے نزدیک بسبب اختلاف اصطلاح نسخ کی بعدد حد سے زیادہ نہین ہی
چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مطابقت قاضی ابو بکر بن العربی کے منسوخات سلف مین سے منقح کر کے بیس آیات منسوخ
ٹھہرائی ہین و شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ و سلم نے بھی تنقیح و تفتیش کر کے کل پانچ آیات منسوخ ٹھہرائی ہین
کہ اونمین بے نسخ کے قائل ہوئے نہین بنتا ہی وہ آیات خمسہ یہ ہین اول کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ
الآیۃ منسوخ ہی ناسخ اسکی آیت یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ الآیۃ اور حدیث لا وصیۃ لوارث اور اجماع امت

دوم اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ الآیۃ منسوخ ہی اور اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ ہی **سوم** لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ الآیۃ منسوخ ہی اور ناسخ اسکی آیت ہی کہ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْ الآیۃ

چہارم اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا الآیۃ منسوخ ہی اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ ہی **پنجم** قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا الآیۃ منسوخ ہی اور آخر سورت اسکی ناسخ ہی یہان اسیقدر کلام اجمالی کافی ہی اسواسطے کہ منافرت مقام مانع تفصیل ہے **بد خلقی ششم** تحریف آیات قرآنی باب تحریف کا اس قوم مین نہایت شائع و رائج ہی کہ بلا خوف خطر اسکو اپنا پیشہ مقرر کیے ہین جیسا دل چاہتا ہی ویسا آیات الٰہی کے معنی مین تغییر و تبدیل کر لیتے ہین بلکہ بعض وقت الفاظ کی تغییر بھی کر دیتے ہین پس تحریف لفظی و معنوی دونون انمین موجود ہین اور اس کثرت سے ہین کہ شمار اسکا مشکل ہے کیونکہ وہ کا یہ روز مرہ ہی مگر یہان بطور نمونے کے چند مثالین اوسکی مذکور ہوتی ہین تاکہ اوسپر باقی کو قیاس کر لیا جاوے کہ اندک دلیل بسیاری باشد و مشتے نمونہ از خروارے **تحریف اول** پنجفضائل مین یہین عبارت منقول ہے

نقل است حضرت میران حق میران سید محمود سورہ والنجم خصال فرمودہ اند بدین عبارت فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی بھائی میران سید محمود مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی بھائی میران سید محمود اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی بھائی میران سید محمود وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی بھائی میران سید محمود عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی بھائی میران سید محمود عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی بھائی میران سید محمود اِذْ یَغْشَى السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی بھائی میران سید محمود مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی بھائی میران سید محمود لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی بھائی میران سید محمود انتہی عقلاے انصاف پسند پر ظاہر ہی کہ اس مقام مین کسقدر ظلم و حق پوشی عمل مین لی ہی کجا یہ آیات اور کجا سید محمود بن سید محمد جونپوری کہ ہر آیت کا دنبالہ اوسکو بنا دیا کہ نہ روایت سے مطابق نہ درایت کے موافق روایت کا حال اظہر من الشمس ہے کہ باتفاق روایات ان آیات مین تذکرہ حضرت رسالت پناہ کا ہی نہ سید محمود کا اور درایت بھی اسی پر دال ہے صدر کلام مین حضرت رسالت پناہ اور جبرئیل کا ذکر ہی کہ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰی وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِهٖ الآیات ترجمہ قسم ہی تارے کی جب گر پڑے بہکا نہین تمہارا رفیق یعنی پیغمبر اور بے راہ نہین چلا اور نہین بولتا اپنے چاہ سے نہین ہی مگر وحی کہ وحی کی جاتی ہی سکھایا اوسکو سخت قوت والے نے زور آور نے پھر سیدھا بیٹھا اور وہ تھا اونچے کنارے آسمان پر پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہگیا فرق دو کمان کا یا اوس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا

اللہ نے اپنے بندے پر آخر آیات تک انتہی صاحبکم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ مصاحبت ساتھ مخاطبین کے
اونھین کو تھی نہ سید محمود کو کہ صدہا برس کے بعد پیدا ہوا اور شدید القوی سے جبرئیل مراد ہین پس باقی آیات مین بقرینہ
سیاق وسباق کے حضرت رسول اور جبرئیل مراد ہین نہ سید محمود طرفہ یہ کہ بعضی جا پر سید محمود کا جوڑ ایسا بیموقع ہے کہ اطفال
مکتب بھی ناپسند کرینگے چنانچہ یہان پر کہ عندہا جنۃ الماوی یعنی نزدیک سدرۃ المنتہی کے جنت الماوی ہے
یہان ہا ضمیر مؤنث راجع طرف سدرہ کے ہی سوا اوسکے کوئی ضمیر نہین ہے کہ سید محمود کیطرف راجع ہووے
پس یہان پر جوڑ بھائی میران سید محمود کا کیونکر درست ہوا علی ہذا القیاس دوسری آیات مین بھی یہ جوڑ نہایت نامعقول
ہی کہ کوئی صاحب فہم پسند نکریگا **تحریف دوم** شواہد الولایت کے باب ہفتدہم مین لکھا ہی کہ شیخ
جونپوری نے اپنے خلیفہ خوندمیر کو فرمایا کہ حضرت مصطفی نے خدا تعالی سے واسطے نصرت ولایت اپنی کے ناصر
مانگا تھا کہ وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا یعنی اور بناوے مجکو اپنے پاس سے ایک حکومت مددگار
مراد ذات تمھاری ہی اوس وقت مین عمر میان خوندمیر کی اٹھارہ برس کی تھی انتہی سلطانا نصیرا سے مراد خوندمیر لینا نہ عقلاً
درست ہی نہ نقلاً نقلاً تو ظاہر ہی کہ کسی روایت مین اسکا ذکر نہین ہی اسواسطے کہ مجاہد نے کہا کہ مراد سلطانا نصیرا سے
دلیل واضح ہی اور حسن بصری نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ ایک بادشاہ قوی میرے تابع کر دے کہ بسبب اوسکے اعدائے
دین کو شکست دیون اور دین الہی کو قائم کرون موافق اس سوال کے اللہ تعالی نے وعدہ کیا کہ ملک فارس اور روم
وغیرہما کا تمکو دیا جاویگا چنانچہ ویسا ہی ہوا اور عقلاً اسواسطے کہ سلطان نصیر کے معنی یہ ہین کہ صاحب سلطنت اور
نصرت ہو اور خوندمیر ایک شخص فقیر تھے کہ ہمیشہ مقہور و مغلوب سلاطین کے رہے یہان تک کہ آخر کو مع رفقا
و توابع کے بکمال لاچاری مارے گئے اور منصور نہوے پھر ناصر کیا ہو سکتے ہین اور ولایت کے سلطان نصیر
ہونے کے واسطے حضرت جناب شاہ ولایت کہ جنسے تمام دنیا مین فیض ولایت منتشر ہوا اور کروڑہا اولیا و
اغواث و ابدال و اقطاب اونکے نور فیض سے مستفید ہوگئے کافی تھے کہ میان خوندمیر کی درخواست کی جاتی مگر
سبب ایسے کلمات کے سرزد ہونیکا یہی ہی کہ حضرات صحابہ اور ائمہ اہل بیت کے انوار ولایت سے اطلاع نہین ہی
کہ خوندمیر وغیرہ کی ولایت کو اونسے افضل اور نادر تر جانتے ہین اگر شمہ بھی اون حضرات کے مقامات کو پہچانتے
ایسے لایعنی سخن زبان پر نہ لاتے **تحریف سوم** پنجفضائل مین لکھا ہی کہ حضرت میران نے فرمایا اِنَّا
عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ مراد سموات سے انبیا ہین اور مراد ارض سے
اولیا ہین اور مراد جبال سے علما ہین فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا وَاَشْفَقْنَ مِنْہَا وَحَمَلَہَا الْاِنْسَانُ

میان سید خوندمیر ﴿اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا﴾ انتہی سبحان اللہ میران نے آیت کے معنی کیا بیان کیے کہ زمین
و آسمان کے قلاع ملاے شاید کہ میران کے نزدیک قرآن عربی زبان نہیں ہے کہ لغت و محاورہ عرب کے
موافق اوسکے معنی بیان کیے جاوین بلکہ جیسا خیال لگ جاوے ویسے معنی کر دینا ورنہ ایسے نے محاورہ معنی
نکرتے کیونکہ زبان عرب مین لفظ انسان البتہ بسبب عموم معنوی کے شامل انبیا و اولیا و علما کو ہے نہ یہ کہ سموات
کے معنی انبیا ہووین اور ارض کے معنی اولیا ہووین اور جبال کے معنی علما ہووین اور انسان فقط میان
خوندمیر ہووین اور یہ قباحت میران کے خیال مین نہ آئی کہ جبکہ انسان سے مراد خاص خوندمیر ہوتے تو اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا
جَهُوْلًا کی ضمیر بھی خاص اونھین کیطرف راجع ہوئی پس ظلوم و جہول اونھین کا لقب ٹھہرا صلاح نشد بلا نشد
مدح کا ارادہ تھا سو ہجو ہوگئی دوسری صریح غلطی یہ ہوئی کہ حملها کی ضمیر طرف امر قتال کے راجع کی پس ضرور ہوا
کہ امانت سے مراد امر قتال ہووے کہ انبیا و اولیا و علماے نے اوسکے اوٹھانے سے انکار کیا اور خوندمیر نے اوسکو
اوٹھا لیا حالانکہ ہزارہا سال سے انبیاے اولوالعزم اور اولیاے کملین اور علماے حقانی ہمیشہ راہ خدا مین جہاد و قتال کر
رہے ہین خصوصاً حضرت خاتم الرسالت علیہ السلام اور اونکے حامیان دین نے کہ اونکا بڑا اہم کام یہی ہے کہ ہمیشہ جہاد و قتال پر
کمربستہ ہوکر کسقدر جانفشانی کی ہے کہ شرق سے غرب تک خدا کا دین پھیلا دیا کہ اظہر من الشمس ہے میان خوندمیر نے
کونسا ایسا بڑا قتال کیا کہ مستحق اس منقبت کے ہوے کل آدمی کی بزرگی چند آدمیون کے ساتھ گجرات مین
مسلمانون سے دو روز لڑے کہ ایک روز کی جنگ مین آنکھین پھوٹ گئیں اور دوسرے روز کی جنگ مین کل
پچاس ساٹھ آدمی کے ساتھ مارے گئے کہ اوس جنگ سے نہ کچھ اسلام کی تائید ہوئی نہ کوئی ملک کفار کا دار الاسلام
مین داخل ہوا بلکہ انکے چند فقراے ہمراہی تباہ و خوار ہوگئے اور آیت مذکور کے معنی صحیحہ یہ ہین کہ تحقیق ہمنے
عرض کیا امانت کو آسمانون اور زمین اور پہاڑون پر پھر ان سبنے انکار کیا اوسکے اوٹھانے سے اور اوس سے
ڈر گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے تحقیق وہ ہے بڑا ظالم نترس اور نادان انتہی حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما وغیرہ صحابہ و تابعین نے فرمایا کہ مراد امانت سے اطاعت اور فرائض الٰہی ہین کہ جو اپنے بندون پر فرض کیے ہین
انکو آسمان و زمین و جبال پر پیش کیا بطور تخییر کے کہ اگر تمھارا دل چاہے اس امانت کو اوٹھاؤ لیکن اگر اسکو برابر ادا
کروگے ثواب پاؤگے اور اگر ضائع کروگے عقاب پاؤگے اونھون نے عرض کیا کہ اے پروردگار ہم تیرے امر کے مسخر ہین ہمکو
ہم ثواب و عقاب نہیں چاہتے ہین پھر حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا کہ اے آدم تو اس امانت کو اوٹھاویگا انھون نے
بسبب جہل کے اوسکو اوٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمھاری اور تمھاری اولاد کی گردن پر قیامت تک رہیگی اور معنی ظلوم

یہ ہین کہ اپنے نفس پر ظلم کیا اور جہول کے یہ معنی کہ انجام کار او عاقبت امر سے ناواقف رہا گر اس سے عجب نہ شعر آسمان
بار امانت نتوانست کشید ۔ قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند ۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ ظلوم اور جہول اکثر حقیقت
مین اولاد آدم مین سے انھین کے حق مین ہے کہ جنھون نے اس امانت کو ضائع کیا خصوصاً منافقین و منافقات اور مشرکین
و مشرکات مین بخلاف مومنین و مومنات کے کہ جب انھون نے ادا اس امانت مین حتی الوسع کوشش کی مستحق
التفات الٰہی اور مغفرت و رحمت نامتناہی کے ہوئے چنانچہ بعد اسکے فرمایا لِيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ
وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَحِيمًا
اور میران کے معنی مین آیت بھی خلل انداز ہے کہ جب انسان سے خاص خاص مرد مراد ہوئے تو تعلق لیعذب اللہ الایۃ کا بے معنی
ہو جاتا ہے **تحریف چہارم** شواہد الولایت کے باب بست ہفتم مین لکھا ہے کہ میران نے فرمایا کہ بھائی خوندمیر
فرمان حق تعالیٰ کا ہوتا ہے کہ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ مین کوثر سے مراد ذات تمھاری ہے اور اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ آخر رکوع تک تمھارے حق مین ہے غرض اسیطرح یہ داستان بہت دراز ہے ایک تحریف لفظی انکے
خلیفہ کی بیان کرکے مختصر کی جاتی ہے تحفہ فضائل مین لکھا ہے کہ ایک روز انکے خلیفہ دلاور کے سامنے یوسف نے
وقت وعظ کے سورہ اخلاص پڑھی جب لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ پر پونہچا دلاور نے کہا يَلِدُ يُوْلَدُ پھر یوسف نے
کہا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ کہا يَلِدُ يُوْلَدُ عبد الملک نے کہا یوسف چپ ہو میانجی ولایت کا شرف بیان
کرتے ہین جو کہتے ہین سو حق ہے انتہی سبحان اللہ تعالیٰ عما یقول الظالمون علوا کبیرا قرآن کہ بسم اللہ سے
سین ناس تک متواتر و قطعی ہے اگر کوئی ایک حرف کا بھی انکار کرے کافر ہو جاتا ہے یہ کیا اندھیر ہے کہ ایسی
آیت کہ حق تعالیٰ کے وصف مین وارد ہے کہ نہ اوسنے کسیکو جنا ہے اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور یہ شخص اوسکا
انکار بار بار دلاور کرتا ہے کہ یلد یولد ہے پس یہ معنی ہوئے کہ خدا تعالیٰ نے جنا بھی ہے اور جنا بھی گیا یعنی اوسکو اولاد بھی ہے اور اوسکے
ماں باپ بھی ہین سبحانہ و تعالیٰ عما یقولون ملاحظہ کرنے کا مقام ہے کہ یہ دلاور بڑے خلیفہ کامل و مکمل شیخ جونپوری کے ہین
انکے فہم و اعتقاد کا یہ حال ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی جناب مین اسقدر بے باک ہین ورے پر حال دیگران و ازین میان
تحریفات سے حال شیخ و خلیفہ کی قرآن فہمی کا بھی بخوبی واضح ہو گیا کہ اسی فہم و قرآن دانی پر فرماتے تھے کہ جو
تفسیر بندے کے بیان کے موافق ہووے وہ معتبر ہے ورنہ غیر سبحان اللہ یہ حال ہے اور یہ قال ہے کتب سماویہ مین تحریفات
لفظیہ اور معنویہ کرنا پیشہ اہل کتاب کا ہے خصوصاً یہود کا چنانچہ قرآن مجید مین انکی مذمت موجود ہے کہ يُحَرِّفُوْنَ
الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ الایۃ بدلتے ہین کلام کو اوسکے ٹھکانون سے آخر آیت تک اور اَفَتَطْمَعُوْنَ

اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ یعنی اب کیا تم مسلمان توقع رکھتے ہو کہ وہ مانین تمہاری بات اور ایک گروہ تھا اونمین کہ سنتے تھے کلام اللہ کا پھر اوسکو بدل ڈالتے تھے بعد بوجھہ جانے کے اور اونکو معلوم ہے انتہی اور معنی تحریف کے تبدیل و تغیر ہین یعنی بدل کر دینا ایک چیز کو اوسکے حق سے چنانچہ قلم کا قط جب بدل جاتا ہی اوسکو محرف کہتے ہین اور تحریف لفظی ہوا یا معنوی لفظی تو یہ کہ مثلاً قرآن کے الفاظ اصلیہ یا اسکے اسمائے کو بدل دینا جیسا کہ لا اور زیر زبر سے ہوا الم یعلم ولکوا دو ہلام اونکا ویسا ہی اور معنوی یہ کہ معنی قرآن کو روایت اور قاعدہ عربیہ کے خلاف کرنا چنانچہ انکے شیخ نے کہا کہ سموات کے معنی انبیا اور ارض کے معنی اولیا اور جبال کے معنی علما کہ یہ معنی نہ زبان عرب کے ہین نہ کسی روایت سے ثابت ہین اور دوسرے تحریفات مذکورة الصدر مین بھی یہی حال ہے اور مطلب یہی کہ ایسے معنی اور موقع پر بھی جا بجا کر جاتے ہین کہ مراد الٰہی اس سے یہی ہے حالانکہ سب قائل ہین اس بات کے کہ تفسیر بالرائے کفر ہے اور تفسیر اسکو کہتے ہین کہ مراد الٰہی کا بیان کرنا بطور قطع و جزم کے چنانچہ شیخ مذکور کی غرض بھی یہی ہے کیونکہ وہ اور اونکے معتقدین اونکے تمام بیانات کو قطعی جانتے ہین اور تاویل اسے کہتے ہین کہ اول معنی مراد ہونیکو مسلم رکھکر ایک دوسرے معنی بطور احتمال کے بیان کرنا بشرطیکہ لفظ اوسکی احتمال ہووے نہ جیسا کہ شیخ موصوف نے معنی بیان کیے کیونکہ یہ معنی قابل تاویل ہونے کے بھی نہین ہین چہ جائے تفسیر کی یہ طریقہ فرقہ باطنیہ کا ہی کہ نصوص کو ظاہر پر محمول نہین جانتے ہین اور جو دل چاہا سو قرآن و حدیث کے معنی مین سمجھ لیتے ہین اور یہ فرقہ بالاتفاق ملحد و گمراہ فرقہ ہے کہ سراج الابصار سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدیہ بھی اس فرقے کو گمراہ کہتے ہین اور نصوص کو ظاہر سے پھیر دینا نیت بد جانتے ہین اور آپ بھی سب کام باطنیہ کے کرتے ہین بلکہ چند قدم اونسے بھی آگے چلتے ہین چنانچہ باطنیہ کے معنی کو مہدیونکے معنی سے مقابلہ کر لیجیے باطنیہ کہتے ہین کہ آیت وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ مین مراد تین سے حضرت علی ہین اور زیتون سے فاطمہ الزہرا اور طور سے حسن مجتبی اور بلد امین سے مہدی قائم بامر اللہ مراد ہین اور شیخ جونپوری کہتے ہین کہ آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یعنی بیشک ہم نے امانت آسمانونکو اور زمین کو اور پہاڑونکو پھر سب نے قبول نکیا کہ اوسکو اوٹھاوین اور اوس سے ڈر گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے انتہی مراد سموات سے انبیا ہین اور ارض سے اولیا اور جبال سے علما اور انسان سے خود مہدی مراد ہین اب بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ ان دونوں معنی مین ہرگز فرق نہین جیسا اونکے معنی خارج قانون لغت و روایت سے ہین ویسے ہی انکے معنی بھی خارج قانون لغت و روایت سے ہین پھر تو مہدیہ اور باطنیہ مین کیا فرق ہے سوھا ما قلتم بدخلقی اعظم

[illegible]

احادیث کا ذیہ اور بنے اصل روایت کرنا اور ہر قول کی نسبت طرف حضرت رسالت پناہ کے بلاخطر کر دینا
یہ خصلت مخالف ہی اس حدیث قطعی متواتر المعنی کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ
مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ یعنی جو شخص کہ جھوٹھ بولا مجھ پر قصداً پس اُٹھہراوے جاوے
اپنی آگ مین ملا علی قاری نے اپنے رسالہ موضوعات مین اس حدیث کے اسناد و طرق روایت باستیعاب تمام بیان کیے ہین
اور کہا کہ یہ حدیث متواتر المعنی ہی اور قریب ہی کہ متواتر اللفظ بھی ہووے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ اس
حدیث کے راوی ایک سو صحابہ سے زیادہ ہین اور کوئی گناہ کبیرہ ایسا نہین ہے کہ کوئی شخص اہل سنت مین سے اوسکے
مرتکب کی تکفیر کیا ہو سوا اس گناہ کے کہ شیخ ابو محمد جوینی والد امام الحرمین نے فرمایا کہ جو شخص کہ رسول خدا پر قصداً جھوٹھ بولیگا
کافر اور خارج الملت ہو جاویگا اور اس قول مین امام ناصر الدین مالکی بھی انکے تابع ہوئے اور امام نووی نے شرح مسلم مین
کہا کہ جو شخص جانتا ہو کہ یہ حدیث موضوع ہی یا ظن غالب ہو موضوع ہونیکا اوسپر حرام ہی اوسکا روایت کرنا اور وہ داخل
ہی اس وعید مین خواہ وہ حدیث قسم احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب وغیرہ کی قسم سے ہو یہ سب حرام اور اکبر الکبائر ہی
باجماع مسلمین کے انتہی ملخصاً کلام متعلق اس مقام سے آخر کتاب مین بھی آویگا انشاء اللہ تعالی غرضکہ اسقدر
گناہ ہی غلط حدیث روایت کرنا کہ امام جوینی باوجود اس شدت احتیاط کے تکفیر کے بھی قائل ہوئے اور اکبر الکبائر
ہونے مین کسیکو شک و شبہہ نہین ہے اور اس کام کے کرنیوالے کے واسطے دوزخ مقرر ہونا بحدیث قطعی متواتر ثابت ہی پر ان
ہمہ مہدیون کے پیر و مرید و شیخ و شاب سب اس کام مین مبتلا ہین اور انکی کتابین مثل شواہد الولایت اور انصاف نامے وغیرہ کے
اسقدر احادیث باطلہ سے لبریز ہین کہ حساب و شمار اوسکا دشوار ہی یہان چند مثالین انکے اکابر و پیشواؤن کی فقط
بیان کیجاتی ہین کیونکہ ایکبار روایت حدیث موضوع کی بھی واسطے ابطال حسن اخلاق کے کافی ہی مثال اول انصاف نامے
کے باب اول مین لکھا ہی کہ علمانے سوال کیا کہ تم ولایت کو نبوت پر فضل دیتے ہو میران نے جواب دیا کہ بندہ فضل دیتا ہی
یا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہی اَلْوِلَايَةُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ بعدہ علما نے کہا کہ ولایت نبی کی نبوت پر فاضل ہی
نہ ولایت دوسرے کی میران نے کہا کہ بندے نے کب کہا ہی کہ ہمہ کے تئین نبی پر فضل ہے انتہی جواب اَلْوِلَايَةُ
اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین ہی کسی کتاب حدیث سے اسکا حدیث ہونا
ثابت نہین ہوتا ہی اور نہ کوئی محدث مستند یا عارف معتمد اسکے حدیث ہونیکا قائل اور فتوحات مین لکھا ہی
کہ کسی عارف کا قول ہی بعض قول کسیکا طرف رسول خدا کے نسبت کر دینا اسکو بھی وضع کہتے ہین جیسا کہ شرح
نخبۃ الفکر اور اوسکے حواشی مین لکھا ہی کہ حدیث موضوع کبھی نفس واضع کا کلام ہوتا ہی اور کبھی بعض سلف سے [illegible]

جیساکہ بعض سلف صالح یا قدماے حکما کا قول یا اسرائیلیات یعنی روایات بنی اسرائیل سے لیکر طرف رسول خدا کے نسبت
کردیتا ہی یا حدیث ضعیف الاسناد کی اسناد نکال کر دوسری اسناد صحیح اوسکے ساتھ مرکب کردیتا ہی اور باعث
وضع کا یا بیدینی ہوتی ہی جیساکہ زندیقین واسطے گمراہ کرنے مسلمین کے احادیث کاذبہ بناتے ہین یا غلبہ جہل سبب
پڑتا ہی چنانچہ بعضے عابد و زاہد لوگ احادیث فضائل اعمال مین وضع کرتے ہین کہ خلق کو عبادات پر رغبت ہووے اور نہایت
جہل و نادانی سے اسکو دینداری جانتے ہین اور یہ لوگ سخت ترین ضاعین ہین کیونکہ جبکہ اسکو دینداری جانتے ہین کبھی توبہ
نہین کرتے ہین اور خلق بسبب انکے زہد و عبادات کے معتقد ہوکے انکے قول پر تقلیداً اعتماد کرتی ہی یا سبب وضع کا
افراط تعصب ہوتا ہی یا اتباع ہوی یا اظہار نوادر غرائب اور تمام اقسام حرام ہین بالاجماع اور اتفاق ہی اسپر کہ جانکر
حدیث موضوع کو روایت کرنا بغیر بیان اوسکی موضوعیت کے حرام ہی اسواسطے کہ فرمایا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ بِحَدِيْثٍ يَرٰى اَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ رواہ مسلم یعنی جو شخص
کہ بیان کرے میری طرف سے کوئی حدیث حالانکہ جانتا ہی کہ وہ جھوٹھ ہی پس وہ ایک جھوٹھون مین سے ہی یعنی جیساکہ
اوسکا بنانے والا جھوٹھا ہی ویسی یہ سنانے والا بھی جھوٹھا ہی اور رسول اللہ پر جھوٹھ بولنا بہر حال قطعاً اعظم کبائر سے ہی چنانچہ مذکور ہوچکا
اب یہان شیخ جونپوری کے واسطے دو خطا مین سے ایک خطا بالضرور لازم ہوتی ہی یعنی اگر جانتے تھے کہ الولایۃ
افضل من النبوۃ حدیث نہین ہی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف عمداً اوسکو منسوب کردیا تو
مرتکب اس گناہ کبیرہ کے ہوئے اور اگر نہین جانتے تھے اور بلا عمد غفلت سے روایت کردیا تو وہ دعوی غلط ہوا
کہ مجکو اللہ تعالی نے تمام مخلوقات کا علم ایسا دیا ہی جیساکہ دانا الی کلکسیکے ہاتھہ مین ہووے اور وہ اوسکی کیفیت
بخوبی مطلع ہووے جیساکہ اب بھی بکم شواہد مین موجود ہی اور یہ کذب بندھنا ہوا خدا عالم پر یہ بھی اکبر کبائر سے ہی
اور اول سے کیا کم ہی بعنوان دیگر اگر یہ حدیث نہین ہی تو اسکا روایت کرنا بطور مذکور حرام ہوا
اور اگر بالفرض حدیث ہی تو یہ کہنا غلط ہوا کہ صاحب فتوحات نے جو کچھ لکھا ہی لوح محفوظ کے موافق ہی جیساکہ
شواہد مین ہی اسواسطے کہ مذکور ہوچکا کہ صاحب فتوحات نے اسکو قول بعض العارفین کا قرار دیا ہی او ظاہر ہی کہ نوشتہ صاحب
فتوحات سے وہی نوشتہ مراد ہی جوکہ شیخ جونپوری کے زمانے مین اونکے نسخ تصانیف متداول موجود تھے اور وہی نسخے اوس
زمانے کے لکھے ہوئے فتوحات وغیرہ کے ابتک موجود ہین اور اونمین نخالفت و مناقضات دعاوی شیخ جونپوری کے بھی موجود ہین
سبحان اللہ مطرفہ ماجرا ہی کہ باوجودیکہ ایک حدیث کی روایت کرنے مین بھی صحیح و غلط کا تفرقہ نہین کرسکتے ہین دعوی
یہ ہی کہ الحاد وشیخ منبد کے احوال اسکے مطابق کرکے امتحان کرلیا کرو کہ اگر موافق ہوئے صحیح ہی ورنہ غلط ہی واللہ المستعان

تتمہ ابطال تسویہ

علی ما تصفون سوال دیگر یہ ہی کہ تقریر بالا مین شیخ نے فرمایا کہ بندے نے کب کہا ہی کہ بندے کے تئین نبی پر تفضیل ہے
حالانکہ مشہور ہی کہ دعوی مساوات کا حضرت خاتم الرسالت کے ساتھ کیا ہی اور اوس سے لازم آتا ہی دعوی فضل کا
ہزار ہا انبیا پر پس یہ انکار غلط ہوا یا وہ دعوی تسویہ لے اصل لوگون نے مشہور کر دیا ہوگا اور خدا کرے ایسی ہی ہو تا کہ
شیخ انکار بالا مین صادق رہین نہ لزوم کذب جا بجا ہی اور اگر تطبیق یون دیوین کہ مراد یہ ہی کہ مین بحیثیت ذاتیہ
خود نبی پر تفضیل نہین رکھتا ہون اور بسبب ولایت محمدیہ کے کہ بعینہا مجہ مین موجود ہی مساوات رکھتا ہون
جواب اوسکا یہ ہی کہ ولایت محمدیہ اوصاف نفس قدسیہ محمدیہ سے ہی اور اوصاف و اعراض کا بعینہا منتقل ہونا باتفاق حکما
و متکلمین کے محال ہی پس تمھاری ولایت تمھارے اوصاف نفسانیہ سے ہوئی اب مراد حیثیت ذاتیہ سے کیا ہی اگر ماہیت
انسانیہ مراد ہی تو یہ کلام نرے معنی ہی کیونکہ ماہیت انسانیہ مین سب افراد متساوی الاقدام ہین حتی کہ انبیا بھی
فرماتے ہین کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اوس نظر سے کوئی عاقل کسیکو کسی پر تفضیل نہین دیتا ہی پس مراد
حیثیت ذاتیہ سے لامحالہ یہی ہوگا کہ مین اپنے اوصاف ذاتیہ کی راہ سے اپنے تئین نبی پر فضل نہین دیتا ہون
پھر اونھین اوصاف کی راہ سے دعوی تسویہ کرنا کہ جسسے ہزار ہا انبیا پر فضل لازم آتا ہی غلط ہوا یا یہ انکار غلط ہوا بہر
حال گاہے چنین گاہے چنان سے گریز نہین ہی اشکال دیگر یہ کہ اگر بالفرض ولایت افضل ہو نبوت سے اور بالفرض
تمھاری ولایت حضرات انبیا کی ولایت سے کیفیت مین برابر ہووے جب بھی مساوات نہین ہو سکتی ہی کیونکہ
نبوت تشریعی کہ فی نفسہا فضیلت عمدہ ہی وہ ان مین موجود ہی وہ موجب پڑیگی تفضیل حضرت رسالت مآب کی
پس تسویہ بہر حال باطل ہی یہان اسیقدر کافی ہی زیادہ تفصیل بحث تسویہ مین آویگی انشاء اللہ تعالی مثال دوم
صاحب شواہد الولایت آغاز باب اول مین لکھتا ہی کہ بدر منیر سید خوندمیر نے بعض الآیات مین لکھا ہی کہ قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لکل نبی نظیر فی امتہ ای مثلہ ولا یکون مثلہ الا من کان لہ درجۃ عند اللہ مثل درجۃ
النبی فاذا حصل لہ درجۃ النبی لا بد ان یکون خلیفۃ فی زمانہ ولخاتم النبی صلی اللہ علیہ
وسلم یکون نظیر فی امتہ وھو المھدی انتہی کلامہ رضی اللہ عنہ انتہی کلام صاحب الشواہد ایک رسالہ
ہی خوندمیر کا مسمی بعض الآیات من القرآن و الحدیث فی حق المھدی اوسمین لکھا ہی کہ لکل نبی نظیر فی امتہ حدیث
نبوی ہی یعنی ہر پیغمبر کا ایک نظیر اور ہم درجہ ہوا کرتا ہی اونکی امت مین اور اپنے دوسرے رسالے مشہور بہ مکتوب
ملتانی مین لکھتے ہین کہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خبر آمدہ است بتعیین ختم الاولیا اور سوا اسکے بعضے
اور احادیث لے اصل بھی روایت کیے ہین چنانچہ حدیث انی لاعرف اقواما ہم بمنزلتی الخ اور حدیث آہ واشوقا

الی لقاء اخوانی یکونون من بعدی شانهم کشان الانبیاء الخ ان سب کا اثبات انکے ذمے ہے رہی یہ عذر
ادعی فعلیہ البیان حالانکہ آثار کذب و وضع کے بخوبی ظاہر و نمایان ہین و بغرض انکی ان احادیث سے یہ ہی کہ
شیخ جونپوری بلکہ اونکے مریدون کی مساوات و برابری ساتھ انبیا علیہم السلام کے ثابت کردین اور ظاہر ہی کہ اتنا بڑا
مقدمہ کہ خلاف اجماع مسلمین اور مخالف نصوص صحیحہ کے ہی ایسے بے اصل و گمنام روایات سے ہرگز ثابت
نہین ہو سکتا ہی لیکن گناہ وضع حدیث کا نقد وقت ہی اور عجب حیرت ہی کہ ست لکھتے ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
سے خبر تعیین ختم الاولیا کی آئی ہی حالانکہ یہ خلاف ہی محدثین کے اور صوفیہ کرام کا اتفاق ہی کہ خاتم الاولیا
اصطلاح حادث ہی کہ قرون سابقہ مین کہین اسکا ذکر نہ تھا چنانچہ ابن جوزی کی کتاب الثبات مین ہی کہ لفظ خاتم
الاولیا کا باطل ہی اور اوسکی کچھ اصل نہین ہے اور شیخ مؤید کی شرح فصوص سے ثابت ہوتا ہی کہ مقام خاتم الاولیا کا ذکر
محمد بن علی حکیم ترمذی رحمہ اللہ تعالی کے وقت سے شروع ہوا ہی اور تتمہ مقام بحث تسویہ مین آویگا انشاء اللہ
تعالی اگر مہدوی لوگ جواب دیوین کہ شاید ہمارے پیران پیر انکو صحت ان احادیث کی برخلاف تمام محدثین کے راہ
باطن سے معلوم ہو گئی ہو گی جواب اسکا یہ ہی کہ یہ عین دعوی ہی کہ جسپر اخلاق کو دلیل گردانی تھی اور ہم مانع ہین
بسند بد اخلاقی کے اب دفع منع باسند عین دعوی سے نہین ہو سکتا ہی بلکہ اثبات مقدمہ ممنوعہ یعنی حسن اخلاق کا
خارج سے کرنا چاہیے موافق داب مناظرے کے علاوہ یہ ہی کہ میر انکی تکذیب بسبب مخالفت کلام فتوحات پھر بھی موجود ہے
بد خلقی مشتمہ یہ کہ جو فعل کہ حضرت رسالت پناہ نے اپنے خاص گھر مین جاری کیا ہی اور امت کیواسطے بھی روا
رکھا ہی اور بعد آنحضرت کے خلفاء راشدین اور ائمہ اہل بیت نے بھی اوسپر عمل کیا ہی اوسکو فعل لعین قرار دینا استغفر اللہ
العظیم چنانچہ انصاف نامے کے باب نہم مین لکھا ہی کہ میران تعیین کو لعین کہا کرتے تھے اور خوند میر بھی اپنی وعظ
مین بیان کرتے تھے کہ تعیین لعین ہی اور با وصف اسکے اگر کوئی کسی جا سے وظیفہ پاتا تھا اور اوسکے لانیکی
اجازت مانگتا تھا اجازت دیتے تھے انتہی سبحان اللہ یہ عجب ڈھنگ ہی کہ یہان عقل انسان کی دنگ ہی یعنی
تعیین وجہ معاش کو ملعون قرار دینا اور پھر اوسکے لانیکی اجازت دینا یعنی فعل ملعون کو رواج دینا یس قول الگ ہوا اور فعل الگ
ہوا اور اگر حال اوس قول کا ملاحظہ کیجیے تو ظاہر ہوتا ہی کہ کسقدر باطل و بے اصل ہی اسواسطے کہ خود حضرت رسالت
پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصل خیبر وغیرہ سے معاش اپنے ازواج مطہرات کا سالیانہ مقرر کر دیا تھا کہ سال بھر کا
قوت ہر ایک بی بی کو اوسمین سے مرحمت فرماتے تھے چنانچہ صحیح بخاری مین جابجا اسکا ذکر ہی اور صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ قبل خلافت تجارت پارچے کی کرتے تھے جب مسند آرائے خلافت ہوئے فرمایا کہ میری قوم کو معلوم ہی کہ میرا پیشہ میرے

اخراجات خانگی کو کافی تھا کہ مین مسلمانونکے اس کام مین مشغول ہوا مسلمانونکا کام کرونگا اور آل ابو بکر اس مال
مین سے کھاوینگے پس خرچ یومیہ بیت المال مین سے اپنے واسطے مقرر کرلیا چنانچہ نصف گوسفند مع لوازم و مصالح
اوسکے زر بیت المال سے انکا روزینہ مقرر تھا اور اسیطرح دوسرے خلفاے راشدین مین سے جسکو حاجت ہوتی تھی
اپنا معاش خزانہ بیت المال سے معین فرماتے تھے اور جسکو حاجت نہوتی تھی وہ فقط حسبتہ للہ کار ریاست کیا
کرتے تھے اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین تمام مہاجرین و انصار و ازواج اہل بیت کا سالیانہ
خزانہ سرکاری سے مقرر فرما دیا چنانچہ صحیح بخاری مین ہی کہ صحابہ بدر مین کیواسطے حضرت عمر فاروق نے پانچ پانچ ہزار
مقرر کیے تھے اور فتح الباری مین ہی کہ حدیث مالک بن اوس مین ہی کہ حضرت عمرؓ مہاجرین کو پانچ پانچ ہزار اور
انصار کو چار چار ہزار اور ازواج مطہرات مین سے ہر ہر کو بارہ بارہ ہزار دیا کرتے تھے اور سب بلا انکار اوسکو لیتے تھے بلکہ بعضے
تقاضا بھی کرتے تھے چنانچہ حدیث ترمذی مین ہی کہ جب فاروق اعظم نے حضرت اسامہ بن زید کے ساڑھے تین ہزار درہم
مقرر فرمائے اور اپنے فرزند عبد اللہ بن عمر کے تین ہزار مقرر کیے اونھون نے عرض کیا کہ آپ نے اسامہ کو مجھپر کسوجہ سے
تفضیل دی آج تک وہ مجھپر کسی مشہد مین سبقت نہین لے گئے ہین فرمایا وجہ اس تفضیل کی یہ ہی کہ اوسکے باپ کے ساتھ رسول خدا
کو تیرے باپ سے بڑھکر محبت تھی اور اسامہ کے ساتھ حضرت کو تجھسے بڑھکر محبت تھی پس مینے اپنی محبت پر رسول خدا کی محبت کو
اختیار کیا انتہی غرضکہ اسی طرح حضرات امام حسن و حسین و علی مرتضی و تمام صحابہ مہاجرین و انصار و ازواج مطہرات نے
اس تعینات کو قبول فرمایا اور کبھی کسی نے اوسکو ناروا و ممنوع نہ کہا بلکہ آج تک امت کا اوسی پر عمل ہے پس اجماع صحابہ سے
یہ بات ثابت ہوئی اور خود شیخ جونپوری کا مقولہ ہی کہ منکر اجماع صحابہ نبوت کا منکر ہوتا ہی چنانچہ یہ قول انکا چند مقام مین
بحوالہ کتب مہدویہ منقول ہو چکا ہی پس ایسے اجماعی امر کو ملعون بولنا نہایت بیعلمی و بد اخلاقی ہی اور خلق حکمت سے نہایت
بعید ہی شاید کہ منشا اس خطا کا یہ ہی کہ میران اور خوندمیر ایسا سمجھے ہین کہ وجہ معاش ایک جا سے معین ہونے سے توکل مین
خلل آتا ہی حالانکہ یہ امر خطا ہی اسواسطے کہ اگر ہزار جا سے معین ہووے اور آدمی کا اعتماد خدا پر ہووے نہ اوس
تعینات پر وہ متوکل ہی اور اگر کہین سے کچھ معین نہووے لیکن اسکا خیال خلق پر ہووے وہ متوکل نہین ہے کیونکہ
ترک اسباب کا نام توکل نہین ہی بلکہ ترک اعتماد بر اسباب کا نام توکل ہے اسی سبب سے جبکہ ایک اعرابی نے حضرت رسالت
مین عرض کیا کہ ناقے کو توکلًا علی اللہ کھلا چھوڑ دون یا کہ باندھون اور توکل کرون فرمایا اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ
یعنی باندھ اوسکو اور توکل خدا پر رکھ اور اونٹ باندھنے پر بھروسا نکر اسی معنے کیطرف مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اشارہ فرماتے
ہین شعر گر توکل میکنی در کار کن * کسب کن پس تکیہ بر جبار کن
گفت پیغمبر باواز بلند * بر توکل زانوی اشتر ببند اور انبیا علیہم السلام ساز و سامان کے آمادہ کرنے مین

کوتاہی نہین کرتے تھے چنانچہ حضرت خاتم الرسالت وقت جنگ کے خود سر مبارک پر رکھتے تھے اور زرہ پہنتے تھے اور شمشیر و سپر
وغیرہ ہمراہ لیتے تھے اور ہنگام شدت غلبہ اعدا کے خندق اطراف مدینے کی تیار کروائی تھی مع ہذا باین ہمہ اعتماد بجز ذات
حق کے کسی پر نہین رکھتے تھے چنانچہ حق سبحانہ نے فرمایا کہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ
یعنی صحابہ سے تدبیر جنگ وغیرہ مین مشاورہ کرو لیکن بعد عزم کام کے سپرد کار توکل و اعتماد خدا پر رکھو اور وجود اسباب
البتہ مبتدی ناقص کو خلل انداز توکل ہوتا ہی اور منتہی کامل کا وہ مقام ہی کہ کسیقدر اسباب ہون اوسکی نظر مین وہ
نہین پڑتی ہی اور ہرگز اوسکا دامن توکل غبار آلودہ نہین ہوتا ہی اور یہ مقام اعلی ہی کہ انبیاء و مرسلین اور اولیاے
کاملین کو حاصل ہوتا ہی شاید کہ شیخ جونپوری درمیان چند مرتبہ ابتدا مین تھے اس سبب سے تعین سے گھبراتے تھے
بد خلقی نہم ترک کسب حلال کہ شیخ جونپوری اور تمام انکے خلفا کی یہ عادت تھی بلکہ آج تک انکے فقرا و مشایخ مین
بھی التزام ہی کہ کسب حلال کے نزدیک نہین جاتے ہین اور ایسا احتراز کسب حلال سے رکھتے ہین جیسا کہ کوئی حرام
چیز سے اجتناب کرتا ہی لیکن زبان سے اوسکی حرمت کا اقرار نہین کرتے ہین چنانچہ جب کسی نے شیخ موصوف سے یا اونکے
پیروون سے اس مقدمہ مین سوال کیا تو جواب دیا کہ ہم کسب کو حرام نہین کہتے ہین لیکن ذکر حق فرض ہی اور کسب جو
چیز کہ مخل ذکر الٰہی ہو وہ حرام ہی اسواسطے ہم کسب نہین کرتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ یہ حال ناقصین کا ہی کہ کسی کام مین
مشغول ہونے سے خدا کی یاد مین فرق آجاتا ہی اور کاملین کا یہ مقام ہی کہ کسی کام مین مشغول ہووین دل اونکا یاد حق سے غافل نہین
ہوتا ہی کہ دل بیار و دست بکار اور خلوت در انجمن ہمیشہ اونکے واسطے موجود ہی چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین شعر
اگر مال و جاہست و زرع و تجارت ۔ چو دل با خدا ہست خلوت نشینی ۔ اور اسکے سمجھنے کے واسطے یہ نظیر بتاتے ہین
کہ جیسا کہ ایک شخص کے دونوں ہاتھ مین دو سبو پانی کے ہین اور ایک سبو اوسکے سر پر ہی اور راہ مین اپنے رفیق کے
ساتھ وہ باتین کرتا چلا جاتا ہی اب شخص پانچ کام کرتا جاتا ہی ایک پاؤن سے چلنا دوسرے آنکھ سے راہ کا دیکھنا
تیسرے کان سے باتین سننا چوتھے زبان سے جواب بھی دیتے جانا پانچوین اس سوال و جواب کے مضمون کو سمجھنا
اور باین ہمہ اصل توجہ خاطر اوسکی اور خیال کلی اوسکا طرف سر کے گھڑے کے ہوتا ہی کیونکہ اندک غفلت مین وہ ضائع ہو جاویگا
پس اشغال کثیرہ اوسکے اس رابطہ قلبی و پیوند باطنی مین مخل نہین ہوتے ہین اسیطرح کاملین طریقت اگرچہ
صدہا اشغال ظاہریہ رکھتے ہین لیکن ایک لحظہ دل اونکا یاد حق سے غافل نہین ہوتا ہی چنانچہ حق تعالی انکی تعریف
و ثنا فرماتا ہی کہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی ایسے مرد ہین کہ نہین غافل کرتی ہی انکو
خرید و فروخت یاد الٰہی سے پس معلوم ہوا کہ شیخ موصوف کو یہ مقام حاصل تھا نہ اونکے خلفا کو ورنہ کسب

حلال ہے کہ پیشہ انبیا اور رسل کا ہی اور صحابہ اور اہل بیت اور علما کے مجتہدین اور کمل اولیا اسکو اختیار کیے ہیں سو مقلد اجتناب
نہ کرتے کہ آج چار سو برس سے ابتک کوئی اسکے نزدیک نہیں جاتا ہی اور کسی نے اختیار کیا تو اوسکو درویشی کا تارک
سمجھتے ہیں اور اس کام سے ایسا بھاگتے ہیں جیسا کہ برہمن گوشت گاو سے بھاگتا ہی حالانکہ صحیح احادیث میں
اسکی فضیلت اور تاکید تمام مذکور ہی چنانچہ صحیح بخاری میں ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکل احد
طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ یعنی نہیں کھایا
کسی نے کوئی طعام کبھی بہتر اس سے کہ کھاوے اپنے دو ہاتھ کے عمل سے اور تحقیق پیغمبر خدا داؤد علیہ السلام کھاتے تھے
کسب اپنے سے یعنی کسب انبیا اور مرسلین کی سنت ہی لہذا داؤد علیہ السلام زرہ بنا کر اپنا قوت کیا کرتے تھے چنانچہ
اللہ تعالی فرماتا ہی وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ اَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ یعنی اور نرم کر دیا ہمنے اوسکے آگے
لوہا کہ بنا کشادہ زرہیں اور اندازے سے جوڑ کڑیاں انتہی دیکھیے حرفہ زرہ بافی کے باب میں امر الہی ہی کہ بنا کشادہ
زرہیں اور ذکر داؤد کا مشہور ہی کہ وہ حیوان بھی اونکا ذکر سنکر ذکر کرنے لگتے تھے کہ حکم تھا یَا جِبَالُ اَوِّبِي مَعَهُ
وَالطَّيْرَ یعنی اے پہاڑو رجوع سے پڑھو اوسکے ساتھ اور اوڑتے جانور اور فرزند انکے حضرت سلیمان علیہ السلام
باوصف اوس شان و شوکت سلطنت کے زنبیل بوریا بن کر اپنا قوت فرماتے تھے اسیطرح ہر پیغمبر کا کچھ حرفہ و کسب تھا
کہ اوس سے اپنی قوت بسری کرتے تھے اور حضرت خاتم الرسالۃ فرماتے ہیں کہ جُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي وَجُعِلَ
الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ اَمْرِي یعنی مقرر کیا گیا رزق میرا نیچے سایہ کے نیزے میرے کے اور گردانی گئی ذلت
اور صغارت اوپر اوس شخص کے کہ مخالفت کی امر میرے کی یعنی حضرت کا کسب ٹھہرا کہ جہاد کرنا اور بزور نیزہ و شمشیر رزق
پیدا کرنا اور مہدویوں نے اسکی بھی مخالفت کی کہ کبھی سنت جہاد ساتھ کفار کے انکے مہدی کے بعد مہدویے اور
مہدویوں نے قائم نکی بلکہ اگر جنگ کیا تو مسلمانوں سے کیا جیسا کہ حدیث شریف میں خوارج کے حال میں کہ وہ بت
پرستوں کو چھوڑ دینگے اور اہل اسلام کو قتل کرینگے ایسی حال انکا بھی ہی پس اس مخالفت کے سبب سے ہمیشہ ذلیل حقیر
یعنی اپنے مخالفین کی رعیت ہو کر بنکر رہتے ہیں چنانچہ مشہور ہی کہ چاکر و گدا یہ ہی اور کبھی عزت سلطنت اونمیں سے
کسیکو نصیب نہوئی پس صادق ہوا قول حضرت کا کہ گردانی گئی ذلت اور صغارت اوپر مخالف امر کے جیسا کہ صحیح
بخاری میں ہی اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم یعنی تحقیق پاکیزہ تر اور حلال تر غذاؤں میں وہ
غذا ہی کہ اپنے کسب سے کھاؤ تم اور تحقیق اولاد تمھاری منجملہ کسب تمھارے کے ہی یعنی اگر اولاد کچھ تمھاری خدمت گذاری

کرین وہ بھی ایسا ہی کہ گویا اپنے ہاتھ کے کسب سے کھایا اور امام احمد نے روایت کیا کہ قیل یا رسول اللہ ای
الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور یعنی عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کونسا کسب پاکیزہ تر
ہی فرمایا عمل کرنا مرد کا بدست خود اور ہر خرید و فروخت کہ صحیح اور مقبول شرع ہو یعنی اگرچہ اولاد و غلام کے ہاتھ سے
عمل کسب کروانا بھی بنا ہی کسب ہی لیکن اپنے ہاتھ سے مشقت کرکے کھانا اوس سے بھی پاکیزہ تر ہی اور بیع و شرا جو
کہ صحیح موافق مسائل فقہیہ کے ہووے اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے روایت کیا ہی کہ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ طلب کرنا کسب کا کہ جس سے رزق حلال ہم پونہچے فرض ہی بعد فرض کے یعنی ایمان و غیرہ فرائض کے بعد کسب حلال
بھی فرض ہی اب خیال کیجیے کہ مہدیوں کے شیخ اور تمام اونکے فقرا چار سو برس سے تقریبا تمرک اس فرض کے ہین اور
سب گناہگار خدا کے ہین کہ کسب کہ پیشہ انبیا اور مرسلین کا ہی اوسکو چھوڑکر لقمہ خیرات پر منحصر ہوکر بیٹھے رہتے ہین
بد خلقی و ہم یہ کہ دعوی اہل سنت و جماعت مین ہونیکا کرنا اور مذہب پر خارجیوں کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو
کافر جاننا تفصیل اسکی یہ ہی کہ شرح عقائد نسفی وغیرہ کتابوں عقاید اہل سنت مین مصرح ہی کہ اعتقاد اہل سنت کا
یہ ہی کہ سبب کرنے گناہ کبیرہ کے آدمی مومن ایمان سے خارج ہوکر کفر مین داخل نہین ہوتا ہی اور اعتقاد معتزلہ کا
یہ ہی کہ مرتکب کبیرہ کا کہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہی لیکن کفر مین بھی داخل نہین ہوتا ہی بلکہ درجہ درمیانی مین بین بین رہتا ہی
اور اعتقاد خوارج کا یہ ہی کہ آدمی مومن گناہ کبیرہ بلکہ صغیرہ کرنے سے بھی کافر مطلق ہو جاتا ہی اور اسی اعتقاد خوارج
کو میران مہدوی نے بھی پسند فرمایا کہ اشیاے دنیوی اگرچہ حلال و مباح ہون اوسمین مشغول رہنے والے بلکہ اوسکا
ارادہ رکھنے والے کو بھی کافر مطلق ٹھہرایا چنانچہ انصاف نامہ کے باب پنجم مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ وجود
حیات دنیا کفر ہی چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا جو کہ
انکا مرجع ہو اور انہین مشغول ہو وہ کافر ہی اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور اوس ارادے مین مشغول ہو وہ بھی کافر
اگر کوئی شخص اوسکے ساتھ صحبت کرے یا اوسکے گھر کو جاوے یا اوسکے ساتھ الفت رکھے وہ ہماری آل سے
نہین ہی یعنی غیر مہدی ہی اور آل محمد سے نہین ہی اور آل خدا تعالی سے نہین ہی انتہی اب سوال یہ ہی
کہ زنان و فرزندان و ملبوسات و حیوانات سواری خود میران اور اونکے خلفا کے پاس ہمیشہ رہتے تھے پس اگر
فقط وجود ان اشیا کا کفر ہی جیسا کہ آغاز کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ کہا وجود حیات دنیا کفر ہی تو نہایت مشکل ہی
آن پڑی کہ جس چیز کو آپ کفر بولین پھر اوسیکو اختیار کرنا اور اگر مراد یہ ہی کہ ان اشیا مین مشغول ہوکر یاد الہی سے

فا

[illegible]

غافل ہونا کفر ہی جیسا کہ آخر کلام سے مترشح ہی تو اس ترجیح بلا مرجح کے کیا معنی ہین کہ زنان و فرزندان ملبوسات و حیوانات
بلا تکلف بسر و چشم اختیار کرنا بلکہ سنت انبیا کی سمجھنا اور زراعات و ماکولات و تجارات و غیرہا اموال کسب و اکتساب
سے اجتناب ایسا کرنا جیسا کہ کوئی حرام دلقمہ سے احتراز کرتا ہی جیسا کہ اون چیزونکو اختیار کیا تھا ان چیزونکو
بھی اختیار کرتا تھا اور مشغول انہین رہتا تھا جیسا کہ انبیا و مرسلین کرتے تھے چنانچہ ہابیل کی بد خلقی مین کوئی حکایت
یہ کیا معنی ہین کہ آدہے تیتر اور آدہے بٹیر گوشت کھاؤن گلگلونکا پرہیز اور طرفہ ماجرا یہی کہ اس قول پر انکے مذہب والون
مین سے کسی نے عمل نکیا الا ماشاء اللہ و النادر کالمعدوم چنانچہ ظاہر ہی کہ تمام مہدویہ اقسام کے حیلون دنیوی مثل
تجارت و زراعت و نوکری و مزدوری وغیرہ اشغال دنیویہ مین ہمیشہ مشغول رہتے ہین بلکہ اکثر ان مین کے
کسب حلال و حرام مین تمیز نہین کرتے ہین پس یہ سب انکے مہدی کے قول کے موافق کفار و غیر مہدوی ہوے
کیونکہ آن مہدی سے نہین ہین یہی معنی ہین کہ غیر مہدی ہین سبب اسکی یہ ہی کہ انھون نے اون بزرگ کی پاس خاطر سے
ہمکو ستایا تھا اللہ تعالی نے اونھین بزرگ کو ان پر مسلط کر دیا کہ انکو یک قلم کافر کر دیا الحق یہ ہی کہ خلق خدا را بیازاری
تا دل مخلوقی بدست آرد خدا تعالی ہمان مخلوق را بر و گمارد تا دمار از روزگارش بر آرد بد خلقی یازدہم
سنت اجابت دعوت کو ترک کرنا چنانچہ باب ہشتم انصاف نامہ مین نہایت تاکید ہی کہ دائرے کے باہر مواقفین
مذہب کے مکان پر بھی واسطے ضیافت کے نجانا اور اگر طعام اندرون دائرے کے لاتے تھے خلفا میران
بلا تامل کھا لیتے تھے انتہی اجابت دعوت طعام سنت حضرت خاتم الرسالہ ہی اور احادیث بکثرت اس باب مین وارد ہین
چنانچہ صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لو دعیت الی کراع لاجبت و لو اہدی
الی کراع لقبلت یعنی اگر دعوت کیا جاؤن مین طرف ایک پایچہ حاضر ہونگا مین اور اگر ہدیہ بھیجا جاوے
طرف میرے ایک پایچہ البتہ قبول کرونگا مین اور ابوداؤد نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من دعی فلم یجب فقد عصی اللہ و رسولہ و من دخل علی غیر دعوۃ دخل سارقا و خرج مغیرا
یعنی جو شخص کہ بلایا گیا طرف طعام کے پس قبول نکیا اور حاضر نہوا بتحقیق نافرمانی کی اوسنے خدا و رسول کی
اور جو کہ داخل ہوا بغیر دعوت داخل ہوا چور کے مانند اور نکلا لٹیرے کیطرح اور بخاری و مسلم کی حدیث مین
ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شر الطعام طعام الولیمۃ یدعی لہا الاغنیاء و یترک
الفقراء و من ترک الدعوۃ فقد عصی اللہ و رسولہ یعنی بدترین طعامونکا طعام ولیمہ ہی کہ جسکے واسطے
اغنیا بلائے جاوین اور فقرا چھوڑ دیے جاوین اور جسنے کہ قبول نکیا دعوت کو تو تحقیق نافرمانی کی خدا و رسول کی

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ قبول کرنا دعوت کا واجب یا سنت موکدہ ہی اور مسلم کی روایت مین ہی کہ قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعي احدکم الی طعام فلیجب فان شاء طعم وان شاء ترک
یعنی جب بلایا جاوے ایک تم مین کا طرف طعام کے پس چاہیے کہ حاضر ہووے پھر اگر چاہے کھاوے اور اگر چاہے نہ کھاوے یعنی سنت
یا واجب اجابت ہی اور وہ نام ہی حاضر ہونیکا اور کھانے نہ کھانیکا اختیار ہی اور اگر عذر روزہ وغیرہ کا نہ رکھتا ہووے
کھانا مستحب ہی اب ملاحظہ کیجیے کہ شیخ جونپوری اور اونکے خلفا کو کھانے سے انکار نہ تھا کہ اگر کوئی اندر دائرہ کے
کھانا لاتا تھا کھا لیتے تھے انکار فقط حاضر ہونے سے تھا اور وہی واجب یا سنت ہی غرضکہ اسی طرح سے بہت سی
مخالفت سنت محمدیہ کی انکی ذات مین تھی پس دعوی اتباع تام کا نرے معنی محض ہی اور اسی مخالفتون کے
تدارک کے واسطے اونھون نے قاعدہ گڑھا تھا کہ جو حدیث میرے مخالف ہووے نامقبول ہی ایسا ہرگز
نہین ہی بلکہ جو فعل تمھارا مخالف حدیث ہووے نامقبول ہی اور ہر حدیث مقبول ہی مخالفت احادیث
عین بداخلاقی ہی چنانچہ مسطور ہو چکا اور اعتدمہ دعوت مین بہت احادیث وارد ہین لیکن
زیادہ لکھنا کچھ ضرور نہین ہی کیونکہ خطاب اس قوم سے ہی کہ انصاف و قبول حق کی عادت و خلق
نہین رکھتے ہین واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم **بدخلقی دوازدہم** کہ اس اصل تمام بد
اخلاقیون کی ہی وہ یہ ہی کہ علم سیکھنے سے منع شدید کرنا چنانچہ انصاف نامہ کے باب نہم مین لکھا ہی کہ میران علم پڑھنے
سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تم لوگ علم رکھتے میری مہدیت کو قبول نکرتے ایک شخص نے پوچھا اگر
اجازت ہووے وقت قیلولے کے کچھ مین پڑھ لیا کرون کہا اسوقت بھی مت پڑھو بلکہ سو رہو اور اونکے خلیفہ خوندمیر
نے کہا کہ اگر قرآن کو یتلونہ حق تلاوتہ کے طور پر پڑھین جب بھی پردہ نور ہوتا ہی درمیان بندے اور خدا کے
اور یاد خدا سے اور پردہ پھٹ جاتا ہی اور میران نے کہا کہ قرآن سمجھنے کیواسطے نور ایمان بس ہی انتہی تمہید جواب اخلاق
مین بخوبی واضح ہو چکا کہ علم و حکمت اصل اخلاق ہی کہ آدمی کے دلالت کے مطابق قوت غضبیہ و شہویہ مہذب ہو جاتی
ہین اسواسطے کہ جب آدمی کو علم نہوا تمیز درمیان نیک و بد کے نکر سکیگا پس جہل مرکب یا بسیط کا پابند ہو کر اپنی
قوت غضب و شہوت خلاف حکمت شریعت کے استعمال کر کے خلق سبعی و بہیمی پیدا کریگا اور میران کا یہ قول
کہ قرآن سمجھنے کیواسطے نور ایمان کافی ہی نادرست ہی اسواسطے کہ اگر مراد یہ ہی کہ نفس ایمان کا نور کافی ہی تو ظاہر البطلان
ہی کیونکہ ہر مومن نے علم قرآن نہین سمجھ سکتا ہی بلکہ اوسکے الفاظ بھی نہین پڑھ سکتا ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ نور ایمان کامل کا
کافی ہی تو کمال ایمان اعمال سے موقوف ہی کیونکہ بغیر اعمال کے مومن فاسق کہینگے نہ مومن کامل اور صحت اعمال علم احکام و عقاید پر

موقوف ہی ورنہ بے علم کیا جانتا ہی کہ دین اسلامی مین کیا کیا کام فرض و واجب و مستحب و مباح ہین کہ اونکو علی حسب المراتب
اختیار کرے اور کیا کیا کام حرام و مکروہ ہین کہ اون سے اجتناب کرے تا کہ کمال ایمانی حاصل ہووے لیکن ایمان کامل بے علم
حاصل نہین ہوتا ہی خواہ کتابین پڑھکر علم حاصل کرے یا ربانی علما سے مسائل دینی پوچھکر یاد کرے بہر حال ممانعت علم
سیکھنے سے نہایت قبیح ہی اور یہ بتر دلیل ہی کہ اگر تم علم رکھتے مہدویت کو قبول نکرتے صاف دلالت اسپر کرتی ہی کہ مہدویت
انکی سواے جہلا کے اور کسیکے قابل پسند و قبول نہین ہی اور ظاہر ہی کہ جہلا حق و باطل مین کیا تمیز رکھتے ہین کیونکہ اونکی پسند معتبر
ہووے وہ کیا جانتے ہین کہ مہدی کیسا ہوگا اور اوسکی کیا علامات ہین انکا پسند کرنا اور علما کا کہ واقف علامات اور احوال مہدی سے
ہین ناپسند کرنا دلیل بطلان مہدویت کی ہی شعر صائب ؎ چیزی کہ می شکند قدر شعر را تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس
اور میان خوندمیر نے ذکر کو تلاوت قرآن سے افضل کہا مخالف ہی فرمان خدا و رسول کے اسواسطے کہ حدیث قدسی ہی کہ
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الرب تبارک وتعالی من شغلہ القرآن عن ذکری ومسئلتی اعطیتہ
افضل ما اعطی السائلین وفضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ رواہ الترمذی
والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوۃ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی رب تبارک
وتعالی نے جو شخص کہ باز رکھے اوسکو قرآن ذکر میرے سے اور دعا و سوال میرے سے دیتا ہون مین اوسکو افضل اوس چیز سے
کہ دیتا ہون سوال کرنیوالونکو اور بزرگی کلام خدا کی باقی کلامون پر مانند بزرگی خدا کے ہی اپنے مخلوقات پر انتہی اور ذکر
بھی قسم دعا سے ہی کیونکہ یاد و ثنا کنایۃ طلب و سوال ہی پس جب فرمایا کہ سائلین سے افضل دیتا ہون تلاوت کرنیوالیکو و ذاکرین
بھی آگئے جیسا کہ سیاق و سباق کلام کا اسی پر دلالت واضح رکھتا ہی اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءۃ القرآن فی الصلوۃ افضل
من قراءۃ القرآن فی غیر الصلوۃ وقراءۃ القرآن فی غیر الصلوۃ افضل من التسبیح والتکبیر و
التسبیح افضل من الصدقۃ والصدقۃ افضل من الصوم والصوم جنۃ من النار یعنی پڑھنا قرآن کا
نماز مین افضل ہی پڑھنے قرآن سے غیر نماز مین اور علما نے کہا ہی کہ نماز مین بھی تفریق ہی کہ کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہی بعد اوسکے
بیٹھکر اور قرآن پڑھنا غیر نماز مین بہتر ہی تسبیح و تکبیر سے علما نے کہا کہ اگرچہ اذکار نماز مین ہووین اسواسطے کہ تسبیح
و تکبیر و تحمید و تہلیل تمام جزو قرآن ہین اور قرآن چونکہ کل ہی افضل ہی جزو سے اور تسبیح افضل ہی خیرات مالی سے اور خیرات
مالی افضل ہی روزہ سے اور روزہ سپر ہی آتش دوزخ سے پس جو مشہور ہی کہ عبادت مالی افضل ہی عبادت بدنی سے مراد
یہ ہی کہ سواے نماز و قرات قرآن و ذکر کے باقی عبادات سے افضل ہی اور نہین ترتیب مسطور الصدر ملحوظ ہی اور امام احمد

بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہی کہ فرمایا دیکھا مینے رب العزت کو خواب مین پس پوچھا مینے کہ کون سی عبادت
افضل ہی فرمایا تلاوت قرآن بار دیگر مینے پوچھا کہ فہم معنی کے ساتھ ارشاد ہوا بفہم و بے فہم انتہی اور فضائل
علم کے حد و حساب سے خارج ہین مگر بطور نمونہ لکھے کہ چند آیات و احادیث مسطور ہوتی ہین یرفع اللہ الذین آمنوا
منکم والذین اوتوا العلم درجات یعنی بلند کریگا اللہ تعالیٰ اونکے جو ایمان رکھتے ہین تم مین اور ان لوگونکے
جو دیے گئے ہین علم بڑے درجے قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون یعنی کہو ای محمد کیا برابر
ہوتے ہین وہ لوگ کہ علم رکھتے ہین اور وہ لوگ کہ بے علم ہین انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی نہین
ڈرتے ہین اللہ سے اوسکے بندون مین سے مگر علما اور مشکوٰۃ مین ہی کہ کثیر بن قیس نے روایت کیا کہ مین مسجد دمشق مین
پاس ابو الدردا رضی اللہ عنہ کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ ای ابو الدردا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کے شہر سے تمھارے پاس آیا ہون ایک حدیث پوچھنے کیواسطے کہ مینے سنا ہی کہ تم وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم سے روایت کرتے ہو سوا اسکے اور کچھ حاجت یہان آنیکی مجکو نہ تھی ابو الدردا نے کہا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم سے سنا ہی کہ یقول من سلک طریقا یطلب فیہ علما سلک اللہ بہ طریقا من
طرق الجنۃ وان الملائکۃ لتضع اجنحتہا رضا لطالب العلم وان العالم یستغفر لہ من فی السموات
ومن فی الارض والحیتان فی جوف الماء وان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر
علی سائر الکواکب ان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما
وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر رواہ احمد والترمذی و ابوداؤد و ابن ماجۃ و
الدارمی وسماہ الترمذی قیس بن کثیر یعنی فرماتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو شخص کہ چلا ایک راہ کہ طلب
کرتا ہی اوسمین علم دین کو چلاویگا اوسکو اللہ تعالیٰ ایک راہ مین راہون بہشت سے اور تحقیق فرشتے رکھتے ہین بازو اپنے
واسطے رضامندی طالب علم کے اور تحقیق عالم کیواسطے مغفرت مانگتے ہین رہنے والے آسمانون کے اور رہنے والے
زمین کے اور مغفرت مانگتی ہین عالم کیواسطے مچھلیان درمیان پانی کے اور مقرر فضیلت عالم کی عابد پر ایسی ہی جیسے
کہ فضیلت قمر کو شب بدر مین اوپر سب ستارون کے اور مقرر علما وارث پیغمبرون کے ہین اور تحقیق پیغمبرون نے
دینار و درہم کا ارث نہین چھوڑا ہی اور سوائے علم کے میراث نہین چھوڑی ہی پس جسنے کہ سیکھا علم کو پایا نصیب کامل اور
ترمذی کی حدیث مین ہی کہ ذکر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلان احدھما عابد والآخر عالم فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم ثم قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ان اللہ وملائکتہ واہل السموات والارض حتی النملۃ فی حجرہا وحتی الحوت
فی الماء لیصلون علی معلم الناس الخیر یعنی ذکر کیا گیا روبرو حضرت رسالت پناہ کے دو مردوں کا ایک عابد اور
دوسرا عالم پس فرمایا حضرت نے کہ فضیلت عالم کی عابد پر مانند فضیلت میری کے ہے اوپر ادنی تم صحابہ کے پھر
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی اور فرشتے اوسکے اور اہل آسمانوں کے اور زمین یہانتک کہ
چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہانتک کہ مچھلی پانی میں البتہ درود بھیجتے ہیں اوپر تعلیم کرنے والے آدمیوں کے علم خیر
اور ترمذی اور ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ واحد اشد علی
الشیطان من الف عابد یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک فقیہ سخت تر ہے شیطان پر
ہزار عابد سے اور ابن ماجہ وبیہقی نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علی کل
مسلم یعنی طلب کرنا علم کا فرض ہے اوپر ہر مسلمان کے اور دارمی نے روایت کیا کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عن رجلین کانا فی بنی اسرائیل احدہما کان عالما یصلی المکتوبۃ ثم یجلس فیعلم الناس الخیر والاخر
یصوم النہار ویقوم اللیل ایہما افضل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل ہذا العالم الذی
یصلی المکتوبۃ ثم یجلس فیعلم الناس الخیر علی العابد الذی یصوم النہار ویقوم اللیل کفضلی علی
ادناکم یعنی سوال کیا گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حال دو مرد کا کہ بنی اسرائیل میں تھے ایک عالم تھا کہ نماز فرض
پڑھ لیتا تھا بعد اوسکے بیٹھتا تھا کہ تعلیم کرتا تھا آدمیوں کو خیر کی اور دوسرا روزہ رکھتا تھا دن میں اور نماز میں کھڑا
رہتا تھا رات بھر ان دونوں میں کون افضل ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بزرگی اس عالم موصوف العمل
کی اوس عابد مذکور پر مانند بزرگی میری کے ہے اوپر ادنی تمہارے کے اور ترمذی نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تعلموا الفرائض والقران وعلموا الناس فانی مقبوض یعنی سیکھو تم فرائض کو اور قرآن کو اور تعلیم
کرو آدمیوں کو اسواسطے کہ میں قبض وفات کیا جاؤنگا اور بیہقی نے روایت کیا کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما حد العلم الذی اذا بلغہ الرجل کان فقیہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حفظ
علی امتی اربعین حدیثا فی امر دینہا بعثہ اللہ فقیہا وکنت لہ یوم القیامۃ شافعا وشہیدا
یعنی سوال کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا ہے حد علم کی کہ جب پہنچے مرد اوس حد کو ہووے فقیہ پس
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ یاد کرے میری امت کے لیے چالیس حدیثیں اونکے دین کے مقدمے
میں اوٹھاویگا اوسکو اللہ تعالی قیامت میں گروہ فقہا میں اور ہونگا میں روز قیامت اوسکے گناہوں کا شفاعت

کرنیوالا اور نیکیونکا گواہی دینے والا چنانچہ اسی ثواب کی امید پر محدثین سلف و خلف نے رسائل چہل حدیث کے تصنیف فرمائے ہین اور ابوداود اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلم ثلثة اٰیة محکمة او سنة قائمة او فریضة عادلة وما کان سوی ذلک فهو فضل یعنی فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین ہین آیت محکمہ یعنی کتاب اللہ یا سنت کہ ثابت اور صحیح ہو موافق شرائط علم حدیث کے یا فریضۂ عادلہ یعنی احکام کہ مستنبط ہین کتاب و سنت سے باجماع و قیاس برابر ہین جو ب عمل مین ساتھہ احکام کتاب و سنت کے اور جو علم کہ سوا اسکے ہی وہ زائد ہی انتہی بالجملہ ثابت ہوا کہ علم نہایت اعلی چیز ہی کہ کوئی عبادت اسکو نہین پہنچتی ہی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ احادیث مذکورۃ الصدر اسی علم ظاہر کی فضیلت مین ہین کہ جسکو علم معاملہ بولتے ہین نہ فقط علم باطن کے حق مین کہ جسکو علم مکاشفہ اور علم لدنی اور علم حقیقت کہتے ہین کیونکہ احادیث مین تاکید تعلیم و تعلم کی ہی اور تعلیم و تعلم اسی علم ظاہر سے متعلق ہی نہ علم لدنی سے کیونکہ علم لدنی کا حال یہ ہی کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم یعلم یعنی جو شخص کہ عمل کریگا اوس علم پر کہ جانا اور پڑھا ہی وہی کریگا اوسکو اللہ تعالی علم اوس چیز کا کہ نہ جانا اور نہ پڑھا ہی اور حضرات صوفیہ اس حدیث کی شرح مین فرماتے ہین کہ جب بندہ علم ظاہر پر عمل کرتا ہی اور اوسکے موافق خدا کی عبادت بجالاتا ہی اللہ تعالی اوسکے دل پر ایک دوسرا علم الہام فرماتا ہی کہ وہ سوا ان ظاہری علم کے ہی اوسکو نہ پوچھا تھا نہ جانا پھر جب اوس علم ثانی پر عمل کرتا ہی علم ثالث الہام فرماتا ہی اسیطرح ہر علم عمل کا سبب ہوتا ہی اور ہر عمل موجب علم کا ہوتا رہتا ہی پس علم اول علم ظاہر ہی اور وہی اصل بنیاد ہی ان سب علوم لدنیہ کا اور باقی سب علوم علم لدنی اور علم باطن ہین کہ وہ اسی علم ظاہر پر عمل کرنے سے حاصل ہوتے ہین چنانچہ آیت واتقوا الله ویعلمکم الله مین اسطرف اشارہ ہی یعنی اور تقوی پرہیزگاری اختیار کرو اللہ تمکو تعلیم فرمادیگا اور دوسری آیت مین ہی کہ والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا یعنی جو لوگ کہ مجاہدہ اور ریاضت کی ہماری راہ مین بتا دینگے ہم ونکو اپنی راہین پس معلوم ہوا کہ علم باطن فقط موہبت الہی ہی کہ پڑھنے اور سیکھنے سے علاقہ نہین رکھتا ہی اور جس علم کے سیکھنے اور پڑھنے کی تاکید ہی مراد اوس سے علم ظاہر ہی اور علم ظاہر موقوف علیہ اور بنیاد علم باطن کی ہی کیونکہ جب علم ظاہر پر برابر عمل کیا جاتا ہی علم باطن خود بخود الہام ہوتا ہی کیونکہ درگاہ الہی مین بخل نہین ہی بندے مین قابلیت ہونیکی دیر ہی اور اگر علم ظاہر نہوا تو عمل اول مین خلل واقع ہوگا پس علم باطن بھی ویسا مرتب نہوگا اسیواسطے حضرات صوفیہ نے فرمایا ہی کہ ان دونون علمون مین نسبت تن و جان و پوست و مغز کی ہی شعر علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر کی شود بی شیر مسکہ کی شود بی پیر پیر

پس شیخ جونپور کہ علم ظاہر کے سیکھنے سے منع کرتے ہین گویا کہ تمام علوم لدنیہ کی راہ بند کرتے ہین اور معرفت الٰہی سے
محروم رکھتے ہین منع کرنے علم تو ان خداشناخت ہو اور منشا غلطی کا یہ ہوا کہ اس بات کو پایا ہے کہ حضرت خاتم الرسالت
سے استغفر اللہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک یہ نہین جانتے ہین کہ وہان بھی شب و روز جبرئیل واسطے تعلیم کے حاضر
تھے کہ علمہ شدید القویٰ وغیرہ آیات اوس پر دال ہین علاوہ نبوت موہبت الٰہیہ ہی کہ بے سابقہ ریاضت و محنت کے
مرحمت ہوتی ہے بخلاف ولایت کے کہ کسبی ہے کہ اول کسب ریاضت چاہیے تب حاصل ہووے اور کسب ریاضت موقوف ہے
علم شرعی پر پس شخص اپنا قیاس حضرات انبیا پر کس طرح کر سکتا ہے ہر ایک کیواسطے جبرئیل سا معلم کہان سے نصیب ہوگا
پس اپنی اوقات کے موافق کوئی معلم اختیار کرنا چاہیے اسی سبب سے تمام اولیا اور مشائخ طریقت مانند شیخ عبد القادر
جیلانی و جنید و شبلی و بایزید بسطامی و شیخ شہاب الدین سہروردی و خواجہ معین الدین چشتی و خواجہ بہاؤ الدین
نقشبند وغیرہم کے کہ حساب انکا مشکل ہے سب علما ہین کہ اول تحصیل علوم ظاہری کر کے بعدہ طریقت مین قدم
رکھے ہین اور اگر کوئی بے علم داخل طریقت ہوا چاہتا تھا پہلے اوسکو علم سیکھنے کا حکم فرماتے تھے اور اگر کوئی شاذ
و نادر بجذبۂ الٰہی بغیر علم پڑھے کسی مقام کو پہونچ جاوے وہ شیخ نہین ہوتا ہے جب تک کہ بعد جذب کے علم پڑھکر
سلوک اختیار نکرے اور مجذوب سالک نبنے پس اسکو بعد جذب کے ہنگام سلوک مین علم کی حاجت ہوئے جیسا کہ سالک
مجذوب کو قبل جذب کے سلوک مین علم کی ضرورت ہوتی ہے یہ دونون شیخ ہونیکا منصب رکھتے ہین اور مجذوب محض اور سالک
محض شیخ نہین ہو سکتا ہے جیسا کہ عوارف وغیرہ کتابون اہل طریقت مین مذکور ہے اور صاحب سراج نے نہایت تعصب بلکہ
خجالت سے انکار اس مقدمے کا کیا اور کہا کہ ہم لوگ علوم کے سیکھنے سے منع نہین کرتے ہین حالانکہ یہ انکار غلط ہے کیونکہ
دستاویزین خود انکے عہد کی اس باب مین موجود ہین جیسا کہ مذکور ہو چکین کہ وہ سونے اور قیلولے کو علم پڑھنے پر ترجیح
دیتے تھے اور سخت منع کرتے تھے چنانچہ آغاز قول مین اونکی معتبر کتابون سے منقول ہو چکا بد خلقی ہمیشہ ہم اپنے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم پر جفا کرنا اور اونکی روح اطہر کو ناخوش کرنا یعنی بیت اللہ کو جانا اور زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کیواسطے مدینہ طیبہ کو نجانا اور جنکی بدولت کعبے کو پہچانا اور حج کرنا جانا اونکے ساتھ یہ ناشکری و احسان
فراموشی پیش آنا کہ اونکے مرقد اطہر پر حاضر نہونا اور بیگانہ وار مدینے سے روگردان ہوکر فقط مکے سے حج کرکے
واپس آنا اور حضرت کی شفاعت خاص کی کہ واسطے زائر قبر اطہر کے موعود ہے ہمہ انکار یا چنانچہ حدیث شریف مین وارد
ہے کہ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی یعنی جسنے زیارت کی میری قبر کی واجب ہو گئی اوسکے واسطے شفاعت
میری اور حضرت کی شرف ملاقات کی قدر نجاننا کہ زیارت قبر اطہر مانند ملاقات حیات کے ہے چنانچہ

حدیث شریف مین ہی کہ من زار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی یعنی جسنے زیارت کی میری
قبر کی ہوا مانند اوس شخص کے کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی دنیاوی مین اور بالفرض اگر حاصل کرے اس شرف
ومنقبت کا ارادہ نکیا تو رنجش روح اطہر کا بھی خوف نکیا اسواسطے کہ حج کرکے بغیر زیارت شریف کے مراجعت کرنے مین
روح مقدس پر جفا کرنا ہی چنانچہ فرماتے ہین من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی یعنی جسنے کہ حج بیت اللہ
کا کیا اور میری زیارت نہ کی پس تحقیق مجھپر جفا کیا اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ حضرت رسالت پناہ سے روایت کرتے ہین کہ
فرمایا من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی یعنی جسنے
کہ زیارت کی میری قبر کی بعد موت میرے پس گویا کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی مین اور جسنے کہ نہ زیارت کی میری قبر کی پس
بہ تحقیق کہ مجھپر جفا کیا اوسنے چنانچہ شیخ جونپوری کہ اپنے تئین مہدی مشہور کرتے ہین ایسی کیا کہ بیت اللہ کا حج کیا اور
بغیر زیارت حضرت رسالت کے مدینے سے مونہہ موڑکر ہندوستان کا رستا لیا اور اس عیب کے چھپانے کے واسطے یہ حیلہ کیا کہ
مجکو حضرت رسالت پناہ نے فرما دیا کہ میرے پاس مت آؤ سیدھے گجرات کو چلے جاؤ کہ تمھارے دعوی مہدیت کی وعدہ گاہ
ہی اور اوسکا وقت ظہور بھی قریب ہی جیسا کہ مطلع الولایت مین مسطور ہی اور حقیقت مین تو وہی بات ہی کہ عذر
گناہ بدتر از گناہ اور کذب اس کلام کا ظاہر ہی اسواسطے کہ سفر آمد و رفت مدینے کا کل ایک مہینے کا ہوتا ہی اسقدر
دعوی مہدیت کی کیا جلدی تھی کہ اوس سفر مبارک کو چھوڑکر تاخت گجرات کو مقدم رکھا حالانکہ گجرات مین
آکر شہر احمد آباد مسجد تاج خان مین عنقریب دروازہ جمال پور کے اٹھارہ مہینے اقامت کرکے دعوی مہدیت کا
سنہ ۹ نوسو تین برس مین دعوی مکہ سے دو برس کے بعد کیا ہی پس ایک مہینے کا سفر مدینہ ترک کرنا بجلد دعوی مہدیت
کے اور پھر گجرات مین آکر اس مدت دراز تک دعوی نکرنا نہایت سخن بیوجہ ہی علاوہ یہ کہ دعوی گجرات مین کیا ضرور تھا
کیا مدینے مین دعوی کرنے سے کچھ شرم دامنگیر ہوتی تھی اور طرہ یہ ہی کہ اس کشف مخالف شرع پر عمل کیا اور یہ
خیال نکیا کہ جب حضرت رسالت حالت زندگی مین اپنی زیارت قبر کی اسقدر تاکید فرماوینگے کیونکر بعد رحلت کے
لوگونکو علم مکاشفے مین زیارت سے منع فرماوینگے زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی باجماع علماے دین قولا
وفعلا افضل سنن اور اکد مستحبات سے ہی قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ایسی سنت ہی کہ اوسپر اجماع ہی اور بعض علماے مالکیہ اوسکو واجب لکھتے ہین اور نزدیک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ کے زیارت آنحضرت کی افضل مندوبات اور اکد مستحبات سے ہی قریب بدرجہ واجبات کے اور کثرت سے احادیث مقدسہ اس
مین وارد ہین چنانچہ جذب القلوب وغیرہ کتابون مین اسکی تفصیل موجود ہی پس جب ایسے امر اجماعی کے برخلاف کوئی

کشف والہام ہووے اوسپر عمل نچاہیے بلکہ وسوسۂ نفسانی اوسکو سمجھنا چاہیے اور زیادہ تر موجب حیرت
ہی کہ خود شیخ جونپوری کا بھی یہی اعتقاد ہی چنانچہ شواہد کے چوبیسوین باب مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا ایک شخص کو
کہ اوسکو کشف کہنا نچاہیے کہ در رعایت شرع محمدی کی جسمین قائم نہووے پھر فرمایا کہ معلوم تمھاری تنور مین
پڑین کہ خلاف شرع محمدی کے کیا تمنے سبحان اللہ قول یہ اور فعل وہ وَكَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا
اللہ تعالی فرماتا ہی أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا
تَعْقِلُونَ یعنی کیا حکم کرتے ہو تم لوگونکو نیک کام کا اور بھولتے ہو آپ کو اور تم پڑھتے ہو کتاب پھر کیا نہین بوجھتے ہو
بدخلقی چہاردہم یہ کہ ارادہ اتباع سنت محمدیہ کا کرنا لیکن بسبب کم علمی کے وہ مخالف سنت کے ہو جانا
چنانچہ شواہد الولایت کے باب بست وہشتم مین لکھا ہی کہ شیخ جونپوری بروز انتقال اپنی زوجہ بی بی الہداتی کے گھر مین تھے
اور عادت یہ تھی کہ زمین مین میخین واسطے شناخت وقت نوبت ازواج کے گاڑی تھین جب اون میخون پر
سایہ پہونچتا تھا ایک بی بی کے گھر سے دوسری بی بی کے گھر جانیکی نوبت آتی تھی اوس روز جب سایہ میخ پر پہونچا
فرمایا کہ مجکو بی بی ملکان کے گھر مین لیچلو بی بی ملکان وہان حاضر تھین اونھون نے عرض کیا کہ آپ بیمار ہین اور مین خود
یہان حاضر ہون اور مینے اپنی نوبت تمکو بخشدی آپ یہین ہو اور یاران نے بھی یہی مضمون بکمال اصرار عرض
کیا میران نے جواب دیا کہ خوب ہے تمنے اپنا حق بخشا لیکن حد شرع محمدی کی کہ خدا تعالی نے حکم کیا ہی کون شخص بخش سکتا
ہی بعد اوسکے پھر دو تین بار بی بی ملکان وغیرہ نے یہی مضمون عرض کیا لیکن میران نے قبول نکیا اور کہا کہ یہ درد
لوگ ہماری رعایت کرتے ہین لیکن شرع محمدی کی رعایت نہین کرتے ہین الغرض ناچار بی بی ملکان کے گھر مین بطور
اپنے تئین پہونچایا انتہی میران کی اس حرکت مین چند قباحتین پائی گئین ایک یہ کہ خلاف حضرت رسالت مآب کے
کیا اسواسطے کہ صحیح بخاری کی حدیث ہی کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسئل فی مرضہ الذی
مات فیہ این انا غدا این انا غدا یرید یوم عائشۃ فاذن لہ ازواجہ ان یکون حیث شاء فکان فی
بیت عائشۃ حتی مات عندہا یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض موت مین ہر روز پوچھتے
تھے کہ مین کل کس بی بی کے گھر مین ہونگا اشتیاق تھا نوبت حضرت عائشہ کا ازواج مطہرات نے یہ مطلب سمجھکر اذن
دیا کہ جس جا حضرت کا دل چاہے وہان رہین پس حضرت خانۂ عائشہ مین تشریف فرما رہے یہان تک کہ وہین رحلت
فرمائی اب غور کیا چاہیے کہ جب حضرت رسالت نے رخصت ازواج مطہرات کی قبول فرمائی شیخ جونپوری کہ کمال اتباع کا
دعوی کرتے ہین انکو بھی لازم تھا کہ قبول کر لیتا اور طریقۂ محمدیہ پر عمل کرتے کیونکہ حضرت رسالت پناہ علیہ السلام سے اعلم اتقوی

ف
بدخلقی چہاردہم بسبب کم علمی کے شیخ نے خلاف اتباع سنت محمدی کے کیا کہ ہبہ نوبت ازواج کو ناجایز سمجھ
اور انکو بھی داخل نوبت کیا اور حدود آلہی اور حقوق الناس مین مرتے دم تک فرق نہ پہچانا

نہین ہی بلکہ وسوسۂ نفس ہے چنانچہ کیا خوب کسینے کہا ہی شعر فرد کوشش در زہد و صدق و صفا ہو ولیکن میفزا ے
بر مصطفی ہیئہ دوسری قباحت یہ کہ نوبت شب باشی حق بیبیونکا ہی اگر کوئی بی بی اپنی نوبت دوسریکو حلال کر دے
وہی حلال ہوجاتی ہی چنانچہ حدیث سابق سے بھی ظاہر ہوا اور دوسری حدیث متفق علیہ مین بھی ہی کہ ان سودۃ
لما کبرت قالت یا رسول اللہ جعلت یومی منک لعایشۃ فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یقسم لعایشۃ یومین یومہا ویوم سودۃ یعنی سودہ رضی اللہ عنہا کہ ازواج مطہرات سے
ہین جب کبیر السن ہوئین عرض کیا یا رسول اللہ کر دیا مینے اپنا روز نوبت واسطے عایشہ کے پس رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم عایشہ کیواسطے دو روز نوبت فرماتے تھے ایک خود اونکا روز اور ایک بی بی سودہ کا روز اسیطرح
شیخ جونپوری کیواسطے بھی بی بی ملکان اپنی نوبت بی بی بون کو دیتی تھی اور انھون نے اس حلال کو بنزلہ حرام کے
سمجھکر انکار کیا تیسری قباحت یہ ہی کہ تمام فقہا اور محدثین کا اتفاق ہی کہ شب باشی مین عدل واجب ہی یعنی جتنے
ساعات شب ایک عورت کے گھر مین رہے اوسیقدر دوسریکے پاس بھی رہے اور دن مین حساب ساعتون کا رکھنا
ضرور نہین ہی بلکہ دنمین کسیقدر رکھنی مابس ہی اور کسی جا یہ نہین آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن کی گھڑیونکا
حساب کرکے عورتون پر تقسیم فرماتے ہون پس شیخ کو بی اوسقدر باریک بینی اس مقدمے مین حرکت زائد لاطائل تھی
چوتھی قباحت یہ کہ شیخ موصوف باوصف اسکے کہ دعوی علم غیب اور اطلاع جمیع احکام کا رکھتے تھے اس حالت تک
بھی کہ ہنگام مرگ قریب پونہچا اسقدر نجانتے تھے کہ حد شرعی بخشنے سے نہین بخشی جاتی ہی وہ کونسی ہی اور حقوق
قابل بخشنے کے کون سے ہین کہ نوبت ازواج کو کہ حق الناس ہے اور مانند دوسرے حقوق الناس کے بخشا جاتا ہی اوسکو حد الہی
ٹھہرایا اور کہا کہ اس حد شرعی کو کون شخص بخش سکتا ہی اور یہ نجانا کہ وہ بخش سکتا ہی کہ جسکا یہ حق ہی یعنی بی بی ملکان
بخش سکتی ہی جیسا کہ بی بی سودہ نے حضرت عایشہ کو اپنا حق نوبت بخشدیا اور وہ حدود کہ جنکو بخشنا بندونسے
نہین ہو سکتا ہی وہ حقوق الہی ہین اسواسطے کہ حد کی تعریف یہ ہی کہ عقوبت مقدرہ معینہ کہ واسطے حق خدا تعالی کے
واجب ہوئی ہو ایسی حد مین حاکم کے پاس پہونچنے کے بعد شفاعت درست نہین ہے پس تعزیر کو حد نکہینگے کیونکہ مقدر و معین
نہین ہے اور قصاص کو حد نہین کہتے ہین کیونکہ اگرچہ عقوبت معینہ ہی لیکن حق بندیکا ہی اسواسطے بخشدیا جاتا ہی اور
قرآن سے اوسکا عفو ثابت ہی کہ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ
یہ آیت بھی اگر شیخ موصوف کو یاد آجاتی جانتے کہ جب قصاص سا حق عفو ہوسکتا ہی دوسرے حقوق الناس کیون نہ عفو
ہووینگے بالجملہ سبب غمراہی اسکے ہین کہ اپنے تئین نحوی علم کیطرف توجہ نہین ہی اور دوسرونکو بھی اوسکی طرف مائل

ہونے سے مانع ہوتے ہیں بدخلقی بانزدہم یہ کہ بسبب اپنی مہدویت کے انکلانے تمام اہل اسلام کو شرق سے مغرب تک
کافر جاننا اور انکے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز سمجھنا چنانچہ انصافنامے کے باب دوم میں لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ انکار کرنا
مہدویت سید محمد بن سید خان سے کفر ہی اور ملا احمد خراسانی نے سید محمود فرزند میران سے پوچھا کہ منکران مہدیکو کیا فرماتے
ہو کہا کافر کہتا ہوں میں ملا احمد نے کہا اگر میں انکار کروں سید محمود نے کہا اگرچہ بایزید ہووے اور انکار مہدیکا کرے
کافر ہو جاوے اور باب سوم میں لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ نماز پیچھے منکران مہدی کے پڑھنا نہ چاہیے اگر پڑھی ہوں
اعادہ کریں اور موضع بہدریوالی میں اکثر مہاجرین میان نعمت مجتمع ہوئے تھے گفتگو یہی تھی کہ منکرین کے
پیچھے نماز نچاہیے گزارنا بعدہ بعضے یاروں نے اعتراض کیا کہ خود میران نے نماز جمعہ اور نماز ہر دو عید کی پیچھے مخالفین کے
ادا کی ہی اگر روا نہوتا کیوں پڑھتے بعدہ میان خوندمیر اور میان نعمت وغیرہ نے کہا کہ ہم اس گفتگو میں نہیں پڑتے
ہیں جو کچھ میران نے کہا ہی وہ ہمکو کرنا چاہیے اور جس چیز سے منع کیا ہی چاہیے کہ اوس سے ہم باز رہیں مصنف
کتاب مذکور کا کہتا ہی کہ اس مجلس میں یہ ناقل حاضر تھا اور باب ہشتم میں لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ مہدویونکو
مسجد جامع اور عیدگاہ میں بجمعیت و سلاح و لباس عمدہ جانا چاہیے تا کہ مخالفین اونکی کثرت دیکھکر سوختہ
ہووین اور باب چہارم میں لکھا ہی کہ شہر ٹھٹھہ میں میران عزلت کر رہے تھے ایک ملا اپنے لڑکے کیواسطے خواہان جا
ہوا میران نے جواب دیا کہ اگر حق تعالی قوت دیوے ان لوگونسے جزیہ لیویں اور خوندمیر نے کہا کہ یہ لوگ حربی
ہو گئے ہیں اور خوشی میران اور اونکے یاروں کی یہ تھی کہ علماے مخالفین کے گھر علم پڑھنے اور وعظ سننے کیواسطے
کوئی جاوے اور خوندمیر بہت تشدد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کوئی شخص ہمارے دائرے سے تمھارے پاس علم
پڑھنے کو نہ آویگا اس پر حجت کہ علما کے پاس جاوے اور دوستی کرے مخالف آیت اور مخالف مہدیکا ہووے آیت
یہ ہی یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم الایۃ انتہی جواب اسکا یہ ہی کہ کلام مذکور الصدر
سے معلوم ہوتا ہی کہ میران اور خوندمیر اپنے مخالفین کو حربی اور کافر و قابل جزیہ جانتے تھے ہمکو اسکا جواب دینے کی حاجت نہیں ہی
بلکہ خود میران و خوندمیر کی زبان سے اسکا جواب لو دیتے ہیں وہ یہ ہی کہ اوسی کتاب انصافنامے کے باب پنجم میں
لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ جو شخص کلمہ کہے اونسے جزیہ نچاہیے لینا اور اونکی عورتوں میں سے نکاح تصرف
نچاہیے کرنا اسطرح حرمت کلمے کی چاہیے رکھنا اور یہ بھی لکھا ہی کہ خوندمیر نے جنگ کے بعد اسباب
مخالفین کا نلیا اور لینے سے منع کیا اور میران نے سفر خراسان میں سرحد ولایت مسلمانوں تک اونکی کشت زار سے
کچھ نلیا جب ملک کفرستان میں پہونچے اضطرار میں لینے کی اجازت دی انتہی یہاں سے معلوم ہوا کہ اپنے

مخالفین کو حربی نہین جانتے تھے بلکہ اونکے اموال اور عورتونکو مانند اموال اور اعراض مسلمانون کے اپنے پر
حرام جانتے تھے یہان تک کہ میان خوندمیر نے اونکے ہاتھو پر جان دیا اور اونکا مال نہ لیا اور میران نے سفر خراسان مین
حالت اضطرار مین بھی اونکے کشت زار پر دست دراز نکیا اور ذمی بھی نہین جانتے تھے اسواسطے کہ میران نے
فرمایا کہ انسے جزیہ نچاہیے لینا اور علاوہ یہ کہ وہ لوگ اونکے ذمے مین کب آسکے تھے کہ ذمی ہوتے اور اونکی رعیت نہ تھے
بلکہ یہ خود اونکی رعیت تھے اور مستامن بھی نہ تھے کیونکہ وہ لوگ کب انسے امن مانگ کر انکے ملک مین آتے تھے انکا
ملک کہان تھا بلکہ یہی اونکے ملک مین اونکے امن مین پھرا کرتے تھے اور منافق بھی نہ تھے اسواسطے کہ منافق وہ ہوتا ہے
کہ اپنے اعتقاد کو چھپاوے کو وہ لوگ اپنے عقائد کو کبھی میران اور میرانیونکے سامنے نہین چھپاتے تھے بلکہ بزور سلطنت
خود ان پر احتساب قائم کرتے تھے پس جبکہ کافر حربی اور ذمی اور مستامن اور منافق نہ ٹھہرے معلوم ہوا کہ خود میران اور
خوندمیر کے اعتقاد مین بھی وہ لوگ مسلمین پاک باطن تھے اسواسطے کہ کوئی احتمال دیگر باقی نہین ہے اور احکام بھی
مسلمین کے اونکے حق مین میران اور خوندمیر جاری کرتے تھے اب جو کلام مذکور الصدر سے معلوم ہوتا ہے کہ میران اور خوندمیر
وغیرہ اپنے مخالفین کی تکفیر کرتے تھے اور حربی یا قابل جزیہ اور غیر قابل اقتدا کے انماز جانتے تھے محض تعصب اور نفسانیت
سے تھا کہ مسلمانون کو دیدہ و دانستہ کافر بول بیٹھتے تھے اور شدت غضب اور غلبۂ تعصب مین اس سخن کے
انجام کا خیال نہین کرتے تھے اور اندیشہ اور خوف اسبات کا نہین کرتے تھے کہ مسلمانونکو کافر جاننے سے آدمی
آپ کافر ہو جاتا ہے یہ مقتضا نہایت بے احتیاطی اور ناعاقبت اندیشی کا ہے آدمی خداترس دیندار کبھی ایسی جرأت
نہین کرتا ہے چنانچہ محرر اوراق باوجود اسقدر ظلم اور زیادتی ان بزرگوارون ناعاقبت اندیش کے ابھی تک
صراط مستقیم احتیاط پر چلا جاتا ہے اور کبھی اپنے زبان اور قلم کو انکی تکفیر سے آلودہ نہین کرتا ہے اور یہ جو تمام امت
اسلامیہ کی تکفیر کر رہے ہین اسکا انتقام خدائے دادار پر حوالہ کرتا ہے کہ واللہ المستعان علی ما تصفون
جواب دوم یہ کہ کلام مذکور الصدر مین خود انکے اقرار سے ثابت ہوا کہ خود میران اور انکے تمام ہمراہیون اور خلفانے
نماز جمعہ اور عیدین کا پیچھے مخالفین کے پڑھنا صحیح اور درست سمجھا ہے اور اوسپر عمل کیا ہے اور دوسری کتابون
قوم سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ کبھی میران نے جمعے اور عیدین مین اقتدا مخالفین سے انکار نکیا بلکہ ہمیشہ
ہندستان و عربستان و خراسان مین جمعہ اور عیدین پیچھے مخالفین کے پڑھا کیے ہین چنانچہ آج تک اونکی قوم کا
اسی پر عمل ہے اب سوال کیا جاتا ہے کہ یہ کونسی شریعت اور دین ہے کہ جمعہ اور عیدین کافر کے پیچھے صحیح ہو جاتا ہے
شریعت محمدیہ مین تو یہ ہرگز نہین ہے اگر ہے تو ثابت کرو اور اگر میران نے کوئی شریعت تازہ تراشی ہے تو وہ دکھاؤ

میران کا غلط ہوا کہ ہم شریعت تازہ نہین لائے ہین ہم مین اور تم مین باب شریعت مین کچھ فرق نہین ہے جیسا کہ شواہد
کے باب بستم مین منقول ہی پس معلوم ہوا کہ مہدی نہ تھے کہ ایسے دعوے باطل کرتے تھے اور اگر شریعت تازہ نہین
لائے ہین جیسا کہ ادعا ہی تو کافر کے پیچھے نماز جمعہ و عیدین پڑھنا بمقتضائے شریعت محمدیہ کے خطا بدیہی ہی جب اسقدر
مسئلہ دینی بخلاف تھے یا جانکر اوسکے مخالف عمل کرتے تھے تب بھی مہدی نہ ہوئے کہ مہدی کے حق مین ہی یقفوا
اثری و لا یخطی یعنی میرے قدم پر چلیگا اور خطا نکریگا اور اگر مخالفین حقیقت مین کافر نہ تھے اسواسطے اونکے
پیچھے جمعہ اور عیدین ادا کرتے تھے تو اونکو کافر بولنا اور نماز پنجگانہ اونکے پیچھے نارو سمجھنا خطائے فاحش ہوا تب بھی
مہدویت اوڑ گئی اور دوسری خطا یہ ہوئی کہ جمعہ و عیدین اور نماز پنجگانہ مین تفرقہ کرنا خلاف اجماع مسلمین ہے جسکے پیچھے
جمعہ صحیح ہی اوسکے پیچھے پنجگانہ بھی صحیح ہی **جواب سوم** یہ کہ سند تکفیر مخالفین کی یہی حدیث ہی کہ من انکر خروج
المہدی فقد کفر بما انزل علی محمد یعنے جسنے انکار کیا خروج مہدیکا پس تحقیق کافر ہوا اوس چیز کا کہ اوتاری گئی
ہی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جیسا کہ صاحب سراج الابصار نے امام ابوبکر اسکاف کی فوائد الاخبار اور ابو القاسم سہیلی کی
شرح السیر سے اور فصل الخطاب سے نقل کیا ہی اور یہ حدیث احادیث احاد ظنیہ سے ہی کہ بتقدیر صحت بجز ظن کے مفید جزم و یقین
کو نہین ہے اور اسلام امت محمدیہ کا قطعی یقینی ہی پس اس ظنی سے اوس قطعی یقینی کے زائل ہونیکا حکم کیونکر
ہو سکتا ہی اور اگر کہین کہ جب خود مہدی نے اس حدیث کی تصدیق و تصویب کی اور اسکے مطابق اپنے مخالفین کی تکفیر
کی تو حدیث قطعی ہوگئی جواب اسکا یہ ہی کہ اول یہ تقریر دوری ہی کہ صحت تکفیر موقوف ہوئی صحت مہدویت پر
اور صحت مہدویت موقوف ہی صحت تکفیر پر کیونکہ تکفیر ناحق آثار خلق قبیح سے ہی کہ بطلان مہدویت اوسکو لازم ہی
اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ خود تمھارے مہدی کے حکم مین تذبذب ہی جیسا کہ جواب اول و دوم مین مذکور ہوا کہ صاف معلوم نہین
ہوتا ہی کہ منکرین کو کافر جانتے تھے یا مسلمان بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ متردد رہتے تھے کہ کبھی احکام اسلام اونپر جاری
کرتے تھے اور کبھی احکام کفر اون مظلومونکی طرف منسوب کرتے تھے پس جب خود متردد ہو نے حکم جزمی نہوا
اور حدیث بھی مفید جزم نہوئی پس اسلام قطعی و ثابت کیونکر زائل ہو سکتا ہی اور جواب حقیقی یہ ہی کہ حدیث
مسطور کا مطلب یہ ہی کہ پیشتر خروج مہدی کے خروج مہدی موعود کا انکار نچاہیے بلکہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ
مہدی موعود آنیوالا ہی جیسا کہ اب ہم سب معاشر اہل سنت کو اعتقاد ہی اور بعد خروج امام موصوف کے تصدیق کرنا
چاہیے کہ غایت اعتقاد سابق کی یہی ہی جیسا کہ ہم سب اوسوقت تصدیق کرینگے انشاء اللہ تعالی اور مہدیہ جو ہونگے
تو اوسوقت بھی مذمت گذشت کرتے رہینگے اور منکر مہدی موصوف کے ہونگے اب انصاف کرنا چاہیے کہ

ہر چیز کے واسطے کچھہ علامات مختصہ ہوتی ہین کہ جنسے وہ چیز پہچانی جاتی ہی پس مہدی کے واسطے بھی علامات ہین
کہ جسمین پائی جاوین وہ مہدی ہی ورنہ ہر شخص دعوی کر بیٹھے کہ بندہ مہدی موعود ہی کیونکہ آدمی ہی اور محمد نام رکھتا
ہی اور یہ امر مشترک ہی اس لیے مہدیت ثابت نہین ہوسکتی ہی پس علامات مہدویت کے احادیث مین مذکور ہین اور مدعی
مین موجود چاہیے ہونا تاکہ اوسکی تصدیق لازم ہو اور انکار کفر ہو پس یہ علامات تعریف مہدی کی ہوئی اور تعریف مین
ضرور ہی کہ جامع اور مانع ہو مختص بمعرف ہووے کہ دوسرون سے مابہ الامتیاز واقع ہو پس اسقدر علامات مذکورہ احادیث
کہ جنسے مہدی غیر مہدی سے تمیز ہوجاوے اور وہ علامات دوسرون مین موجود نہوین ذات مدعی مہدویت مین
ہر ور ہین اب اگر بانصاف دیکھیے تو شیخ جونپوری مین سب علامات مفقود ہین سواے اسکے کہ محمد نام تھا اسواسطے
کہ اب تک انکا نسل فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا اور باپ کا نام عبد اللہ ہونا بھی ثابت نہوا حالانکہ یہ علامات
عامہ سے ہین کہ تنہا مثبت مہدویت کے نہین ہوسکتے ہین چہ جای دوسری علامات کی اور حال اخلاق خود ظاہر ہی کہ
سراسر مخالف احادیث و قرآن کے ہین اور اخلاق محمدی سے نہایت مخالف ہین اور دعوی بیجا کمالات باطنیہ کے
غیر مسموع ہین کیونکہ وہ امور باطنیہ ہین فقط تمھاری زبانی ہین وہ خود محتاج اثبات ہین مہدیت کا اثبات کیا
کرسکتے ہین پس ایسے شخص کی مہدویت کا اقرار احادیث کثیرہ کا انکار ہی اگر انصاف کیجیے تو انکی تصدیق گناہ ہی
اور انکار موجب اجر و ثواب ہی اور اگر بلا علامات مذکورہ احادیث تصدیق واجب اور انکار کفر ہو تو کوئی کس کس
کی تصدیق کرے اسواسطے کہ کچھہ فقط شیخ جونپوری مدعی مہدویت کے نہین ہین بلکہ اونسے اول بہت سے مدعی
گذر چکے ہین یہ بھی منجملہ اونکے اور مقتدی اونکے ہین چنانچہ تفصیل اون جھوٹے مہدیونکی موافق لکھنے قاضی
ارتضا علیخان مرحوم اور حضرت شیخ علی متقی مرحوم کے یہ ہی کہ ایک اونمین سے محمد بن تومرت مغربی ہی جو سن
پانچ سو چودہ ۵۱۴ ہجری مین اتفاق سے عبد المومن کوفی کے مغربی ملکون مین نکلا تھا ریاست پیدا کرکے مال
و اسباب لوگون کے لیکر بڑا فساد برپا کیا اور اپنی مہدیت ثابت کرنیکے واسطے چند لوگونکو قبرون مین پوشیدہ
رکھا تھا تا وہ ندا کرتے رہین کہ یہ مہدی موعود ہی اس حیلے سے اکثر جاہلونکو دام گمراہی مین لایا آخر بخوف
راز فاش ہونیکے جو لوگ کہ قبرون مین پوشیدہ تھے اونکو جیتے جی قبرون مین دفن کردیا اور آپ مہدی معصوم
کہلایا بعد تھوڑے عرصے کے حاکم وقت کے ہاتھہ سے مقتول ہوکر بدلہ اپنے دعوی کا پایا **دوسرا** محمد بن
عبد اللہ میمون جو نواسا یہودیکا مجوسیہ عورتکا جنا ہوا ملوک عبیدیہ کا پوتا تھا مہدیت کا جھوٹا دعوی کرتا
ہوا شام کیطرف سے نکلا نسبت اپنے نسب کے کی حضرت اسمعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف کرکے

مغرب اور شام اور مصر اور خراسان کے ملکون کے اکثر لوگونکو اپنے تصرف مین لایا اور مغرب کیطرف ایک شہر بسایا
نام اوس شہر کا مہدیہ رکھکر تخت گاہ اپنی بنایا فساد اور برائیان اوس سے اور اوسکی اولاد اور تابعدارون سے
جو ہوئین دنیا مین کسی فاسق و فاجر سے نہوئین آخر سلطان صلاح الدین نے اس شجرہ ملعونہ کی جڑ اوکھاڑی اور
اسکے باقی لوگونکو چنگیز خان نے ہلاک کیا چنانچہ حالات اوسکے اور اوسکی اولاد کے ابن کثیر اور ابن جوزی اور حافظ
عماد الدین اور شمس الدین بن خلکان نے اپنی اپنی تاریخ کی کتابون مین تفصیل سے لکھے ہین اور اسمعیل بن جعفر صادق
کیطرف اسکے نسب کی نسبت کی نفی کی ہے **تیسرا** ازمک نامے ایک شخص اسی جھوٹے دعوے پر اوٹھکر مہدی کہلایا
شہرزور کے پہاڑونکی طرف نکلکر ایک بڑی ٹکڑی ترکونکو اپنا تابعدار کیا آخر اوس طرف کے امیر احمد خان کردی نے
اوسپر فوج کشی کرکے اوسکو قتل کیا اور جماعت کو اوسکی پراگندہ کر دیا اور اوسکے بھائی کو اسیر کرکے راہ راست پر
لایا **چوتھا** ایک کیمیاگر سید محمد نامے نے سات سو ہجری مین ملک مغرب کیطرف سے نکلکر دعوی مہدیت کا کیا
اور اکثر اوس اطراف کے لوگونکو مطیع کر لیا آخر دروغ اوسکا نہ چلا چند مدت مین مع اپنی جماعت کے مارا گیا
پانچوان محمد بن عبداللہ نامے نے سنہ ۹۱۷ نوسو سترہ ہجری مین اطراف مصر مین ایک جنگلی جماعت کے ساتھ خروج کیا
تھا آخر کو اوس طرف کے حکام کے ہاتھ پر قید ہو کر توبہ کی **چھٹے** سید محمد نوربخش جونپوری کہ اولیائے مغلوب
الحال سے ہین ایک گروہ اونکو مہدی موعود جانکر ضلالت مین پڑے ہین حالانکہ صاحب معارج الولایت کہتا
ہے کہ سید محمد نوربخش جونپوری کو ایک وجد حال آیا دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ انت مہدی
یعنی تو مہدی ہے انہون نے سمجھا کہ مین مہدی موعود ہون ایک مدت تک اسی دعوے پر رہے آخر جب
حج کو چلے اثنائے راہ مین انکو کشف ہوا کہ مین مہدی بایں معنی ہون کہ ہدایت یافتہ ہون راہ نمائی خلق مین
طرف عبادت الہی کے نہ مہدی موعود ہون پس اس دعوے سے باز آکر مریدون اور ہمراہیونکو اس اعتقاد سے
پھیر دیا اور کہا کہ جب اس سفر سے پلٹونگا باقی مریدونکو بھی اس اعتقاد سے باز رکھونگا آخر اثنائے راہ مین وفات پائی
بعد اوسکے ہمراہیون نے تابعونکو یہ خبر پونہچائی بعضے اس عقیدے سے پھر گئے اور بعضے پہلے اعتقاد پر
اڑے رہے **ساتوین** شیخ اویس رومی جو سلطان بایزید کے زمانے مین تھے اور یہ سلطان بھی اولیاء اللہ مین
ہے اور ان شیخ کے اتنی خلیفہ تھے ایکدن خلفا کو بلا کر کہا کہ مجکو کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ مین مہدی ہون تم بھی
اپنے باطن کیطرف متوجہ ہو اور جو کچھ ظاہر ہو مجھسے بیان کرو چنانچہ خلفا ایک مدت تک متوجہ رہکر بولے کہ ہمکو
معلوم ہوتا ہے کہ تم دعوے مین سچے ہو پس سلطان سے ذکر کیا سلطان نے کہا کہ تم خروج کرو مین تمہارے ساتھ ہون

اور مددکو حاضر ہوا ان بعد چند روز کے جب باطن کیطرف رجوع کیا معلوم ہوا کہ الہام ربانی نہ تھا بلکہ خطرۂ شیطانی
تھا اوس عزم سے پھر گیا اور سلطان کو بھی مطلع کردیا **آٹھوان** ایک شریف بلاد مغرب مین شیخ علی متقی
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ وہ ہمارے زمانہ مین موجود ہی صاحب شوکت عظیمہ ہی کہ بلاد مغرب مین چار مہینے کی راہ تک
اوسنے ملک فتح کیا ہی اور اب تک وہ دعوی مہدیت کا کرتا ہی **اور بعضے لوگ** ایسے ہین کہ وہ خود دعوی مہدیت کا نہین
کیے ہین بلکہ اوس سے انکار کرتے رہے ہین لیکن معتقدین اونکے اونکو مہدی جانتے ہین چنانچہ شیعہ کہتے ہین امام
محمد بن حسن عسکری مہدی ہین اور اللہ تعالی نے اونکو طفولیت مین صاحب علم و حکمت کیا اور منصب امامت کا
دیا اور لقب اونکا حجت و صاحب الزمان اور مہدی ہی اور سنہ دو سو چھپن ہجری مین پیدا ہو کر پانچ یا نو یا پندرہ برس کی
عمر مین باختلاف الروایات سرداب سر من رای مین پوشیدہ ہو گئے آخر زمانہ مین ظہور کرینگے اور تمام زمین پر حاکم ہو کر
ظلم و اختلافات مذاہب اوٹھاوینگے جوابات اسکے خاتم المحدثین حضرت **شاہ عبد العزیز** دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور
سید المتکلمین **مولوی حیدر علی صاحب** سلمہ اللہ تعالی کی تصانیف مین بخوبی مسطور ہین یہان حاجت اعادہ کی
نہین ہی کیونکہ کلام ساتھ قوم دیگر کے ہی اور ایک جماعت کہتی ہی کہ **محمد بن حسن مثنی** بن امام حسن رضی اللہ عنہما
کہ بڑے پاک ذات تھے مہدی ہین اور وہ منصور عباسی کی ریاست مین خروج کر کے مقام احجار الزیت پر کہ قریب
مدینہ منورہ کے ہی مقتول ہوے انمین کچھہ علامات مہدیت کی ظاہر تھین البتہ یہ حدیث حضرت رسالت پناہ کی کہ مارا جاویگا
ایک اولاد سے میری پاک ذات احجار الزیت مین انکے حق مین صادق ہی اور بعضے لوگ کہتے ہین کہ امام **محمد باقر** بن امام زین
العابدین علیہما السلام مہدی ہین باوجودیکہ وہ حضرت فرماتے تھے اے لوگ مجکو مہدی سمجھتے ہین حالانکہ مین
قریب موت کے پہونچا ہون اور مجھہ مین کچھہ علامات مہدیت کے نہین ہین اور فرقہ کیسانیہ روافض سے **محمد بن حنفیہ**
بن علی مرتضی رضی اللہ عنہما کو مہدی جانتے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ انھون نے وفات نہین پائی ہی بلکہ کوہ رضوی مین
زندہ مخفی ہین اور دو شیر دشمنون سے انکی نگہبانی کرتی ہین اور دو چشمے شیر و شہد کے اونکے پاس جاری ہین اونھین سے
اپنی غذا کرتے ہین آخر زمانے مین نکلینگے خرابی عالم کو عدل و انصاف سے بدل دینگے کثیر و حمیری نے کہ دو شاعر تھے
اس اعتقاد پر کہ بہت سے ابیات اس باب مین لکھے ہین جیسا کہ مہدویان جونپوری مین مہری شاعر نے دیوان مہری
لکھا ہی کہ باتون اور بیتون سے دین کو ثابت کرے اور وفات حضرت محمد بن حنفیہ کا خلافت عبد الملک بن مروان مین
ثابت ہی اور ایک گروہ **عمر بن عبد العزیز** خلیفۂ عادل مروانی کی مہدیت کے قائل تھے اور ایک گروہ **محمد**
بن عبد اللہ الملقب مہدی باللہ ثالث ملوک بنی عباس کی مہدویت کے قائل تھے حالانکہ وہ ایک بادشا

فاسق و فاجر تھا الغرض جیسا کہ مہدیان حال دعوی اخلاق و خوارق عادات اپنے مہدی کا کرتے ہیں اسیطرح پہلے
معتقدین ان مدعیان مہدویت کے بھی دعوی کرتے تھے اور ہر فرقہ اپنے معتقد فیہ کے اخلاق و خوارق میں دعوی
تواتر روایات کا رکھتا تھا جیسا کہ مہدوی لکھتے ہیں کہ تا دم مرگ وہ اپنے دعوی کا قائل تھا جیسا کہ مہدی قائم
ہیں اور نصرت میں اور بعض دیگر علامات انکے بھی مدعی تھے اور اکثر علامات مذکورہ احادیث کہ اون لوگوں میں مفقود تھے
اوسکی کچھ پروا نہیں رکھتے تھے جیسا کہ مہدوی لوگ کرتے ہیں پس ان مدعیان مہدویت کا ابطال مہدوی لوگ
کس دلیل سے کرتے ہیں سو بیان کریں کہ اوسی دلیل سے ہم انکا بھی ابطال کر سکتے ہیں اگر کہیں کہ اونکے اخلاق و خوارق
کا تواتر ممنوع ہے ہم کہتے ہیں کہ ایسی تمہارے شیخ کے اخلاق و خوارق کا تواتر بھی ممنوع ہے بلکہ خود تمہاری کتابوں
اونکی بداخلاقیاں کہ منافی ولایت ہیں بلکہ عوام مومنین کی شان کے بھی خلاف ہیں ثابت ہیں جیسا کہ مذکور ہوئیں
ہیں پس ظہور ہوا کہ بنا اثبات مہدویت کی علامات مذکورہ احادیث نبویہ پر ٹھہرائی جاوے کہ جس سے ان تمام مدعیان
و مظنونان مہدویت کا مہدی ہونا مع مہدویت شیخ جونپوری کے زائل و باطل ہو جاوے اور فقط حضرت امام مہدی علیہ السلام
متصف بعلامات مہدویت پر انعقاد منحصر ہو جاوے والحق احق بالاتباع **بدخلقی شانزدہم** شیخ جونپوری نے
ایسا خلق اختیار کیا ہے کہ بقول شخصے خویش را بگذارم نہ بیگانہ جیسا کہ اپنے عندیہ میں اپنے منکرین کو کافر ٹھہرایا
ویسی اپنے معتقدین مہدویوں کو بھی منافق و مشرک بنایا چنانچہ انصاف نامے کے باب یازدہم میں لکھا ہے کہ تین
پہر ذکر کرنا صفت منافقوں کی ہے اور چار پہر ذکر کرنا ذکر مشرکوں کا ہے اور ایک دوسرے رسالے اس قوم میں مسطور ہے
کہ میران نے فرمایا کہ تین پہر ذکر کرنیوالا منافق ہے اور چار پہر ذکر کرنیوالا مشرک ہے اور پانچ پہر کا ذکر کرنیوالا مومن
ناقص ہے اور آٹھ پہر کا ذکر کرنیوالا مومن کامل ہے فقط آپ سمجھیے کہ مہدوی لوگ کس خرابی میں گرفتار ہوئے
کہ ہمارے یہاں سے بھاگ کر وہاں گئے تھے طلب ولایت و دیدار خدا کے واسطے وہاں لینے کے دینے پڑ گئے ایک علم
مشرک و منافق بلکہ اون سے بھی بدتر ٹھہر گئے اسواسطے کہ تین چار پہر کا ذکر بھی کسی مہدوی سے ہو سکتا ہے کیونکہ
اکثر اپنے کسب و شغل و سیر و گشت میں مشغول رہتے ہیں اور کسب و اشغال دنیوی کے ساتھ دل ذاکر رہنا یہ مقام
انکو نصیب نہیں ہے ورنہ کسب کہ پیشہ انبیا ہے اوسکو مانع الذکر جانکر کیوں حرام کہتے اور علاوہ اس قلت ذکر
کے بموجب فرمان انکے مہدی کے دوسری دلیل کفر بھی اس قوم میں موجود ہے چنانچہ بدخلقی دہم میں مذکور ہو چکا
کہ میران نے فرمایا ہے کہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و مزارعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا جو کہ انکا مقصود
نہیں مشغول ہے وہ کافر ہے اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور اوسی ارادے میں مشغول ہو وہ بھی کافر ہے انتہی حالانکہ یہ تمام

اشیاے مذکورہ بالا اس قوم کے ادنی اور اعلی پاس موجود رہتے ہین ورنہ گرسنہ پانچ چہار پاس مفقود رہتو ہی پس موافق
فرمان حضرت میران بابر البیان کے تمام مہدویہ کافر و منافق و مشرک ٹھہرے اور اگر ہزارون مین کوئی ایک آدھا
اس شرط عام الورود سے بچ گیا وہ کس حساب مین ہی کہ النادر کالمعدوم اب مہدویون نے اپنے مہدیکا یہ وارد و بنتے ہین انکے
واسطے ایک دن نکالا ہی کہ مرنے سے ترک میان کرتے ہین یعنی جب جاتے ہین مایوس ہوجاتے ہین ایک میان پیرزادے
آکر انکو ترک دنیا سکھاکر اونکا اسباب مع سامان استعمالی آپ سمیٹ کر لیجاتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ اوس وقت عجیب عجیب
حرکات مخالف عقل و نقل کے عمل مین آتی ہین اب غور کیجیے کہ جس شخص کے ملک الموت اسکے سر پر آپونہچے ہین دنیا کو
ترک کرتا ہی اور اس ترک سے قرب الہی ڈھونڈھتا ہی حالانکہ قرب الہی وس فعل سے حاصل ہوتا ہی کہ جس مین بندیکو
قدرت کرنے نہ کرنے کی موجود ہو اس شخص کو قدرت دنیا رکھنے کی کہان ہی بلا انکہ تو جبرا اوس سے دنیا چھڑوا دے
ہین تمیز و شعور لے مین نہین اسنے دنیا کو چھوڑوایا دنیا نے اوسکو چھوڑا یہ تارک الدنیا ہوا یا متروک الدنیا ہوا غرضکہ انکے
پیرزادے اپنی کمائی کے واسطے یہ حیلہ ایک فریب ٹھہرائے ہین کہ تمام مہدوی عمر بھر اسپر اعتماد کرکے بکمال حظ نفس دنیا
مین مصروف رہتے ہین اور اپنے مہدیکے اقوال کو ہرگز کان نہین لگاتے ہین اور بموجب فرمان انکے مہدیکے تمام
عمر کفر و نفاق و شرک مین مبتلا رہتے ہین اور جانتے ہین کہ مرتے وقت کا ترک کفایت کرتا ہی حالانکہ خود انکے مذہب کے
موافق بیترک توبہ مرتے وقت کی نامقبول ہی چنانچہ انکے رسائل مین ہی کہ سیدن میان صاحب نے توضیح المراتب
مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی اوقات لہو و لعب مین گذرانی اور ہمت اپنی شب و روز تدبیر ماکولات و ملبوسات
و مشروبات مین صرف کرے بلکہ بعضے گناہون کبائر کا بھی مرتکب ہووے اور باین ہمہ ظن رکھتا ہی کہ اپنے مرنیکے
وقت خدا تعالی کو دیکھے گا یہ غرور و فریب عدو نفس ہی کہ اوسکو بہکلا رہا ہی اوسنے ہوس خام پکائی اور خیال باطل باندھا
مثال اوسکی یہ ہی کہ کسینے زہر کا تخم بویا اور امید گندم کی رکھی اور نہ نبیہ ان آیات سے مطلع نہین ہی کہ و
لتنظر نفس ما قدمت لغد ایضا فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال
ذرة شرا یره بلکہ موت اوسکو اوسی حال مین آملے گی جسمین کہ عمر گذاری ہی جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
کما تعیشون تموتون وکما تموتون تبعثون یعنی جس حال مین زندگی کاٹو گے اوسی حال مین مروگے تم اور جس
حال مین مروگے اوسی حال مین اوٹھائے جاؤگے تم اور اللہ تعالی نے خبر دی ہی کہ ولیست التوبة للذین یعملون
السیئات حتی اذا حضر احدهم الموت قال انی تبت الان ولا الذین یموتون وهم کفار اولئک
اعتدنا لهم عذابا الیما یعنی نہین ہی توبہ ان لوگون کیواسطے کہ برے کام کرتے ہین یہان تک کہ جب

حاضر ہوئی ایک شخص کو اون مین سے بہت بولا کہ مینے اب توبہ کی اور نہ اون لوگونکے واسطے کہ کافر تھے ہین ان لوگونکے واسطے
مہیا کیا ہی مینے عذاب پر ذا کر انتہی تمام ہوئی تقریر سید میان کی اور ثابت ہوا کہ توبہ قدم گرند مہدویہ مین
نامقبول ہی پس مجھلے مرادونے اپنی کمائی کے واسطے تراشی ہی علاوہ یہ ہی کہ بالکل عقیدہ پانزدہم مین کو ہو چکا
کہ اونکے مہدویہ نزدیک صوبہ ہجرت نکرنے والا بھی منافق ہی پس بعد نزول مذکور لے بھی ہجرت نکرنیکے سبب سے منافق
ہے غرض کہ مہدوی لوگ ہرچند کہ اپنے مہدی کا پہچھواڑے ہین لیکن مہدویہ کے نزدیک یہ لوگ ہرگز مہدوی نہین ہین
بلکہ مسلمان بھی نہین ہین کیونکہ مہدی انکو مشرک و منافق و کافر ٹھہرا گئے ہین جیسا کہ مذکور ہو چکا ہیجا ایشان بیجا
انده وازانجا مانده نه منکر کرده خویش آید پیش خطا خود انکہین مہدویون سے ہوئی کہ ہمارا دین آسان و سہل بھولنے
چھوڑا جیسا کہ حضرت رسالت پناہ فرماتے ہین اتیتکم بالحنیفیۃ السھلۃ البیضاء یعنی لایا ہون مین تمہارے واسطے دین
ایکطرف والا آسان وشن اور جناب باری نے ارشاد کیا کہ ھو اجتبٰکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج یعنی اللہ نے
تمکو پسند کیا اور نہین کی تمپر دین مین کچھ مشکل آب ثابت ہوا کہ مشکل کہ شیخ جونپوری نے خلق خدا پر کی ہی کہ
تین چار پہر برابر ذکر و فکر الٰہی مین جان مارے تب بھی اوسکو مشرک و منافق جانتے ہین خلاف حدیث و قرآن ہے
بدخلقی ہفدہم یہ کہ شیخ جونپوری کتا رکھتے تھے حالانکہ نہ کشت زار رکھتے تھے اور نہ شکار کھیلتے تھے اور نہ گلہ
گوسفند وغیرہ کا پالا تھا کہ حاجت کتے کی ہوتی اور عذر درست ہوتا پس بغیر ان تین عذر کے کتا رکھنا خالی گناہ سے
نہ تھا اور خلاف سنت محمدیہ کا تھا کیونکہ اس شریعت مین کتے کا رکھنا گناہ ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ جس گھر مین
کتا ہوتا ہی فرشتے اوس مکان مین نہین ہوتے ہین اور جو شخص کتا رکھتا تھا حضرت رسالت پناہ اوسکے گھر مین تشریف
فرما نہ ہوئے تھے اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتخذ کلبا الا کلب ماشیۃ
او صید او زرع انتقص من اجرہ کل یوم قیراط یعنی جو شخص رکھیگا کتا سوائے اتنے مواشی یا شکار یا کھیت کے
کم ہوگا اجر اوسکے سے ہر روز ایک قیراط قیراط نیم دانگ کو کہتے ہین لیکن اوس عالم کے قیراط کی مقدار اللہ تعالیٰ کو معلوم
کہ کسقدر ہی اور یہ حدیث بھی صحیحین مین ہی کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بقتل الکلاب الا کلب صید او
غنم او ماشیۃ یعنی حکم فرمایا آنحضرت نے قتل کرنے کتونکا سوائے کتے شکار یا بکریون کے یا لفظ ماشیہ کا فرمایا چونکہ
مدینہ مطہرہ انوار وحی اور ملائکہ رحمت کے اوترنیکی جا ہے اور کتے مانع ہین دخول ملائکہ سے اسواسطے حکم ہوا کہ اوس شہر مطہر
کو آلودگی کتون سے پاک کرین اور سوائے اسکے بہت احادیث اس جانور کی مذمت مین وارد ہین اور تمام امت اسلامیہ کو
اس جانور سے انکار ہی اور صحابہ اور ائمہ اہل بیت اور اولیائے کاملین مین سے کسیکی یہ عادت نہ تھی کہ بے ضرورت ثلثہ مذکورہ

کے ایک کتا بھی اپنا رفیق بنائے ہوئے پھراکرین جیسا کہ شیخ جونپوری نے اس مذہب کو اختیار کیا تھا پھر طرہ یہ ہی
کہ عذر گناہ بدتر از گناہ معتقدین وس کتے کی وہ بزرگیان او پاکیان بیان کرتے ہین کہ اپنے مہدی کے
اصحاب پر اوسکو تفضیل دیتے ہین چنانچہ ولی یوسف کہ انکے تابعین سے ہین رسالہ حجۃ المنصفی مین بیان کرتے ہین کہ
ایک کتا میران کے دنبال ہا کرتا تھا جہان اوترتے تھے کتا بھی اوترتا تھا وہ کتا پانچ وقت بانگ نماز کہتا تھا
اور موذن غیرت مند اس کتے سے تنگ کرکے خواب سے بیدار ہوتا تھا اور وہ کتا ہر روز جمع کو دو زانو بیٹھکر ذکر خفی
کیا کرتا تھا اور اوسوقت اگر اوسکے روبرو طعام رکھا جاتا تھا ہرگز نکھاتا تھا اور اوسکو بھی سویت دیا کرتے
تھے لوگون نے پوچھا کہ حال اس کتے کا کیا ہوگا فرمایا ہمارا یہ اصحاب کہف کا ہوگا انتہی اسی سبب سے
بڑے پیشوا مہدویون کے مانند ملک جی مہاجر مہدی اور ولی یوسف وغیرہما کے اپنی تصانیف مین تمنا کرتے ہین
کہ مہدیکا کتا ہووین ورکاش اوسکے مقام کو پہونچکر اوسکے ساتھہ انکا بھی حشر ہووے اور انصاف نہین سمجھتے ہین
کہ خدا عالم ہے کتونکا یہ حال ہی کہ ملائکہ رحمت اونکے نزدیک نہین آتے ہین پس مہدیکے کتونکو کون پوچھتا ہی
اب ان دانشمندون سے سوال ہی کہ یہ کتا مہدیکا کہ پنجوقتہ اذان کہتا تھا یہ اذان کس لہجے میں ہوتی تھی آواز بشری تھی یا عوعو کتا
تھی اگر آواز بشری تھی تو کیا وضع تھی پوربی جونپوری ادا تھی یا اردو تھی سندھی یا گجراتی ادا تھی یا
فقط ایک غنغناہٹ تھی یا کچھہ کلمات اذان بھی ادا ہوتے تھے اگر ادا ہوتے تھے تو سب بنی آدم سمجھتے
تھے یا فقط مہدوی لوگ اس فہم سے مشرف تھے اقبولیکہ یا نہین آگ لگی اندھے کو سوجھی اور گونگے نے تان لی
بہرے نے بوجھی اور اس صورت مین موذن دیگر کی کیا حاجت تھی اور وہ موذن بشری کیون تنگ کر غیرت سے
بیدار ہوتا تھا یہی سگ خوش الحان مسجد مہدیکے واسطے موذن کافی تھا اور اگر آواز بشری نتھی بلکہ فقط ایک
عوعو تھی تو اسکا کیا اعتبار ہی ایسے بہت سے کتے پکارا کرتے ہین اسمین کیا نئی بات ہوئی مرغون کی اذان مشہور ہی
اگر کتے نے بھی صدا کی کیا کمال ہوا اور طرفہ یہ ہی کہ اس کتے کو اسقدر بڑھایا کہ موذن مہدی پر کہ بلاشبہہ صحابی مہدیکا
تھا اس سگ کو تفضیل دے دی کہ اسپر مہدی کی ایسی تاثیر پڑی تھی کہ اسکی خوش الحانی دیکھکر موذن مہدی
شرماتا تھا کہ تنگ کرکے اسکی اذان سننے کے بعد بیدار ہوتا تھا کیا وہ غریب مرکتے سے بھی بدتر تھا آخر وہ
بھی مہدیکا تربیت یافتہ صحابی مقرب ہوگا کہ سفر وحضر مین رفیق تھا اوسکا مادہ استعداد قابلیت کیا تھا کہ کتے
کے برابر توفیضیاب ہوتا اور مہدیکی سرکار مین اس کتے کا نام بھائی نگہ یا بھائی کالو تھا جیسا کہ شواہد الولایت سے معلوم
ہوتا ہی اور پنج فضائل سے معلوم ہوتا ہی کہ سنت سگ پرورکی خاندان مہدیمین جاری رہی چنانچہ میان سید محمود

مہدی ثانی کے پاس بھی ایک کتا تھا لالہ نام ایک وزبی بی ملکان نے اوسکو اینٹ کا ٹکڑا مارا میان نے کہا کہ گروہ
کتا ہوا وسکو مار ولیکن یہ دکتا نہین ہی بی بی نے کہا کہ میرانجی یہ بھائی کا لوہے سچا ہی کہا ہان یہ وسکا بھائی ہی غرضکہ
یہ سب خوبیان علم و عقل سے تہی ہین کہ جس سے بیزار ہین بلکہ ممنوعات سے بچتا ہین سچ ہی کہ نادان دوست سے
دانا دشمن بہتر ہے **بد خلقی بیزدہم** یہ کہ شیخ جونپوری حج بیت اللہ سے لوگونکو باوجود فرضیت و استطاعت کے
منع کیا کرتے تھے اور اپنے خلیفہ میان دلاور کے حجرہ کو بمنزلہ کعبہ کے ٹھہرایا تھا کہ اوسکے تین شوط کعبۃ اللہ کے
سات شوط بلکہ تمامی ارکان حج کے قائم مقام جانتے تھے چنانچہ پنجفضائل مین لکھا ہی کہ ایک فرزند ایمان بی بی پاس سا
دبکر نے میران سے کہا کہ مینے نیت کی ہی کہ حج ادا کرون اگر آپ رضا دینگے جاؤنگی فرمایا جاؤ یا دخدا مین مشغول رہو
اوسنے بعد چند روز کے پھر آکر کہا کہ میرانجی بندی کے پاس زاد و راحلہ وجود ہی اور راہ بھی امن ہی اور تندرستی
بھی حاصل ہی اگر رضا ہو وے جاؤن فرمایا جاؤ تین مرتبہ میان دلاور کے حجرہ کا طواف کرو اوسنے ویسی کیا بار
سوم مین خدا کو دیکھکر مستغرق ہوئی میران نے بہن خورده بھیجا جب ہوشیار ہوئی انتہی غرضکہ اس سنت مہدیکو
انکی اولاد و خلفا نے بسر و چشم قبول کیا اور حکم خدا و رسول کو کہ مقدمۂ حج مین نہایت تاکید سے ہی پس پشت
ڈالدیا یہان تک کہ اگر کوئی دوسرا شخص ارادہ کرتا تھا اوسکو منع کرتے تھے اور وہی حجرۂ دلاور کہ قبلہ
موروثی و آبائی تھا بتلا دیتے تھے چنانچہ پنجفضائل مین لکھا ہی کہ میران سید محمود کیوقت مین میان ولی جامع
نقلیات اور میان یوسف حاضر تھے میان یوسف نے عرض کیا کہ اگر رضا ہو وے مین حج کر آؤن سید محمود نے فرمایا
جاؤ طواف حجرۂ میان دلاور کا کر آؤ اگر حج تمہارا قبول نہو وے حج کو جانا چنانچہ میان یوسف طواف کر کے
از دنان خیر ان آئے اور کہا کہ مینے اپنے خدا کو بچشم سر دیکھا انتہی سبحان اللہ معلوم نہین کہ انھون نے کسکو اپنا
خدا سمجھا ہی کہ وہ حجرۂ دلاور کے طواف مین نظر آتا ہی اور خدائے عالم کے بیت اللہ کے طواف مین نظر نہین آتا ہی
بالجملہ اون لوگون کے نزدیک حجرۂ دلاور کعبہ شریف سے افضل ہوا اور فرض خدا سے کہ رکن اسلام ہی بندگان
خدا کو منع کیا اور براہ مخالفت خدا و رسول کی کہ خدا کی راہ سے بندگان خدا کو باز رکھا اور طواف حجرۂ مذکورہ
مین خدائے عالم کا نظر آنا غلط محض ہی بلکہ فریب شیطان ہی وہ ایسے ہزارون شعبدے بناتا ہی اور جاہل عابدون کو
بہکاتا ہی ایک عابد کو دعوی تھا کہ مین بارہ برس سے خدا کو دیکھکر سجدہ کیا کرتا ہون ایک عالم محدث نے پوچھا کہ کسطرح
دیکھتے ہو کہا دریا پر تخت ہوتا ہی اوسپر جلوہ فرما ہوتے ہین عالم نے کہا کہ صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت ہوتا ہی
کہ ابلیس اپنا تخت دریا پر بچھاتا ہی اور افواج اپنی اطراف عالم کو واسطے گمراہ کرنے خلق کے روانہ کرتا ہے

اوس بزرگ نے فوراً توبہ کی اور کہا کہ استغفر اللہ بارہ برس سے مجکو اس ملعون نے دھوکا دیکر اپنا سجدہ کروایا اور
ملفوظ معتبرہ مین لکھا ہی کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اپنی سیاحی
کے وقت مین ایکروز ایک صحرا مین پونہچا اور وہان چند روز توقف کیا ایکروز تشنگی نے نہایت غلبہ کیا اوسوقت
ایک ٹکڑا ابر کا مجپر سایہ انداز ہوا اور اوسمین سے مانند شبنم کے مجپر برسا کہ مین سیراب ہوگیا بعد اوسکے ایک ایسا نور نظر
پڑا کہ افق آسمان اوس سے نورانی ہوگیا اور ایک صورت نمودار ہوئی اور ایک آواز ہوا کہ ای عبدالقادر مین تیرا پروردگار
ہون حرام چیزین مینے تجپر حلال کردین جو چاہے سو کر مینے کہا اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیم دور ہو ای
ملعون پس یکایک وہ نور تاریک ہوگیا اور وہ صورت دھوان ہوگئی اوسنے مجسے کہا کہ ای عبدالقادر تونے بسبب اپنے
علم کے میرے ہاتھہ سے نجات پائی اس کرشمے سے مینے ستر اہل طریقت کو گمراہ کردیا ہی لوگون نے عرض کیا کہ آپنے
کیونکر معلوم کیا کہ وہ شیطان ہی فرمایا اس قول سے کہ محرمات کو مینے تجپر حلال کردیا انتہی دیکھیے ایسے حضرات
طریقت جہان خلاف شریعت کچھہ دیکھتے تھے اپنے علم کی بدولت معلوم کرلیتے تھے کہ یہ کرشمہ شیطانی ہی یہان تک
جب انکے مہدی نے شروع سے علم کی ممانعت کردی یہ بیچارے کیونکر پہچانین کہ یہ کرشمہ شیطانی ہی اگر ذرہ بھی دین کی
سمجھہ ہوتی پہچان لیتے کہ حج سا فرض خدا کا اسکو الہام منع کرنے والا خدا کیطرف سے نہین ہی بلکہ شیطان کیطرف
سے ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی قرآن مجید مین جابجا تاکید حج بیت اللہ کی فرماتا ہی کہ اَتِمُّوا الحَجَّ وَالعُمْرَۃَ لِلّٰہِ
یعنی پورا کرو حج اور عمرے کو خدا کے واسطے وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ البَیتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیہِ سَبِیلًا
وَمَن کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ العَالَمِین یعنی اور حق ہی اللہ تعالی کا لوگون پر قصد کرنا بیت اللہ کا اوس
شخص پر کہ استطاعت رکھتا ہی اوسکی طرف راہ کی اور جسنے کفر کیا پس اللہ تعالی بے نیاز ہی عالمین سے انتہی
دیکھیے کسقدر تاکید ہی کہ حج نکرنیکو کفران نعمت فرمایا اسی واسطے حدیث شریف مین دارمی کی روایت میں وارد ہی
کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یمنعہ من الحج حاجۃ ظاہرۃ او سلطان جائر او مرض
حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یہودیا وان شاء نصرانیا یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کہ جسکو نہ روکے حج سے محتاجی ظاہر یا بادشاہ ظالم یا مرض روکنے والا پس مرجاوے وہ شخص اور حج نکرے پس وہ
شخص چاہے یہودی مرے اور چاہے نصرانی مرے انتہی دیکھیے کسقدر تہدید ہی کہ اگر بلا عذر حج نکیا تو فرمایا کہ ایسا شخص
چاہے یہودی مر جاوے چاہے نصرانی مرے اور یہہ فرمایا کہ اگر چاہے دلاور کے جھوٹے کا طواف کرلے اور جب کعبہ ابراہیم علیہ
السلام تیار کرچکے حکم الٰہی ہوا کہ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالحَجِّ یَاْتُوکَ رِجَالًا وَعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَاْتِینَ مِنْ

كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ یعنی پکارے لوگون مین حج کیواسطے کہ آوین تیری طرف پیادہ پا اور دبلے دبلے اونٹون پر چلے آتے راہون دور سے پس حضرت ابراہیم حسب الحکم مقام ابراہیم کے پتھر پر کھڑے ہوا اور وہ مانند بلند پہاڑ کے اونچا ہوگیا پس حضرت ابراہیم نے دونون کانون مین اونگلیان لگاکے چارون طرف متوجہ ہوکر پکارا کہ ایہا الناس تمہارے رب نے ایک بیت بنایا ہی اور تمپر اوس بیت کا قصد کرنا فرض کیا ہی اپنے رب کا حکم قبول کرو جنکی تقدیر مین حج کرنا تھا اونھون نے اپنے باپ دادا کی پشتون اور ماؤن کے رحم وان مین سے جواب دیا کہ لبیک اللھم لبیک چنانچہ معالم التنزیل مین منقول ہی اور یہ کہین نہین ہی کہ حضرت ابراہیم نے یہ بھی پکارا ہو کہ چاہے اس بیت کو آنا اور چاہے گجرات مین آ کے میان لاؤ فقیر ہوگا اوسکے جھوپڑے کا طواف کرلینا واللہ المستعان علی ما تصفون اسکے سوا اور بہت سے آیات و احادیث اس بیت پاک کے حج مین وارد ہین کہ اون سب کا خلاف کیا شیخ جونپوری اور اونکے بیٹے سید محمود ندکورہ نے

بدخلقی نوزدہم یہ کہ یہی میان لاؤ کہ جنکے حجرہ کو شیخ جونپوری اور اونکے بیٹے نے کعبہ اور حج کی جاے بلکہ تجلی گاہ الٰہی مقرر کیا ہی شیخ جونپوری اونکے حق مین فرماتے ہین کہ میان دلاور کو عرش سے تحت الثریٰ تک ایسا روشن ہی جیسا کہ ہاتھہ مین رائی کا ہووے چنانچہ پنجفضائل مین مذکور ہی حالانکہ یہ دلاور اپنی عیب اپنا ایسی بیان کرتے تھے کہ نص قرآن کے مخالف ہوتی تھین چنانچہ اوس پنجفضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز میان دلاور مراقبے مین بیٹھے تھے دل مین آیا کہ ارم و جمشید نے دنیا مین بہت ریاضت کی تھی حال انکا کیا ہوگا اوسیوقت حکم الٰہی ہوا کہ ہمارے بندے نے یاد کیا ہی لیجاؤ ملائکہ نے اونکو اوسی مسلسل انکی پیٹھ کے پیچھے لاکر کھڑا کیا میان دلاور نے متوجہ ہوکر سبب اس گرفتاری کا پوچھا وہ لوگ ہاتھہ پیشانی پر مار کر روئے اور کہا کہ ہماری زہد و ریاضت مین چونکہ خدا مقصود نتھا سب ضائع ہوئین اب اس عذاب مین گرفتار ہین اس لحظہ آپ کی نظر کے سبب عذاب سے امن ہی جب نظر خوندگار سے غائب ہونگے پھر ملائکہ عذاب کرینگے میان یوسف نے پوچھا کہ میانجی یہ لوگ آتشی ہین انکو عذاب کس چیز کا ہی فرمایا انکو عذاب زمہریر کا ہی کہ بعضے درکات سقر کے ہین ونکا نام زمہریر ہی انتہی یہان قطع نظر اس بحث سے کہ ارم وغیرہ خاکی ہین یا آتشی میان لاؤ کا اعتقاد یہ معلوم ہوا کہ جن و شیاطین کو کہ آتشی ہین عذاب آگ کا نہوگا بلکہ زمہریر کا ہوگا اور قرآن مجید مین صاف وارد ہی کہ جن کو بھی عذاب آتش ہی چنانچہ آیت اوسپر شاہد ہی قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ فِي النَّارِ یعنی فرمایا داخل ہو ساتھہ اور امتون کے کہ گذر چکی ہین پیشتر تمسے قسم جن و انس سے آگ مین اور تحقیق اس امر کی کہ جن خود آتشی ہین انکو آتش سے کیونکر عذاب ہوتا ہی کتاب بستان الجن کی فصل تنقیح اصل جن مین موجود ہی یہان بسبب بے مناسبت مقام کے

[illegible]

اماده نکیا گیا اور حیرت کا مقام ہی کہ ممدوح جسکے حق مین کہے کہ اوسکو عرش سے فرش تک مانند دانے رائی کے
روشن ہی اوسکو معلوم نہووے کہ رام و لچھمن و سیتا کا کیا حال ہی اور یہ بھی معلوم نہووے کہ جن کو عذاب آتش ہے
اور آیت مذکورہ بالا بھی یاد نہووے یہ وہی میان ہین کہ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ کو یلد یولد پڑھتے تھے چنانچہ
مذکور ہوچکا واہ واہ وصف ہی اور یہ کشف ہی **بد خلقی بستم** یہ کہ تحفۃ الفضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ
خدا تعالی نے میان نظام کو ایسا کشف دیا ہی کہ عرش سے فرش تک بلکہ افلاک سے سمک تک انکے سامنے ایسا ہی جیسا
کسیکے ہاتھ مین دانہ رائی کا ہووے انتہی حالانکہ اس بزرگ کو قطع نظر زمین و آسمان کے اپنے عقائد ایمانیہ بھی برابر معلوم
نتھے تحفۃ الفضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز انکے پاس دو شخص مرید ہونیکو آئے ایک کو مرید کیا اور دوسرے کو دوسرے روز
کا وعدہ کیا جب کل کو آیا اوسکو مرید کیا عبد الرحمن نے پوچھا کہ اس تاخیر مین کیا حکمت تھی کہا کہ مینے دیکھا کہ اوسکی
پیشانی پہ مقبول لکھا ہی اور لوح محفوظ مین بھی مقبول لکھا ہی لیکن علم قدیم مین مردود ہی پس خدا سے بجد ہو کر
علم قدیم مین مقبول لکھوا دیا انتہی آپ خیال کیجیے کہ اوس بزرگ کو اسقدر بھی معلوم نہ تھا کہ علم قدیم الٰہی
نہین بدلتا ہی ورنہ جناب باری مین صفت جہل کی لازم آوے مثلا اسی مثال خاص مین لازم آتا ہی کہ نظام کا
اعتقاد یہ تھا کہ اب تک اللہ تعالی اس شخص کو مردود جانتا تھا اور وہ آج میری کوشش سے مقبول ہو گیا تو دا
الٰہی آج تک خطا و جہل تھی تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا اور اس کشف عرشی و فرشی پر
تاریخ دانی بلکہ قرآن دانی آپ کی ایسی تھی کہ اب تک بھی معلوم نتھا کہ شداد کہان ہوا ہی اور باغ ارم کس سرزمین پر بنا ہی
اور قصہ سکندر کیا ہی اسواسطے کہ تحفۃ الفضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز عبد الفتح نے شاہ نظام سے پوچھا کہ سنا جاتا
ہی کہ دامن کوہ قاف مین ایک درخت ہی کہ ثمرہ اوسکا آدمی ہین کہ دختران یازدہ سالہ کی صورت اوسمین معلق ہین جب
سکندر ذو القرنین وہان پہونچے ایک دختر کے ساتھ اوسمین سے تراش کر جماع کیا اوسدن سے اسدم تک قطرات
خون اوس درخت سے ٹپکتے ہین شاہ نظام نے کہا سچ ہی تم بھی دیکھو گے پس دو انگلیان عبد الفتح کی آنکھو پر
رکھدین اور بعد لحظے کے کہا دیکھو جب دیکھا تو اوسی درخت کے نیچے موجود تھے اونسے پوچھا میان جی
سکندر نے آدمیونکو اسی پہاڑ پر سوار کیا تھا فرمایا ہان ایک آدمی کو پہاڑ پر بھیجا کہ دیکھے اسطرف کیا ہی وہ جب
سر کوہ پر پہونچا اوس جانب دیکھکر ہنسا اور کود پڑا دوسرے کو بزنجیر آہنی کمر مین باندھکر بھیجا وہ بھی تبسم کرکے
زنجیر توڑا کر کود پڑا پس سکندر نے درگاہ الٰہی مین متوجہ ہو کر استفسار حقیقت حال کا کیا حکم ہوا کہ وہان بہشت
شداد ہی کہ اون لوگونکو نصیب ہوئی انتہی سبحان اللہ اسقدر بھی معلوم نہ تھا کہ درخت مین آدمی کہان سے

آپ آدمی وہ کہ حضرت آدم کی نسل سے ہوویں نہ کہ درخت سے نکلے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاکُمْ
مِنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی یعنی ای آدمیون ہمنے پیدا کیا تمکو ایک مذکر اور ایک مونث سے یعنی آدم و حوا علیہما السلام
سے اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ سکندر کہ جنکی نبوت مین اختلاف ہی اور ولایت مین اتفاق ہی وہ بغیر نکاح دختر حبشی
سے جماع کیونکر کرینگے اور یہ بھی معلوم نہ تھا کہ بہشت شداد کوہ قاف کے پرلے کہان ہی وہ بہشت شہر
وادی کو معلوم ہی کہ شہر عدن کے صحرا مین تھی اور اوسیکا نام ارم ہی اسواسطے کہ بانی اوسکا شداد بن عاد بن
عوص بن ارم بن سام بن نوح ہی پس اوس مکان جنت نشان کا نام بھی اپنے جد کے نام پر رکھا تھا اور اس
عاد کی اولاد کو بھی عاد کہتے ہین لیکن انمین سے متقدمین کو عاد اولی اور ارم بھی کہتے ہین اور متاخرین کو عاد اخیرہ
کہتے ہین چنانچہ زمخشری نے تفسیر کشاف مین لکھا ہی اور عاد اخیرہ زمین احقاف مین متصل حضرموت کے رہتے
اور انکے پیغمبر ہود علیہ السلام تھے قصہ انکا قرآن مجید مین جا بجا مذکور ہی اور عاد اولی کہ بانی شہر ارم ہین ساکن انکے
قریب شہر عدن کے تھے قصہ انکا قرآن مجید مین دو جا فقط بطور اجمال کے مذکور ہوا ایک سورہ نجم مین کہ اَهْلَکَ
عَادًا الْاُوْلٰی اور دوسرے سورہ فجر مین کہ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ
مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ اور تفصیل اوس قصے کی تفسیر عزیزی وغیرہ تفاسیر معتبرہ مین موجود ہی اب اگر کوئی مہدوی صاحب
اپنے بزرگو نسے حسن ظن باقی رکھنے کیواسطے یہ توجیہ کرین کہ یہ بہشت باوجودیکہ چالیس کوس کے دور مین مربع الجوانب
تھی کہ ہر جانب دس کوس کی مسافت ہوتی تھی اور دیوارین اوسکی سونے چاندی کی اینٹون سے تیار ہوکر پانسو گز کا ارتفاع
رکھتی تھین اور اندر اوسکے ایک ہزار محل عالیشان مرصع زمرد و یاقوت سے تھا بعد ہلاک ہونے شداد کے کہ نظر سے
آدمیون کی غائب ہوگئی ہی شاید اوڑ کر کوہ قاف کے ورے یا پرے پہونچ گئی ہو اور میان نظام کا کشف سچ ہو
جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات نہ عقل سے ثابت ہوسکتی ہی نہ کسی نقل معتبر سے بلکہ فقط تمہارا خیال خام ہی اور وہ مکان
اوسی سرزمین مین موجود ہی چنانچہ بروایات معتبرہ ثابت ہوا کہ عبد اللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ کہ اصحاب حضرت
رسالت پناہ سے ہین ایکروز اوس نواح مین وارد تھے کہ ایک اونٹ انکا بھاگا یہ اوسکے پیچھے دوڑے اور متصل
شہر ارم کے پہونچے اللہ تعالی نے وہ شہر ان پر مکشوف کر دیا بمجرد دیکھنے اوسکے منارات اور دیوارون کے
بیہوش و مبہوت ہو گئے دل مین خیال کیا کہ شکل اسکی مشابہ بہشت موعود کے ہی شاید عالم معاملہ مین مجھپر
وہ بہشت منکشف ہوئی ہی جب اندر داخل ہوئے دیکھا کہ مکانات و انہار و اشجار تمام مشابہ بہشت کے ہین
لیکن شہر مین کوئی شخص نہین ہی تھوڑے جواہر و یاقوت کہ صحن کو شکون مین پڑے تھے چادر مین اوٹھا لیے

بیان قصہ عاد اور باغ ارم کا اور داخل ہونا عبد اللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ کا ارم مین

اور تنہائی سے خوف کر کے باہر چلے آئے اور روانہ دمشق کو ہوئے جب وہان پہونچے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے
کہ اوس وقت کے خلیفہ تھے یہ ماجرا بیان کیا معاویہ نے پوچھا کہ یہ شہر خواب مین دیکھا ہے یا بیداری مین کہا بیداری مین
مینے دیکھا ہے اور علامات اوس مقام کے مجکو سب یاد ہین کہ وہ عدن سے فلان سمت مین اسقدر فاصلے پر ہے اور اوسکی
دوسری جہت مین فلانہ درخت ہے اور فلانی طرف فلانہ چاہ ہے اور یہ دیکھو جواہر و یاقوت جو وہان سے اوٹھالایا ہون
میرے پاس موجود ہین خلیفہ موصوف یہ سنکر نہایت متعجب ہوے اور علماء عصر سے استفسار کیا کہ دنیا مین کوئی ایسا
شہر ہے کعب احبار وغیرہ علماء نے جواب دیا کہ ہان ہے اور قرآن مین اوسکا ذکر ہے کہ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الآیۃ اور اللہ
تعالی نے اوسکو نظر سے پوشیدہ کر دیا ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی میری امت کا اوس شہر مین
داخل ہوگا سرخ رنگ کوتاہ قد ابرو اور گردن پر خال رکھتا ہوگا اور اونٹ کی تلاش مین وہان پہونچیگا جب معاویہ
نے یہ سب اوصاف عبد اللہ بن قلابہ مین مطابق پائے کہا واللہ وہ مرد یہی ہے چنانچہ یہ قصہ تفسیر عزیزی اور
کشاف اور بیضاوی اور مدارک مین بھی تفصیلاً اور اجمالاً مسطور ہے **بدخلقی تبت و تکلم** یہ کہ میران کو
دعوی تھا کہ مین تابع تام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون اور جسقدر اتباع مجکو حاصل ہے کسیکو حاصل نہین ہے
اور اثبات اس دعوے مین یہان تک جد و کد تھی کہ زوائد اور غیر ضروری اور غیر اختیاری امور واسطے اظہار اتباع
اور متابعت کے ثابت کیے جاتے تھے اور جو چیزین کہ سنن موکدہ حضرت رسالت بلکہ آنحضرت پر واجبات
و فرائض سے تھین اوسکو مطلقاً ترک کر دیا تھا بیان اوسکا یہ ہے کہ میان ولی یوسف رسالۂ المنصفی مین
لکھتے ہین کہ ایک وزیر ان کھڑے تھے ایک دندان بازو چار دندان پیشین کا اونکے دہان سے جدا ہوگیا اتباع
کے واسطے انتہی اور شواہد الولایت کے باب چہارم مین لکھا ہے کہ شیخ دانیال جونپوری نے بعد تولد میران کے
انکے والد میان عبد اللہ سے پوچھا کہ تمنے فرزند نو تولد کی کنیت کیا مقرر کی ہے اونھون نے کہا کہ ہمارے جد کا نام
سید قاسم تھا اسواسطے اوس لڑکیکو ہم ابو القاسم بولتے ہین انتہی غرضکہ یہان تک مطابقت کی فکر ہے
کہ نے جنگ و جدال ایک دانت بھی گر پڑا اور مطابقت کنیت کے واسطے کوئی بیٹا قاسم نام نہ تھا تو دادے کے
نام پر اپنے مسمی ابو القاسم مقرر کر دیا اور جہاد ساتھہ کفار کے کہ حضرت رسالتماب پر فرض تھا اور سنت
قائمہ اور طریقہ دائمہ آنحضرت کا تھا اوسپر بعد دعوے مہدیت کے کہ وقت اتباع تام کا ہے کبھی عمل نکیا اور جو سنتین
آنحضرت کی کہ ضمن جہاد مین ہین مانند قرائن جنگ و تقسیم غنائم و اخذ جزیہ و فدیہ و فتح بلاد و نشر اسلام و ہدم بتخانہا
اور حکمرانی بلاد و عدل و انصاف بین العباد و اجراے حدود و احکام وغیرہ جو سنن علاوہ حضرت سید

کائنات کو ترک کردیا اور کبھی اقامت ان سنن کا ارادہ نکیا بس باوجود اسقدر مخالفت کے تابع نام کیونکر ہوے اور سوا اسکے اور بہت سی سنتین ان لوگون مین متروک ہین چنانچہ وقت دعا کے ہاتھ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازون کے کہ سنت مستمرہ ہی کہ آنحضرت کے وقت سے آج تک تمام اہل اسلام اوسپر متفق ہین اس قوم مین مطلقًا ممنوع و متروک ہی حالانکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ وقت مقبولیت دعا کا بعد نمازون فرض کے ہی اور طریق مسنون دعا کا یہ ہی کہ دونون ہتیلیان پھیلانا اور آسمان کے سامنے کرنا اور دونون مونڈھون تک اونچا کرنا اور بعد فراغ دعا کے ہاتھونکو مونھہ پر پھیر لینا چنانچہ ابوداؤد مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلوا اللہ ببطون اکفکم ولا تسئلوہ بظہورها فاذا فرغتم فامسحوا بها وجوهکم یعنی سوال کرو اللہ تعالی سے باطن ہتیلیون سے اور نہ سوال کرو پشت ہتیلیون سے پس جب فارغ ہو پھیر لیو ہتیلیون کو اپنے چہرون پر اور ترمذی مین ہی کہ حضرت عمر فاروق فرماتے ہین کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یردهما حتی یمسح بهما وجهه یعنی تھی عادت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جب اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ اپنے دعا مین نہ اوتارتے تھے اونکو یہان تک کہ پھیر لیتے تھے اونکو اپنے چہرۂ شریف پر اور حصن حصین مین نقل کیا کہ آداب دعا سے ہی بسط الیدین **ن مس** یعنی کھولنا دونون ہاتھونکا روایت کیا اسکو ترمذی اور حاکم نے ورفعهما **ع** وان یکون رفعهما حذو المنکبین **د ا مس** یعنی اور اوٹھانا دونون ہاتھونکا طرف اسمان کے نقل کی یہ صحاح ستہ مین اور یہ کہ ہووے اوٹھانا دونون ہاتھونکا برابر مونڈھونکے روایت کی یہ ابوداؤد واحمد و حاکم نے اور ترمذی مین ہی کہ قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الاخر ودبر الصلوات المکتوبات یعنی لوگون نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کونسی دعا مستجاب تر ہی فرمایا درمیان پچھلی رات کے اور پیچھے فرض نمازونکے اور نسائی مین بھی روایت ہی کہ نمازون فرض کے بعد وقت اجابت دعا ہی غرضکہ دعا کیوقت ہاتھ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازون کے سنت حضرت رسالت کی ہی اور اس باب مین احادیث صحیحہ بکثرت وارد ہین کہ اونکا حصر اس رسالے مین نہین ہوسکتا ہی بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ دعا مین ہاتھ اوٹھانا سنت انبیاے سابقین کی بھی ہی چنانچہ صحیح بخاری کے کتاب الانبیا مین ہی کہ جب حضرت ابراہیم اپنے فرزند اسمعیل کو مع اونکی والدہ کے بلد الہی مکے مین بیت اللہ کے پاس رکھکر چلے بعد چند قدم کے جب اونکی نظر سے غائب ہوے بیت اللہ کیطرف مونہہ کرکے دونون ہاتھ اوٹھا کر یہ دعا کی رَبَّنَا اِنِّیٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ

مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ الحدیث پس معلوم ہوا کہ ہاتھ اوٹھانا وقت دعا کے جیسا کہ سنت محمدی
ہے سنت ابراہیم بھی ہی اور منشا غلط اس قوم کا شاید کہ حدیث مسلم ہے صلوۃ الاستسقا مین روایت انس رضی اللہ عنہ
سے کہ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یرفع یدیہ فی شیء من دعائہ الا فی الاستسقاء حتی یریٰ
بیاض ابطیہ یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ نہین اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے کسی دعا مین مگر استسقا مین
یہان تک کہ نظر پڑتی تھی سفیدی بغلون اونکے کی انتہی اور ظاہر ہی کہ اس حدیث مین مطلق ہاتھ اوٹھانیکی نفی
نہین ہی بلکہ اس کیفیت سے کہ سفیدی بغلونکی نظر پڑے اسیواسطے امام نووی نے شرح اس حدیث مین فرمایا کہ
ظاہر اس حدیث سے وہم ہوتا ہی کہ حضرت نے سوا استسقا کے ہاتھ نہین اوٹھائے ہین اور حالانکہ ایسا نہین ہی
بلکہ ثابت ہوا ہی حضرت کا ہاتھ اوٹھانا دعا مین سوا استسقا کے بہت مقامون مین اور وہ مقامات حد شمار سے
زیادہ ہین اور مینے اونمین سے قریب تیس حدیثون کے جمع کی ہین صحیحین سے اور شرح مہذب کے آخر باب صفۃ الصلوۃ مین اونکو
نقل کیا ہی مینے اور تاویل اس حدیث کی یہ ہی کہ رفع بلیغ کہ جس مین سفیدی بغلونکی نظر پڑے سوا استسقا کے نہوا یا
یہ کہ انس نے نہ دیکھا اور دوسرون نے دیکھا کہ حضرت نے اور دعاؤن مین بھی دست مبارک بلند فرمائے اور دیکھنے والے مواضع
کثیرہ مین کہ جماعت ہین ایک شخص پر کہ حاضر نہوے اوس واقعہ مین مقدم رکھے جاوینگے اور یہ تاویل ضرور ہی کیونکہ
احادیث کثیرہ دوسرے مقامات غیر محصورہ کے باب مین وارد ہین تمام ہوا کلام امام نووی کا اور بھی تاویلات اوس روایت کے
ہین کہ جسمین بیان اوس وسعت کا ذکر ہی اور صحیح بخاری کی کتاب الصلح مین ضمن مین حدیث طویل کے مذکور ہی کہ ایکروز
حضرت بنی عمرو مین کچھ نزاع تھا اونکے مصالحے کے واسطے تشریف لیگئے تھے جب وہان سے مراجعت کی دیکھا کہ
ابوبکر صدیق امامت نماز پر کھڑے ہین حضرت صفوف پھاڑ کر اونکے پیچھے صف اول مین کھڑے ہوگئے جب ابو بکر
صدیق کو معلوم ہوا پیچھے ہٹنے لگے حضرت نے اشارہ کیا کہ بدستور امامت پر کھڑے رہو فرفع ابوبکر یدیہ
فحمد اللہ ثم رجع القہقری یعنی پس اوٹھائے ابوبکر نے دونون ہاتھ اپنے پس حمد خدا کی بجالائے پھر پیچھے
پاؤن پھرے اور بعد فراغت نماز کے جب حضرت نے پوچھا کہ مینے اشارہ کیا تھا تم کیون کھڑے نرہے کہا کہ نہین لائق
ہی ابو قحافہ کے بیٹے کو کہ امامت کرے روبرو رسول اللہ کے اور خیر جاری شرح بخاری مین ہی کہ جب حضرت کو ابو
عامر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر پہونچی دونون دست مبارک دعا کے واسطے اوٹھائے اور صحیح بخاری مین باب
التکبیر عند الحرب مین ہی کہ جب صبح کیوقت لشکر محمدی خیبر پر پہونچا اوسوقت اہل خیبر اپنے کسبی پھاوڑے لیکر نکلے
تھے کہ ناگاہ نگاہ لشکر اسلام پر پڑی گھبرا کر قلعے مین بھاگے کہ محمد مع لشکر آن پہونچے پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے

دونون دست مبارک کو اوٹھائے اور کہا کہ اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا انزلنا بساحة قوم فساء صباح
المنذرین یعنی اللہ اکبر خراب ہوئی خیبر ہم جسوقت اوترے میدان کسی قوم مین بری ہوئی صبح کفار کی غرضکہ
اسقدر روایات ہاتھ اوٹھانے مین وقت دعا کے وارد ہین کہ شمار سے باہر ہین پس ثابت ہوا کہ ہاتھ اوٹھانا وقت دعا کے
سنت مستمرہ ہی کہ انبیاے سابقین سے آنحضرت تک جاری تھی پس آدمی جب دعا کرے ہاتھ اوٹھانا مسنون ہی اور
چونکہ دعا بعد نمازون فرض کے مستجاب ہی جیسا کہ ترمذی اور نسائی کی حدیث سے ثابت ہوا پس بعد نماز پنجگانہ
کے بھی دعا مانگنا اور ہاتھ اوٹھانا مسنون ہوا اور عمل مہدویونکا خطا ٹھہرا اور ایک سنت انبیا یہ بھی ہی کہ بکریان چرانا
چنانچہ صحیح بخاری مین کتاب الانبیا مین ہی کہ صحابہ کرام نے حضرت سے پوچھا کہ اکنت ترعی الغنم قال وهل من
نبی الا وقد رعاها یعنے کہا آپ بھی بکریان چرائی ہین فرمایا کہ کون پیغمبر ہی کہ اوسنے بکریان چرائی ہین انتہی اب دیکھیے
کہ شیخ جونپوری باوجود دعوی اتباع تام کے اسپر عمل نکرکے اس شغل کو کفر بولتے ہین چنانچہ عقیدہ چہاردہم اور بدخلقی
دہم مین مذکور ہو چکا کہ حیوانات وزراعات وغیرہا کو کفر جانتے تھے شیخ جونپوری کے اخلاق اسقدر حضرت رسالت سے
مخالف ہین کہ اونکو سواے کرام کاتبین کے کوئی حصر کتابت مین نہین لاسکتا ہی یہان بقدر نمونے کے اسی پر
اکتفا کفایت کی گئی کہ مشتے نمونہ از خروارے باشد و اندکے دلیل بسیارے ورنہ تمام کتاب حقیقت مین انہین
اخلاق مخالفہ کے بیان مین ہی اب تھوڑی سی خوبیان انکے خلفا و توابع کی بیان کرکے بحث تمام کیا جاتا ہے

تتمہ خلفا و توابع شیخ کے بعضے احکام و دعاوی خوارق خلاف نقل و عقل کے بیان مین منہا

انصاف نامے کے باب ہشتم مین لکھا ہی کہ میان علی دھوکیہ شہر ناگور مین بیچ ذکر میان نعمت کے انتقال کیا اور بیچاس
فیروزے ترکہ چھوڑا میان نعمت نے سویہ کرکے تمام اہل دائرہ کو تقسیم کر دیا اور پسر و دختر متوفی مذکور کے دھولیہ مین موجود
تھے انکو کچھ نہ بھیجا اور قصبہ برنی مین میان فقیہ محمد رجپوت کے ہاتھ مارا گیا میان نظام نے اوسکے اقربا کو خبر کرکے
ترکہ اوسکا سپرد کر دیا خوندمیر نے سنکر کہا کہ نیک کیا یہ حق فقرا و مہاجرین کا تھا اگر اقربا اوسکے ہجرت جہاد کرین
تم مین سے ہونگے انکے ساتھ حق صلہ رحم کا بجالانا چاہیے انتہی یہ بناء الفاسد علی الفاسد ہی کہ اول ایک شریعت تازہ
یہ تراشی گئی کہ ہجرت کرنا یعنے اپنا گھر اور وطن چھوڑنا فرض ہی حالانکہ فرض یہ ہی کہ دار الملک کفر سے ہجرت کرکے دار الملک
اسلام مین جانا اور اسیواسطے جب تک مکہ فتح نہوا تھا صحابہ مکے سے ہجرت کرکے مدینے کو آتے تھے جب مکہ معظمہ
فتح ہوکر دار الاسلام ہوگیا حکم ہوا کہ لا هجرة بعد الفتح یعنی نہین ہی ہجرت بعد فتح کے یعنی اب مکے سے
ہجرت کرنا کچھ ضرور نہین ہی بخلاف مہدویون کے کہ جس حکومت سے ہجرت کرتے ہین پھر اوسی حکومت مین دوسری

بستی مین رہتے ہین چنانچہ خود مہدی جونپور اپنے وطن سے کہ دار الحکومت بادشاہان اہل سنت کا تھا ہجرت
کرکے پھر اونھین کی حکومت مین گجرات و سند وغیرہ مین رہتے پھرتے تھے اور خلفا انکے گجرات مین اپنی اپنی
بستیون سے نکلکر اوسی بادشاہ کی حکومت مین دوسری بستیونمین متوطن ہوے تھے پس ہجرت کہ شریعت محمدیہ مین
مقرر ہی وہ مقصود نہ تھی بلکہ ایک اختراع تازہ یا کہ اتباع رہبان اہل کتاب کا تھا کہ اوسمین فقط وطن و خانہ
قدیمی کا چھوڑنا اور ایک دوسرا خانہ دوسرے مقام مین بنانا مرکوز ہوتا تھا اول یہ ہجرت دین اسلامی مین فرض
نہین ہی بلکہ ممنوع ہی کہ لا رھبانیۃ فی الاسلام پھر اس ہجرت فاسدہ پر یہ حکم مقرر کرنا کہ ترکہ مہاجر کا اوسکے
اقربا کو نہ پہونچے دوسرے مہاجرین اگرچہ اغیار و اجانب ہون بالسویہ بانٹ لیوین یہ حکم شروع اسلام مین تھا
کہ بسبب موالات دینی و ہجرت کے ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے نہ بسبب قرابت کے صورت اسکی یہ تھی کہ جب
صحابہ کرام ہجرت کرکے مدینے مین انصار کے پاس اوترے حضرت نے دو دو آدمیونمین مواخات اور برادری کرادی تھی
اور جب اونمین سے ایک شخص مرتا تھا دوسرا وارث ہوتا تھا اور اوسکے اہل قرابت کو کچھ نہین ملتا تھا بعد
اوسکے یہ حکم منسوخ ہوگیا اور ناسخ اوسکی یہ آیت نازل ہوئی کہ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ
فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهَاجِرِیْنَ الآیہ یعنی اہل قرابت بعض اونکے اولی ہین ساتھ بعض کے
کتاب اللہ اور حکم خدا مین سو مومنون اور مہاجرون سے یعنی اقربا کا آپسمین وارث ہونا کتاب اللہ کی رو سے بہتر ہی اس
کہ مومنین و مہاجرین بسبب برادری ایمانی اور ہجرت کے وارث ہووین وس وقت سے آج تک حکم منسوخ ہی ایمان
نعمت خوند میر چاہتے ہین کہ اس ناسخ کو موقوف کرکے پھر اوسی منسوخ پر عمل کرین یہ سراسر مخالفت قرآن
و حکم خدا کے ایجاد ان کی ہی اور یہ حکم انکا جیسا کہ اس آیت کے مخالف ہی ویسی آیت میراث کے مخالف ہی کہ اللہ تعالی
نے ہر ہر کا حق مقرر کردیا اور اونکا حق اونکو حوالہ کرنیکی تاکید فرمائی کہ یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ الآیہ
اور انھون نے اہل حق کی حق تلفی کی اور مال غیر مین تصرف کیا پس جو آیات و احادیث کہ مال غیر کے تصرف کی مذمت مین
واقع ہین اوس سب کے مخالف کیا اور کسی پر عمل نکیا اور ظلم صریح واقع ہوا اور جو جو آیات کہ باب ظلم مین واقع ہین وہ
سب ان پر صادق آئین کیونکہ حقوق الناس مین تصرف کرنا ظلم صریح اور گناہ قبیح ہی اور عبرت یہ ہی کہ ان لوگونکو دعوے
یہ تھا کہ بجز قوت ایک روز کے کچھ اندوختہ نہین رکھتے ہین حالانکہ بعد مرنے کے پچاس پچاس فیروزے وغیرہ ترکہ
انکے پاس نکلتے تھے **ایضاً** ایک روز عالم میان مصنف مسائل جدیدہ روایت کرتے تھے کہ جب شیخ علائی کا
رسالہ رد مذہب مہدویہ مین مکہ معظمہ سے گجرات مین پہونچا میان ... خلیفہ مہدی نے اپنے مرید عبد الملک سجاوندی کو

ف۔ ایضاً مہدویون کے علما بالعموم عبد الملک سجاوندی نے ایک آسان ترکیب نحوی سمجھنے مین بھی خطاے فاحش کی اور دعوی میان ... کا ظاہر غلط نکلا

اوسکے جواب لکھنے کا حکم کیا اونھون نے عرض کیا کہ بندہ جب سے آپ کا مرید ہوکر کسب و شغل درویشی مین پڑا ہی تمام علوم فراموش ہوگئے ہین میان نے فرمایا کہ تم لکھنا شروع کرو جس علم کی جواب لکھنا منظور ہوگی اوس علم کے امام کی روح حاضر ہوکر بتلایا کرے گی چنانچہ کتاب سراج الابصار اسیطرح پر تمام لکھی گئی انتہی بندہ کہتا ہی کہ یہ دعوی میان لادن کا سر غلط ہی اسواسطے کہ اوس کتاب مین علم کلام و حدیث و اصول و مناظرہ وغیرہا علوم کے اغلاط موجود ہین چنانچہ اس رسالے مین مواضع متفرقہ بعضے اغلاط اوسکے منقول ہین اگر تمام ائمہ علوم کی ارواح کمک حاضر ہوئی ہوتین یہ اغلاط کاہے کو واقع ہوتین علاوہ یہ اگر تمام ائمہ علوم کی ارواح حاضر تھین اخفش کی روح کو کیا سرخاب کا پر لگا تھا کہ حاضر نہوئی کیونکہ اوس کتاب مین سجاوندی نے بعض مقامات مین ترکیب نحو یہ کے سمجھنے مین بھی خطا پائی ہی چنانچہ بطور نمونہ ایک مقام اوسکا نقل کیا جاتا ہی عبارت شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے کی رد مہدویہ مین یہ ہی فان قیل حدیث من کذب بالمہدی فقد کفر صریح فی ان انکارہ کفر فالجواب علی التنزل من ان الحدیث احاد ضعیف علی تقدیر صحتہ فلا یفید الا الظن فلا یجزم بکفر جاحدہ بہذا الحدیث ان الحدیث انما یدل علی وجوب اعتقاد مہدیت ما لا المہدی للمعین انتہی اس عبارت پر سجاوندی صاحب فہم و کشف خرق اعتراض کرتے ہین باین عبارت قلت الاولی ان یقول لان الحدیث باللام الجارۃ لیکون علۃ لقولہ فلا یجزم بکفر جاحدہ او مع ان الحدیث انتہی اہل دانش پر ظاہر ہی کہ باوجودیکہ عبارت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت واضح ہی اور اوس مین کسیطرح کا اغلاق نہین مہدیون کے علما بالعموم سجاوندی صاحب سمجھ سکے اور اوسکی ترکیب نحوی مین خطا فاحش کی پس کجا ارواح ائمہ علوم اگر کوئی بچہ کافیہ خوان بھی حاضر ہوتا سمجھا سکتا تھا کہ فالجواب مبتدا ہی اور ان الحدیث اوسکی خبر ہی فلا یجزم کی علت نہین ہی اور من ان الحدیث متعلق ہی تنزل سے مصدر وہ مبتدا مذکور کی خبر نہین واقع ہوا ہی ورنہ متنزل منہ کون ہی اور حرف من اوسپر کیون ہی **ایضا** سید محمود بن خوندمیر نے کہ شیخ جونپوری کے نواسے اور مہدویون کے خاتم مرشد اور حسین ولایت ہین انصافنامے کے باب ہفتدہم مین لکھا ہی کہ انھون نے معاملے مین دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی اور حق تعالے نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ حساب خلق کا کرو اونھون نے میران کو فرمایا میران نے خوندمیر کو فرمایا یعنی خوندمیر حساب تمام عالم کا کرتے ہین انتہی یہ کشف بھی نہایت غلط ہی اسواسطے کہ اگر بادشاہ کسی امیر خاص کو فرماوے کہ تم یہ کام دیکھو اور وہ بذات خود اوسپر التفات نکرے کسی دوسرے پر ڈالدے اور وہ دوسرا کسی تیسرے پر ڈالدے یہ امر مشعر کمال تہاون اور بے پروائی کا ہوکر موجب عتاب سلطانی ہوگا چہ جاے کہ شہنشاہ عالم صاحب کن فیکون کہ ملائکہ کروبین

ایضاً ۹ مہدی کے لفظ سے [illegible]

اور انبیاء مرسلین جسکی عدول حکمی سے تھراتے ہین اور اوسکے امر موکد و غیر موکد کی بجا آوری کو موجب فخر
و نجات جانتے ہین اتنا بڑا کام آپ کرنیکے قابل یعنے محاسبہ تمام عالم ایسے بڑے فرمان بردار خاص و رسول با اختصاص
کو فرما کر تشریف بخشنے اور وہ اسکو میران پر پھینکین اور پیران اَطِیعُوا اللّٰہَ پر عمل کرین نہ اَطِیعُوا الرَّسُولَ نہ
مَا آتٰکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوہُ پر بلکہ اپنی توجہ کے قابل نہ سمجھکر اپنے یہان کے ایک نیچ پر ڈالدین استغفر اللہ
العظیم علاوہ یہ کہ نصوص صریحہ مانند اِنَّ اللّٰہَ سَرِیعُ الْحِسَابِ و یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ کے شاہد ہین
کہ حساب مخلوقات کام خالق کائنات کا ہی اور انکو کشف ہوئے کہ نہین کام میرے باپ ساکن گجرات کا ہی اور احادیث
شفاعت دال ہین اس بات پر کہ تمام انبیا و مرسلین اوس روز ہیبت الٰہی سے تھراتے ہونگے کہ سوا نفسی نفسی کے
اسقدر بھی جرات نکر سکینگے کہ کسی کی شفاعت مین زبان ہلا کر اوسکا حساب رجوع کروا دیوین اور حضرت خاتم
الرسالت مقام محمود مین اسی درخواست کے واسطے کہ خداوند احساب خلق کا لیکر انکو حالت انتظار سے نجات دے
سربسجدہ پڑے ہونگے تب اونکی نہایت تضرع و زاری کے بعد خداوند دادار آپ متوجہ حساب خلائق ہوگا اور ان
احادیث مین کہین مہدی کا نام و نشان بھی نہین ہی چہ جائیکہ شیخ جونپوری کہ جنکی مہدویت کو بھی ثبوت نہین
ہی کام خدا کا اپنے خادم و داماد سے کروا دین کَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا
ایضًا اوسی باب مین لکھا ہی کہ اونھین میان محمود نے دوسری بار معاملہ دیکھا کہ مینے اس عالم سے عروج کیا اور
عرش و کرسی سے گذر گیا وہان کیا دیکھتا ہون کہ حق تعالی کے سامنے بعضے اصحاب مہدی کے اپنے سر کے بال کھولے ہوے
ناچ رہے ہین اور دستکین بجا رہے ہین اوس جا جو کچھ حضرت رسول خدا کو دکھلائی تھی مجکو بھی دکھلائی کقولہ تعالے
وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى الی وَمَا طَغَی انتہی رسول خدا کو یہ ناچ اور دستکین کہان دکھلائی گئی تھی جو
تمکو دکھلائی گئی اتنا بھی خیال نہین کرتے کہ جب کوئی عالم پرہیزگار کسی مجلس مین وارد ہوتا ہی اوسکے ادب سے بہانڈون
وغیرہ کا ناچ موقوف کروا دیتے ہین چہ جائیکہ حضرت رب العزت کے سامنے اسقدر بوڑھے بڑے ریش دار داڑھیان ہلاتے
بال بکھیرے ہوئے دھما چوکڑی مچاوین اور تالیان بجاوین استغفر اللہ العظیم کبھی اور بھی اس عرش پر جلسہ ناچ کا ہوا
تھا یا فقط تمھارے مہدی کے عہد مین اس بدعت تازہ کا ایجاد ہوا اور اس رقص سے کیا غرض تھی خدا کو یہ تماشا بنانا
منظور تھا یا اپنا کمال جتانا مقصود تھا اللہ تعالی کی شان لہو اور عبث سے منزہ ہی لَوْ أَرَدْنَا أَنْ نَتَّخِذَ لَهْوًا
لَاتَّخَذْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا إِنْ كُنَّا فَاعِلِينَ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ
وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ وَ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا الایۃ اور اگر اپنا کچھ کمال بتلانا منظور تھا

موافق شرع اطہر کے جانتے ہو تو بیان کرو کہ کس جا شارع نے زیارت قبور کا یہ ڈھنگ ٹھہرایا ہے بلکہ اسکے خلاف آیا ہے جیسا

سنن ابن ماجہ مین آخر مین ایک حدیث طویل نقل کی ہے کہ فرای رجلا یمشی بین المقابر فی نعلیہ فقال

یا صاحب السبتیتین القہما یعنی حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کو کہ جوتیان پہنے ہوئے

مقابر مسلمین مین پھرتا تھا پس فرمایا کہ اے جوتیون والے پھینک ان جوتیونکو اور عبد اللہ بن عثمان نے کہا کہ یہ حدیث

جید ہے اور یہ حدیث سنن ابی داؤد مین بھی مذکور ہے اور ابن ماجہ مین ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان

امشی علی جمرۃ او سیف او اخصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی قبر مسلم وما ابالی اوسط

القبور قضیت حاجتی او وسط السوق حاصل یہ کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ چلنا میرا آگ پر یا تلوار کی دھار پر یا

سی لینا جوتیکو پاؤن سے اچھا ہے نزدیک اسبات سے کہ چلون مین قبر پر کسی مسلمان کے اور بیچ قبر کے یا بیچ بازار کے قضائے

حاجت بشری کرنا میرے نزدیک دونون برابر ہین انتہی ملاحظہ کیا چاہیے کہ اس حدیث مین حضرت نے ان کامونکو

اپنی طرف نسبت فرمایا کہ اگر مین کرون تو بھی بد ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ افعال بذاتہا بد ہین نہ یہ کہ اگر کوئی بزرگ

کرے تو مردہ بخشا جاوے اور عوام کرین تو گنہگار ہووین بالجملہ قصدا جوتیون سے مسلمانون کی قبرون کو روندنا

ثابت نہین ہوتا بلکہ عقل سلیم بھی متحیر ہوتی ہے اسواسطے کہ واسطے مغفرت مقبور کے روندکر جوتیون کی خاک

اوڑا کر آپ گنہگار ہونا کیا ضرور تھا کیا بطور مسنون پاس قبر کے کھڑے ہو کر سلام و دعاے آمرزش کافی نہ تھی باقی

رہی ایک اور بات کہ فائدہ جلیلہ ہے وہ یہ کہ مہدویونکی تقریر سے معلوم ہوا کہ سید گیسو دراز نے دعوی مہدویت کا

کیا تھا اوسکے کفارے کے واسطے یہ پامالی کی گئی اب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے نزدیک دعوی البتہ غلط تھا

اور خواجہ گیسو دراز تمہارے مہدی کے حسب الاقرار بھی مرشد زمانہ اور کملین عصر سے تھے پس معلوم ہوا کہ

کاملین بھی باوجود جلالت منزلت کے خطا سے معصوم نہین ہین بلکہ کبھی دھوکا کھا کر دعوی مہدویت کا کر بیٹھتے

ہین اور تا دم مرگ اوسی دھوکے مین رہتے ہین اور تائب نہین ہوتے بلکہ عالم برزخ مین اسکے تدارک کی فکر کرتے ہین

ورنہ معلوم ہے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ اگر تائب ہوے ہوتے کیا حاجت تھی اس تگ و دو کی

پس ایسے ہی اگر سید محمد جونپوری بھی بالفرض اگر ولی ہون اور ایسا دھوکا پائے ہون اور اب اوس عالم مین منفعل

ہوتے ہون کیا عجب ہے اب جو صاحب سراج الابصار اور تمام مصنفین انکے سلف سے خلف تک دھوم مچائے

ہین کہ جب ایک شخص مین مقامات ولایت اور خصال و اخلاق پیغمبرون کے مانند ثابت ہو محال ہے کہ اوسکو

خطا واقع ہووے اور ازالہ اوسکی خطا کا کیا جاوے مثل پرکاہ کے اوڑ گیا الحمد للہ علی ذلک دم شواہد الولایت کے

بیسوین باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدی نے ایک روز مقام فرّاہ مین اپنی پیٹھہ کیطرف پھر کر کہا تم بھی برے نہین ہو
تم بھی برے نہین ہو تم بھی برے نہین ہو تم بھی اس جماعت مین داخل ہو یارون نے پوچھا کہ میران جی یہ بات
کس سے کی تمنے بولے ارواح سات سلطان یعنی بایزید بسطامی ابراہیم ادہم شیخ شبلی حضرت غوث عبد القادر جیلانی
سلطان سنجر ماضی عبد الخالق غجدوانی ابو سعید ابو الخیر کی حاضر ہوکر آرزو کرتی تھین کہ کاش ہمارے وقت مین
ہوکر ہم بہی فیض ولایت سے بہرہ یاب ہوتی ہم لیے مینے جواب دیا کہ تم بھی برے نہین ہو میرے گروہ مین داخل ہو
معلوم شواہد الولایت کے تینیسوین باب مین لکھا ہی کہ مہدی سے معجزہ ہنیسوان یہ ہوا کہ جب جہاز پر سوار بیت اللہ
کو جا رہے تھے اونکے ایک مہاجر کے دل مین گذرا کہ رستے مین اگر اجمیر سے فلانے ولی کی زیارت چھوٹ
گئی اگر کر لی ہوتی تو اچھا تھا مہدی نے اس خطرے پر مطلع ہو کر تند نگاہ سے دیکھا اور کہا کہ دیکھہ بس
کیا دیکھتا ہی کہ تمام اولیاء اللہ کہ ہندوستان مین خواہ کہین بسیان جہاز کی کندھون پر رکھے ہوئے کھینچتے چلے جاتے
ہین مہاجر مذکور دیکھکر شرمندہ ہوا اور مہدی نے کہا کہ پھر ایسی گستاخی نکرنا چہارم پنجفضائل مین لکھا ہی کہ شاہ دلاور
خلیفہ مہدی کی عورت خوند بوا پوتی حضرت شاہ عالم بن قطب عالم بن محبوب عالم کی ایک روز شاہ دلاور سے پوچھی
کہ تمہارا خادم یوسف کہان گیا کہ آج پانی نلایا کہا بی بی نام میان یوسف کلنے ادبی سے کیون لیا عورت نے
کہا کیا ہم سے عالی مقام ہی کہا ہان کہا ہمارے باپ سے بھی کہا ہان کہا شاہ عالم سے کہا ہان کہا قطب عالم سے کہا
ہان کہا محبوب عالم سے بھی بڑھکر ہی کہا ہان اگر چاہو تو دیکھہ لیو پس دو انگلیان اپنی بی بی کی آنکھہ پر رکھنے کے
ساتھہ اون پر منکشف ہوا کہ حضرت رسالت پناہ اور مہدی ایک تخت پر بیٹھے ہین اور یوسف انکے پاس کھڑا
ہی اور حضرت شاہ عالم اور قطب عالم اور محبوب عالم جس جا یوسف نے جوتیان اوتاری ہین کھڑے ہین پنجم
پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز ایک برسات کی کوہلا یعنی پور آیا اوسمین بلین لکڑیون کی لوگون کے کھیتون سے بہکر
جا رہی تھین ایک مہدوی بطمع لکڑیون کے اوسمین کودا اور بہاؤ مین اوبھکر ڈوب گیا اور عبد الفتح مہدوی نے
کہا کہ مردار مرا ہی کھینچکر پھینک دیو اور میان ولی مہدوی نے دفن کرا دیا جب محاکمہ اسکا شاہ دلاور پاس گیا کہا کہ خدا اسکا
اوس دریکو مقام بایزید بسطامی کا دیتا ہی وہ قبول نہین کرتا ہی کہ یہ مقام میرے کب لائق ہی مین تو مہدی کے گروہ سے
ہون عبد الفتح نے سنکر کہا کہ یہ بھی بقال کی دکان ہوئی کہ میان دلاور جب راضی ہوتے ہین کسیکو مقام انبیا کے
بخشتے ہین اور کسیکو مقام اولیا کے بخشتے ہین کہا ہان ہان خزانے ولایت محمدی کے مہدی نے حوالے میرے کردیے
ہین جو کچھ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہی سو کرتا ہون فقط حیرت کا مقام ہی کہ جس قوم کے پاس دائرہ یعنی تکیہ سے باہر

جانا حرام ہووے بلکہ اطراف دائرے کے آگ سمجھکر اندر اوسکے ہدیت و پانچ بیٹھے رہنا اور تینون قسم کا سوال یعنے حالاً اور قولاً اور فعلاً حرام ہووے اور اگر عمل ان احکام پر نکرے گروہ مہدی مین قابل شمار و قطار کے نرہے اور اوسکے فلاح و نجات کی امید نہووے جیسا کہ رسالہ سید میران جی بن سید سلام اللہ مین مسطور ہی باوجود اس سب باتون کے اگر ایک شخص ان ملکین سے پرائی بیل اور پھل بہتے ہوئے دیکھکر غایت حرص و ناعاقبت اندیشی سے ندی مین کود پڑے اور اپنی جان کو پرائے مال پر فدا کرکے ڈوب مرے اوسکو مقام بایزید بسطامی کا کہ سلطان العارفین ہین اور کاملین امت انکے حق مین فرماتے ہین کہ ابو یزید فینا کجبرئیل بین الملائکۃ ملے اور وہ اپنی حسن خدمت کے لائق نہ سمجھکر خداوند عالم کی حضور مین پھر پھرا شروع کرے اور جانے کہ میری قدردانی ہر کلر مین برابر نہین ہوئی جانتا تھا کہ خدائے عالم نے اسکے مرتبے کو برابر نہ پہچانا یا باوجود پہچاننے کے جزا نہ دی کیا قرآن شریف کی اس آیت پر اعتقاد نہ تھا کہ فرمایا ہی اِنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی یعنی مین تم مین سے کسی محنت کرنے والیکی محنت کو ضائع نکرونگا مرد ہو یا عورت اور فرمایا ہی کہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ خَیْرٌ مِّنْھَا یعنے جو شخص کہ نیکی لاویگا اوسکو اوس سے بہتر اور بڑھکر بدلا ملیگا شششم شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہی کہ ایک روایت مہدیکے وجود مذکور ہوا کہ سلطان عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ جواب یا کہ ہان سید عبد القادر اپنے وقت مین صاحب زبان ہوے ہین چنانچہ شیخ صنعانی کہ قدم انکا قبول نکیا خوک بانی کے اور آخر کو قدم خوکو نکا اپنے شانے پر لیا بعد اوسکے بولے کہ سید عبد القادر گیلانی سے لئے کہ بوجہہ اپنا اولیاء اللہ کے شانے پر رکھا بہتر یون تھا کہ فرماتے قدم اولیاء اللہ میرے شانے پر ہین انتہی جواب انصاف کا مقام ہی کہ انھون نے جو پہلے دعوی ولایت کا کیا پھر مہدویت کا پھر برابری کا ساتھہ سولون اولوالعزم اور حضرت خاتم الرسل کے پھر اس منصب مساوات کو اپنے یارون و مریدون کے واسطے تجویز کرکے اپنے واسطے عہدہ خدائی کی ہوس کی چنانچہ انشاء اللہ تعالی آیندہ معلوم ہوگا یہ سب بیجا اور نہ بجا معلوم ہوا اور ایک بات بھی اسمین سے یہ امر انکے معتقد قابل انکار نہ سمجھے اور حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ موافق حکم خدا کے جاودانی کے اتنا دعوی کیا کہ میرا قدم میرے زمانے کے تمام اولیا کی گردن پر ہی سو اونکو ناپسند معلوم ہوا اسمین کونسی بات مخالف قواعد شرعیہ یا منافی قوانین عقلیہ کے تھی اور نہایت صحیح سندون سے کہ موافق شرائط محدثین کے ہین ثابت ہوا کہ جناب معشوق نے یہ کلام بحکم حق سبحانہ فرمایا اور اسکے اعلان کی مامور تھے بلکہ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے بڑے بڑے ملکین نے خبر دی تھی کہ آپ ایسا فرماینگے چنانچہ بھولا بسا

اوسمین سے بطور نمونے کے لکھا جاتا ہی کہ عند ذکر الصالحین تتنزل الرحمۃ یہ جو باتین لکھی جاتی ہین یہ سب
بواسطۂ روایات صحیحہ و اسانید معتبرہ کے موافق شرائط محدثین کے بہجۃ الاسرار مین مروی ہین لیکن یہان واسطے
اختصار کے انکے اسانید حذف کر کے متون روایات پر اکتفا کی جاتی ہی **بیان پیش گوئی اولیا کا اس**
مقدمہ مین شیخ ابو احمد عبد اللہ بن علی بن موسی الجونی نے سن چار سے چونسٹھ مین بطور پیش گوئی کے کہا کہ قریب ہی
کہ زمین عجم مین ایک شخص پیدا ہووے کہ اوسکے واسطے ظہور عظیم ہوگا ساتھ کرامات کے اور قبول تام ہوگا نزدیک
تمام اولیا کے کہیگا کہ قدمي هذه علی رقبۃ کل ولي الله اور اولیا اوس وقت کے اوسکے قدم کے نیچے داخل
ہو نگے اور اپنے زمانیکو شرف بخشیگا اور جو اوسکو دیکھیگا فائدہ مند ہوگا **ایضاً** اور شیخ ابو محمد شنبکی بطائحی نے
خبر دی کہ قریب ہی کہ ظاہر ہوگا ملک عراق میں ایک مرد عجم کا بڑے مرتبے والا خدا کے اور خلق کے پاس نام اوسکا
عبد القادر سکونت اوسکی بغداد مین کہیگا قدمي هذه علی رقبۃ کل ولي الله **ایضاً** اور شیخ تاج العارفین
ابو الوفا کے پاس حضرت شیخ عبد القادر وقت جوانی کے جب آتے تو وہ بکمال تعظیم پیش آتے انکے لوگون نے جب
اسکا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ اس جوان کو ایک وقت آنے والا ہی کہ خاص و عام اوسکی طرف محتاج ہونگے
اور گویا کہ مین دیکھ رہا ہون کہ بغداد مین برملا بطور حقانیت کے بولیگا کہ قدمي هذه علی رقبۃ
کل ولي الله اور اوس زمانے کے اولیا گردنین رکھ دینگے کیونکہ اونکا قطب ہوگا پس تم مین سے جو شخص یہ
وقت پاوے اوسکی خدمت کا ملازم ہووے **ایضاً** اور شیخ عقیل منجی سے ایکدن لوگون نے پوچھا کہ اس
زمانہ مین قطب الاقطاب کون ہی بولے کہ مین ہین ور مخفی ہین کہ اونکو سوا اولیاء اللہ کے کوئی نہین پہچانتا
ہی اور عراق کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ قریب ہی کہ یہان ظاہر ہوگا ایک جوان شریف عجمی کہ وعظ کریگا بغداد مین
اور خاص و عام اوسکی کرامت کو پہچانینگے اور وہ اپنے وقت کا قطب الاقطاب ہوگا کہ کہیگا قدمي هذه
علی رقبۃ کل ولي الله اور اولیا اپنی گردنین رکھ دینگے اور اگر مین ہوتا تو اپنا سر رکھ دیتا **ایضاً** اور شیخ علی
ابن وہب کے پاس ایکروز ایک جماعت فقرا کی آئی اونسے پوچھا کہان سے آئی بولے عجم سے پوچھا کس بستی سے بولے
جیلان سے کہا اللہ تعالی نے روشن کر دیا وجود کو سبب ایک مرد کے کہ ظاہر ہوگا تم مین سے مقرب اللہ تعالی کا
نام اوسکا عبد القادر ہے ظہور اوسکی عراق ہی کہیگا بغداد مین قدمي هذه علی رقبۃ کل ولي الله اور
سب ولیا اوس زمانے کے اوسکی فضل و بزرگی کے مقر ہونگے **ایضاً** اور شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی
نے کہا کہ مین بیچ سنہ ۵۲۶ پانسو چھبیس کے بغداد مین خدمت مین شیخ حماد دباس کے تھا اور شیخ عبد القادر اون دنون

اونکی صحبت مین تھے ایک دن آکر اونکے سامنے مؤدب بیٹھے جب وہ اوٹھکر گئے تو شیخ حماد دباس نے فرمایا کہ اس عجمی کا
قدم ہی کہ اپنے وقت میں اوسوقت کے اولیا کی گردن پر ہوگا اور مامور ہوگا کہ کہے قدمي هذه علی رقبة
کل ولي الله اور رکھہ دیگا وینگی او سکے واسطے اوس عصر کے اولیا کی گردنین ایضا اور ابو سعید عبد الله نے دمشق مین
سنہ ۵۸۰ھ مین روایت کی کہ مین ہنگام جوانی مین بغداد کو گیا اور برفاقت ابن السقا کے مدرسہ نظامیہ مین طلب علم مین
مشغول ہوا لیکن ہم عبادت بھی کرتے تھے اور اولیاء الله کی ملاقات کے واسطے بھی جایا کرتے تھے اور اوس زمانے
مین بغداد مین ایک شخص تھا کہ اوسکو لوگ کہتے تھے کہ یہ غوث ہین اور کہتے تھے کہ یہ جب چاہتے ہین ظاہر ہو جاتے ہین
اور جب چاہتے ہین نظر سے غائب ہو جاتے ہین صاحب بہجة الاسرار نے کہا کہ کہتے ہین کہ نام اونکا ابو یعقوب
یوسف بن ایوب الہمدانی تھا حاصل کلام مین اور ابن السقا اور شیخ عبد القادر کہ اون دنون جوان تھے اونکی
ملاقات کو گئے ابن السقا نے راہ مین کہا کہ مین ایسا ایک مسئلہ پوچھونگا کہ اوسکا جواب نہ آویگا اور مینے کہا کہ مین ایک مسئلہ
پوچھکر دیکھونگا کہ کیا جواب دیتے ہین اور شیخ عبد القادر نے کہا کہ معاذ الله کہ مین کچھ پوچھون مین سامنے بیٹھکر
منتظر اونکی برکات کا رہون گا القصہ جب ہم اونکے مکان مین پہونچے وہان وہ ہمکو نظر نہ آئے اور بعد ایک
ساعت کے دیکھتے ہین کہ وہ بیٹھے ہین پس غضب کی نگاہ سے ابن السقا کو دیکھکر کہا کہ خرابی تیری آئی ابن السقا
تو مجسے ایک مسئلہ پوچھتا ہی کہ مجکو اوسکا جواب نہ آوے مسئلہ یہ ہے اور جواب یہ ہی مین دیکھتا ہون کہ کفر کی آگ تجھمین
بھڑک رہی ہے پھر میری طرف دیکھکر کہا کہ تو مسئلہ پوچھکر دیکھتا ہی کہ مین کیا جواب دیتا ہون مسئلہ یہ ہی اور جواب
یہ ہی اور بسبب اس بے ادبی کے کانون کی لو کیون تک تجپر دنیا گرے گی پھر نگاہ کی طرف شیخ عبد القادر
کے اور نزدیک بٹھا کر اکرام کیا اور کہا ای عبد القادر بسبب اس ادب کے تونے خدا اور رسول کو راضی کیا گویا کہ مین
دیکھتا ہون کہ تم بغداد مین کرسی پر چڑھکر وعظ کرتے ہو اور کہتے ہو کہ قدمي هذه علی رقبة کل ولي الله
اور گویا کہ مین دیکھتا ہون کہ تمہارے وقت کے اولیا نے تمہارے اجلال کیواسطے اپنی گردنین جھکادی ہین پس اوسی وقت
غائب ہو گئے اور بعد اسکے ہمنے اونکو نہ دیکھا اور شیخ عبد القادر کا حال تو ویسا ہی ہوا جیسا کہ کہا تھا اور ابن
السقا تمام علوم مین فائق ہوکر خلیفہ کا مقرب ہوا اور بعد اوسکے خلیفہ کیطرف سے ایلچی بنکر روم کو بادشاہ نصاری
کے پاس گیا اور وہان بادشاہ نصاری نے اوسکا علم و زبان آوری دیکھکر اپنے علما سے مقابلہ کروایا ابن السقا نے
سبکو ساکت اور عاجز کر دیا اور پھر بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہوکر حسب درخواست بادشاہ کے نصرانی بنکر اوس
لڑکی سے عقد کیا اور کلام غوث کا یاد کیا اور تاریخ ابن خلکان مین ترجمے مین حضرت ابو یعقوب یوسف ہمدانی کے

لکھا ہی کہ ابن السقا قاری جید تھا جبکہ بموجب خبر حضرت یوسف ہمدانی کے نصرانی ہو گیا ایک شخص نے اوسکو آخر حال مین شہر قسطنطینیہ مین دیکھا کہ ایک کان مین بیمار پڑا ہوا اپنے مونہہ سے مکھیان اوڑا رہا ہی راوی کہتا ہی کہ مینے نزدیک جا کر پوچھا کہ اب بھی کچھ قرآن یاد ہے کہا سب بھولا مگر ایک آیت یاد ہی رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ العیاذ باللہ اور مین دمشق مین آیا اور مجکو سلطان نور الدین شہید نے جبرا خدمت بیت المال و اوقاف کی دی ورسیاہی اوسکا اور گری ہم سب نے حق مین غوث کا کلام صحیح ہوا انتہی

بیان وون اولیائے کرام کا کہ اوسوقت مجلس مین حاضر تھے اور اپنے سر نکو جھکا دیے اور اونکا کہ اونھون نے دور سے بطور کشف کے معلوم کرکے تعظیم کی اور سر نگون ہوے

جاننا چاہیے کہ ایک ہزار اور پچاس اولیائے کرام اور مشائخ عظام اوس روز اوس مجلس مین حاضر تھے کہ شیخ علی بن ہیتی اور شیخ بقا اور شیخ شریف قیلوی اور شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی اور شیخ ماجد کردی اور شیخ صدقہ اور شیخ قضیب البان موصلی و شیخ داؤد کہ ہر روز پانچ نماز مکے مین ادا کرتے تھے اور شیخ ابو عمرو سلو کی کہ رجال الغیب سیارہ وہین اور شیخ مطر جمال رضی اللہ عنہم اونمین داخل تھے کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی نے کرسی پر بیٹھے مین علی رؤس الاشہاد فرمایا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور تمام اولیا و مشائخ عراق وغیرہ نے اپنی گردنین جھکا دین بلکہ شیخ علی ہیتی نے کرسی پر چڑھکر قدم شریف کو اپنے سر پر رکھا پھر دامن کے نیچے کر دیا اور مجلس اوٹھی پر جب اونکے مریدون نے اونسے پوچھا جواب دیا کہ اگر جو مینے دیکھا تم دیکھتے مر کر گر پڑتے اوسوقت کی تجلی سے اور ابو النجیب سہروردی نے ایسا سر جھکایا کہ قریب تھا کہ زمین کو چھو جاوے اور تین بار کہا کہ علی راسی علی راسی علی راسی اور حضرت کے صاحبزادون یعنی سید عبد الرزاق اور سید ابو عبد الرحمن اور سید عبد الوہاب اور سید ابو اسحق ابراہیم سے منقول ہی کہ ہمکو مشائخ متفرقین سے کہ اطراف و امصار بعیدہ مین تھے خبر پہونچی کہ اون سب نے اپنی گردنین جھکا دین اور شیخ ابو سعید قیلوی سے مروی ہی کہ جسوقت شیخ عبد القادر نے کہا کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ حق عز و جل نے اونکے دل پر تجلی فرمائی اور ملائکہ مقربین نے ایک خلعت حضرت رسالت مآب کی طرف سے لاکر اونکو پہنایا اور اوسوقت ایک جماعت اولیائے متقدمین و متأخرین سے حاضر تھی زندہ ساتھ اجساد کے اور مردہ ساتھ ارواح کے اور ملائکہ اور رجال الغیب مجلس کو گھیرے ہوئے ہوا مین صفین باندھ کھڑے تھے اور تمام اولیائے روے زمین نے اپنی گردنین جھکا دین اور شیخ عدی بن مسافر اور شیخ ماجد کردی اور شیخ مکارم نے بھی قریب اسکے خبر دی ہین اور شیخ مکارم کی روایت مین یہ بھی ہی کہ علم قطبیت

سلنے اوڑھایا گیا اور تاج خوشنبت سر پر رکھا گیا اور خلعت تصریف عام کے پہنائے گئے یہ معاملہ دیکھکر سب
اولیائے وقت واحد مین سر جھکایا یہان تک کہ دس ابدال نے کہ خواص مملکت و سلاطین وقت ہین اور شیخ خلیفہ نے
خواب مین حضرت رسالت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شیخ عبد القادر نے کہا کہ قدمي هذه علی رقبة کل ولي الله
فرمایا کہ سچ کہا شیخ عبد القادر نے اور کیون نہو کہ وہ قطب ہے اور مین اوسکی نگہبانی کرتا ہون اور شیخ عطا نے
کہا کہ مین شیخ لولو ارمنی قطب کے پاس حاضر ہوا اور اونکا وہ مقام مجکو نظر آیا کہ اپنے زمانے مین کسی مین مینے
نہ دیکھا تھا میرے دل مین خطرہ گذرا کہ انکو کس شیخ سے نسبت ہوگی اونھون نے فوراً جواب دیا کہ ای عطا میرے شیخ
عبد القادر ہین جسنے کہا کہ قدمي هذه علی رقبة کل ولي الله اور تین سو تیرہ اولیا نے کہ آفاق متفرقہ مین رہتے
ہین سر جھکا دیا اور ان مین سے اوسوقت حرمین شریفین مین سترہ تھے اور عراق مین ساٹھ اور عجم مین چالیس
اور شام مین تیس اور مصر مین بیس اور مغرب مین ستائیس اور یمن مین تیئیس اور حبش مین گیارہ اور سد یاجوج و
ماجوج مین سات اور وادی سرندیب مین سات اور کوہ قاف مین سینتالیس اور جزائر بحر محیط مین چوبیس تھے
رضی اللہ تعالی عنہم و عفا بہم اور شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ مقام ام عبیدہ مین اپنے زاویے مین تھے کہ کایک
گردن دراز کر کے بولے کہ میری گردن پر لوگون نے سبب اسکا پوچھا جواب دیا کہ اسوقت بغداد مین شیخ عبد القادر نے
فرمایا کہ قدمي هذه علی رقبة کل ولي الله مریدون نے تاریخ لکھ لی اور بعد تحقیق کے برابر پڑی اور شیخ
عبد الرحمن طفسونجی نے کہ اوسوقت مقام طفسونج مین اپنے یارون مین بیٹھے تھے سر جھکایا اور کہا کہ میرے
سر پر اور بعد پوچھنے کے یہی سبب بیان کیا اور مریدون نے تاریخ لکھ رکھی وہ برابر نکلی اور شیخ محمد بن
عبد بصری نے بصرے مین حالت وعظ مین قطع کلام کر کے سر زمین پر رکھ دیا اور شیخ حیات بن قیس نے مقام
حران مین گردن دراز کر کے کہا کہ میری گردن پر اور شیخ سوید سنجاری نے اپنے رباط مین مقام سنجار مین
سر جھکا کر کہا کہ میرے سر پر اور شیخ رسلان دمشقی نے شہر دمشق مین اوسدن گردن جھکا دی اور ایک عبارت
دراز آپ کی تعریف مین پڑھی کہ آغاز اوسکا یہ ہے لله در من شرب من بحار القدس وجلس علی
بساط المعرفة آخر تک اور شیخ ابو مدین مغربی نے مغرب مین گردن جھکا کر کہا وانا منهم اللهم
اني اشهدك واشهد ملائکتك اني سمعت واطعت اور شیخ عبد الرحیم قناوی نے مقام
قنا مین گردن دراز کر کے کہا کہ صدق الصادق المصدوق اور شیخ ابو عمرو بطائحی نے مقام بطائح سے
بطور طی ارض کے بغداد مین آکر داخل اوس مجلس کے ہوئے اور گردن جھکا دی اور وقت برخاست مجلس کے جب

دست بوسی کے واسطے سامنے گئے حضرت نے فرمایا اپنے مکان کو جلد جاؤ پھر تھوڑی سی دیر مین بطائح کو پہونچ گئے

بیان اس بات کا کہ یہ کہنا محض بامر الٰہی تھا نہ اپنے اجتہاد و تخمین سے

شیخ ابوالمفاخر نے کہا کہ مینے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہی کہ شیخ عبدالقادر سے پہلے کسی اور نے بھی کبھی کہا ہی کہ میرا یہ قدم اوپر گردن ہر ولی اللہ کے ہی بولے نہین مینے کہا پھر انکے کہنے کا کیا مطلب ہی کہا یہ کلام دلالت کرتا ہی کہ انکو اپنے وقت مین مقام فردیت کا ہی مینے کہا ہر وقت مین فرد ہوتا ہی فرمایا ہوتا ہی لیکن سوا شیخ عبدالقادر کے کسیکو حکم نہوا ہی کہ یہ بات کہے مینے پوچھا کیا انکو اس کہنے کا حکم ہوا تھا کہا ہان حکم ہوا تھا اور اسی سبب سے تمام اولیا نے امر الٰہی پر سر رکھدیا کہا تمھین نہین معلوم ملائکہ نے جو آدم کو سجدہ کیا محض بسبب امر الٰہی کے اور شیخ ابو سعد قیلوی سے پوچھا گیا کہ کیا شیخ عبدالقادر کو امر تھا کہ کہین قدمي هذه علی رقبة کل ولي الله فرمایا ہان ایسا امر تھا کہ اوسمین کچھ شک ہی نہین اور یہ زبان قطبیت کی ہی اور ہر زمانے مین قطب ہی لیکن بعضے قطبونکو حکم سکوت کا ہوتا ہی کہ اونکو سوا چپ رہنے کے کچھ چارہ نہین اور بعضونکو بولنے اور ظاہر کرنیکا حکم ہوتا ہی کہ اونکو بے بولے نہین بنتا ہی اور وہ اکمل ہوتا ہی مقام قطبیت مین اسواسطے کہ وہ زبان شفاعت کی ہی اور شیخ علی بن ہیتي نے کہ سنتے ہی اوس کلام کے کرسی پر جاکر قدم شریف اپنی گردن پر رکھ لیا اونکے لوگون نے سبب پوچھا کہا اونکو اس کہنے کا امر ہوا تھا اور اذن ہوچکا تھا کہ جو کوئی اولیا مین سے انکار کرے اوسکو معزول کردین اسلیے مینے چاہا کہ مین سبکے اول فرمان بردار ہو پڑون اور سیدی احمد رفاعی سے پوچھا گیا کہ یہ کلام شیخ عبدالقادر نے امر سے کہا تھا یا بے امر کہا بلکہ امر سے اور شیخ ابو محمد قاسم بن عبد بصری نے فرمایا کہ جسدم امر الٰہی ہوا شیخ عبدالقادر کو کہ کہین قدمي هذه علی رقبة کل ولي الله مینے دیکھا تمام اولیا مشرق اور مغرب نے تواضع سے سر جھکا دیے مگر ایک شخص ملک عجم مین کہ اوسنے نکیا اور اوسیدم اوسکا حال اور مقام غایب ہوگیا اور شیخ ابوالکرم اکبر اور ابو عبداللہ ربانی سے مروی ہوا کہ وہ شخص شہر اصفہان مین تھا کہ جسکا حال چھین لیا گیا اور راوی کہتا ہی کہ مین دن جمعے کے تیسری رمضان سن پانسو اوناسی مین جامع مسجد حران مین پاس شیخ حیات بن قیس کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص اونسے مرید ہونیکو آیا بولے تجھپر تو نشانی کسی اور کی معلوم ہوتی ہی اوسنے کہا مین نام لیوا شیخ عبدالقادر کا ہون لیکن خرقہ کسی سے نہین پہنا بولے ہم ایک زمانہ دراز تک سایہ مین شیخ عبدالقادر کے رہے ہین اور اونکے عرفان کے چشمون سے جام خوشگوار

پہنچتے رہے اونکی شعاع نور آفاق مین پھیلتی تھی لیکن لوگ اپنے اپنے حوصلے کے موافق بہرہ یاب ہوتے تھے اور جب
اونکو الہام ہوا کہ کہین قدمی هذه علی رقبة کل ولي الله جب سے اولیاء الله کے دلون مین سبب سر جھکانیکے
انوار اور برکات علمی بڑھ گئے انتہی ملخصًا یہ جو کچھ کہ مذکور ہوا کتاب بہجة الاسرار مین بکمال ضبط و احتیاط موافق
شرائط محدثین کے بواسطہ روایات صحیحہ اور اسانید معتبرہ کے مذکور ہے دوسرے ملافیظ مشائخ پر اسکو قیاس کیا چاہیے
اور اسکے اکثر روایات سے جو قید اولیاے ہم عصر او اوس زمانے کی سمجھی جاتی ہے کچھ مضایقہ نہین ہے اسلیے کہ
متاخرین مین جو اولیا گذرے ہین یا آگے کو ہوینگے بالفرض اونکے پیر یا پیر کے پیر اوسوقت مین موجود تھے جب
وہ سب مامور اوسکے سرنگون ہوئے تو اونکے مستفیدون اور مریدون کو کہان سر اوٹھانے کی جا باقی رہی اور اگر
کوئی بے ادب بولے کہ ہمارے مرشد کے پیر اور اون سب پیرون سے افضل ہین وہ قابل خطاب و درخور جواب
نہین ہے شعر نے ادب خود را نہ تنہا داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد اب باقی رہا کلام مہدویون کے میان کے
ساتھ سوال میان سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ جو بے تحاشا بول اوٹھے کہ شیخ عبدالقادر گیلانی کو یون کہنا
بہتر نہ تھا بلکہ یون بولتے تو بہتر تھا کہ اولیاء الله کے قدم میرے شانے پر ہین یہ آپ کسکو اصلاح دیتے ہین شیخ
عبدالقادر جیلانی کو یا خدا کو اور انکی لو اگر شیخ عبدالقادر کو بولتے ہو تو وہ تو اس مقدمے مین مامور اور مجبور تھے
اگر یہ بات باوجود ایسے حکم نافذ کے نبولتے تو خوف عتاب کا تھا اور کب شان اولیا سے ہے کہ اونکو حق سبحانہ
ایک حکم فرماوے اور وہ بجا نلاوین بلکہ اوسمین ادنی سستی او رکاہلی روا رکھین وہ تو یہ صفت رکھتے ہین کہ ولا یخافون
لومة لائم اور مانند فرشتون کے لا يعصون الله ما امرهم ويفعلون ما يؤمرون ۝ کب اونکی
شان سے ہے کہ الله تعالی اپنے فضل سے غایت سے ایک منزلت اور رتبہ عالی اونکو مرحمت کرے اور چاہے کہ ملک و
ملکوت مین اونکی عزت بڑھاوے اور رفع ذکر کرے اور اونکا شرف لکھاوے اور وہ اس نعمت عظمی اور موہبت کبری کی
قدر نسمجھین اور برخلاف رضاے الہی کے کچھ کا کچھ بول دیوین کیک تمنے اونکا اپنے پر قیاس کیا جیسا کہ کتاب مطلع
الولایت مین لکھا ہے کہ میان کو حضرت ذوالجلال کا حکم بارہ برس تک ہوتا رہا کہ ہمنے تجکو مہدی موعود کیا
اور یہ دفع کرتے رہے کہ شاید یہ وسوسہ شیطانی ہوویگا بعد مدافعت بارہ برس کے عتاب ہوا کہ ہم سامنے سے
حکم کرتے جاتے ہین اور تو عین حق کو باطل سمجھتا ہے ہلاک ہو جائیگا باوجود اس عتاب کے ایک مدت اور حیلے
بہانے کرتے رہے کہ بار خدایا مین اس خدمت کے لائق نہین ہون جب اس تکرار پر بھی ایک مدت گذری جواب
آیا کہ ہم سمیع اور علیم اور بصیر ہین لیاقت دیکھکر بوجھ رکھ رہے ہین لکھتا ہے کہ پھر بھی نمانا اور اس حریف طرار

اور شاہ حریف مکار نے ایک اور تقریر نکال کر آٹھ برس اور ٹالا العیاذ باللہ سچ ہی کہ ناداں دوست سے دانا دشمن
بہتر ہی یہ قوم ناداں پیرایہ دوستی مین کیا کیا اوس بزرگ پر باندھتے ہین اور اسمین اونکا علو رتبہ اور اپنی خوش
اعتقادی جانتے ہین ؎ ترا ہنوز اگر بود یار غار ✲ ازاں بکہ جاہل بود غمگسار ✲ آب یا چاہیے شق دوم یہ
کہ اگر غرض اس اعتراض سے اصلاح دینا ہی خدا ے جاودانی کو تو بھلا کسی مخلوق کو عرش سے فرش تک
یہ طاقت ہی کہ آفریدگار عالم کے معاملے مین دم مارے **شعر** اوست سلطان ہرچہ خواہد آن کند ✲ عالمی را در دمے
ویران کند ✲ طرفۃ العینے جہان برہم زند ✲ کس نمی آرد کہ آنجا دم زند ✲ ہست سلطانی مسلم مر ورا ✲ نیست
کس را زہرہ چون و چرا ✲ بھلا اگر اس آیت کریمہ کا خیال آپ کو نہ آیا کہ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ
يُسْئَلُوْنَ یعنی اوس سے کوئی نہین پوچھ سکتا ہی جو کچھ کہ کرے اور اوروں سے پوچھا جائیگا تو یہ مصرع بوستاں کا
تو بہت مشہور تھا کہ ع نہ بر حرف او جاے انگشت کس ✲ اب یہ خیر خواہ آپ سے ایک اور سوال کرتا ہی کہ یہ جو
تمام روایات صحیحہ سے اوپر ثابت ہوچکا کہ تمام جہان کے اولیا کے دلونپر منکشف ہوا کہ شیخ عبد القادر خدا ے
عز و جل کی جناب سے مامور ہین اس کلام کے بولنے پر اسواسطے سب نے سر جھکا دیے آپ کے روشن ضمیر پر
بھی کچھ کھلا تھا یا نہین اگر کھلا تھا تو اس چون و چرا کا کیا موقع ہی اور یہ اعتراض آپکا سراپا غلط اور خطا ہوگیا
اور اگر آپ پر اسمین سے کچھ نہین کھلا تو وہ کلام آپ کا بالکل غلط ٹھہرا جو کہ کتاب شواہد الولایت کے اکتیسوین
باب مین لکھا ہی کہ میاں جی نے فرمایا کہ حق تعالی نے بندیکو مرتبے اور مقامات تمام انبیا اور اولیا اور مومنین
اور مومنات اور احوال تمام موجودات کے ایسے بتلا دیے ہین جیسا کہ کسیکے ہاتھ مین رائی کا دانہ ہو اور
ہر طرف پھرا کر کما حقہ پہچان لیوے اور واقف ہوجاوے انتہی اور دونوں صورت مین بطلان مہدویت کا لازم
آیا اسواسطے کہ ان لوگون کے نزدیک بھی یقینیات سے ہی کہ مہدیکو ہر قسم کی خطا سے پاک ہونا لازم ہی
کہ يَقْفُوْ اَثَرِيْ وَلَا يُخْطِئُ اوسکی شان ہی

باب پنجم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفاے راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت خاتم المرسلین کے کی ہین

شواہد الولایت کے دسوین باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدیکے پاس ایک روز تذکرہ صفات امیر المومنین
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا آیا کہ کچھ اوپر تین سو صفتین اون مین تھین انکے خلیفہ نظام نے پوچھا
کہ اوسمین سے ہم مین بھی کوئی صفت ہی کہا بلکہ وہ سب صفتین تم مین موجود ہین انتہی آگے ایک حدیث

باب پنجم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفاے راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت خاتم المرسلین کے کی ہین

آویگی کہ حضور رسالت پناہ مین ایسی گفتگو ہوئی تھی نہ ابد اوسکی تقلید سے یہ نقل بنائی گئی ہے **ایضاً**
پنجفضائل مین لکھا ہے کہ ایکدن شاہ نظام اپنا سب گھر لوٹا کر ایک باریک لباس کاندھوں سے اٹکا کر پہنکر پیچھے مہدی کے
آکھڑے ہوئے خدا تعالی کا حکم ہوا کہ ای سید محمد اوپر دیکھ جب اوپر دیکھا تو نظر آیا کہ تمام فرشتے وہی
لباس پہنے ہین پھر حکم ہوا کہ پیچھے دیکھ جب دیکھا تو نظام کو اوس لباس مین پایا حکم الہی ہوا کہ جیسا کہ
ابوبکر صدیق نے کمل پہنا تھا اور ہمنے جبرئیل اور سب فرشتونکو کمل پوش بنایا تھا ایسی یہان بھی
کیا چنانچہ نظام نے تین دن تک وہ لباس نہ بدلا اور تمام فرشتے بھی یہی رنگ و ٹھاٹ رہے **ایضاً** پنجفضائل
مین لکھا ہے کہ ایکروز سید محمد جونپوری حجرے سے نکلکر اپنے مہاجرونکی جماعت مین آکر بولے جس شخص نے ابوبکر کو نہ دیکھا
ہو میان دلاور کو دیکھ لے **ایضاً** پنجفضائل مین لکھا ہے کہ انکے مہدی جونپوری نے کہا کہ حق تعالی فرماتا ہے
کہ شاہ نعمت کے حق مین یہ آیت پڑھو وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ الآیۃ اور یہ بولے کہ ہمنے
اور میان نعمت نے میدان توکل مین گھوڑے دوڑائے کچھ فرق نہ تھا مگر دو کمان کا اور وجہ اس دوڑانے کی
یہ تھی کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کے ساتھ میدان وحدانیت مین گھوڑے دوڑائے
تھے مجکو حکم ہوا کہ میان نعمت کے ساتھ گھوڑ دوڑ کر **ایضاً** پنجفضائل مین ہے کہ سید محمد جونپوری نے کہا کہ
میان نعمت ہماری ولایت کی عمر ہین اور یہ بھی کہا کہ حیا مین ثانی عثمان ہین یہ نعمت بھی انکے خلیفہ ہین ایکروز
انھوں نے خواب مین دیکھا کہ مین میران کا سر کھاتا ہون انکے میران نے تعبیر کی کہ تم ولایت محمدیہ کا مغز
کھاؤگے **ایضاً** کتاب مطلع الولایت مین لکھا ہے کہ میران نے کہا کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ اگر مین کسی پیغمبر کو
نہ بھیجتا اور کوئی کتاب بھی نہ اوتارتا تب بھی سید محمود اور خوندمیر کو یہی مقام اور قرب حاصل ہوتا اور ہمنے
انکے مرتبے کا کوئی آدمی کسی نبی اور رسل کے پاس پیدا نکیا یہ فقط تمھی پر احسان کیا گیا واضح ہو کہ سید محمود
نام انکے مہدی کے بڑے بیٹے کا اور خوندمیر نام داماد کا ہے چنانچہ بکرات گذرچکا **ایضاً** پنجفضائل مین لکھا ہے
کہ انکے مہدی جونپوری نے کہا کہ میان سید خوندمیر ولایت کے اسد اللہ الغالب ہین **ایضاً** پنج فضائل مین
لکھا ہے کہ مہدی کے خلیفہ دلاور کو مراقبے مین معلوم ہوا کہ جیسا کہ جناب رسالت مآب کے چار یار ہین
مہدی کے بھی ہین پھر جبکہ مہدی سے اسکی تصدیق کے طالب ہوئے انھون نے سر مراقبے مین جھکا کر
پھر اوٹھا کر کہا کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ میران سید محمود ہین پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان سید خوندمیر ہین
پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان نعمت ہین پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان نظام ہین پھر

جھکا کر اور اوڑھا کر بولے کہ سائل ہی لیو یہان چار کے پانچ ہو گئے اور اسکی وجہ یہ بولے کہ زمانہ رسول مین
نبوت تھی وہان چار اصحاب ہوئے اور بندے پر ولایت ہے بحکم اس حدیث کے کہ الولایۃ افضل
من النبوۃ یہان پانچ ہین **ایضاً** رسالہ بشارت نامے مین رسالہ سید ومیان سے نقل کیا کہ جیسا کہ حضرت
رسالت آب کے اصحاب مین عشرہ مبشرہ تھے مہدی کے اصحاب مین بارہ شخص ہین انتہی و تذکرۃ الصالحین
وغیرہ مین اونکی تفصیل بھی دیکھنے مین آئی کہ پانچ یہی ہین جو کہ اوپر مذکور ہوئے اور سات یہ ہین آئین محمد ملک معروف
عبد المجید ملک لوحی یوسف ملک گوہر ملک برہان الدین غرضکہ اسیطرح جو القاب کہ اصحاب و اہل بیت
حضرت خاتم المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے حق مین وارد ہوئے سب اپنے لوگون کے واسطے
تراشتے ہین چنانچہ مریدونکا لقب اصحاب مہاجرین ٹھہرایا اور مریدون کے مریدونکا نام تابعین و تبع
تابعین قرار دیا اور بیعت کا نام بیعت الرضوان رکھا اور خوندمیر کے ہمراہ جو لوگ کہ گجرات مین اترے یا مارے
گئے اونکو اہل بدر بولتے ہین اور مہدی کی چارون بیبیون یعنی بی بی الہ دیتی اور بی بی ملکان و بی بی
بون اور بی بی بھیکا کو ازواج مطہرات اور امہات المومنین لکھتے ہین اور انکی بیٹی کو فاطمہ ولایت لقب
کرتے ہین اور پانچ خلیفونکو صحابہ کرام کہتے ہین اونمین سے دو صدیق سید محمود اور خوندمیر اور سید نجی بن خوندمیر
نواسہ مہدیکو خاتم مرشد اور حسین ولایت قرار دیتے ہین بلکہ ایسا اعتقاد رکھتے ہین کہ قطع نظر مہدی سے
اونکے مرید و خادم بھی مبشر بالجنہ بنا سکتے ہین چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ جیسا کہ ہمارے
حضور مین بارہ شخص مبشر بالجنہ ہوئے ہین ای میان دلاور تمہارے پاس بھی ہون گے انتہی غرضکہ اس بہتان
سرائی سے معلوم ہوا کہ اصحاب و اہل بیت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور توقیر
ان لوگون کے دلون مین اتنی بھی نہین ہی کہ سید محمد جونپوری کے مریدون اور بالکون سے اونکو اعلی
اور افضل سمجھین بلکہ اون حضرات کو ایک تختہ مشق ٹھہرایا ہی کہ جسکو چاہتے ہین اونسے تشبیہ و تفضیل دیتے
چلے جاتے ہین کبھی شیخ نظام اور دلاور و نعمت کو برابر امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے
ٹھہراتے ہین اور کبھی نعمت کو ہمرتبہ عمر فاروق کا اور ثانی عثمان بتاتے ہین اور خوندمیر کو ولایت کے
اسد اللہ الغالب بولتے ہین اور کبھی کہتے ہین کہ سید محمود اور خوندمیر کے رتبے والا کسی پیغمبر کے اصحاب مین
کوئی شخص نہوا ہی اور کبھی چار کے پانچ اور دس کے بارہ خلیفہ اور مبشر ٹھہراتے ہین اور کسیکو ام المومنین اور
کسیکو حسین ولایت اور کسیکو فاطمہ ولایت مقرر کر لیتے ہین اور چونکہ ولایت انکے نزدیک افضل ہی نبوت سے

یہ سب ولایت کے عہدہ دار بھی اصحاب اور اہل بیت نبوت سے افضل ہونگے بلکہ کچھہ عجب نہین ہی اسواسطے
کہ فصل آیندہ مین آویگا کہ یہ اونکو انبیا و مرسلین کے برابر سمجھتے ہین العیاذ باللہ کیا جرأت ہی خدا و رسول پر کہ
جو مونہہ مین آیا سو بولنے بیٹھتے ہین اور ذرا بھی حضرت رسالت مآب کی رعایت سے اونکے اصحاب کا ادب
نہین کرتے ہین اب چند حدیثین رعایت آداب مین اصحاب حضرت رسالت مآب کے اور اونکی فضیلت مین
بیان کیجاتی ہین کہ دین کے سمجھہ دار سنکر بولین مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا صواعق محرقہ
مین لکھا ہی کہ خطیب نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابا واختار لی منہم اصہارا وانصارا فمن حفظنی
فیہم حفظہ اللہ ومن اذانی فیہم اذاہ اللہ تعالی یعنی اللہ تعالی نے مجکو پسند کیا اور میرے واسطے
اصحاب چنے اور اون مین سے میرے واسطے داماد اور سسر اور مددگار انتخاب کیے پس جو شخص کہ اونکے
حق مین میری پاس خاطر رکھیگا اوسکی خدا نگہبانی کریگا اور جو کہ اونکے مقدمے مین مجکو تکلیف دیگا اللہ تعالی
اوسکو تکلیف پہونچائیگا اور امام بغوی اور طبرانی اور ابن عساکر نے روایت کی ابن عیاض انصاری سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احفظونی فی اصحابی واصہاری فمن حفظنی فیہم
حفظہ اللہ فی الدنیا والاخرۃ ومن لم یحفظنی فیہم تخلی اللہ منہ ومن تخلی اللہ منہ یوشک
ان یاخذہ یعنی میری رعایت کرو میرے اصحاب اور اصہار کے مقدمے مین پس جسنے میری رعایت کی اونکے
باب مین محفوظ رکھیگا اوسکو حق تعالی دنیا اور آخرت مین اور جسنے نہ رعایت کی میری اونکے باب مین الگ
ہوگیا اوس سے اللہ تعالی اور جس سے اللہ تعالی الگ ہوگیا قریب ہی کہ گرفت کریگا اوسکو اور دارقطنی نے
روایت کی کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا من حفظنی فی اصحابی ورد علی الحوض ومن لم یحفظنی
فی اصحابی لم یرد علی الحوض ولم یرنی یعنی جسنے کہ میری پاسداری کی میرے اصحاب کے باب مین
حوض کوثر پر میرے پاس آویگا اور جسنے میری پاسداری نکی میرے اصحاب کے باب مین میرے پاس حوض کوثر
پر آویگا اور نہ مجکو دیکھے گا اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے احفظونی فی اصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم یعنی میرا خیال رکھو میرے
اصحاب کے باب مین اور اونکے تابعین اور تبع تابعین کے باب مین اور ابن عدی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کی کہ حضرت نے فرمایا ان شرار امتی اجرأہم علی اصحابی یعنی میری امت مین بدتر وہ لوگ ہین کہ میرے

حدیثین چند آثار فضائل اصحاب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہم مین

اصحاب پر زیادہ جرأت کرتے ہین اور دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اذا اراد اللہ برجلٍ من امتی خیرا القی حب اصحابی فی قلبہ یعنی جب اللہ تعالی کسی شخص کے
ساتھ میری امت مین سے نیکی کیا چاہتا ہے میرے اصحاب کی محبت اوسکے دل مین ڈالتا ہے اور ابن عساکر
نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما شانکم و شان اصحابی ذرونی اصحابی
ذرونی اصحابی فو الذی نفسی بیدہ لو انفق احدکم مثل اُحدٍ ذھبا لما ادرک مثل عمل احدھم یوما
واحدا یعنی تمکو میرے اصحاب سے کیا کام ہے میرے اصحاب کو مجہپر چھوڑ دو میرے اصحاب کو مجہپر چھوڑ دو پس قسم ہے
اوس ذات کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ مین ہے اگر تم مین سے کوئی شخص اُحد کے پہاڑ برابر سونا خیرات کرے ایک
صحابی کے ایکدن کے عمل برابر رتبہ نپاوے اور حاکم نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو
فرمایا اما انہ لا یدرک قوم بعدکم صاعکم ولا مدکم یعنی آگاہ ہو کہ نہین پاویگا کوئی قوم کہ بعد تمہارے
آوے تمہارے صاع اور مد بھر خرچ کرنے کا رتبہ اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی کی روایت مین
آیا ہے لو ان احدکم انفق مثل اُحدٍ ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ یعنی اگر دوسرون مین
سے کوئی کوہ احد برابر سونا خرچ کرے صحابی کے نہ ایک مد نہ آدھے مد کے درجے کو پونہچے گا مد اور صاع
پیمانے ماپ کے ہین یہان سے معلوم ہوا کہ پچھلون مین سے کوئی کتنی مجاہدہ اور عبادت کرے اور اعلی
درجہ ولایت کو پونہچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ادنی عمل کی برابری نہین کرسکتا ہے اسکے دو سبب ہین
ایک یہ کہ جو کچھہ اسلام اور ایمان عالم مین پھیلا اونکے سبب ہی ہین کہ نہایت غربت اور بیکسی کے وقت مین
اپنے مال اور جان نثار کرکے اور محنتین سخت سخت اوٹھا کر اور تمام خویش و آشنا سے بیگانہ بنکر اس دین کو
جمایا اور اسلام کو اطراف و اکناف عالم مین پھیلایا اب قیامت تک جسکو کلمہ محمد نصیب ہوگا بدولت و طفیل انہین
حضرات کے ہوگا اور جو کچھہ اوس کلمے پر مقامات ولایت و امامت کے متفرع ہونگے اوس سب کے سبب اور
علت یہی حضرات ٹھہرینگے پس بموجب اس حدیث کے کہ من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا و اجر من عمل
بھا یعنی نیک راہ نکالنے والے کیواسطے اوس راہ نکالنے کا بھی ثواب ہے اور جو لوگ اوسپر عمل کرینگے اونکا بھی
ثواب جیسا کہ اونکو ملیگا اوسیقدر اسکو بھی ملیگا پس پچھلے زمانے کے لوگ کسی طرح سے انسے زیادہ یا انکے
برابر نہین ہوسکتے ہین دوسرا سبب یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالی صورتون اور اعمال کو نہین دیکھتا ہے بلکہ نیتونکو
دیکھتا ہے خوبی عمل کی بقدر خلوص نیت اور صفاے باطن کے ہے اور بسبب تاثیر صحبت حضرت رسالت کے

ف دو سبب افضلیت صحابہ کے

جسقدر کہ انکے بواطن اور نیات نزکی اور مصفا تھے دوسرونکو نصیب نہین ہی اسیواسطے مشائخ طریقت فرماتے ہین کہ ایک نگاہ کہ جمال مصطفوی پر پڑے وہ کام کرتی ہی کہ چلون اور خلوتون سے وہ بات حاصل نہین ہوتی اور یہی سبب ہی کہ قرن نبوت کا سب قرنون سے افضل ہوا جیسا کہ ترمذی اور حاکم نے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم یعنی بہترین قرنونکا قرن میرا ہی پھر وہ لوگ کہ انکے متصل ہین پھر وہ لوگ کہ انکے متصل ہونگے اور ابو نعیم نے حلیہ مین روایت کی کہ خیر هذه الامة اولها و اخرها اولها فیهم رسول الله و اخرها فیهم عیسی بن مریم و بین ذلک فیج اعوج لیسوا منی و لست منهم یعنی بہتر اس امت کے پہلے اور پچھلے ہین پہلون مین تو رسول اللہ ہین اور پچھلون مین عیسی بن مریم ہین اور درمیان اسکے فوج ٹیڑھی ہی کہ وہ لوگ نہ میرے طریق پر ہین اور نہ مین انسے راضی ہون اور جاننا چاہیے کہ جیسا کہ القرآن یفسر بعضه بعضا یعنی قرآن کی ایک آیت کے معنی دوسری آیت سے سمجھہ مین آجاتے ہین ایسی حدیث مین بھی ایک حدیث دوسری حدیث کی شرح کر دیتی ہی پس اس حدیث مذکور بالا سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیث جو آیا ہی کہ حال میری امت کا مانند حال باران کے ہی کہ معلوم نہین ہوتا کہ اول اسکا بہتر اور مفید ہی یا آخر اوسکا مراد اوس سے اصحاب عیسی علیہ السلام کے ہونگے کہ انھون نے باوجود اس شرف کے کہ اتباع اور پیروی حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے برکات نہایت حاصل کین صحبت اور دیدار حضرت عیسی روح اللہ سے بھی سعادت اندوز ہوے اسواسطے اون مین دو قسم کے کمال اور دو طرح کے ثواب اکٹھا ہوے جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی پچھلی امت کا حال ہوا کہ جب انھون نے ہمارے حضرت کا زمانہ پایا اور ایمان لاے اونکو دوہرا اجر ملا ایک اپنے پیغمبر اور کتاب پر ایمان لانے اور اتباع کرنیکا دوسرا ہمارے پیغمبر اور کتاب پر ایمان لانے اور متابعت اور صحبت اختیار کرنیکا فرق اتنی ہوا کہ ہمارے حضرت نے شریعت عیسویہ کو منسوخ فرماکر اپنی شریعت پر انسے عمل کروایا اور عیسی علیہ السلام جب اوترینگے اپنی شریعت پر حکم نکرینگے بلکہ خلق کو اسی شریعت محمدیہ پر چلاوینگے پس اس راہ سے حضرت عیسی سلام اللہ علیہ اس امت کے اولیا مین مندرج داخل ہین لیکن افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہین اور قیامت کے روز اونکے واسطے دو حشر ہونگے ایک حشر زمرہ رسولونمین ساتھ لواے رسالت کے اور ایک حشر زمرۂ اولیا مین ساتھ لواے ولایت کے جیسا کہ کتاب الیواقیت و الجواہر مین شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فتوحات مکیہ سے نقل کیا اور کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ جیسا کہ اس امت کے

اولیاء سے افضل ہین پہلی امتون کے اولیاء سے بھی افضل ہین سوا عیسی علیہ السلام کے کہ وہ حضرت صدیق سے یقینا
افضل ہین اور ایسی ہی حضرت خضر علیہ السلام بھی کہ مقام اونکا برزخی ہی درمیان ولایت اور نبوت کے چنانچہ شیخ
اکبر نے فتوحات مین فرمایا کہ مقام خضر علیہ السلام کا نبوت سے نیچے اور صدیقیت کے اوپر ہی اور فرمایا کہ
مجھسے اونھون نے بالمشافہہ اپنا یہ مقام بیان فرمایا اور اسکو مقام قربت کہتے ہین اور یہ بھی کہا کہ شیخ نے فتوحات مین
فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین کوئی شخص سوا عیسی علیہ السلام کے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ سے
نہین ہی انتہی اس مقام سے معلوم ہوا کہ مہدی حقیقی سے بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ رتبہ عالی رکھتے ہین
چہ جائے مہدی جعلی بھلا اب کہان پتا لگتا ہی اونکے چیلون بالکون کا کہ جنکو حضرت ابو بکر کا ہم جنب ٹھہراتے ہیں
اور تسلیم کرنا قول شیخ اکبر کا مہدویون پر اہم واجبات سے ہی اسواسطے کہ انکے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ
محی الدین بن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کر کے بعد قلم تر کیا ہی جیسا کہ شواہد الولایت کے
چوبیسوین باب مین منقول ہی پس اب دو الزام سے ایک الزام ان پر لا محالہ تمام ہوا اور ہر صورت مین مہدویت کا
بطلان لازم آیا یعنی اگر یہ کشوف کہ جس مین اپنے مریدونکو برابر یا برتر صدیق اکبر کا ٹھہرایا ہی صحیح ہین
تو وہ کشف غلط ہی کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھکر لکھتے تھے اور اگر وہ صحیح ہی تو یہ کشوف سابقہ سب
غلط ہین اور ہر دو صورت مین یہ مہدی نہوئے کہ اونکے حق مین تو وارد ہی کہ لا یخطی یعنی خطا نکریگا جیسا کہ
یہ لوگ جا بجا اسکے قائل ہین بلکہ تردید کی کیا جا ہی شق ثانی کو تسلیم کرنا چاہیے تا کہ فقط انھین کی تخطیہ پر
کہ ہر دو صورت مین ناگزیر ہی اقتصار کیا جاوے اور تخطیہ شیخ اکبر اور جمہور امت کا کہ فضیلت ابو بکر
صدیق کے قائل ہین لازم نا آوے اگرچہ اسقدر انکے الزام کے واسطے کافی تھا لیکن اور بھی چند حدیث
تبرکا بیان کیجاتی ہین صواعق محرقہ مین ہی کہ دار قطنی نے روایت کی کہ عبد اللہ محض کے صاحبزادے نے کہ
لقب اونکا نفس زکیہ تھا فرمایا ھما افضل عندی من علی یعنی ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما نزدیک
میرے افضل ہین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے اور انکو محض اسواسطے کہتے ہین کہ سب سے پہلے دنیا مین سید حسنی
اور حسینی بھی وہی ہوئے اور دار قطنی نے روایت کی کہ امام جعفر صادق نے فرمایا ما ارجو من شفاعۃ علی
شیئا الا و انا ارجو من شفاعۃ ابی بکر مثلہ و قد ولدنی مرتین یعنی جس قدر کہ مین علی کی شفاعت کی امید
رکھتا ہون اسیقدر مجکو ابو بکر کی شفاعت کی امید ہی اور ابو بکر سے مین دو بار پیدا ہوا ہون وجہ اسکی یہ ہی کہ والدہ
امام جعفر کی ام فروۃ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہین اور والدہ ام فروہ کی اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر ہین

ہین رضی اللہ تعالی عنہم اور فرمایا کہ ان الخبثاء من اھل العراق یزعمون انا نقع فی ابی بکر و عمر و ھما والدی
یعنی خبیث لوگ عراق والے گمان کرتے ہین کہ ہم اہل بیت بدگوئی کرتے ہین حق مین ابوبکر و عمر کے اور وہ دونون
میرے والد ہین اور حاکم نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ ما صحب النبیین والمرسلین اجمعین
ولا صاحب یٰس افضل من ابی بکر یعنی نہ کوئی مصاحب تمام انبیا و مرسلین کا اور نہ صاحب یٰس یعنے
حبیب نجار افضل تھے ابوبکر سے اور ابن عساکر نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالتپناہ نے اذا کان یوم القیمۃ نادی
مناد لا یرفعن احد من ھذہ الامۃ کتابہ قبل ابی بکر یعنی جب دن قیامت کا ہوگا ایک منادی ندا کریگا کہ
کوئی شخص امت محمدیہ سے اپنا نامۂ اعمال پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پیش نکرے اور ابن عساکر نے روایت
کی کہ حضرت نے فرمایا خصال الخیر ثلثمائۃ وستون نیک خصلتین تین سو ساٹھہ ہین ابوبکر رضی اللہ عنہ نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ مین ان خصلتون سے کوئی ہی فرمایا کلھا فیک فھنیئا لک یا ابابکر وہ سب خصلتین
تیری بیچ ہین پس خوشگوار ہووین تجکو اے ابوبکر اور دارقطنی نے روایت کی کہ امام محمد باقر سے لوگون نے
حال شیخین کا پوچھا فرمایا انی اتولاھما مین اونسے محبت رکھتا ہون ایک شخص اوس مجلس مین بولا کہ
شیعہ گمان کرتے ہین کہ آپ ایسی باتین بطور تقیہ کے فرماتے ہین فرمایا انما یخاف الاحیاء ولا یخاف
الاموات فعل اللہ بھشام بن عبد الملک کذا وکذا یعنی ڈرا جاتا ہی زندون سے نہ مردون سے اللہ تعالے
ہشام بن عبد الملک کا ایسا اور ایسا برا کرے یعنی صحابۂ کرام مرگئے اب ہم اون سے کیون ڈرین کہ تقیہ کرین
ہم تو ایسے سے خوف ہین کہ ہشام بن عبد الملک کو کہ خلیفہ عصر ہی برملا برا کہتے اور سید اسعد مکی نے مذہب
مختار مین نقل کیا کہ ابویعلی موصلی اور ابونعیم اور ابن عساکر وغیرہم نے عبد خیر سے روایت کی کہ خطب علیؓ
فقال ان افضل الناس بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر الصدیق و افضلھم بعد ابی بکر
عمر ولو شئت ان اسمی الثالث لسمیتہ فسئل عن الذی لو شئت ان سمیتہ قال
المذبوح کما تذبح البقرۃ یعنی خطبہ پڑھا علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے پس فرمایا کہ افضل الناس بعد پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر صدیق ہین اور بعد ابوبکر کے افضل الناس عمر ہین اور اگر مین تیسرے کا نام بولنا چاہون
تو بول سکتا ہون لوگون نے پوچھا کہ وہ کون ہی فرمایا کہ مذبوح جیسا کہ گائے ذبح کی جاتی ہی یعنی فی الحقیقت جناب
ممدوح اور عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد کی مسند مین وہب سوائی ابی جحیفہ سے روایت کی کہ کہا خطبنا
علی فقال من خیر ھذہ الامۃ بعد نبینا فقلت انت یا امیر المومنین قال لا خیر ھذہ الامۃ بعد

نبینا ابوبکر ثم عمر یعنی حالت خطبے مین علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کون شخص سب امت مین افضل ہے بعد
ہمارے پیغمبر کے مینے عرض کیا کہ تم یا امیر المؤمنین فرمایا نہین افضل اس امت کے بعد ہمارے پیغمبر کے ابوبکر ہین پھر
عمر ہین اور چیو اعتق مین ہے کہ روایت کی ابوبکر الاحری نے کہ کہا ابوجحیفہ نے کہ مینے سنا کہ علی مرتضی رضی اللہ
عنہ کوفے مین اوپر منبر فرماتے تھے ان خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر ثم خیرهم عمر یعنی افضل اس
امت مین بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر ہین پھر عمر ہین ذہبی نے کہا کہ جسوقت جناب مرتضوی اپنی
مملکت مین کرسی خلافت پر تھے یہ حدیث اونسے بتواتر منقول ہوئی یہان تک کہ چھیاسی آدمی نے اونسے
روایت کی اور بعض طرق مین یہ لفظ سے روایت ہوئی کہ فرمایا الا وانه بلغنی ان رجالا یفضلونی فمن
وجدته فضلنی علیهما فهو مفتر علیه ما علی المفترین یعنی آگاہ ہو کہ مجکو خبر پہونچی ہے کہ کچھ لوگ مجکو
تفضیل دیتے ہین پس جسکو مین پاؤن فضیلت دیتا ہوا دونون پر وہ مفتری ہے اوسکی وہی سزا ہے
جو مفتریونکی سزا ہے غور کا مقام ہے کہ حضرت مظہر العجائب امام المشارق والمغارب علی بن ابی طالب رضی اللہ
عنہ کو تفضیل دینے والا مفتری ٹھہرے اور یہان جیو اونکے بالکونکو تفضیل دینے والا مفتری ہووے بلکہ اپنا
لقب صادق رکھے اور کہے کہ کونوا مع الصادقین ہمارے واسطے ہے فانها لا تعمی الابصار ولکن
تعمی القلوب التی فی الصدور اور عبد بن حمید اور ابونعیم نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر الا ان یکون نبی وفی لفظ ما طلعت
الشمس علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر یعنی آفتاب نے طلوع و غروب نکیا اوپر ایسے کے
کہ افضل ہو ابوبکر سے اور ایک عبارت یون ہے کہ نہ طلوع کیا آفتاب نے بعد انبیا اور مرسلین کے اوپر کسی کے کہ افضل ہو
ابوبکر سے اور طبرانی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے ان روح القدس جبرئیل اخبرنی ان خیر امتك
بعدك ابوبکر یعنی روح القدس جبرئیل نے مجکو خبر دی کہ تمھاری امت کا افضل بعد تمھارے ابوبکر ہے اور
دارقطنی نے روایت کی کہ جندب اسدی نے کہا کہ ایکروز کچھ لوگ کوفے اور جزیرے کے خدمت مین محمد بن عبد اللہ بن حسن
رضی اللہ عنہم کے حاضر ہوکر حال ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا پوچھنے لگے اونھون نے میری طرف متوجہ ہوکر
فرمایا انظر الی اهل بلادك یسئلونی عن ابی بکر وعمر لهما عندی افضل من علی یعنی ملاحظہ کر اپنے
ملک کے لوگونکو مجھسے سوال کرتے ہین حال ابوبکر و عمر کا حالانکہ وہ دونون نزدیک میرے افضل ہین علی سے انتہی
اور مشکوۃ المصابیح مین بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آخر مین ایک حدیث کے ہے کہ فرمایا حضرت رسالت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان هذا ملك لم ينزل الارض قط قبل هذه الليلة استاذن ربه ان
يسلم علي ويبشرني بان فاطمة سيدة نساء اهل الجنة وان الحسن والحسين سيدا شباب اهل
الجنة رواه الترمذي یعنی یہ ایک فرشتہ ہی کہ آج کی رات سے پہلے کبھی زمین پر نہ اوترا تھا اپنے رب سے پروانگی
مانگ کر آیا کہ مجکو سلام کرے اور خوشخبری سناوے کہ فاطمہ سب بیبیون اہل جنت سے بہتر ہین اور حسن اور حسین
سب جوانون اہل جنت سے افضل ہین اور انس رضہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ابو بکر و عمر سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والاخرين الا النبيين والمرسلين رواه الترمذي
ورواه ابن ماجة عن علي رض یعنی ابو بکر اور عمر رضہ کھول بہشتیون کے ہین اولین اور آخرین سے سوا انبیا اور
مرسلین کے کھول جمع کہل کی ہی اور کہل مرد میانہ سال و موبہ کو کہتے ہین کذا فی الصراح یعنی جو لوگ کہ دنیا مین
کہل ہو کر مرے ہین اونکے یہ سردار ہین ورنہ بہشت مین سب جوان ہونگے صاحب مرقات نے کہا کہ جامع صغیر مین
ہی کہ اس حدیث کو روایت کیا امام احمد نے اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے علی رضہ سے اور ابن ماجہ نے ابو جحیفہ سے
اور ابو یعلی نے اور ضیا نے مختارہ مین انس رضہ سے اور طبرانی نے اوسط مین جابر رضی اللہ اور ابو سعید رضہ سے
اور ریاض مین علی رضہ سے انتہی اور شیخ عبد الحق نے فرمایا کہ جب سردار بڈھون کے ہوئے جوانون کے بدرجہ
اولی ہوئے اور مؤید اس قول کی وہ روایت ہی کہ مرقات مین امام احمد رحمہ سے منقول ہوئی کہ سيدا كهول
اهل الجنة وشبابها بعد النبيين والمرسلين یعنی دونون سید ہین بڈھون اہل جنت اور جوانون
اسکے کے بعد انبیا اور مرسلین کے یہان سے معلوم ہوا کہ لفظ کھول حدیث مین واسطے احتراز کے غیر کھول
سے نہین ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ سوا انبیا و مرسلین علیہم السلام کے سب سے افضل ہین اسیواسطے مرقات مین لکھا
ہی کہ مراد اولین سے اولیا پہلی امتون کے ہین پس افضل ہین اصحاب کہف سے اور مومن آل فرعون سے اور
حضرت خضر سے بشرطیکہ ولی ہون اور مراد آخرین سے اولیا اور علما اور شہدا اس امت کے ہین اور الا النبيين
والمرسلين کی قید سے حضرت عیسی علیہ السلام خارج ہوگئے اور خضر بھی بشرطیکہ نبی ہون پس تعبیر بلفظ
کھول اسواسطے فرمائی کہ حالات انسانی مین یہ حالت کمال عقل و حلم کی ہوتی ہی اور جنت مین درجہ بقدر عقل کے
ملیگا جیساکہ خجندی روایت کرتے ہین کہ حضرت نے جناب مرتضی کو فرمایا کہ جب آدمی طرح طرح کی نیکیون سے
قرب الہی ڈھونڈھین تم بانواع عقل قرب پیدا کرو اب سوال کیا جاتا ہی کہ تمہارے مہدی بھی گلگشت
بہشت کا ارادہ رکھتے ہین یا نہین اگر رکھتے ہین تو مہتری اور سیادت حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبول

کرین اور دعوی برابری اوبرتری سے نسبت بحضرت رسالت اور انکے اصحاب کے توبہ کرین **تنبیہ**
یہ جو صاحب تحفہ صایل نے لکھا ہی کہ مہدیکو حکم الٰہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق نے کمل پہنا تھا اور ہمنے
جبرئیل اور سب فرشتونکو کمل پوش بنایا تھا ایسی یہان بھی کیا انتہی جیسا کہ شروع اس باب مین ضمن نقل دوم مین
گذر چکا اسکا اصل محض ہی اسواسطے کہ حضرت ابوبکر صدیق کا سب مال لاکر حضرت رسالت مین اسد کھدینا
تو متفق ثابت ہی چنانچہ مشکوٰۃ مین امیر المومنین عمرؓ سے روایت ہی قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ان نتصدق و وافق ذلك عندي مالا فقلت اليوم اسبق ابا بكر ان سبقته
يوماً قال فجئت بنصف مالي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ابقيت لاهلك
فقلت مثله واتى ابو بكر بكل ما عنده فقال يا ابا بكر ما ابقيت لاهلك فقال
ابقيت لهم الله ورسوله قلت لا اسبقه الى شئ ابدا رواه الترمذي وابوداؤد
یعنے کہا امیر المومنین عمرؓ نے کہ ہمکو حکم کیا رسول خدا صلی اسد علیہ وسلم نے کہ ہم راہ خدا ے تعالی مین کچھ
خرچ کرین اور اتفاقاً اسوقت میرے پاس مال بھی بہت موجود تھا پس مینے کہا کہ اگر میری تقدیر
مین کسی دن ابوبکر پر غالب ہونا ہی تو آج کے دن مین اون پر غلبہ لیجاونگا پس مینے اپنا آدھا مال لاکر
حاضر کردیا حضرت نے فرمایا کہ تو اپنے اہل و عیال کے واسطے کسقدر چھوڑ آیا مینے عرض کیا کہ جسقدر
لایا ہون اسیقدر اونکے واسطے بھی چھوڑ آیا ہون اور ابوبکر صدیق نے جو کچھ کہ پاس تھا سب حاضر کیا حضرت نے
پوچھا کہ اپنے اہل و عیال کے واسطے کیا کچھ چھوڑ آے عرض کیا خدا اور رسول کو اونکے واسطے چھوڑ آیا
مینے دل مین کہا کہ کسی چیز مین مین انپر سبقت نہ لیجاسکونگا کبھی انتہی لیکن جبرئیل اور فرشتونکا مثل ابوبکر
صدیق کی پوشاک بدلنا اسکے ثبوت مین کلام ہی صواعق محرقہ مین لکھا ہی کہ بغوی اور ابن عساکر نے روایت
کی کہ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ ایکروز مین خدمت مین حضرت رسالت پناہ صلی اسد علیہ وسلم کے حاضر تھا
اور ابوبکر رضی اسد تعالی عنہ بھی وہان ایک عبا پہنے ہوے کہ دونون طرف اسکے کانٹیون اور کانٹون سے
اٹکا کر ملائے ہوئے حاضر تھے اتنے مین جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہوکر اس حال کا حضرت سے استفسار کیا
حضرت نے فرمایا کہ ابوبکر نے قبل فتح مکے کے سب مال مجپر خرچ کر ڈالا جبرئیل نے کہا کہ حق تعالی اونکو سلام
فرماتا ہی اور پوچھتا ہی کہ اس فقر مین مجھسے راضی ہی یا نہین ابوبکرؓ نے کہا کیا مین اپنے پروردگار سے رنجیدہ
ہونگا مین اپنے پروردگار سے راضی ہون اور سند اس حدیث کی غریب ہی جیسا اور ابو نعیم نے ابو ہریرہ اور

(حاشیہ — ہاتھ سے لکھا ہوا، زیادہ تر ناخوانا) [illegible]

لازم آیا اسواسطے کہ دانستہ کذب حضرت رسالت پناہ و رب العزت پر باندھنا مہدی کی شان نہین ہی اور اگر نادانستگی سے تھا تو احوال تمام موجودات کی غیب دانی کا دعوی غلط ہوا اور مہدویون کے نزدیک مہدی کے کشف و دعوے مین خطا ممکن نہین ہی

باب ششم بیان مین ان بے ادبیون کے کہ مہدویون نے جناب مین حضرات انبیا و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالۃ سید الاولین والآخرین کے ادا کی ہین

شواہد الولایت کے انیسوین باب مین لکھا ہی کہ ایک روز میران نے عزیز اللہ اور مخدوم کے حق مین کہا ان دونون کو مقام ابراہیم صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ کا دیا گیا ہی اگر جیتے اور آگے کو بڑھ جاتے لیکن کوچ کیا چاہتے ہین جب وعظ ہو چکا وہ دونون شخص سب سے دست بوس کر کے رخصت ہوئے ایک تیسرے دن مرا اور دوسرا نوین دن **ایضاً** مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ ملک سندھ مین بادشاہ اور وہانکے مسلمانون نے نہایت تنگ کیا یہان تک کہ بھوکون کے مارے چوراسی مرید ہمراہی میران کے مر گئے میران نے بشارت دی کہ ان سب کو مقامات انبیا و مرسلین و اولو العزم کے ملے **ایضاً** شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین لکھا ہی کہ شیخ مہاجر نے مردے کو زندہ کیا اور مہدی نے اوسکو قائم مقام مہتر عیسی علیہ السلام کا فرمایا مصنف کتاب مذکور کا کہتا ہی کہ البتہ فیض یافت ذات مہدی کو چاہیے کہ عین مقام عیسی علیہ السلام مین قدم رکھنے سے احتراز کرے **ایضاً** شواہد الولایت کے چھبیسوین باب مین لکھا ہی کہ ایکدن میران نے کہا کہ خداوند تعالی نے بندے کے وصف پیغمبرون سے بیان فرمائے اسلیے اکثر پیغمبرونکو تمنا تھی کہ بندے کی صحبت مین پہونچین اور اکتیسوین باب مین لکھا ہی کہ اکثر انبیا اور مرسلین و اولو العزم دعا مانگتے تھے کہ بار خدایا ہمکو امت محمدی مین کرکے مہدی کے گروہ مین داخل کردے اون مین سے مہتر عیسی کی دعا مقبول ہوئی کہ اب آکر بہرہ یاب ہون گے چنانچہ صاحب دیوان مہدی اون کے نعت مین لکھتا ہی **شعر** بلکہ چہ عالم کہ زادم و عیسی ✣ نہ یحیی و خلیل از موسی ✣ بودہ غایت بصحبتش ہوسے ✣ ہر چہ ہست از ولایت ست ظہور ✣ واو نقطہ آن دائرہ مفضلان ✣ شد متمنائے ہمہ مرسلان ✣ خواست ز حق ہر یکے از اولین ✣ رب اجعلنی لمن الآخرین ✣ معلوم رہے کہ اس قوم مین کلام خوندمیر اور نقلیات اور کلام مہدی اور مولود اصل الاصول شمار کیا جاتا ہی جیسا کہ رسالہ بشارت نامے مین لکھا ہی **ایضاً** تحفۃ الفضائل مین لکھا ہی کہ میران قضائے حاجت کے واسطے جاتے تھے حاجی محمد فرہی نے

باب ششم بیان مین ان بے ادبیون کے کہ مہدویون نے جناب مین حضرات انبیا و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالۃ سید الاولین والآخرین کے ادا کی ہین

پوچھا کہ میران جیو خدام تو کہے عیسیٰ کب آوینگے میران نے ہاتھ پیچھے کرکے کہا کہ بندیکے پیچھے آوینگے
نو ہزار حاجی محمد کو مقام عیسیٰ روح اللہ کا حاصل ہوگیا میران کے زندگی بھر تو چپ رہا بعد مرنے کے سندھ مین
طرف نگر ٹھٹھہ کے جاکر دعوی عیسویت کا کیا وہانکے حاکم نے اوسکا سر کاٹ ڈالا سید محمود نے بھی دو شخصونکو
اوسکے مارنے کے واسطے بھیجا تھا وہ اوسکے قتل کی خبر سنکے آئے اوسے پالنے شاہ دلاور نے بشارت دی کہ
اسکے غرغرے کے وقت توبہ قبول ہوگئی سید محمود نے کہا کہ مہدی کی تصدیق کی تھی ضائع نہوا **ایضا**
پنجفضائل مین لکھا ہی کہ دلاور سے لئے اپنے میران سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالائے
سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالائے سر تک سلمان تھے اور ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام
زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسیٰ زیر ناف سے بالائے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جو آوینگے
پورے مسلمان ہوجاوینگے اب آدھے مسلمان ہین اور کہا کہ اس نقل کی صحت پر یہ دلیل ہی کہ میران نے
کہا ہی جو کہ خدا ے تعالی کو مقید دیکھے وہ مشرک ہی **ایضا** شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہی
کہ میران نے کہا کہ حق تعالی نے ارواح اولین اور آخرین کی حاضر کرکے فرمایا کہ ای سید محمد ان سب ارواح کا
پیشوا بننا قبول کر پہلے مینے اپنی عاجزی پر خیال کرکے عذر کیا پھر عنایت خدا تعالی پر کہ میرے حال پر
ہی نظر کرکے کہا اگر سو حصہ اس سے زیادہ ہون تو بھی قبول کیا **ایضا** شواہد الولایت کے چھبیسوین
باب مین لکھا ہی کہ درمیان محمدین کے فرق نہین ہی اور فرق کرنے والے کو زیان ہی یعنی محمد مصطفی صلی اللہ
علیہ وسلم اور سید محمد جونپوری برابر ہین استغفر اللہ العظیم اور جوہر نامے مین لکھا ہی دوہرہ نبی مہدی کا
یک ذات جانو برابر جتھا دعقلی سون پاک + ظاہر باطن تابع متبوع حق مالوکل دراک + دیگر آنکہ ولایت
کل نبوت جز کل غیر مخلوق جز مخلوق بعد اوسکے بیان کیا کہ حدیث الولایۃ افضل من النبوۃ کی پانچ وجہ ہین اول
ولایت صفت خالق کی اور نبوت صفت مخلوق کی دوم ولایت مشغولی ساتھ حق کے اور نبوت
مشغولی ساتھ خلق کے سوم ولایت امر باطن ہی اور نبوت امر ظاہر ہی چہارم ولایت خاص ہے
اور نبوت عام ہی پنجم ولایت کو نہایت نہین اور نبوت کو نہایت ہی **ایضا** بشارت نامے مین لکھا
ہی کہ مہدی نے کرات مرات کہا کہ بندے کو مقام و مراتب جملہ انبیا اور اولیا اور مومنین اور مومنات کے
بلکہ احوال جملہ موجودات کے ایسے معلوم ہوگئے ہین جیسا کہ صراف اسکے سونے اور چاندی کو ہاتھ مین لیکر
ہر طرف پھراتا ہی اور کما حقہ پہچانتا ہی اور اوسی رسالے مین یہ بھی ہی کہ میران نے کہا کہ بعد عوت خاتمین

سے کہ نام انبیا اور اولیا کا ختم ہو گیا لیکن مقامات اور درجہ انبیا اور اولیا کا بندے کے گروہ مین قیامت
تک جاری ہی اور پیغمبرونکا اس گروہ مین ہونے کی تمنا کرنا بھی اوسی مین مذکور ہی اور یہ بھی لکھا کہ جو کچھ میران نے
خبر دی سب سچ جاننا اور اپنا اجتہاد چھوڑ دینا نقل میران ہی اجتہاد و قیاس و عقل حرام ہی **ایضاً**
رسالہ صراط المستقیم (نام کتاب فرقہ مہدویہ ۱۲) مین لکھا ہی اوسکی عبارت بعینہا یہ ہی نبی و مہدی علیہما السلام یکذات موصوف بجمیع
صفات سرتاپا متساویان ظاہر و باطن کلام اللہ سون برابر فرق کرنہارے کافر مرد و انتہی **ایضاً** رسالہ
درج الاذکار مین لکھا ہی کہ نبی علیہ السلام کے ایک صدیق اور ایک نظیر صدیق ابوبکر رضی اللہ عنہ اور نظیر
ظاہر و باطن کے میران ہین اور میران کے دو صدیق دو نظیر ایک صدیق سید محمود ثانی مہدی (فرزند مہدی ۱۲)
دوسرے صدیق خوندمیر (داماد مہدی ۱۲) اور نظیر شریعت مین حضرت عیسی علیہ السلام اور نظیر حقیقت مین خوندمیر ہیں
حضرت عیسی علیہ السلام شریعت مین نظیر ہین لیکن برابر میران کے نہین ہین **ایضاً** مطلع الولایت
مین لکھا ہی کہ جب سید محمد جونپوری نے مقام فراہ مین انتقال کیا اون کے صحابی الہداد حمید نے
ایک مرثیہ بنا کر سوم کے روز مجمع تمام صحابہ مین پڑھا کہ منجملہ اوسکے یہ شعر تھے **قطعہ** دو شش کی فضل
داور ما آن امام مہدی بود کہ چند سال نیابید در عہد او + فضل او شش کہ بر جمیع پیغمبر است از خدا + باد
بروز حشر شفاعت گر از احد **ایضاً** بحر فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ اگر بندہ اور محمد مصطفی
اور ابراہیم علیہما السلام ایک زمانے مین ہوتے کوئی ہرگز فرق نکر سکتا اور اونکے خلیفہ دلاور نے کہا کہ
اگر تجلی اللہ تعالی ان تینون کو دکھلاوے ہرگز فرق نکر سکون **ایضاً** شواہد الولایت کے
تیرھوین باب مین لکھا ہی کہ مہدویت اور نبوت مین نام کا فرق ہی اور کام اور مقصود ایک ہی **ایضاً**
مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ سید محمد کہ دعوی مہدویت سے پہلے سات برس بیہوش رہے اور بعض
اوقات نماز ہوش مین نہ آتے تھے ایکدن انکی جورو بی بی الہدیتی نے پوچھا کہ میران جی کیا سبب ہے
کہ اسقدر بیہوش رہتے ہو اور تحمل نہین کر سکتے بولے ایسی ہی دریا تجلی الوہیت کی ہوتی ہی کہ اگر
ان دریاؤن سے ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جاوے تمام عمر ہوش مین نہ آوے فرمان
حق تعالی کا ہوتا ہی کہ چونکہ تجکو خاتم ولایت محمدی کا کیا ہی اس سبب سے فرض ادا کرواتے ہین
ایضاً مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ سید محمد جونپوری نے کہا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہے
تب انہی نے پوچھا کہ میران جی تصحیح کسکو کہتے ہین بولے یہ جو ایک بادشاہ کی جاسے پر دوسرا بادشاہ

تخت نشین ہوتا ہی اور سب لشکر کو ملاحظہ کرتا ہی اسکو کیا کہتے ہین کہا کوئی عرض کہتا اور بعضے آمدہ نیامدہ
بھی کہتے ہین ایسی ہو رہا ہی تین رات و دن ہوئے ہین کہ بندیکو فرصت نہین ہی ہر نماز سے فارغ ہوتے
ہی حکم ہوتا ہی کہ سید محمد خلوت مین جاؤ کہ بقیہ ارواح کو بھی دیکھ لیو اور تمام ارواح اولوالعزم اور رسولون
اور انبیا اور اولیاے بلند مرتبہ اور تمام مومنین اور مومنات کی آدم سے اس دم تک سب بندے کے
حضور مین عرض کی جاتی ہین کسی نے پوچھا کہ یہ حضرات اپنی خدمات پیغامبری کی ادا کرکے اپنے
مقامات کو پہونچی اب انکے ارواح کے جانے اور تصحیح سے کیا فائدہ جواب دیا کہ حق تعالی کا حکم ہوا ہی
کہ جس خزانے سے تمنے نور لیا تھا پھر اوس محل سے مقابلہ کرکے تصحیح کرو اور یہ بھی خدا تعالے
فرماتا ہی کہ جو شخص یہان مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہی اور جو یہان سے مردود ہوا وہ عند اللہ
بھی مردود ہی اور پنجفضائل مین لکھا ہی کہ سید محمد نے کہا کہ جیسا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہے
میان خوندمیر کے پاس بھی ہووے گی **ایضاً** شواہد الولایت کے اکتیسوین باب کی سینتیسوین
خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور پیر
ایک حدیث بے اصل بیان کرکے بولتا ہی کہ اول مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہچاننا چاہیے تا کہ
مقام ان لوگونکا معلوم ہووے اور جبکہ قوم ایسا ہووے اونکا امام کیسا ہووےگا پس ظاہر ہوا کہ وہ
افضل سب سے ہی انتہی **وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ایضاً** پنجفضائل مین لکھا ہی کہ ایکدن
میان عبدالرحمن ایک حدیث بروایت ابوذر غفاری کے پڑھ رہے تھے اوسمین اس مقام پر پہونچے
کہ فرمایا ہی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بھائی میرے کہ وہ برابر میرے مرتبے کے ہین شاہ
نظام نے سنکر کہا کہ یہ صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی وراء اور آگے
ہی استغفر اللہ العظیم **ایضاً** پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز بعد نماز فجر کے سب بھائی صف بستہ بیٹھے
تھے شاہ دلاور نے اپنی عورت خوندبوا کو بلا کر کہا کہ دیکھو یہ وہ لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی
هم اخواني بمنزلتي یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک روز دکھلا کر کہا کہ یہ بمقام سلیمان کے
ہین اور کہا کہ مرسل وسکو کہتے ہین کہ مہتر جبرئیل اوس پر وحی لاوین لیکن بارہ آدمی ہاون سے بھی فاضلتر
ہین اور ایک روز یوسف کو بتلا کر کہا کہ یہ سب بھائی جو بیٹھے ہین ہم اخوانی بمنزلتی کا مقام رکھتے ہین
یعنی برابر حضرت رسالت پناہ کے ہین مگر چار شخص اس سے بھی بڑھکر مقام رکھتے ہین لیسنے بوچھا

کہ وہ چار کون ہی کہا تم اور بھائی عبد المجید اور میان عبد الملک ور قاضی عبد اللہ العیاذ باللہ **الغرض**
خلاصۂ کلام یہ ہی کہ اس فرقۂ بیباک کے نزدیک اونکے مہدی کے مرید حضرات انبیا اور مرسلین کے
برابر بلکہ برتر ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ بے ادبی اور گستاخی پر کمر باندھکر مہدیکے مرید اپنے مریدونکو برابر حضرت
خاتم المرسلین کے بلکہ بعضونکو فاضلتر اوس جناب سے جانتے ہین لیکن بعضے ان مین سے جو اپنے تئین
اہل علم جانتے ہین جسوقت کہ انسے یہ باتین پوچھی جاتی ہین تو تھوڑا سا خدا سے شرما کر کہتے ہین
کہ یہ باتین فقط لکھنے کے واسطے ہین اعتقاد اسپر نہین ہی کہ مہدیکے مرید برابر انبیا اور مرسلین کے
یا افضل اون سے ہون فقط اسیقدر اعتقاد ہم رکھتے ہین کہ ذات مہدی افضل ابوبکر صدیق سے
اور برابر ہی ساتھہ ذات سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور اسکو مسئلۂ تسویہ بولتے ہین اور اس
مسئلہ کو انکے اگلے اور پچھلے اپنی دانست مین بہت دھوم دھام سے مدلل اور مبرہن کرتے ہین **مصرع** فکر
ہرکس بقدر ہمت اوست ؎ یہان سے معلوم ہوا کہ انکے مہدیکا دعوی کرنا کہ مجکو اللہ تعالی نے سب ارواح
اولین اور آخرین کا پیشوا بنایا اور میرے پاس تمام ارواح اولو العزم اور رسولون اور انبیا اور اولیا اور مومنین
کی آدم سے اس دم تک تصحیح ہوتی ہی اور مقبولی اور مردودی ہمارے پاس کی مقبولی اور مردودی خدا کے
پاس کی ہی اور اونکے خلیفونکا اپنے مریدونکو حضرت خاتم الرسالۃ سے افضل بولنا سب غلط اور
خطا ہی یا دعوی تسویہ کا غلط اور خطا ہی افسوس کہ ظالم کو خدا سے شرم نہ آئی کہ کہا برابر حضرت سید المرسلین
کے ہونا صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور خواص کا مرتبہ اس سے بھی دور ہی اور دلاور کو خدا کا خوف
نہ آیا کہ کہا میرے لوگون مین چار شخص حضرت سے بھی بڑھکر مقام رکھتے ہین واللہ المستعان
علی ما تصفون باقی کلام متعلق اس باب کا باب تسویہ مین آوے گا انشاء اللہ تعالی

باب ہفتم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ فرقۂ مہدویہ نے بجناب حضرت آفریدگار عالم جل جلالہ کے کی ہین

پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ میرے بیٹے سید نجی نواسے مہدیکے ساتھہ ہمیشہ اللہ تعالی
کھیلا کرتا ہی تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا **ایضاً** شواہد الولایت کے اونتیسوین باب مین لکھا ہی
کہ خوندمیر نے کہا مہدی جیسا کہ آیا تھا گیا کسی نے جیسا حق پہچاننے کا تھا اوسکو نہ پہچانا کہ وَمَا
قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ فَہِمَ مَنْ فَہِمَ **ایضاً** شواہد الولایت کے اونیسوین باب مین لکھا ہی کہ جب

خلاصۂ کلام اسکے مہدیکا دعوی برتری خطا ہی یا دعوی تسویہ غلط ہی اور دونون صورت مین مہدویت باطل ہی

باب ہفتم مین بیان اون بے ادبیون کا جو فرقۂ مہدویہ نے بجناب حضرت آفریدگار عالم جل جلالہ کی ہین

مہدیکے لوگون نے ایک راجہ کے ملک مین اپنی گاے یا بیل کو ذبح کر ڈالا اور وہ راجہ واسطے انتقام کے آیا
جب نظر اوسکی اونپر پڑی معتقد ہو کر سر پاؤن پر رکھ کے بولا کہ گاے کے پیدا کرنے والے نے گاے کو
مارا ہم کس سے جنگ کرین اور انھون نے اس کلام پر کچھ انکار نکیا **ایضاً** شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین
لکھا ہی کہ ایکروز شاہ بھیک جذبے مین بول رہے تھے کہ سب حق ہی مہدی نے کہا کہ ہان جاننا ایمان
ہی بولنا کفر ہی اوسنے پھر وہی بات کہی کہ سب حق ہی جب تین بار ایسی تکرار ہوئی مہدی نے کہا
کیا پرانے خدا پر مقید ہو گئے ہو آگے بڑھو او یہ بیت پڑھی **شعر** بیزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو داری
ہر لحظہ مرا تازہ خدا سے دگر ست **ایضاً** شواہد الولایت کے پندرھوین باب مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے
کہا کہ میران جیو چھوٹین وہ آنکھین کہ مہدیکو دیکھین ہون بندے نے اپنے خدا کو دیکھا اور میران جیو نے
سب سنکر کہا کہ ہان بھائی سید خوندمیر جو کچھ دیکھا سو تحقیق ہی خدا کے تئین خدا دیکھتا ہی **ایضاً**
شواہد الولایت کے سترھوین باب مین لکھا ہی کہ سلام اللہ نے پوچھا کہ میران جی لوگ آپ پر گمان
مہدویت کا کرتے ہین کیا مہدی آپ سے بڑھکر ہین تبسم کر کے بولے کہ مہدی سے خدا بڑھکر ہی
ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میرانجیو نے اپنے بیٹے سید محمود سے کہا کہ بھایا مین بندہ ہون
خدا نے مجکو بندہ کیا اور تمکو بھی بندہ کیا خدا فی الحال ہو جاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی شکر خدا کا کہ
مجکو اور تمکو بندہ کیا اور مالک اپنے ملک کا کیا **ایضاً** پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ جو شخص
خدا ہوتا ہی خدا کو پہچانتا ہی **ایضاً** پنج فضائل مین لکھا ہی کہ مقام فراہ مین ایکروز میرانجیو میان نعمت کے
سامنے آکر بولے کہ انا اللہ رب العالمین نعمت نے پوچھا کہ تم ذات اللہ ہو بولے بندہ بندہ ہی لیکن ذات
اللہ رب العالمین ہی جب دوسری بار پوچھا تو بولے کہ بندہ بندہ ہی لیکن بندہ ذات اللہ ہی اور تیسری
بار مین جواب دیا کہ بندہ بندہ لیکن ذات اللہ ہی بعد اوسکے ایک ساعت پھر آنکھ بند کرکے کھڑے رہے
پھر اللہ جی بولکر بی بی ملکان کے گھر مین گھس گئے **ایضاً** پنج فضائل مین لکھا ہی کہ سید محمود نے اپنے
باپ سید محمد جونپوری سے روایت کی کہ اونھون نے کہا مین کسی سے جنا گیا اور نہ مینے کسیکو جنا
اور ایکروز اونکے خلیفہ دلاور کے سامنے یوسف نے وقت وعظ کے سورۂ اخلاص پڑھا جب
لم یلد ولم یولد پر پونہچا دلاور نے کہا یلد یولد پھر یوسف نے کہا لم یلد و لم یولد کہا
یلد یولد عبد الملک نے کہا یوسف چپ ہو میان جی ولایت کا شرف بیان کرتے ہین جو کہتے

ہین سو حق ہی ایضًا بنج فضائل مین لکھا ہی کہ اونکے خلیفہ نعمتؔ نے کہا مین بندہ کمینہ نعمت ہون کبھی
مین خدا ہوجاتا ہون اور کبھی بندہ ہوتا ہون اور کبھی عین حق ہوجاتا ہون اور عین حق کے بیچ مین کبھی
ہون اور کبھی حق تعالی فرماتا ہی کہ مجھسے تو ہی اور تجھسے مین ہون ایضًا اوپنج فضائل مین لکھا ہی
کہ شاہ نظام نے ایک بڑا لمبا کشف ظاہر کیا اوسکا خلاصہ یہ ہی کہ اللہ تعالی مجھسے پوچھکر بندونکو نواز
فرماتا ہی کہ اگر تو کہے تو یہ درجہ اوسکو دون گنہ ہر گنہ گار کو بہشت مین سفارش کرکے دلوا دیتا ہون ایضًا
بنج فضائل مین ہی کہ شاہ نظام نے ایک لمبا معاملہ دیکھا حاصل اوسکا یہ ہی کہ نظام پارہ پارہ ہوگیا اور
میران انکو نگل گئے پھر ثابت ہوگیا اونگل گئے اور اگل دیا پھر میران ٹکرے ہوگئے اور مین نگل گیا پھر اگل
دیا بعد اوسکے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ٹکرونکو نگل گئے پھر اوگل دیے پھر مین ثابت ہوگیا
اور مجکو ثابت نگل گئے پھر اگل دیے پھر حضرت رسالت ٹکرے ہوگئے اور مین نگل گیا پھر اگل دیا پھر اللہ تعالی
کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا جب نیند یہ معاملہ اپنے پیرن سے بیان کیا کہا تمکو تجلی ذات ہوئی اور بندے کی
ذات مین تم فنا ہوگئے انتہی بالجملہ ناظرین با انصاف پر واضح ہوگا کہ دلیل اخلاق سے یہان تک کسقدر
کلمات وحشتناک ان بزرگوارسے منقول ہین کہ سلف سے خلف تک آج تک کوئی مسلمان ایسے کلمات
زبان پر نہ لایا ہوگا با اینہمہ خلفا اونکے کہتے ہین سوائے اسکے دوسرے اشارات مخفیہ میران کے
ایسے وحشت افزا ہین کہ تمام مذکورات سابقہ یہ پاسنگ ہی اوس میزان کا اور کوزہ ہی اوس طوفان کا
چنانچہ جوہرنامے مین لکھا ہی کہ شاہ نعمت نے کہا کہ جو کچھ مہدی نے فرمایا ہی اگر بندہ کماحقہ اسکو بیان
کرے میرا حال تم لوگون مین ایسا ہوئے جیسا کہ قصاب گائے کا گوشت برہمنون کے محلے مین
لیجا کر بولے کہ یہ گوشت گاے کا ہی اسکو لیو اور شاہ نظام نے کہا کہ اگر جو کچھ میران سے مینے سنا ہے
بیان کرون برادران دینی بندیکو سنگسار کرین اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ اگر جو کچھ مہدی سے
مینے سنا ہی بیان کرون موافقین ہمارے ہمین سنگسار کرین اور انصاف نامے کے باب ہفتم مین لکھا ہی
کہ میان دلاور نے چندبار کہا ہی کہ جو کچھ میران سے مینے سنا ہی اگر روبرو بعضے مہاجرون کے بیان
کرون یہی لوگ مجکو سنگسار کرین انتہی سبحان اللہ جو کلمات کہ منقول ہوچکے وہ اسقدر مخالف
دین و ملت ہین کہ مخالفین انکے بسبب اون کلمات کے چارسو برس سے آج تک انکو سنگسار اور ہر جا
سے نکال نکال کرتے ہین اور جو کلمات کہ دلون مین خاص خلفا کے پوشیدہ و مستور ہین وہ اسقدر

بدتر ومنکر ہین کہ اگرچہ مہدوی لوگ اکابر اون مین اخص الخواص مہاجران مہدی کسی کو بھی پیرو تبع خاص جانتے ہیں جیسے میان خوندمیر اور میان نظام اور میان دلاور کو سنگسار کرین اعیاذ باللہ کیا مذہب ہی کہ رفیقان اور دو فقیہ کا ہم مین سنگسار کرنے کو تیار ہو ہین نقل ہیت خلائق عام اور خاص مقبولیت خلائق کی اور بغض انکار خلائق کے سو ہوگا بغض و نفرت اہل دین کی نشانی ہی بغض و انکار آدمی کی چنانچہ مشاہدہ ہین حدیث صحیح مسلم کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی جس بندی کو دوست رکھتا ہی جبرئیل کو فرماتا ہی کہ مین فلانے سے محبت رکھتا ہون تو بھی محبت رکھ پس جبرئیل اوس سے محبت رکھتے ہین پھر آسمان پر پکار دیتے ہین کہ اللہ تعالی فلانے شخص سے محبت رکھتا ہی تم بھی محبت رکھو پس اہل آسمان اوس سے محبت رکھتے ہین پھر رکھدی جاتی ہی اوسکے واسطے مقبولیت اہل زمین مین اور جب اللہ تعالی کسی بندی سے بغض رکھتا ہی جبرئیل کو فرماتا ہی کہ مین فلانے شخص سے بغض رکھتا ہون تو بھی اوس سے بغض رکھ پس جبرئیل اوس سے بغض رکھتے ہین پھر پکار دیتے ہین اہل آسمان میں کہ اللہ تعالی بغض رکھتا ہی فلانے سے تم بھی بغض رکھو اوس سے پس بغض رکھتے ہین اوس سے اہل آسمان پھر رکھدیا جاتا ہی اوسکے واسطے بغض زمین مین انتہی منقولات صدر مین چند سوال بطور نمونے کے کیے جاتے ہین ورنہ اسکے قبائح کا استیعاب خارج حد بیان سے ہی **سوال اول** نقل اول کے کیا معنی ہین کہ اللہ تعالی ہمیشہ خوب رہے بنیے کے ساتھ کھیلا کرتا ہی تمام اہل ادیان سماوی اور تمام عقلاے عالم کا اتفاق ہی کہ اللہ تعالی عبث اور لعب اور جمیع عیوب سے پاک ہی اور خود اپنے کلام مقدس مین فرماتا ہی کہ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ اور ہمنے نہین بنایا آسمان اور زمین اور جو اون کے بیچ ہی کھیلتے ہوے پس لعب یعنی کھیل جناب باری پر ثابت کرنا مخالف ہوا قرآن اور عقائد جمیع اہل ادیان و ایمان کے **سوال دوم** نقل چہارم مین اسکے کیا معنی ہین کہ جب شاہ بھیک نے کہا کہ سب حق ہی یہ اونسے کہا کہ ہان جاننا ایمان ہی بولنا کفر ہی یہ مسئلہ وحدت وجود کا میران کے نزدیک حق ہی یا باطل اگر باطل ہے اسکے جاننے کو ایمان کہنا خطا ہی اور اگر حق ہی اوسکے بولنے کو کفر کہنا خطا ہی جس اولیا اور علما نے اسکو حق جانا ہی صدہا رسائل اور کتابین اوسکے بیان مین تصنیف کی ہین اور اگر بولنا کفر تھا تو خود میران کیون بولے کہ انا اللہ رب العالمین چنانچہ نقل نہم مین موجود ہی اور نقل پنجم وغیرہ مین میران اور خوندمیر دونون یہی بول رہے ہین پس اگر جانتے ہین کہ کفر ہی دیدہ و دانستہ کفریات کیون زبان پر لاتے ہین اگر کہین کہ عوام اسکے رو برو

بولنا کفر ہی تو وہان عوام کہان تھے وہان سب خاص الخاص جمع تھے یہان تک کہ کتا بھی وہان کا وہ مقام رکھتا تھا کہ اصحاب صدیکو نہ ملا تھا چنانچہ بدخلقی ہفتہ ہم مین مذکور ہو چکا علاوہ یہ کہ جب حق بات ہوئی اگرچہ باریک اور دقیق ہی نہایت الامر یہ کہ عوام کے روبرو اوسکا تذکرہ بے احتیاطی اور گناہ ہوگا کفر کیونکر بلکہ اعتقاد ایمانی کے متکلم کو کفر بولنا خود دنے احتیاطی اور گناہ سخت ہی **سوال سوم** اوسی نقل چہارم مین اسکے کیا معنے ہین کہ کہا پرانے خدا پر قید ہو گئے ہو آگے بڑھو **شعر** بیزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو داری ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگر یست ہوا معنی استغفر اللہ العظیم خدائے عالم واحد ہی اور قدیم ہی اور اہل وجود اور اہل شہود سب کا اتفاق ہی کہ سب اسکی وحدت اور قدم کے قائل ہین یہ پرانے سے بیزار ہونا کیا معنے اور آگے کہان بڑھو اور ہر لحظہ تازہ خدا کیسا کوئی مسلمان بھی حضرت الوہیت مین ایسے کلمات بیباکانہ زبان پر لاتا ہی سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ **سوال چہارم** نقل ہفتم مین اسکے کیا معنے ہین کہ خدا فی الحال ہو جاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال یعنی آدمی خدا فی الحال بن سکتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہے اور پھر اسپر شکر ہوتا ہی کہ خدا نے مجکو اور تمام بندہ کیا اور مالک اپنے ملک کا کیا یعنی بندہ ہونا کہ ممکن بالفعل ہی اوسکے استحالہ اور محال ہونے کے قائل ہوئے اور پھر اوسکے فعلیت اور وجود کے بھی قائل ہوے اور خدا بننا کہ محال ہی اوسکے امکان وفعلیت کے قائل ہوئے عجب تعارض و تساقط ہی کہ بیان سے باہر پھر اوسپر سے یہ دعوی کہ اللہ تعالی نے مجکو اور تمام مالک اپنے ملک کا کیا مالک الملک اللہ تعالی ہی فقط قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ اور کوئی اسکے ساتھہ ملک مین شریک نہین ہی وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ یعنی نہین ہی کوئی اوسکا شریک ملک مین نہ میران نہ خوندمیر اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا **سوال پنجم** نقل دہم مین اسکے کیا معنی کہ نہ مین کسی سے جنا گیا اور نہ مینے کسیکو جنا اور خلیفہ دلاور نے یہ کیسی دلاوری کی کہ نص قرآنی لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ مین تحریف کر کے اوسکو یلد یولد پڑھا وہ آیت شان الٰہی مین ہی نہ کوئی شخص اللہ تعالی سے پیدا ہوا نہ اللہ تعالی کسی سے پیدا ہوا جب وسکو یَلِدُ یُوْلَدُ پڑھا تو یہ معنی ہوے کہ خدا سے بھی لوگ پیدا ہوتے ہین اور خدا بھی کسی سے پیدا ہوا ہے سبحان اللہ شیخ جونپوری کی شان اسقدر بڑھی کہ کہتے ہین مین نہ کسی سے جنا گیا اور نہ مینے کسیکو جنا اور خدائے بیچون و بیچگون کی شان اسقدر گھٹائی گئی کہ وہ جنتا بھی ہی اور جنا بھی گیا ہی اِنْ هِيَ اِلَّا قِسْمَةٌ ضِيْزٰی وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ سوائے اوسکے

اور بہت اعتراضات اور سوالات منقولات مذکورۃ الصدر پر وارد ہوتے ہین کہ اہل خرد بادی النظر استنباط کر سکتے ہین اسواسطے یہان بطور نمونے کے اسیقدر پر اکتفا کی گئی وَاللّٰہُ یَهْدِی مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

باب ششم بیان تسویہ مین مشتمل دو مطلب پر

یہ عمدہ مطالب اور اسپر عقاید مہدویہ ہی کہ بغیر اس اعتقاد کے آدمی کو مومن نہین سمجھتے ہین جیسا کہ بغیر اقرار مہدویت شیخ جونپوری کے آدمی کو ایمان سے دور جانتے ہین پس بڑی بحث اونکے مذہب مین دو ہین ایک اثبات اور دوسرا تسویہ بحث اثبات کا کہ بحث دلایل مہدویت تھا بفضل الٰہی بخوبی انجام پذیر ہوا اب بحث تسویہ مین اوسکے فضل پر اعتماد کرکے ابتدا کی جاتی ہی وَعَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ واضح ہو کہ اس بحث مین دو مطلب ہین مطلب اول یہ کہ قوم مذکور دعوی کرتے ہین کہ شیخ جونپور مہدی موعود ہین اور مہدی موعود افضل ہین امیر المومنین ابوبکر اور امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہما سے مطلب دوم یہ ہی کہ مہدی موعود مساوی ہین جمیع مراتب قرب الٰہی مین ساتھ حضرت سید الاولین والآخرین خاتم المرسلین ابو القاسم محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطلب اول کا پہلا مقدمہ کہ شیخ جونپور مہدی موعود ہین باب اثبات مین بخوبی نہین جوہ باطل ہو چکا اوسکے اعادے کی حاجت نہین ہی اور بعد بطلان اوس مقدمے کے اگرچہ مقدمۂ ثانیہ اور مطلب دوم بالفرض والتقدیر ثابت بھی ہوے مہدویونکو اصلا مفید نہین ہی کیونکہ یہ بولینگے کہ این مژدہ مرا نیست بلکہ دشمنانم راست پس ابطال مقدمۂ ثانیہ او مطلب دوم کا حقیقت مین بلحاظ مہدویون کے نہوا بلکہ اسواسطے کہ وہ دونون امر بھی چونکہ خلاف واقع اور مخالف عقاید اہل سنت ہین خصوصا مطلب دوم کہ نہایت مخالف نصوص واجماع اہل اسلام کے ہی ابطال ورد اوسکا ضرور معلوم ہوا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ رَبَّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

مطلب اول کا مقدمۂ ثانیہ رسالہ اعتقادیات و عملیات مصنفہ سید عیسی ملقب بعالم میان مین لکھا ہی **قولہ** مہدی موعود افضل ہین امیر المومنین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے دلیل نقلی اسکی یہ ہی کہ شواہد الولایت کے بیسوین باب مین لکھا ہی کہ فراہ کے علما نے اونکے مہدی سے پوچھا کہ تم امت رسول اللہ مین داخل ہو کہا ہان داخل ہون علما نے

کہا کہ حدیث مین آیا ہی کہ اگر ایمان ابو بکر صدیق کا ساتھ ایمان امت کے وزن کیا جاوے تو ایمان
ابو بکر رضی اللہ عنہ کا گران ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ابو بکر صدیق سب امت پر فاضل ہین جواب
دیا کہ ایمان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گران ہی یا ایمان ابو بکر کا علما نے کہا کہ ایمان محمد مصطفے
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گران ہی جواب دیا کہ ایمان اس بندہ کا عین ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی
علما نے کہا کہ تم اس امت مین داخل ہو کسطرح ایمان تمھارا عین ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوگا جواب
دیا کہ مین اس امت مین داخل ہون جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امت مین داخل ہین جیسا کہ حق تعالی
نے فرمایا ہی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ **جواب** خلاصہ کلام یہ ہی کہ علما نے
استدلال کیا کہ جبکہ تم داخل امت ہوا اور ایمان ابو بکر صدیق کا غالب ہی تمام امت کے ایمان سے تو تمھارے
ایمان پر بھی کہ جزو ہی ایمان امت کا غالب ہوا اور میران نے اس استدلال کو یون دفع کیا کہ امت مین
داخل ہونے سے مجھ پر ترجیح ایمان ابو بکر صدیق کی لازم نہین آتی جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کہ ایمان اونکا ابو بکر رض سے افضل ہی حالانکہ امت مین داخل ہین بدلیل اس آیت کے
کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنے اور نہین ہے یہ شان اللہ تعالے
کی کہ عذاب کرے اون پر اور حالانکہ تو اے محمد اون مین موجود ہو مخفی نرہے کہ مہدوی اپنے
مہدی کی اس تقریر کو غرائب تقریرات اور عجائب جوابات سے جانتے ہین اور حالانکہ یہان
جواب کو سوال سے ذرہ بھی مناسبت نہین ہی اور آیت کریمہ سراسر اونکے مطلب کے مخالف ہی
اس واسطے کہ علما کی غرض یہ تھی کہ تم جزو امت ہوا اور جب جزو ہوئے تو کل کی مغلوبیت سے
جزو کی مغلوبیت لازم ہوئی اور انھون نے تمسک کیا آیت سے اور آیت مین ہرگز جزئیت کا
ذکر نہین ہی بلکہ ظرفیت کا بیان ہی سب جانتے ہین کہ فیہم سے ظرفیت سمجھی جاتی ہی اور جزو اور کل مین
ظرفیت نامعقول ہی ورنہ آپ اپنا ظرف ہونا لازم آوے اور مطلب آیت کا یہ ہی کہ جبتک کہ تم اون مین
رہتے ہو اون پر عذاب [illegible] نازل نہ ہوگا اگرچہ وہ اسکی خواہش بھی کرین اس واسطے
کہ عادت [illegible] جب پیغمبر امت سے باہر ہو جاتے ہین تب عذاب اوترتا ہے جیسا کہ
امت نوح اور لوط علیہما السلام کا قصہ مشہور ہی اور افسوس کا مقام ہی کہ اون کے میران
نے یہ [illegible] پایا کہ پیغمبر کا امت مین داخل ہونا کیا معنی امت دو قسم ہے امت دعوت اور امت

اجابت امت دعوت اوسکو کہتے ہین کہ پیغمبر جنکو خدا کی طرف دعوت کرنے اور راہ بتانے کے
واسطے آئے ہین اور کفار بھی باین معنی داخل امت ہین انبیا علیہم السلام کا انمین داخل ہونا محال ہے
اور امت اجابت اونکو کہتے ہین کہ جنھون نے اس دعوت کو قبول کیا اور پیغمبرون کے تابع ہوے
اور انبیا علیہم السلام باین معنی بھی داخل امت نہین ہو سکتے اسواسطے کہ تابع اور متبوع مین
فرق ضرور ہی اور سب سے زیادہ حیرت اور افسوس اس بات کا ہی کہ یہ مہدی اپنے تئین مین
مراد اللہ بولتے تھے اور بیان کلام الہی مین اپنے تئین لاثانی جانتے تھے اور اتنا بھی نہ سمجھے
کہ اس آیت مین ضمیر فیہم کی طرف کفار کے پھرتی ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی کہ جب تک تم ان کفار مکہ
مین رہتے ہو تب تک اللہ تعالی ان پر عذاب نازل کریگا جیسا کہ تفصیل اسکی تفسیر کشاف
اور بیضاوی اور معالم التنزیل اور جلالین اور کبیر اور مدارک مین ہی بلکہ جسکو کچھ بھی سمجھ کلام عرب کی
ہوگی اوسکو بغیر رجوع تفاسیر کے آیت کے سیاق اور سباق سے یہ مطلب صاف ظاہر ہو جاوے گا
اسواسطے اوس آیۂ کریمہ کا ماقبل اور مابعد لکھا جاتا ہی وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ
اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰی
عَلَیْہِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ ھٰذَآ اِنْ ھٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝
وَاِذْ قَالُوا اللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ
السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ وَمَا
کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَہُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَمَا لَہُمْ اَلَّا یُعَذِّبَہُمُ اللّٰہُ وَھُمْ
یَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الآیۃ آور نکے مہدی اس سے ظاہر آیت کے فہم مین
ایسی خطاے صریح ہونا دال ہی اس بات پر کہ یہ مہدی نہین ہین اسطور سے کہ مہدی اونکے
نزدیک معصوم ہین خطا سے اور یہ نجاننا کہ یہ معنی اونکے مہدی نے فقط مفسرین کے خلاف کیے
بلکہ نص قرآنی کے خلاف کیے یہ بات اسواسطے لکھی گئی کہ مہدوی اپنے مہدی سے نقل کرتے ہین
کہ اونھون نے کہا ہی کہ جو بیان مفسرین کا اور جو حدیث کہ بندے کے موافق ہو اوسکو اعتبار
کرنا اور جو مخالف ہو اوسکو نمانا اور دعوی کرتے ہین کہ مہدی کا کوئی قول و فعل خلاف امر قطعی
یعنے نص قرآنی یا حدیث متواتر کے ہونا محال ہے حالانکہ اس ایک [illegible] امتناع کثیر دین

تخطئۂ مہدی

مخالفت قطعیات کی ماقبل مین مسطور ہو چکی **تفریع** کلام سابق سے ثابت ہوا کہ اونکے مہدی اہل
اسلام مین داخل ہین اور استدلال آیت مذکورہ سے غلط ہوا اور حدیث مذکور کو علماے فرقہ سے
سند تسلیم کیا ہی اب سوال کیا جاتا ہی کہ اسکے کیا معنی ہین کہ ایمان اس بندے کا عین ایمان نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ہی اگر یہ مراد ہی کہ ایمان اس بندے کا قوت اور کیفیت مین ساتھ ایمان نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے اس قدر مشابہ اور برابر ہی کہ مجازاً اسکو عین بولا جاتا ہی بطریق کانہ ہو کے تو یہ بات سراسر ہمارے
اسواسطے کہ جب آپ کا ایمان ابوبکر صدیق کے ایمان سے کم ٹھہرا تو ایمان حضرت رسالت سے بدرجہ
کم ہوا اور اگر عین سے مراد عینیت حقیقی ہی اور مطلب یہ ہی کہ مجکو علیحدہ ایمان نہین ہی بلکہ وہ ایمان
کہ حضرت کی روح مقدس کی صفت ہی اوسکو بعینہ مین اپنا سمجھتا ہون اور سوا اوسکے دوسرا ایمان
اپنے نفس مین نہین رکھتا ہون تو یہ بات نہایت غلط ہی اسلیے کہ جب تمہارا نفس اور جسم حضرت کے
نفس مقدس اور جسم اطہر سے جدا اور متمایز ہی تو مثل اور اوصاف اور تشخصات کے وصف ایمان بھی
تمہارا علیحدہ چاہیے ورنہ حضرت کا ایمان تمہارے کیا کام آویگا اگر ایسی کام آتا تو کوئی ایمان نہ لاتا اور
ایک حضرت کا ایمان سبکے واسطے کفایت کرتا ایسا ہرگز نہین ہی بلکہ اللہ تعالی بعد تذکرہ انبیا
علیہم السلام کے فرماتا ہی تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ
عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ یعنی وہ ایک جماعت تھے گذر گئے اونکا ہی جو کما گئے اور تمہارا ہی جو تم کماؤ
اور تم سے پوچھ نہین اونکے کام کی اور اگر یہ مراد ہی کہ ایمان حضرت کا منتقل ہو کر بعینہ مجھ مین آگیا
تو یہ بات عقلاً اور نقلاً باطل ہی اسواسطے کہ ایمان ایک اعراض نفسانی سے ہی اور عرض کا منتقل ہونا
ایک محل سے دوسرے محل کو باتفاق عقلاے عالم کے باطل ہی اور بطور فرض محال اگر منتقل ہو روح
مقدس کا اس وصف سے خالی ہونا لازم آوے استغفر اللہ العظیم حالانکہ تمام اہل ملت اسلامیہ قائل ہین
کہ روح مقدس جیسا کہ حیات مین باعلی صفات وکمالات بشریہ موصوف تھی اب بھی اونھین صفات
سے بلکہ یوماً فیوماً زیادہ اون سے موصوف ہی چہ جائے ایمان کی کہ اصل اور مبدا تمام کمالات کا ہی اور
اگر کہین کہ وہ ایمان مع اوس روح کے اسمین حلول کیا تو پوچھا جاتا ہی کہ تمہاری روح بھی تم مین
ہی یا نہین اگر ہی تو تم دو دلے ہوے اور یہ بھی باطل ہی بحکم اس آیت کریمہ کے کہ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ
مِّن قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ الآیۃ یعنی اللہ تعالی نے نہین بنائے کسی مرد کے دو دل اوسکے اندر

اور اگر کہین کہ ہم مین دوسری روح نہین ہی بلکہ وہی روح مقدس ہمارے بدن کی بھی روح ہی اور ہم اور حضرت
رسالت دو قالب یکجان ہین تو یہ تناسخ ہوا کہ جسکو ہنود جسم بدلنا کہتے ہین اور اسکو اہل اسلام
باطل جانتے ہین بلکہ حکما بھی اسکو محال کہتے ہین جیسا کہ ایک آدمی مین دو نفس ہونا محال جانتے ہین
جیسا کہ صدرا وغیرہ مین مبرہن ہی اور اگر ایمان بمعنی مؤمن بہ کے ہی یعنی جن چیزون پر پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ایمان لائے اونھین چیزون پر بعینہا بندیکو ایمان ہی تو اس دعوے سے تمکو کچھ
فضیلت ابوبکر صدیق پر بلکہ عوام مومنین پر بھی حاصل نہین ہوتی اسواسطے کہ سب مسلمان تو انھین
چیزون پر ایمان لائے ہین جن پر حضرات انبیا ایمان لائے ہین قال اللہ تعالی آمَنَ الرَّسُولُ
بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ
بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ یعنی ایمان لایا رسول اون چیزون پر کہ اوتاری گئین اوسپر جانب
رب اوسکی سے اور ایمان لائے مومنون سب ایمان لائے اللہ پر اور فرشتون پر اوسکے اور
کتابون پر اوسکے اور رسولون پر اوسکے کہ ہم نہین فرق جانتے ہین کسی ایک مین اوسکے رسولون سے
اور دوسری جاے فرمایا قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ
وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ
النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ فَإِنْ
آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا الآیہ یعنی کہو تم اے مسلمانون کہ ایمان لائے
ہم اللہ پر اور اوس پر کہ اوتارا گیا طرف ہمارے اور اوسپر کہ اوتارا گیا طرف ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق
اور یعقوب اور اولاد یعقوب کے اور اوس احکام پر کہ ملے موسی اور عیسی کو اور ملے سب پیغمبرونکو
اونکے رب کیطرف سے ہم فرق نہین جانتے ہین کسی ایک مین اون سب سے اور ہم اوسیکے
فرمان بردار ہین پس اگر ایمان لاوین اہل کتاب جسطرح پر کہ تم ایمان لائے ہو پس ہدایت پائی
انتہی غرضکہ یہ کلام اونکے مہدی کا کسی وجہ پر خالی خطا سے نہین ہی پس جبکہ ایسے
مطلب عالیہ ایمانیہ مین پاک خطا سے نہووے مہدی معصوم کہان سے ہووے وہو
المقصود **قولہ** اور دلائل شرعیہ سے اسکی یہ بھی ایک دلیل ہی جو مرقاۃ شرح مشکوۃ مین باب
اشراط الساعۃ مین مذکور ہی کہ جیسا کہ خاتم انبیا قائم مقام کل انبیا کے ہین خاتم اولیا

قائم مقام کل اولیا کے ہین انتہی **جواب** باب پنجم مین کثرت سے احادیث صحیحہ صریحہ اس مقدمے مین گذرین کہ ابو بکر صدیق بعد انبیا علیہم السلام کے تمام خلق سے افضل ہین اس قول صاحب مرقاۃ کا مقابل انکے مقابل تنبہ استدلال کا نہین کھتا ہی اور اگر کلام صاحب مرقاۃ کا تمھارے نزدیک کالوحی من السماء ہی تو تمھارے مذہب کی بالکل بیخ کنی ہو جاے گی کیونکہ غرض صاحب مرقاۃ کی اس کلام سے سراسر تمھارے مقصود کے مخالف ہی اب یہان ترجمہ تمام عبارت مرقاۃ کا کہ متعلق اس مقام سے ہی لکھا جاتا ہی کہ عقلاے انصاف پسند پر حقیقت حال کھل جاوے مولانا علی قاری صاحب مرقاۃ لکھتے ہین کہ اختلاف ہی اس امر مین کہ مہدی اولاد امام حسن سے ہین یا اولاد امام حسین سے اور ممکن ہی کہ دونون طرف سے نسب رکھتے ہون اور ظاہر یہ ہی کہ جانب باپ سے حسنی ہو وین اور جانب ماں سے حسینی قیاس کرنے کر اوپر احوال حضرت اسمعیل و اسحق صاحبزادون حضرت ابراہیم علیہم السلام کے کہ جب کہ سب انبیا بنی اسرائیل کے اولاد اسحق علیہ السلام مین ہوے اولاد اسمعیل علیہ السلام مین فقط ایک ہمارے پیمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہو کر قائم مقام سبکے اور خاتم الانبیا ہو کر نعم البدل ہوے ایسے ہی چونکہ اکثر ایمہ اور اکابر امت اولاد حسین رضی اللہ عنہ مین ہوے مناسب ہوا کہ حسن رضی اللہ عنہ کا اسیطرح پر جبر نقصان کیا جاوے کہ انکو ایک ولد ایسا دیا جاوے کہ خاتم اولیا اور قائم مقام سائر اصفیا کے ہووے انتہی اب غور کا مقام ہی کہ مہدی جونپوری تو انکے لوگون کے نزدیک حسینی ہین اگر وہ خاتم الاولیا ہوے تو امام حسین کی اولاد مین اور بھی مالا مال افزایش ہو گئی اور اسمین امام حسن کا جبر نقصان کیا ہوا بلکہ انکی اولاد کو تو سراسر حرمان ہوا علاوہ یہ کہ لفظ اولیا کا اگرچہ بمعنی لغوی صحابہ کرام اور انبیا و مرسلین بلکہ ملائکہ مقربین اور کروبین کو بھی شامل ہی لیکن عرف مین جب اولیا بولتے ہین تو مراد انسے وہی اولیا ہوتے ہین کہ سوا انبیا اور ملائکہ اور صحابہ بلکہ ائمہ اہل بیت کے ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ نے مختصر بہجۃ الاسرار مین اسکی تصریح بھی کی ہی جیسا کہ لفظ دابہ کا کہ اصل مین شامل ہی ہر چیز جاندار کو کہ چلتے ہین پر لیکن اہل عرف نے اسکو خاص کیا چار پایون پر پھر دوبارہ خاص کیا گھوڑون پر اب اگر کوئی دابہ نے قرآن کے بولے تو اوس سے فقط معنی عرفی سمجھین گے اور انسان وغیرہ نہ سمجھین گے اور وہی صاحب مرقاۃ لکھتے ہین کہ ابو بکر صدیق افضل ہین بعد انبیا کے تمام اولیا اس

امت اور امم سابقہ سے چنانچہ باب پنجم مین ذیل مین حدیث دوم سید الکھول اہل الجنۃ کے گذر چکا اور ملا علی قاری
صاحب مرقاۃ تمھارے مہدی اور اونکے گروہ کو نہایت برائی سے یاد کرتے ہین چنانچہ اس کتاب مین
بعد دو ورق کے لکھتے ہین کہ بلاد ہندوستان مین ایک گروہ ظاہر ہوا ہی کہ اونکو مہدوی بولتے ہین
اونمین کچھہ باطنین عملی اور کشوف سفلی ہین اور جہالات ظاہر ہین منجملہ اونکی جہالتون کے ایک یہ ہے
کہ اعتقاد رکھتے ہین کہ ہمارے شیخ جو ظاہر ہو کر مر گئے اور مدفون ہوے بعضے بلاد خراسان مین
وہی مہدی موعود تھے اور اب اونکے سوا کوئی مہدی وجود مین نآوے گا اور اونکی گمراہیون مین
سے ایک بات ہی کہ اعتقاد رکھتے ہین کہ جو شخص اس عقیدے پر نہووے وہ کافر ہی اور ہمارے
شیخ عارف باللہ ولی شیخ علی متقی نے ایک رسالہ جامع علامات مہدی مین رسائل سیوطی سے منتخب
کرکے تالیف کیا اور اسوقت جو چارون مذہب کے علما مکہ معظمہ مین موجود تھے اونسے اس باب مین فتوے
پوچھا سب نے فتوی دیا کہ جو شخص کہ حکومت اور قدرت رکھتا ہو اوپر اسکو واجب ہی کہ اونکو قتل کرے تمام
ہوئی عبارت مرقاۃ کی اور اسیطرح ملا موصوف اپنے ایک رسالہ احوال مہدی مین بھی اس قوم کی
تضلیل و تکفیر کرتے ہین اور طرفہ یہ ہی کہ جو معنی اور مقام خاتم الاولیا کا یعنی مساوات اور امداد علوم انبیا
و رسل کو عیسی میان مہدوی موافق اپنی فہم ناقص کے فصوص الحکم سے سمجھکر اپنے شیخ جونپوری کے
حق مین جماتے ہین چنانچہ آیندہ آویگا اوسکو ملا سے موصوف اس رسالے مین کفر صریح ٹھہراتے ہین اور
تحقیق اس امر کی کہ خاتم الاولیا اصطلاح حادث ہی اور ان اہل اصطلاح کے نزدیک مراد اس سے مہدی
نہین ہین مطلب دوم مین آویگی انشاء اللہ تعالی **قولہ** سوال یہ خلاف ہی حکم قطعی کا جو اجماع سے
ثابت ہی کہ افضل بعد انبیا علیہم السلام کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین جواب نور الانوار
وغیرہ مین کتب اصول سے مذکور ہی کہ حکم اجماع کا قطعی ہونیکو رکن و شرط یہ ہی کہ تمامی امت کہین کہ اجماع
کیا ہمنے اس حکم پر اور متفق ہوئی تمام امت اس حکم پر اگر اس حکم مین ایک شخص نے بھی اختلاف کیا
تو وہ حکم قطعی نہین ہوتا ہی اور اختلاف اس ایک کا مانند اختلاف اکثر کے ہی جائز ہی کہ صواب اس ایک کی
طرف ہووے باقی تمام خطا پر ہووین اور اگر کسی نے اختلاف نہین کیا ولیکن بعضے ساکت ہین تو اسکو
اجماع سکوتی کہتے ہین اسمین خلاف ہی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ یہ اجماع ظنی ہی نزدیک اونکے
انتہی اب ظاہر ہی کہ اس حکم مین ایسے فرقہ تفضیلیہ وغیرہ کا خلاف قدیم سے چلا آتا ہی اور اسطرح کا اجماع

اس حکم تفضیل مین ممنوع غیر مسموع ہی تمام ہوئی عبارت رسالہ مذکورہ کی جواب بیان جو تمنے لوامع الانوار
دیکھکر یہ تقریر طول لاطائل بنائی تمھارے مقصود کے واسطے ہرگز مفید نہین ہی بلکہ مضر ہی اور ہمارے مقصود کے
واسطے مفید اور ہمارا نص ہی شرح اوسکی یون ہی کہ تمام امت کا متفق ہونا ہر اجماع مین شرط نہین ہی
اسواسطے کہ اجماع دو قسم ہی ایک وہ بات پر اجماع کرنا کہ جسمین اجتہاد اور رای کی حاجت نہین ہی
بلکہ ہر خاص و عام اوسکو سمجھہ سکتا ہی جیسا کہ اس بات پر اجماع ہی کہ ہر روز پانچ نمازین فرض ہین اور رمضان
کے روزے فرض ہین کہ اگرچہ یہ چیزین نص قطعی سے ثابت ہین لیکن اجماع بھی اسپر منعقد ہوا ایسی
چیزون کے اجماع مین البتہ تمام عام و خاص امت کا متفق ہونا شرط ہی اور مسئلہ تفضیل ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ اس قسم کا نہین ہی دوسری قسم یہ ہی کہ ایسی بات پر اجماع کرنا کہ جسمین رای اور اجتہاد کی حاجت
ہی جیسا کہ احکام نکاح اور طلاق اور بیع وغیرہ کے اسمین عوام امت کالانعام ہین اونکا متفق ہونا
کچھہ ضرور نہین ہی فقط مجتہد لوگ ایک زمانے کے خواہ عصر صحابہ کرام کے ہون یا کسی اور عصر کے
ہون جب کہ اوس بات پر متفق ہوگئے اجماع قطعی ہوگیا اور اس اجماع مین جو علما کہ مرتبہ اجتہاد کو
نہین پہونچے ہین مثل عوام الناس کے بے اعتبار ہین جیسا کہ فقط متکلم ہو یا فقط مفسر یا محدث ہو
کہ طریق اجتہاد اور قیاس سے بہرہ نرکھتا ہو یہ خلاصہ ہی توضیح اور دائرہ اور تحقیق الحسامی اور مسلم الثبوت کا
اور مسئلہ تفضیل کا اسی قسم سے ہی کہ پہچاننا اس بات کا کہ کون افضل البشر ہی بعد انبیا علیہم السلام کے
مجتہدونکا کام ہی کہ اول معنی افضلیت کے پہچاننا بعد اوسکے احادیث اور آیات کہ ہر ایک کے حق میں
وارد ہین اسکو جمع کرکے نہایت خوض اور تنقیح کے بعد ایک شخص پر حکم افضلیت کا کرنا پس ایسے نازک
مقدمے مین عوام امت کو کیا دخل بجز تقلید کے اور اس اجماع مین تمام امت کا متفق ہونا جو تمنے
شرط ٹھہرایا نہایت خطا ہی یہ اجماع صحابہ کرام کے عصر مین منعقد ہوا کہ اونسے بڑھکر اس مقدمے کا
پہچاننا دوسریکو قسم محالات عادیہ سے ہی پس صحابہ مین جو لوگ رتبہ اجتہاد کا رکھتے تھے اونکا اتفاق
کافی ہی اگر ثابت ہو جاوے اور یہ جو تمنے اپنی تقریر کا ثمرہ نکالا کہ امیہ فرقہ تفضیلیہ کا خلاف قدیم سے
چلا آتا ہی تو اجماع ممنوع ہی تمھارے مطلب کو کہ ثابت کرنا افضلیت سید محمد جونپوری کا ہی کمال
مضر ہی بیان اوسکا یہ ہی کہ قرن اول مین کہ خیر القرون ہی جمہور صحابہ نے اجماع کیا کہ بعد انبیا علیہم السلام
کے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ افضل اس امت کے ہین مگر حضرت سلمان اور ابوذر اور مقداد

اور خباب اور جابر اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم نے اتفاق اس بات پر کیا ہی کہ علی
افضل امت ہین پس تمام صحابہ مجتہدین اونکے تحقیقًا اور مقلدین تقلیدًا اس دو قول پر متفق ہوے
اور اسکو اجماع مرکب کہتے ہین اور اس اجماع کے بعد نیا قول نکالنا باطل ہوتا ہی چنانچہ توضیح مین
لکھا ہی کہ جب صحابہ دو قول پر مختلف ہوے اجماع ہوگیا اس بات پر کہ قول ثالث باطل ہی بعضے کہتے ہین
کہ یہ اجماع مرکب فقط صحابہ کے ساتھہ مختص ہی اسلیے کہ اصلا جائز نہین ہی کہ اونکے حق مین گمان
جہل کا کیا جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ صحابہ کے بعد والے بھی اگر ایسا اختلاف کرین تو بھی اجماع
مرکب ہوجاتا ہی اور نور الانوار اور دائر شرح منار مین بھی ایسی لکھا ہی اور مسلم الثبوت مین لکھا ہی کہ اگر
قول ثالث رافع اور نقیض ہو اون دو قولون کے تو ممنوع ہی اب یہان سے ثابت ہوا کہ جب کہ صحابہ
کرام کا اجماع مرکب کہ ابوبکر صدیق افضل امت ہین یا علی مرتضی مہدویونکے تیسرے قول اختراعی سے
کہ بلکہ سید محمد جونپوری افضل ہین سب سے اوٹھہ جاتا ہی تو یہ قول ثالث خارج اجماع ہوا پس باطل ہوا موافق
قاعدہ اصولیہ کے بلکہ موافق عقیدہ مہدویہ کے منکر اجماع صحابہ کا کافر ہی چنانچہ سید میران جی بن سید
سلام اللہ نے اپنے رسالہ سلسلہ مین لکھا ہی کہ منکر نص قرآن اور منکر حدیث متواتر ہی اور منکر احکام مہدی
اور منکر اجماع صحابہ نبوت اور صحابہ ولایت کا کافر ہی **قولہ** شاید کہ اسی سبب سے علامہ تفتازانی رحمہ اللہ
نے شرح عقائد نسفی مین بحث اس مسئلہ کی لکھی ہی کہ پائی ہمنے دلیلین جانبین کی متعارضہ اور نہین
ہی یہ مسئلہ متعلق اعمال سے تاکہ ہو توقف اسمین مخل کسی واجب کا انتہی اور اگر یہ حکم اجماع قطعی
سے ثابت ہوتا تو علامہ رحمہ اللہ ایسا ہرگز نکہتے کیونکہ توقف و تردد حکم قطعی مین سراسر بیجا
و خطاے فاحش ہی اور پھر تعلق اس سیاق عبارت کا مخصوص طرف ترتیب یا ترتیب بین الحسنین
رضی اللہ عنہما کے متکلف بلاسبب ہی **جواب** تمکو اس سے کیا کام کہ شہنشاہ کی داڑھی بڑی یا تمہارے شاہ
کی اگر فضیلت عثمان اور علی مین دلائل متعارض ہووین یا فضیلت ابوبکر و علی مین دلائل متعارض ہووین
بہر حال صحابہ کرام سواے فضیلت ابوبکر یا علی کے تیسرے کی فضیلت نہین مانتے ہین اور اسی پر
اجماع مرکب ہوا اب موافق قاعدہ اصول کے کہ اوپر مذکور ہوا یہ ایجاد فقیر کہ مہدی جونپوری سب سے
افضل ہین باطل ہوئی ورنہ صحابہ کا اجماع کہ ان دو مین سے ایک کو افضل تمام امت پہچانتے تھے
غلط ٹھہریگا اور یہ محال ہے کہ امت حضرت کی خصوصًا صحابہ کرام خطا پر اتفاق کرین اسواسطے کہ

لا یجتمع امتی علی الضلالۃ حدیث متواتر المعنی ہی جیساکہ مسلم الثبوت مین لکھا ہی اور اوسکی شرح مین بحر العلوم نے محقق کیا ہی قولہ اور قطع نظر اسکے علماے اکابر اس حکم کو مطلق نہین لکھے ہین بلکہ اس مین تاویل و توجیہ کیے ہین جیساکہ شاہ عبد العزیز دہلوی جزو عم سورۃ الیل آیہ کریمہ سَیُجَنَّبُہَا الْاَتْقٰی کی تفسیر مین لکھے ہین کہ اہل سنت و جماعت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کی افضلیت و بزرگی سب امت پر بعد انبیا علیہم السلام کے اسی آیت سے نکالے ہین اور یہی آیت اسکی دلیل ہی اور بعد تقریر دلیل اور سوال و جواب اہل خلاف کے لکھے ہین کہ بعضے اہل سنت و جماعت کے بزرگون سے سنا گیا کہ فرماتے تھے کہ یہ خاص اون لوگونکی نسبت ہی جو زندہ ہین اب حضرت ابوبکر صدیق رض آخر عمر مین جو آپ کی خلافت کا زمانہ ہی اس کلمے کے مصداق ہوسکتے ہین اور بعد قدرے تفصیل اس مضمون کے لکھے ہین معلوم ہوا کہ اتقی اسیکو کہتے ہین جو اپنی آخر عمر مین کہ وہی عملون کے اعتبار کا وقت ہی اپنے زمانے کے لوگون سے جو زندہ ہین افضل ہووے اور تقوی مین زیادہ انتہی **جواب** جو تمنے کہا کہ علماے اکابر اس حکم یعنی افضلیت ابوبکر صدیق رض کو مطلق نہین سمجھے ہین بلکہ اسمین تاویل کیے ہین جیساکہ شاہ عبد العزیز دہلوی الخ اسکے کیا معنی ہین اگر یہ مراد ہی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا افضل و اتقی ہونا بہ نسبت انبیا علیہم السلام کے مطلق نہین سمجھے ہین بلکہ بولتے ہین کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل و اتقی ہین بجز انبیا علیہم السلام کے تو مسلم ہی اور یہی اعتقاد ہمارا ہی اور اس تخصیص سے تمہارے مطلب کو کچھ بہرہ نہین ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ سوائے انبیا علیہم السلام کے کسی اور شخص کی نسبت بھی مثل مہدی وغیرہ کے مطلق نہین سمجھے ہین تو سراسر اون علماے اکابر کے مقصود کے خلاف ہی بلکہ اون پر ایک بہتان ہی اونکا ہرگز یہ اعتقاد یا کسی کلام مین مراد نہین ہی کہ ابوبکر رض فقط اپنے ہم عصرون سے افضل ہین اور اپنے بعد یا قبل والون سے کہ سوائے انبیا علیہم السلام کے ہین افضل نہین ہین یہ تخصیص اتقی مین اونھون نے فقط نسبت بانبیا علیہم السلام کے کی ہی اور سبب اوسکا یہ ہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ وَسَیُجَنَّبُہَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَۃٍ تُجْزٰی یعنی اور بچادیا جاویگا اوس آگ سے وہ شخص کہ اورون سے بڑھکر پرہیزگار ہی جو کہ دیتا ہی مال اپنا دل پاک کرنیکو اور نہین ہی کسیکا اوسپر احسان کہ جسکا بدلا دیا جاوے الخ اور امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا کہ تمام امت اہل سنت اور شیعہ کا اجماع ہی کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل خلق اللہ

بعد رسول اللہ کے یا ابوبکر ہین یا علی ہین اور یہ آیت اون دونون مین سے ایک کے حق مین ہی اور ہم کہتے ہین
کہ ممکن نہین کہ یہ آیت علی رضی اللہ عنہ پر محمول ہووے اسلیے کہ اس اتقی کی صفت مین فرمایا
کہ نہین ہی اوسپر کسی کا احسان قابل بدلا دینے کے اور چونکہ علی رضی اللہ عنہ پر حضرت رسالت پناہ کا
حق دنیوی تھا کہ حضرت نے اونکو اونکے والد سے لیکر پرورش فرمایا تھا یہ صفت اونپر صادق نہین
ہو سکتی اسواسطے کہ حقوق دنیوی قابل بدلا دینے کے ہوتے ہین البتہ ابوبکر صدیق پر حضرت کا
احسان دنیوی نہ تھا بلکہ یہ ہمیشہ حضرت پر اپنا مال و متاع نثار کرتے رہے چنانچہ حضرت نے فرمایا کہ
مال کسی مسلمان نے مجھکو اسقدر نفع نہ دیا جسقدر کہ مال ابوبکر نے ہان احسان ہدایت اور راہ بتلانیکا
ابوبکر صدیق پر تھا مگر یہ احسان قابل بدلے کے نہین ہی جیسا کہ قرآن شریف مین ہی مَآ اَسْئَلُكُمْ
عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ یعنی نہین مانگتا ہون مین تم لوگون سے اوس ہدایت کا کچھہ بدلا پس ثابت ہوا
کہ یہ آیت ابوبکر صدیق کے حق مین ہی اور وہی اتقی ہین اور چونکہ دوسری آیت مین آیا ہی اِنَّ
اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ یعنی افضل تم مین اللہ تعالی کے پاس اتقی تمھارا ہی معلوم ہوا کہ ابوبکر
صدیق افضل امت ہین انتہی مگر یہ شبہہ رہا کہ یہان اتقی مطلق ہی اگر ابوبکر صدیق اور ون سے اتقی
ہین حضرت رسالت مآب سے کیونکر اتقی ہوونگے سو اس شبہے کو شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرقہ
تفضیلیہ کیطرف سے وارد کرکے دو طور سے دفع کیا ایک یہ کہ یہان کلام سائر الناس مین ہی نہ پیغمبرون مین
اسلیے کہ شریعت سے معلوم ہی کہ انبیا علیہم السلام منزلت مین سب سے ممتاز ہین اونکو سائر الناس میں کر
اور سائر ناس کو اون پر قیاس نکیا چاہیے پس بموجب عرف شرع کے مقام بیان فضیلت مین اس
قسم کے الفاظ مخصوص بامت ہوتے ہین اور تخصیص عرفی تخصیص ذکری سے قوی تر ہی جیسا کہ کوئی
کہے کہ گیہون کی روٹی بہتر ہی دوسری روٹیون سے ہرگز نہ سمجھینگے کہ بادام کی روٹی سے بھی بہتر ہی اسلیے
کہ وہ معروف نہین ہی اور بحث ایسے مقام مین دانے اور غلے سے ہوتا ہی نہ فواکہ اور میوے سے اور
دوسرا طور دفع شبہہ مذکور کا یہہ بیان کیا کہ بعضے بزرگون اہل سنت سے سنا گیا کہ اتقی اس جا
اپنے معنی عموم پر ہی یعنی ابوبکر اتقی ہین سب سے لیکن نسبت اون لوگون کی جو قید حیات مین ہوون
پس ابوبکر صدیق پر یہ کلمہ آخر عمر مین کہ حضرت رسالت کی رحلت ہو چکی تھی صادق آیا اور اب انقضا کا
مقام ہی کہ غرض اس تاویل سے یہی ہی کہ انبیا اور حضرت خاتم انبیا پر فضیلت لازم نہ آوے نہ یہ کہ

کہ بعد زمانہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جو لوگ کہ پیدا ہوینگے ان پر بھی فضیلت مراد نہیں ہی اسواسطے
کہ یہ بات تو مقررات اہل سنت سے ہی کہ جب کہ ابوبکر صدیق اپنی آخر عمر مین سائر موجودین سے کہ عمر و
عثمان و علی و حسن و حسین رضی اللہ عنہم اونمین داخل ہین افضل و اتقی ٹھہرے اور یہ لوگ تمام
متاخرین امت سے افضل ہین تو معلوم ہی کہ افضل سے افضل افضل ہوتا ہی لامحالہ ابوبکر صدیق
تمام امت موجود اور غیر موجود سے افضل ہوے ایسے ظاہر و باہر مقامونکو ٹیڑھا ٹیڑھا کر کے اپنے
مقصود پر کہ کسی اگلون اور پچھلون کے حاشیۂ خیال مین بھی نگذرتا ہوگا جمانا نہایت ہٹ دھرمی ہی
قولہ اور معلوم کیجیے کہ موضوعات ابن علی بن عراق کے کہ نام اوسکا تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ ہی کتاب
الفتن مین ابن عدی کی کتاب سے کہ نام اوسکا کامل ہی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول
ہی کہ ہوگا آخر زمانے مین خلیفہ ایسا کہ نہین فضل ہی اسپر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اور سند مین اوسکی
زکریا بن وقار اور شیخ اوسکا مؤمل بن عبد الرحمن ضعیف مین پیچھا کیا گیا ہی یعنی اعتراض کیا گیا ہی کہ یہ دونون
بری ہین اس ضعف سے کیونکہ آئی ہی یہ حدیث سند صحیح سے لایا ہی اس سند کو ابن ابی شیبہ مصنف
مین ابن سیرین سے **جواب** کہان سے ثابت ہوا کہ بری ہین ضعف سے حالانکہ ائمہ اس فن کی
تصریح کرتے ہین کہ مؤمل بن عبد الرحمن ضعیف ہی چنانچہ تقریب وغیرہ کتب اسماء الرجال مین موجود
ہی بلکہ یہ بات ابن عراق کی عبارت سے بھی نہین مفہوم ہوتی ہی ورنہ اوس عبارت مین تقریب تمام
نہوے اسواسطے کہ ابن عراق کی عبارت یہ ہی حدیث یکون فی آخر الزمان خلیفۃ لا یفضل
علیہ ابوبکر و لا عمر **عد** من حدیث ابی ہریرۃ و فیہ زکریا الوقار و شیخہ مؤمل
ابن عبد الرحمن ضعیف تُعُقِّبَ بانہما بریان منہ فقد ورد بسند صحیح اخرجہ
ابن ابی شیبۃ فی المصنف عن ابن سیرین **قولہ** اب غور کیا چاہیے کہ مصنف ابن ابی شیبہ
مین بروایت صحیح آنے سے کیونکر معلوم ہوا کہ مؤمل مذکور ضعف سے بری ہی کیا راوی ضعیف
کبھی کوئی حدیث صحیح نہین بولتا ہی کہ اگر کبھی ایک حدیث بھی اوسکی دوسرونکی روایت سے صحت کو
پہونچ جاتی ہی تو یہ کلیہ منتقض ہو کہ وہ راوی ضعف سے بری ہو جاتا ہی وہل ہذا الا اعجاب
بلکہ مطلب یہ ہی کہ ان دونون شاگرد و استاد کے ضعیف ہونے سے شبہہ ہوتا تھا کہ یہ حدیث
بالکل بے اصل ہے ہو اور ابتدا سہوا انھین سے سرزد ہوئی ہو سو کہا کہ یہ دونون بری ہین

یعنی قول یہ ہے کہ آخر زمانے میں ایک خلیفہ ایسا ہوگا کہ ابوبکر و عمر سے افضل نہیں ہیں

اسبات سے اسواسطے کہ ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح اسکو روایت کیا ہی اور جاننا چاہیے کہ اس توجیہ سے
اگر عبارت موجہ ہوگئی لیکن حدیث کا ضعف دفع نہوا اسلیے کہ ابن ابی شیبہ نے جو روایت کیا ہی وہ
قول ابن سیرین پر موقوف ہی اور حدیث مذکور الصدر مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر پس صحت کو اسقدر
پونہچا کہ یہ قول ابن سیرین کا ہی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کیطرف نسبت کرنا ثابت نہوا اسواسطے
کہ راوی اوسکا مؤمل بن عبد الرحمن سامحہ اللہ تعالی ضعیف ہی اور یہان مصنف سالہ نے عجب کام
نے دیانتی کا کیا کہ اپنی بات بنانے کے واسطے ابن عراق کی عبارت کے ترجمے مین اسیقدر لکھا کہ لایا (یعنے عیسی بیان مہدوی ۱۲)
ہی اس سند کو ابن ابی شیبہ مصنف مین ابن سیرین سے تاکہ دیکھنے والے سمجھین کہ یہ وہی حدیث
ابوہریرہ کی ہی کہ یہان بواسطہ ابن سیرین کے بسند صحیح روایت کی گئی اور یہ نکھا کہ ابن ابی شیبہ جو
لایا ہی وہ قول ابن سیرین کا ہی نہ ابوہریرہ یا حضرت رسالت کا جیسا کہ عبارت ابن عراق سے ظاہر ہی
کہ عن ابن سیرین قولہ اور اگر یہ عبارت سمجھہ مین نا آئی تھی تو کیا کتاب برہان بھی نہ دیکھی تھی کہ اوس مین
یہ قول مع تمام سند کے مصنف ابن ابی شیبہ سے منقول ہی کہ حدثنا ابو سلمۃ عن عوف
عن محمد ھو ابن سیرین قال یکون فی ھذہ الامۃ خلیفۃ لا یفضل علیہ ابو بکر
وعمر ولیس ھذہ اول قارورۃ کسرت فی الاسلام یہ ایک شمہ ہی اونکی عادات کا چنانچہ
ابواب سابقہ مین معلوم ہوچکا کہ اونکے پیشواؤن نے کس قدر آیات و احادیث و عبارات کتب
منقول عنہا مین تحریفات کی ہین اور سندلے اصل اور موضوع محدثین اپنے موافق لاکر قطعیات
سمجھے ہین اور احادیث صحیحہ اور اجماع قطعی کو کہ اپنے مخالف پایا پس پشت ڈال دیا ہی **قولہ** اور واسطے
اسکے طریق دوسرا بھی ہی لایا ہی اسکو نعیم بن حماد کتاب فتن مین انتہی **جواب** تمہاری تقریر سے
معلوم ہوتا ہی کہ تم یہ سب طرق حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سمجھتے جاتے ہو حالانکہ ایسا
نہین ہی بلکہ یہ دوسرا طریق بھی واسطے قول ابو بکر محمد بن سیرین کے ہی کہ نعیم بن حماد نے دوسری
سند سے اوس قول مذکور کو روایت کیا چنانچہ کتاب برہان مین لکھا ہی کہ اخرج نعیم من طریق
ضمرۃ عن محمد بن سیرین انہ ذکر فتنۃ تکون فقال اذا کان فاجلسوا فی بیوتکم
حتی تسمعوا علی الناس بخیر من ابی بکر و عمر الخ **قولہ** اور شیخ علی متقی رسالہ مہدی کے
بارھوین باب مین لایا ہی اس ابن ابی شیبہ کی روایت اور ذکر کیا ہی اسکی صحت کو اور صاحب عقد الدرر

ف عیسوی صاحب نے عبارت ابن عراق کے ترجمہ مین خیانت کی

عہ یعنی عیسی بیان مہدوی ۱۲

ساتوین باب مین لکھے ہین کہ روایت ہی عوف بن منبہ سے کہ کہی حدیث کہتے ہین ہم کہ ہوگا اس امت مین خلیفہ نہین فضیلت ہی اوسپر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی لایا ہی اس روایت کو امام ابوبکر دانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن مین **جواب** ابن ابی شیبہ کی روایت اوپر مذکور ہوچکی اوس مین عوف محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہین پس معلوم ہوا کہ قول عوف کا مرجع بھی محمد بن سیرین ہین اب ظاہر ہوا کہ جمیع طرق کا مدار محمد بن سیرین کے قول پر ٹھہرا اور معلوم ہوا کہ یہ بات فقط قول محمد بن سیرین کا ہی اب انصاف کیا چاہیے کہ اجماع جمہور صحابہ کرام کا اوپر افضلیت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اور اجماع مرکب تمام صحابہ کا کہ مبطل ہی اس قول ثالث کا جیسا کہ اوپر مذکور ہوچکا اور احادیث صحیحہ کہ صحاح ستہ و غیرہا کتب معتبرہ حدیث مین باسانید معتبرہ مذکور ہین کہ دال ہین اوپر افضلیت شیخین کے کہ باب نجم مین مذکور ہوچکین اور آگے بھی آوین گین اور علی مرتضی سے بتواتر قطعی کچھ اوپر اسی راویکی روایت سے مروی ہوا کہ افضل اس امت مین بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ابوبکر ہین پھر عمر ہین یہ سب ایک طرف ٹھہرا اور ایک قول محمد بن سیرین تابعی کا ایکطرف ٹھہرا جسکو ذرہ بھی فہم و شعور ہو دین مین ہوگا وہ بلا تامل جانے گا کہ قوت کسطرف ہی اور قابل استدلال کون ہی اور اس قول کو اوس اجماع و احادیث کے سامنے کیا رتبہ ہی اسواسطے امت نے اس قول کو آج تک قبول نکیا بلکہ جسوقت محمد بن سیرین نے یہ بات کہی اوسیوقت اونکے حاضرین مجلس نے بکمال استبعاد پوچھا کہ کیا ابوبکر اور عمر سے افضل ہوگا اور طرہ یہ ہے کہ محققین مہدویہ کہتے ہین کہ ابن سیرین کے مہدی اور ہین مہدی متنازع فیہ نہین ہین چنانچہ کنز الدلائل مین شہاب الدین مہدوی نے لکھا ہی نزدیک ابن سیرین مہدی از غیر بنی فاطمہ مقرر ست چنانچہ ذکر کرد امام احمد بن عبد اللہ بن علی بن یحیی در کتاب خود کہ نام او آثار الیمن ست بعد ذکر حدیث بخاری عن ابی هريرة قوله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى يخرج رجل من قحطان يسوق الناس بعصاه قال القحطان ابو اليمن قال المقدسي اختلف فيه فقال ابن سيرين القحطاني رجل صالح وهو الذي يصلي خلف عيسى وهو المهدي ولهذا ابن سیرین ذکر کرده المهدي من هذه الامة يؤم ثم عيسى بن مريم بلا قید از بنی فاطمہ انتہی پس اب مہدویوں کا قول ابن سیرین سے تفضیل مہدی فاطمی کی ثابت کرنا مراد ابن سیرین کو محرف کرنا ہی آخر یہ سب ایکطرف رکھو خود تمہارے مہدی کے قول سے کہ جنکو

معصوم جانتے ہو لازم آتا نکلتا ہی کہ ابوبکر صدیق کا افضل ہونا لوح محفوظ کی لکیر ہی اسواسطے کہ اوپر مذکور
ہوا کہ تمھارے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ محی الدین بن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کرکے
بعد قلم بند کیا ہی اور شیخ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کوئی شخص
سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہین ہی اب اگر تمھارے نزدیک مہدی
افضل ہین ابوبکر صدیق سے تو یہ کشف اونکا خطائے فاحش ہوا اور معصومیت مین بٹہ لگا او مہدویت
تمھارے اصول کے موافق غارت ہوگئی پس تمھاری برخورداری اور سعادتمندی اسمین تھی
کہ اپنے بزرگ کو نجھٹلاتے اور محمد بن سیرین کے قول کو حضرت عیسی علیہ السلام پر محمول کرتے
کہ لفظ خلیفہ کا اونپر بھی صادق ہی جیسا کہ مشکوۃ مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم واللہ لینزلن ابن مریم حکما عادلا فلیکسرن الصلیب و لیقتلن الخنزیر
ولیضعن الجزیۃ الحدیث یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واللہ کہ اوترینگے عیسی
ابن مریم اس حال مین کہ حاکم عادل ہونگے پس توڑینگے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو اور اوتار دینگے
جزیہ یعنی ذمیونکو جزیہ لیکر اونکے دین پر چھوڑ دینا موقوف کرینگے بلکہ یا قتل یا اسلام کا حکم فرماوینگے
اور مہدویہ کے ایک رسالہ عربیہ مین دیکھنے مین آیا کہ خلیفہ چھ ہین خلفائے راشدین اور مہدی
اور عیسی مگر مہدی اور عیسی جامع ہین خلافت اور امامت کو بخلاف خلفائے راشدین کے کہ
وہ فقط خلافت رکھتے تھے اور امام وہ ہی کہ سبب نجات امت ہو جیسا کہ حدیث مین ہی کہ کیف
تہلک امۃ انا فی اولہا و عیسی فی اٰخرہا والمہدی من اہل بیتی فی وسطہا
بلکہ ابن عدی کی حدیث جو تمنے شروع مین نقل کی وہ حضرت عیسی سے نہایت مناسبت
رکھتی ہی نہ مہدی سے اسلیے کہ اوسمین ہی کہ ہوگا آخر زمانے مین ایسا خلیفہ اور ظاہر ہی کہ آخر زمانے مین خلافت
حضرت عیسی علیہ السلام کی ہوگی اور مہدی کی خلافت اونسے پہلے ہوگی کہ اسپر لفظ وسط کا صادق ہی
جیسا کہ مشکوۃ مین ہی کیف تہلک امۃ انا اولہا والمہدی وسطہا والمسیح
اٰخرہا یعنی کیونکر ہلاک ہوگی امت کہ مین اول اسکا ہون اور مہدی وسط اوسکے اور عیسی
آخر اوسکے اور قبل اوسکے ایک حدیث بروایت ابونعیم مذکور ہوئی کہ اوسمین یہ الفاظ ہین خیر ہذہ
الامۃ اولہا و اٰخرہا اولہا فیہم رسول اللہ و اٰخرہا فیہم عیسی بن مریم یعنی بہتر ین

اس امت کے اول والے اور آخر والے ہین اول والون مین رسول اللہ ہین اور آخر والون مین عیسیٰ بیٹے
مریم کے ہین اسپر مہدویونکو لائق تھا کہ قول محمد بن سیرین کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر محمول کرتے
کہ خلاف اجماع مفرد جمہور کا اور اجماع مرکب کا نہوتا اور احادیث صحیحہ کی بھی مخالفت لازم نہ آتی
اور شیخ محی الدین بن عربی کا کلام بھی اونکے مخالف نہوتا اور اونکے واسطے سب سے بڑی بات تھی کہ
مہدی ثنا خوانی ابن عربی مین سچے نکلتے مگر انھون نے مہدی کی افضلیت پر اونکی مہدویت کو فدا کر دیا
اور مصداق اس کلام کے ہوئے **شعر** یکے بر سر شاخ بن می برید ٭ خداوند بستان نگہ کرد و دید ٭ بگفتا
کہ این مرد بد میکند ٭ نہ با من کہ بر نفس خود میکند ٭ اور حیرت کا مقام ہے کہ مہدویہ حمل مطلق کا مقید پر
حرام جانتے ہین تا کہ جس حدیث مین کچھ حال مہدی کا مذکور ہے اور تغیر مہدی کی بلفظ امیر و خلیفہ وغیرہ کے کی
گئی ہے وہان جاے گریز باقی رہے اور امیر و خلیفہ مطلق کا حمل مہدی پر نکیا جاے یہان اپنے اوس
قرارداد و اصول کے خلاف خلیفہ مطلق کو مہدی پر کسطرح حمل کرتے ہین **قولہ** اور بعضے تاویل
و توجیہ کیے ہین ان روایتون مین اسطرح سے کہ حضرت مہدی کیوقت مین فتنے اور حادثے زیادہ ہین اون
فتنون سے جو خلافت مین حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہوئے یہ فضیلت اور زیادتی باعتبار جاد نون کے
ہے نہ باعتبار ثواب کے کیونکہ صحیح حدیثین اور اجماع اس بات پر ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما افضل
الخلق ہین بعد انبیا علیہم السلام کے **جواب** شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب برہان مین
فرمایا کہ مؤلف کتاب عرف وردی نے کہا کہ جیسا کہ حدیث **بل اجر خمسین منکم**
مین تاویل کی گئی ہے ویسی لفظ ابن سیرین مین بھی تاویل کرنا مناسب ہے اسواسطے کہ زمانہ مہدی مین
فتنے نہایت سخت ہووینگے اور تمام نصاری اونپر ہجوم کرینگے اور دجال محاصرہ کریگا چونکہ اون سب کو
اللہ تعالیٰ اونکے ہاتھ سے دفع کرادیگا اس سبب سے اونکو اس امر خاص مین فضل ہے ابو بکر و عمر
رضی اللہ عنہما پر نہ اس بات مین کہ اونکا ثواب زیادہ ہو اور مرتبہ خدا کے پاس شیخین سے بلند تر
رکھتے ہون اسواسطے کہ احادیث صحیحہ اور اجماع اسپر ہے کہ ابو بکر و عمر افضل الخلق ہین بعد انبیا اور مرسلین
کے انتہی یہ تاویل کرنا اور اوس قول ابن سیرین کو ساتھ دوسرے ادلہ شرعیہ صحیحہ کے تطبیق اور توفیق
دینا محض تبرع اور رعایت قائل کی ہے ورنہ بموجب قواعد علم اصول حدیث اور فقہ کے یہان تاویل کی
کچھ ضرورت نہ تھی بلکہ کہدینا تھا کہ یہ قول ساقط الاعتبار ہے اسواسطے کہ کتب اصول مین مبرہن ہے

کہ درمیان قوی وضعیف کے تعارض نہین ہوتا ہی اور جب قول ضعیف قوی کے مخالف ہوتا ہی ساقط ہوجاتا ہی اسیواسطے حدیث مشہور متواتر کی معارض نہین ہوسکتی اور خبر واحد مشہور کی معارض نہین ہوتی البتہ جب دو خبرین برابر مرتبے کے متعارض نظر آتی ہین تو وہان اگر ممکن ہوتا ہی تو اول توفیق و تطبیق کرکے دونون پر عمل کرتے ہین اور اگر تطبیق نہین ہوسکتی ہی مگر تاریخ معلوم ہوتی ہی تو اول کو منسوخ اور متاخر کو ناسخ جانتے ہین اور اگر تاریخ معلوم نہو تو کسی وجہ سے ایک کو ترجیح دیکر اوسی پر عمل کرتے ہین اور اگر ترجیح نہ بن سکے تو توقف کرتے ہین اور حکم دونونکا ساقط ہوجاتا ہی کہ اذا تعارضا تساقطا تاکہ ترجیح بلا مرجح نہ لازم آوے یہ خلاصہ ہی مسلم الثبوت اور شرح بحر العلوم اور شرح نخبۃ الفکر اور نور الانوار اور تحقیق الحسامی وغیرہ کا اور ظاہر ہی کہ یہان قول ابن سیرین کا اگرچہ بسند صحیح مروی ہووے روبرو اجماع اور قول صحابہ کرام اور حدیث سید الانام علیہ السلام کے کیا تاب رکھتا ہی کہ معارض و مناقض کہلاوے بلکہ قول صحابی بھی مقابل حدیث صحیح کے ترک کیا جاتا ہے البتہ جب کوئی حدیث کسی مقدمے مین ہاتھہ نہ لگے تو قول صحابی کا حجت ہوتا ہی دوسرون کے واسطے مگر باین تفصیل کہ جو قول صحابی کا کہ صحابہ مین مشہور ہوا اور اونھون نے اوسپر سکوت کیا تو اوسکی تقلید واجب ہی اسلیے کہ وہ اجماع سکوتی ہوا اور اگر دوسرے صحابہ نے اوس مین خلاف کیا تو تقلید واجب نہین ہی بلکہ جس صحابی کا قول مجتہد کے راے کے مطابق ہوا اوسپر عمل کرے اب باقی رہا وہ قول کہ اوسمین اختلاف اور اتفاق اونکا ثابت نہوا خواہ وہ قول قابل اجتہاد ہو یا نہو امام شافعی کے نزدیک اوسکی تقلید ضرور نہین ہی اور ابوسعید بردعی کے نزدیک ضرور ہی اور کرخی کے نزدیک غیر اجتہادی مین ضرور ہی جیساکہ توضیح مین ہی اور قول ایسے تابعی کا کہ صحابہ کرام اونکے فتوے کو اپنے قول پر ترجیح دیتے تھے یا تسلیم کرلیتے تھے جیساکہ قاضی شریح اور مسروق بعضون کے نزدیک مانند قول صحابی کے ہی اور اگر اونکا فتوی صحابہ کے وقت مین نچلا ہو تو وہ مانند دوسرے مجتہدون کے ہین کہ تقلید واجب نہین ہی اور صاحب مسلم الثبوت اور بحر العلوم نے اس تفرقہ کو رد کیا اور کہا کہ کسیطرح کا تابعی ہو اوسکی تقلید واجب نہین ہی اور دلائل اہل تفرقہ کا جواب دیا اور امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ مین تابعی کی تقلید نہین کرتا ہون اسلیے کہ وہ بھی مرد تھے اور ہم بھی مرد ہین یہ سب چون و چرا اوسوقت ہی کہ اوس مقدمے مین کوئی حدیث ضعیف

یا قوی موجود نہو چہ جائے اسبات کی کہ اجماع اور احادیث صریحہ صحیحہ ہوتے ہوئے قول محمد بن سیرین
تابعی کا سب پر ترجیح دیا جاوے نعوذ باللہ من سوء الفہم **قولہ** اب سمجھیے جیسا کہ تاویل ان روایتون مین
بعض سے ہی ویسا ہی یہ اجماع مین جو گذرا بیان اوسکا شاہ عبد العزیز دہلوی کی تفسیر سے **جواب**
مقدمۂ اولی کا جواب اوپر گذر چکا کہ ان روایتون مین اگر تاویل نکرین تو بھی بسبب مخالفت قوی کے
اصلا قابل استدلال نہین ہین کہ تم اپنے مہدی کی افضلیت مین اونپر متمسک ہوا ور مقدمۂ ثانیہ
بہتان محض ہے شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز اس مقام مین نہ اجماع کا ذکر کیا نہ اوسکی تاویل کا
حرف زبان قلم پر لائے فقط اسیقدر لکھا ہی کہ اہل سنت وجماعت نے لفظ اتقی سے کہ آیت
سیجنبہا الاتقی مین ہی تمسک کیا ہی اوپر افضلیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد پیغمبرون کے تمام
امت پر بعد اوسکے تقریر تمسک کی بیان کرکے واسطے علیحدہ کرنے پیغمبرون کے دو تاویلین کین
کہ وہ جیسا کہ ہمکو مضر نہین ہین تمکو کچھ مفید نہین ہین چنانچہ مفصلاً مذکور ہو چکا بیان اجماع کا
کیا ذکر تھا اور اوسکی تاویل کجا ابوبکر صدیق کی فضیلت پر دلائل متنوعہ ہین آیات دلیل علیحدہ ہین
اور احادیث صحیحہ دلیل جداگانہ ہین اور اجماع دلیل برأسہ ہی البتہ تمنے اس اجماع مین باختلاف فرقۂ
تفضیلیہ جرح کی تھی سو اوسکا جواب بطور تسلیم کے بغرض قطع نزاع کے اجماع مرکب سے بخوبی
دیا گیا اور اگر یہ غرض نہوتی تو ہو سکتا تھا کہ کہا جاتا جیسا کہ علماے اہل سنت نے کہا ہی کہ تمام صحابہ
اوپر افضلیت ابوبکر صدیق کے اجماع کیا ہی پس فضلیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قطعی ہی چنانچہ مذہب
شیخ ابو الحسن اشعری کا اور مفاد کلام امام مالک کا یہی ہی اور حکایت اس اجماع صحابہ اور تابعین
کی امام شافعی وغیرہ اکابر ائمہ نے کی ہی اور بعض صحابہ سے جو تفضیل جناب مرتضوی کی منقول ہی
یا مراد اوس سے فضل جزوی ہی باعتبار سبقت اسلام یا قرابت حضرت خیر الانام کے یا مراد تفضیل
باقی امت پر ہی سواے شیخین کے اور اگر بالفرض مراد فضل کلی ہی شیخین پر یعنی کثرت ثواب و عظمت
نفع اسلام اور ترس وتقوی اور قرب حضرت ذو الجلال کے بسبب اوسکے تفضیل شیخین کی ظنی ہو جاوے
جیسا کہ ابوبکر باقلانی اور امام الحرمین کی مرضی ہی تو بھی اجماع مرکب کہ مبطل افضلیت مہدی کا ہی
موجود ہی اور ہر صورت مین مہدویونکا دعوی نابود ہی **شعر** شادم کہ از رقیبان دامن کشان
گذشتی ؛ گو مشت خاک ماہم برباد رفتہ باشد ؛ **تنبیہ** یہ خیال نکیا چاہیے کہ جنکے نزدیک

افضلیت حضرت صدیق اکبر کی ظنی ہوگی احقیت خلافت بھی ظنی ہوگی بلکہ خلافت سبکے نزدیک
قطعی ہی اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ قول حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بسبب متواتر ہونے
کے یا اجماع صحابہ سے بسبب خلاف بعض کے اگر افضلیت صدیق اکبر کی ظنی ہوجاوے لیکن
بسبب متواتر ہونیکے کچھ اوپر اسی راوی ناقل ہین قطعی ہی یہ بات کہ جناب علی مرتضی کا یہی اقرار
اور اعتقاد تھا کہ ابوبکر صدیق مجھسے اور سب امت سے افضل ہین پس جنکے نزدیک جناب
مرتضوی معصوم ہین لامحالہ افضلیت ابوبکر صدیق کی قطعی ہوگئی اور جنکے نزدیک غیر معصوم ہین
اونکے نزدیک یہ امر قطعی ہوا کہ خود جناب مرتضوی تفضیلیون مین نہین ہین اور مفضلین اونکے اونکے
اعتقاد کے مخالف ہین کہ مدعی سست و گواہ چست اور زیادہ تفصیل صواعق محرقہ وغیرہ مین
ہی **قولہ** اور جیسا کہ صحیح محدثین اس بات پر ہین ویسا ہی صحیح روایت ابن ابی شیبہ سے اوس
بات پر ہی اور یہ صاحب تاویل بھی قائل ہی اوسکی صحت کا جو رسالہ برہان مذکور مین مذکور ہی **جواب**
اوسکا جواب قبل چند ورق کے گذر چکا **قولہ** ولیکن ترجیح باعتبار کثرت ادلہ کے نہین جائز ہی
جواب اس مسئلے مین اختلاف ہی ایمہ دین کا امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف رحمہما اللہ تعالی کے
نزدیک جو خبر کہ حد شہرت اور تواتر کو نہ پہونچی ہو اوسکی ترجیح دوسری اوسی نوع کی خبر پر کثرت ادلہ
اور روات کے صحیح نہین ہی جیسا کہ شہادت مین صحیح نہین ہی اور امام محمد اور امام شافعی اور امام
مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک صحیح ہی اور ہر ایک کے دلائل مسلم الثبوت وغیرہ کتب
اصول مین مذکور ہین مگر یہ سب باتین اوس وقت بن آتی ہین کہ دونون دلیلین ایک قسم اور ایک مرتبے
کی ہووین مثلاً ایک مضمون کی ایک حدیث ہی اور اوسی قسم کی اوسکے مخالف المضمون چند حدیثین
ہین یا پہلی کے تھوڑے راوی ہین اور دوسری کے بہت اس صورت مین شیخین کے نزدیک
کثرت سے ترجیح نہین ہوسکتی ہی اور جمہور کے نزدیک ہوسکتی ہی اور اگر دو دلیلین مختلف المرتبہ
ہین تو بلا خلاف اعلی مرتبے والی کو اگرچہ تنہا ہو ادنی مرتبے والی پر ترجیح دینگے چہ جائیکہ وہ اعلی مؤید
بکثرت ہووے وہان ترجیح مین کیا کلام ہی چنانچہ آیت کو حدیث پر ترجیح دیوینگے اور آیات مین ظاہر پر
نص کو اور نص پر مفسر کو اور مفسر پر محکم کو ترجیح دیتے ہین اور احادیث مین متواتر کو مشہور پر
اور مشہور کو خبر احاد پر ترجیح دیتے ہین اور اخبار احاد مین باعتبار متن اور سند کے بہت سے

اسباب ترجیح ہین یہان تک کہ اختلافی اور اتفاقی ملاکر بعضون نے پچاس تک اور بعضون نے سوتک
پونہچلائے ہین اور حدیث رسول اللہ کی قول صحابی پر بلاشبہہ ترجیح رکھتی ہی اور جہان حدیث نہو
تو قول صحابی کا اگر عقلی ہو ملحق بقیاس کیا جاتا ہی اور اگر عقلی نہو ملحق بسنت کیا جاتا ہی اور اجماع صحابہ
کا صراحتہً کہ جسمین سب بان سے قبول کرین مانند آیت اور حدیث متواتر کے ہی کہ منکر اوسکا کافر
ہوجاتا ہی اور جسمین بعضے سکوت کرین اگرچہ ہمارے نزدیک قطعی ہی لیکن منکر اوسکا کافر نہین
ہوتا ہی اور غیر صحابہ کا اجماع جس بات مین کہ صحابہ کا اختلاف معلوم نہین ہی بمنزلہ خبر مشہور کے ہی کہ افادہ
اطمینان کا کرتا ہی نہ یقین کا اور جس بات مین کہ صحابہ مثلاً دو قول پر مختلف تھے اور بعد والون نے اونمین سے
ایک پر اجماع کیا وہ اجماع بمنزلہ خبر واحد صحیح کے ہوتا ہی کہ واجب العمل ہی نہ موجب العلم اور مقدم ہی قیاس پر
اور اگر ان دو قول کے سوا بعد والے نیا قول نکالین تو باطل ہی اسلیے کہ ان دو قول پر صحابہ کا اجماع
مرکب تھا یہ خلاصہ ہی تحقیق شرح حسامی اور نورالانوار اور شرح نخبۃ الفکر وغیرہ کا خلاصہ کلام یہ ہی کہ ہمارے
دلائل یہ ہین آیات صریحہ اور احادیث صحیحہ اور اجماع جمہور صحابہ کرام کا بلکہ تمام کا موافق رائے بعض کے
افضلیت امیرالمؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ پر اور اجماع مرکب صحابہ کرام کا اوپر فضلیت ابوبکر
وعلی رضی اللہ عنہما کے کہ ہر ایک دلیل ان دلائل سے بالاستقلال مثبت ہی ہمارے مدعا کی اور مبطل ہی
افضلیت مہدی کی اور تم لوگ اسکے مقابلے مین قول محمد بن سیرین تابعی کا لائے ہو کہ اوسمین نام بھی
مہدی کا نہین ہی بلکہ مطلق لفظ خلیفہ کا ہی کہ محتمل ہے مہدی اور حضرت عیسی علیہ السلام کو یہان تمھاری
دلیل ہماری دلیل کے ہم رتبہ کہان ہی کہ قاعدہ صدر جاری ہووے اور ہمکو کثرت ادلہ سے ترجیح دینے
کی کیا حاجت ہی بلکہ ہر ایک دلیل ہماری بسبب علو رتبہ کے تمھاری دلیل کے ابطال اور اسقاط کے
واسطے کافی ہی بلکہ اگر ہم کہین کہ تم محض بے دلیل ہو تو ہو سکتا ہی اسلیے کہ ادلہ شرع کے چار ہین کتاب
وسنت واجماع وقیاس قول تابعی کا کچھ دلیل شرعی نہین ہی کہ اوس سے تم اتنا بڑا مطلب اعتقادی
ثابت کرتے ہو کہ سوال از آسمان وجواب از ریسمان **قولہ** اور جیسا کہ احتمال توجیہ وتاویل کا اوس
روایتون مین ہی ویسا ہی اس حدیث مین اقرب ہی آہ ہم کہتے ہین ہم یہ حدیثین اور تاویل اونکی جو شاہ
عبدالعزیز سے تفسیر مذکور مین مذکور ہین **حدیث** پر خبردار کسیکو ابوبکر پر مقدم نکرنا اسواسطے کہ وہ
افضل ہی تم سب کا دنیا اور آخرت مین **حدیث** قسم ہی خدا کی کہ آفتاب طلوع وغروب نہین کیا کسی

بعد انبیا اور مرسلین کے کہ وہ بہتر ہوا ابوبکرؓ سے **حدیث** آفتاب طلوع و غروب نہین کیا ہی بعد پیغمبرون
اور رسولون کے کسی پر کہ بہتر ہو ابوبکرؓ سے **حدیث** حق تعالی نے میرے بعد اس سے بہتر کسیکو
پیدا نہین کیا اور اسکی شفاعت قیامت کے دن پیغمبرونکی شفاعت کے مانند ہوگی اب ظاہر ہی کہ ان
سب حدیثون کی دلالت اس بات پر ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل ہین اون لوگون سے جو موجود تھے
اوس زمانے مین یا اوسکے آگے کیونکہ لفظ خطاب کا اول حدیث مین کہ وہ افضل ہی تم سب کا صاف
دلالت کرتا ہی شق اول پر فقط اور لفظ ماضی کا باقی حدیثون مین کہ آفتاب طلوع و غروب نہین کیا
کسی پر اور کسیکو پیدا نہین کیا صاف دلالت کرتا ہی دونون شقون پر اور سوا ان حدیثون کے جو حدیث
کہ اس مقدمے مین ہی اس معنی کا احتمال رکھتی ہی جیسا کہ مشکوۃ شریف مین باب مناقب ابوبکر رضی اللہ
عنہ مین صحیح بخاری سے ہی کہ محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہی کہ پوچھا مین میرے باپکو کون آدمیونکا
بہتر ہی بعد نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمایا ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے
کہ تھے ہم زمانے مین نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہ نہین برابر کرتے تھے ساتھ ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے
کسیکو اور روایت مین ابوداؤد کی یہ روایت اسطرح ہی کہ افضل امت نبی بعدہ ابوبکر ہین الحاصل فضیلت
جناب امیر المومنین ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کی حضرت مہدی موعود علیہ السلام پر کسی
دلیل صریح قطعی سے ثابت نہین ہو سکتی ہی جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام پر بعد نزول کے ثابت نہین
ہی اور باقی دلیلین اس مسئلے کی تفصیل وار رسالۂ دوازدہ جواب مین حضرت علما باللہ عبد الملک سجاوندی
(عالم فرقۂ مہدویہ ۱۲)
رحمہ اللہ تعالی سے مذکور ہین **جواب** اون روایتونکی توجیہ و تاویل کا سبب و بہ تکرارات و مرات معلوم
ہو چکا اگر تاویل نکرے تو بسبب مخالفت اقوی کے بالکل ساقط تھین اور چونکہ اعمال بہتر ہی اہمال سے
سو ناچار اونکی شرعا تاویل کردی گئی موافق محاورات اور عرف شرع کے نہ جیسا کہ تمنے اس صحیح حدیثونکو
کہ موافق اجماع اور اصول دین کے ہوتے ہوئے خواہ مخواہ تاویل کرکے اصول و اجماع کو برہم کردیا
اور تاویل بھی ایسی کہ محاورات قرآن و حدیث کے سراسر خلاف اسلیے کہ مدار تمہاری تاویل کا دو بات پر
ٹھہرا ایک یہ کہ جن حدیث مین صیغہ خطاب کا آیا وہان فقط حاضرین مراد ہین نہ بعد پیدا ہونے والے
یہ سراسر مخالف محاورہ قرآن و حدیث کے ہی اسواسطے کہ قرآن و حدیث مین جبکہ مطلقا خطاب طرف
مومنین کے ہوتا ہی تو حاضرین پر انحصار نہین ہوتا ہی بلکہ جمیع مومنین امت مخاطب ٹھہرتے ہین [illegible]

اوسکے خطابات اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ
الْیَتِیْمِ وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ
کِتٰبًا فِیْهِ ذِکْرُکُمْ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ فَاِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ
یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا اِنَّ
اللّٰه عز وجل اجارکم من ثلث خلال ان لا یدعوا علیکم نبیکم فتهلکوا جمیعا
وان لا یظهر اهل الباطل علی اهل الحق وان لا یجتمعوا علی ضلالة ولکنی لست کاحد
منکم اور سوا اوسکے اور ہزارہا خطاب مخصوص اوس عصر کے لوگون سے ہو جاوین اور تمام امت بعد
کی ہنسے خطاب حساب غیر مکلف ہجاوے کوئی عاقل بھی ایسا ہذیان زبان پر لاویگا دوسری یہ بات کہ ماضی کا
صیغہ جس حدیث مین فقط اونھین لوگون پر دال ہی کہ پیدا ہو چکے ہین خواہ زمانہ تکلم تک زندہ ہون یا نہون
اور بعد والے اوسکے مصداق نہین ہین حالانکہ قرآن و حدیث مین یہ محاورہ دائر و سائر ہی کہ ماضی
بجاے استمرار کے آتا ہی جیسا کہ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ٭ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا اِنَّ اللّٰهَ کَانَ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا وَکَفٰی بِاللّٰهِ وَکِیْلًا اِنَّ اللّٰهَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا وَکَانَ اللّٰهُ قَوِیًّا
عَزِیْزًا وَکَانَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور ایسی یہ بھی دائر و سائر ہی کہ تعبیر مستقبل کی لفظ ماضی سے کرتے ہین جیسا کہ اَتٰی
اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ وَیَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ
وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ وَنَادٰی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ
وَنَادٰی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا الآیات اور قاعدہ مقررہ علم بلاغت ہی کہ جس چیز کے
متحقق الوقوع ہونے پر تنبیہ منظور ہوتی ہی وہ اگرچہ مستقبل ہو لیکن بلفظ ماضی تعبیر کرتے ہین اور مطول
مین لکھا ہی کہ یہ محاورہ کلام عرب مین خصوصًا کلام اللہ مین شمار سے باہر ہی اور لطف یہ ہی کہ حدیث محمد
بن حنفیہ مین نہ لفظ ماضی کا ہی نہ خطاب کا اسکو بھی اپنے قاعدہ اختراعی مین داخل کر دیا اوسکے الفاظ
یہ ہین کہ محمد بن حنفیہ فرماتے ہین کہ مینے اپنے والد ماجد یعنی علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ ای
الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر یعنی کون آدمی افضل ہی بعد پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کے فرمایا ابو بکر بھلا یہ بات کوئی اسنر رگوار سے پوچھے کہ باب پنجم مین جو حدیث امام احمد کی مذکور ہوئی

کہ اوسمین یہ الفاظ ہین سیدا کھول اھل الجنۃ وشبابہا بعد النبیین والمرسلین یعنی ابوبکر
وعمر سردار ہین ادہیڑ عمر والون اہل جنت کے اور جوانون اہل جنت کے بعد انبیا اور مرسلین کے یہان کونسا زمانہ
اور کونسا خطاب ہے اور اوسی باب مین حدیث طبرانی کی جو مذکور ہوئی کہ ان روح القدس جبرئیل
اخبرنی ان خیر امتک بعدک ابو بکر یعنی حضرت نے فرمایا کہ روح القدس جبرئیل نے
مجکو خبر دی کہ تمھاری امت کا افضل بعد تمھارے ابوبکر ہے یہان امت سے بعض مراد ہین یا تمام
اگر بعض ہین تو کونسا قرینہ مخصصہ مرجحہ ہے کہ اوسکے واسطے کلام ظاہر سے پھیرا جاتا ہے اور اگر
تمام امت مراد ہین تو یہ تمھارے مدعی مہدویت بھی اوسمین داخل ہین یا نہین اگر ہین تو ابوبکر صدیق
اونسے افضل ہوئے اور اگر اس خوف سے امت مین بھی داخل نہین ہوتے ہین تو ہمکو
اونسے کیا کام ہم کلام اوس شخص سے کرتے ہین کہ اس امت اجابت مین داخل ہو اور اوسی
حدیث وقرآن سے ہمارا الزام تمام ہوتا ہے **حکایت** ایکروز مصنف اس رسالہ مردودہ سے کہ اپنی
تصنیفات کی داد مانگنے کے واسطے گھر بگھر پھیری کیا کرتے تھے مینے کہا کہ اگر ہم کوئی ایسی حدیث
نکالدیوین کہ اوسمین افضلیت صدیق اکبر کی تصریح ہو اولین وآخرین پر جب تو تسلیم کروگے
کہنے لگے ایسی کہان حدیث ہے مینے کہا ترمذی مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے حق مین فرمایا کہ ھذان سیدا کھول اہل الجنۃ
من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین الحدیث یعنی یہ دونون مہتر ہین کہول
بہشتیون کے اولین وآخرین سے سوائے انبیا اور مرسلین کے کہول جمع کہل کی ہے اور صراح مین لکھا ہے
کہ کہل مرد میانہ سال اکتہال دوموےہ ہونا اور پنج فضائل مین فضیلت سید محمد مین مذکور ہے کہ انکی
داڑھی مین سیاہی زیادہ تھی جب اونکے باپ مہدیکو دفن کرتے لگے اونکی داڑھی مثل مہدیکے برابر دوموی
ہوکر حلیۂ مہدی کے مشابہ بن گئی اس سے معلوم ہوا کہ اونکے مہدی دوموےہ تھے اور قطع نظر اسکے
تحقیق اسکی باب پنجم مین ہوچکی کہ مراد کہول سے اس حدیث مین سب برنا وپیر ہین اور یہ بھی مذکور
ہوچکا کہ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ترمذی وامام احمد اور ابو یعلی و ضیا اور طبرانی نے بطرق متعددہ
روایت کیا ہے القصہ مصنف مذکور نے بعد سماعت اس حدیث کے بتنگ ہوکر اس طریق استدلال سے
گریز کیا اور کہا کہ ہم جو احادیث سے دلائل نقل کرتے ہین یہ فقط مویدات مین ہمارا اسپر مدار نہین ہے

اصل الیل ہماری یہ ہی کہ ہمارے نزدیک جسکی مہدویت باخلاق نبویہ ثابت ہوئی اوس نے ایسا دعوی
کیا ہی پھر اوراق کو چونکہ اوسوقت انسے بغرض متعلق تھی کہ واسطے اکتشاف مذہب کے اونکے
پیشوا اون کی کتابین اونسے بلا ابیت وصول کرنے بخوف اسکے کہ بھڑک جاوینگے مباحثہ کو
طول ندیتا تھا ورنہ اوسکا جواب نہایت معقول تھا کہ کذب بہتان آسمانی ہین اخلاق حسنہ سے
خارج ہی خصوصًا خداوند پاک پر جھوٹھ باندھنا کہ مجکو فلان اور فلان سے افضل بنایا ہی پس اس
دعوی افضلیت کا صدق جزء اعظم اخلاق ہی کہ مہدویت جسپر موقوف ہی اب اگر اس دعوے کا
اثبات خارج سے نکرکے مہدویت پر موقوف رکھو تو دور لازم آتا ہی کہ قسم محالات بدیہیہ سے ہی
اور سوا اوسکے دوسری بد اخلاقیان بھی باستیعاب تمام باب سوم کی دلیل ہفتم مین
گذر چکین پس ایسے شخص کے دعوے کا ثبوت اوسی کے اعتماد پر محال ہی غرض کہ اس قسم کے واہیات
اس قوم مین حد وحساب سے باہر ہین اور یاران ہمیہ جانتے ہین کہ ہمارے دعوے کے دلائل تجملہ
قطعیات وبرہانیات ہین جیسا کہ مصنف مذکور انتقام مین سمجھے ہین کہ مین مہدی کی افضلیت
حضرت صدیق اکبر پر بخوبی ثابت کر چکا اسواسطے اب آگے اس بات پر کمر باندھتے ہین کہ مہدیکو برابر
وہم رتبہ حضرت سید الاولین والآخرین کے ثابت کرین العیاذ باللہ شعر تو کار زمین را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی **مطلب** وہم مسئلہ حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام فضیلت
وبزرگی مین ہمسر برابر ہین حضرت محمد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل نقلیہ شرعیہ سے لیکن دلائل نقلیہ جو
کہ منقول ہین ملک شمس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ احکام وبیان سے حضرت مہدی علیہ السلام کے جو ہم
اللہ مراد اللہ ہی انتی برابری دو محمد کی پائی ہم کہ دو شخص کو اور دو چیز کو روا نہین **جواب** مہدیجا
حضرت رسالت پناہ کی اولاد مین ہین اور جسکو ذرا بھی ہوش وحواس ہین جانتا ہی کہ والد اور ولد کا
ایک شخص ہونا محال ہی پس لا بد ہی حضرت رسالت پناہ اور مہدی دو شخص ہوئے اب یہ کہنا کہ انہین
انتی برابری پائی ہم کہ دو شخص اور دو چیز کو روا نہین حقیقت مین یہ کہنا ہی کہ مہدی اور حضرت رسالتماب مین
یہ برابری روا نہین ہی پس تمنے خود اقرار کیا کہ ہمارا دعوی برابری کا مارا اور ناجائز ہی سبحان اللہ یہ
قدرت الٰہی ورنہ معجزہ حضرت رسالت پناہ ہی کہ ہمارے الزام اور جواب دینے کے آگے ابتدائے بحث مین
تم باطل صریح پر ہونیکا اور ہم حق صریح پر ہونے کا تمسے اقرار کرا دیا اوسپر علاوہ یہ ہی کہ کہتے ہو

کہ یہ برابری نارِ وا مہدی کے احکام و بیان سے پائی گئی پس اقرار اس امر کا ہوا کہ خود مہدی اس نار وا کا حکم کرتے تھے اور ناروا بات کا حکم کرنا خطائے فاحش ہی یہان معلوم ہوا کہ مہدی موعود تھے اسواسطے کہ تم بالاتفاق قائل ہو کہ مہدی موعود سے حکم مین خطا سرزد نہو گی کہ یقفو اثری ولا یخطی فیہ ان اونکی ہی یہان خود تمنے در پردہ انکار اونکی مہدویت کا کیا **قولہ** اور حضرت نے فرمایا مہدی سے کوئی بزرگ نہین ہی بجز خدائے تعالی کے **جواب** تمہارے حضرت کی کونسی بات پر اعتبار کرنا چاہیے یہان تو معلوم ہوا کہ خدا کی بزرگی کچھ مانتے تھے اور اپنے سے بڑا جانتے تھے اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ مقام فراہ مین یہی بزرگوار میان نعمت کے سامنے آکر بولے کہ انا اللہ رب العالمین یعنی مین اللہ ہون پروردگار عالمین کا اور اپنے بیٹے سید محمود سے کہا کہ مین بندہ ہون خدا فی الحال ہو جاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی انتہی شاید مہدوی لوگ اس تعارض کی یون تطبیق دینگے کہ وہ خدا کہ مہدی سے بزرگ ہی دو اور ہی اور وہ خدا کہ مہدی اور وہ ایک ہی اور وہ خدا کہ وہ بن جانا آسان ہی وہ اور ہین اسواسطے کہ اونکے مہدی کے اعتقاد مین بہت سے خدا ہین جیسا کہ شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین لکھا ہی کہ مہدی نے شاہ بھیک سے کہا کیا پرانے خدا پر مقید ہو گئے ہو آگے بڑھو اور یہ بیت پڑھی **شعر** بیزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو داری ۔ ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگر ست تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا **قولہ** اور حضرت نے فرمائے جب کہ ہم مشقت زیادہ کرتے ہین تو برابر اونکے ہوتے ہین **جواب** معلوم ہوا کہ مہدویت واسطے مساوات کے کافی نہین ہی بلکہ جزو اخیر اوسکی علت کا زیادت مشقت ہی اور لفظ جب کا کہ دال ہی اس بات پر کہ مشقت زیادہ ہمیشہ نہین ہوتی ہی پس برابری بھی کہ اوسی پر معلق تھی اوسوقت نہو گی لیکن مقام مہدویت بھی اوسوقت جاتا رہتا ہی یا نہین اگر نہین جاتا ہی تو باوجود مہدی ہونیکے حضرت رسالت سے کم رتبہ ہوتے ہین پس کلیہ سابق خطا ٹھہرا کہ مہدی سے کوئی بزرگ نہین ہی بجز خدائے تعالی کے اور اگر مہدویت سے اوسوقت معزول ہو جاتے ہین تو قطع نظر اس قباحت کے کہ اگر ان اوقات معزولی کو منہا کرین تو پانچ برس بھی کہ کہتے ہین مدت مہدویت کی ہی پوری نہین ہوتین بڑی خرابی یہ پڑتی ہی کہ اونکے اصحاب و مرید اوسوقت بھی انکو البتہ مہدی اعتقاد کرتے تھے ضلال و خطا مین مبتلا رہتے تھے اسلیے کہ جیسا کہ غیر نبی کو نبی جاننا خدائے پاک پر افترا ہی ویسی غیر مہدی کو مہدی سمجھنا اور یہ بزرگوار اوسوقت اس لقب غیر واقعی پر راضی ہو کر

سکوت کرتے تھے اور مصداق اس آیت کے ہوتے تھے یُحِبُّونَ اَنْ یُحْمَدُوا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوا کہ اللہ تعالیٰ
مذمت فرماتا ہی اون لوگونکی جو صفت اپنے مین نہو اور اسپر اپنی تعریف و ثنا ہونیکی خواہش رکھتے ہین اور یہ
بھی اس کلام سے معلوم ہوا کہ رتبہ حضرت خاتم الرسالت کا کہ فائق ہی رتبہ نبوت و رسالت محضہ پر اونکے نزدیک
کسبی ہی کہ جب مشقت زیادہ کرتے ہین تو حاصل ہو جاتا ہی پس اوسکے مستحق ہونیکا سبب بانتظار زیادہ مشقت
ہوئی اور یہ مذہب اہل ایمان کا نہین ہی بلکہ مشرب معتقدین فلاسفہ یونان کا ہی جیسا کہ شرح مواقف مین
لکھا ہی کہ رسول ہونے کے واسطے یہ شرط نہین ہی کہ پہلے خلوت مین بیٹھکر مجاہدہ کرے اور خلق سے منقطع
ہو جاوے اور ریاضتین کرکے احوال عمدہ پیدا کرے اور صفائی جوہر اور پاکیزگی فطرت اوسکی استعداد ذاتی
ہوئی جیسا کہ حکما کا زعم ہی بلکہ نبوت ایک رحمت و عطاے الٰہی ہی کہ فقط اوسکی مشیت سے متعلق ہی
جسکو چاہتا ہی اوسکو اس رحمت سے سرفراز و مختص فرماتا ہی وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ اور شرح
مقاصد مین لکھا ہی کہ حق یہ ہی کہ پیغمبرونکا بھیجنا الطاف و رحمت الٰہی ہی کہ کیا تو احسان کیا اور اگر نکرتا
تو اوسپر کچھہ عیب نتھا جیسا کہ اہل سنت کا تمام الطاف الٰہی مین یہی مذہب و اعتقاد ہی اور پیغمبری
اس امر پر مبنی نہین ہی کہ پیغمبر مین پہلے کچھہ استحقاق ہووے اور کچھہ اسباب اور شروط اوس مین
جمع ہووین وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَهُوَ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ
رِسَالَتَہٗ انتہی اور انکار اسبات کا کہ مقام نبوت محنت اور مشقت اعمال سے حاصل ہوتا ہی کچھہ نیا
مقدمہ نہین ہی بلکہ قدیم سے اتفاق امت اور اجماع اہل سنت اس پر چلا آتا ہی یہانتک کہ جو شخص
ایسی بات زبان پر لاتا تھا اوسکا خون مباح جانتے تھے اور ایسی ذی رتبہ آدمی ہو اوسکو بلا تامل
قتل کرتے تھے چنانچہ اسی حادثے مین ۳۵۴ ہجری مین محمد بن حبان سا محدث کہ شاگرد نسائی کا اور
استاذ حاکم کا ہی اور کتاب صحیح ابن حبان مشہور آفاق ہی مبتلا ہوا وجہ اوسکی یہ تھی کہ اپنی کسی کتاب مین
لکھا تھا کہ النبوۃ العلم والعمل اوس عصر کے اہل اسلام نے فقط اتنی بات سے زندیق ٹھہرایا
اور ملاقات اور حدیث پڑھنا بالکل موقوف کر دیا یہانتک کہ خلیفہ وقت نے موافق فتواے علما کے
حکم قتل کا دیا اور محدثین نے اس کلام کے حق مین کہا کہ ذلک نفس فلسفی اور بعضونے بسبب
معلوم ہونے صحت اعتقاد انکی کے کچھہ تاویلات بھی کین اور یہان تو عقاید الٰہیات و نبوات مین وہ
فسادات کی نوبتین چھڑ رہی ہین کہ یہ بات اسکے سامنے ایسی ہی جیسا کہ نقار خانے مین طوطی کی آواز کی

کہان تک تاویل وتوجیہ کریگا اور تاویل کی گنجایش کہان ہی اسواسطے کہ مہدویون کے اعتقاد مین مہدی کے
بیان مین تاویل وتحویل کرنا حرام ہی اور مخالفت کرنا ہی ساتھ ذات مہدی کے چنانچہ آخر مین عقیدے
کے سید خوندمیر نے لکھا ہی **قوله** اور اتفاق حضرت کے اصحاب کا ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہدی
علیہ السلام ایک ذات ہین **جواب** شاید کہ اصحاب نے جب دیکھا کہ احکام وبیان مہدی سے وہ برابری
پائی جاتی ہی کہ دو شخص اور دو چیز مین روا نہین ہی جیسا کہ گذرا تو سب نے ملکر اپنے پیر بزرگوار کی بزرگی بتھانے
اور بات بنانے کے واسطے اتفاق کیا کہ مہدی اور حضرت رسالت دو شخص نہین ہین کہ برابری
مذکور روا نہووے بلکہ یکذات ہین مگر حیرت کا مقام ہی کہ اتنے بڑے بوڑھے پر اتم جمع ہوے مگر ایک
کے بھی سمجھ مین اتنا نہ آیا کہ مہدی اولاد مین حضرت رسالت کے ہین اور باپ بیٹے کا ایک ذات ہونا
محال ہی اور قطع نظر باپ بیٹے سے مطلق جواہر مین تداخل محال ہی تمام عقلاے دنیا جانتے ہین کہ
دو جوہر کا ایک ہوجانا محال ہی چنانچہ صدرا مین لکھا ہی کہ تداخل یعنی متحد ہونا دو جوہر کا کلاً یا بعضاً
وضع اور اشارے مین محال ہی ورنہ جائز ہوجاوے کہ تمام اجزاے عالم ایک رائی کے دانے مین سما
جاوین انتہی اور ایک ذات ہونا اسیکو کہتے ہین اور اگر مساوی الاوصاف ہونا مراد ہی تو تساوی وغیرہ
ہر نسبت کے واسطے دو طرف اور دو ذات ہونا ضرور ہی وہان ایکذات اور ایک شخص بولنا خطاے
فاحش ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ انکے مہدی بسبب کمال متابعت اور غلبہ محبت کے حضور ذات رسالت مین
اپنی خودی اور دوئی سے فانی اور غائب ہوگئے جیسا کہ سالکین ہستی حق تعالی مین مستغرق ہو کر اپنی
ہستی کو فنا فی اللہ کر دیتے ہین تو یہ اتحاد حقیقی نہین ہی بلکہ اتحاد اعتباری وحکمی کہلاتا ہی اور مغایرت
حقیقی ونفس الامری اور تعین اور تشخص اور جزئیت حقیقت سالک کی موجود رہتی ہی فقط تصور توئی و
منی ودوئی کا کہ فنا اور گم ہونے کے پہلے تھا اوٹھ جاتا ہی جیسا کہ ماہرین اسمقام کے فرماتے ہین **شعر**
تو او نشوی ولی اگر جہد کنی ۔ جائے برسی کز تو توئی برخیزد ۔ اور بعضے کاملین اس مقام نے فرمایا ہی کہ
لو غاب عني رسول الله طرفة عين ما عددت نفسي من المؤمنين یعنی اگر حضرت رسالت ایک
پلک بھر مجسے غائب ہوجاوین مین اپنے تئین مومن کامل نہ سمجھون یہ مقام اعلی ہی کہ خدا سے
لایزال اپنے فضل وکرم سے جسکو چاہتا ہی مرحمت فرماتا ہی اللہم ارزقنا بفضلک العظیم اور یہی
گم ہونا خدا مین یا رسول خدا مین قرب وصول حق ہی جیسا کہ کہا ہی **شعر** ۔ در رہ گم شو وصال اینست وبس

تو مباش اصلا کمال اینست و بس + پس اگر یہ مقام نفیس تمھارے مہدی کو نصیب تھا تو حضور حقیقت حضرت رسالت مین کہ جسکو حقیقت الحقائق کہتے ہین نیست و نابود و ناچیز و گم ہو گئے تھے وہان العیاذ باللہ دعوی مساوات و ہمسری کا دم مارنا اور اپنے تئین ہم پہلو و ہم رتبہ جاننا کیا علاقہ رکھتا ہے کیا لاف زنی اور نخوت و ترناگستری نفس کی ہے درویشی شکستگی و خاکساری اور ادب و تواضع و نفس کشی کا نام ہے حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ رسالہ قدسیہ مین وصیت فرماتے ہین کہ **رباعی** اندر رہ حق جملہ ادب باید بود + تا جان باقیست در طلب باید بود + در ہر دم اگر ہزار دریا بکشی + گم باید کرد و خشک لب باید بود + اور بعضے عارفون نے فرمایا ہے حقیقۃ الطریق ان تکون مفلسا ابدا وان تکون طالبا للاعلی ومتی ظننت انک وصلت ما وصلت ومتی ظننت انک ظفرت ما ظفرت ومتی ظننت انک حصل لک حال لا حال لک خلاصہ اس کلام کا یہ ہے کہ جیسا سالک نے سمجھا کہ مین بھی کچھ ہون جاننا کہ وہ کچھ چیز نہین ہے البتہ بعضے کاملین نے بعض اوقات بامر الہی فخر و مباہات کی ہے لیکن نسبت اپنے اقران و ہم عصر کے نہ نسبت بحضرت سید کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات کے کہ بہتر اور بہتر تمام مکونات سے ہین حاشا و سبحان اللہ کوئی شخص بھی ساتھ رسول خدا کے ایسی گستاخی اور حق فراموشی کرتا ہے تمکو اگر بطفیل آن حضرت کے کچھ مقام اور رتبہ حاصل ہوا تھا تو چاہیے تھا کہ حق نعمت کو نہ بھولتے اور دائرہ ادب سے پاؤن باہر نہ نکالتے اور بولتے کہ **شعر** بلند رتبہ از ین خاکِ آستان شدہ ام + غبار کوئی توام گر بر آسمان شدہ ام + انتہی یہ مراد اخیر کی اکثر تقریر منتخب ہے مکتوب شیخ عبد الحق دہلوی رح سے کہ مجدد الف ثانی صاحب کو لکھا ہے **قولہ** ولیکن دلائل شرعیہ یہ ہین کہ بنا بر مسئلہ دوم کے اصل مذکور سے ثابت ہوا کہ حضرت کا علم و حکم قطعی ہے اور فضیلت مہدی علیہ السلام کی نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کم یا برابر ہے کر سکے بجز ظن و قیاس کے کوئی دلیل صریح قطعی نہین ہے پس اس صورت مین حکم اس مسئلے کا حضرت کے بیان پر موقوف رہا جس قدر حضرت فرماوین اوسیقدر اعتقاد مصدق پر فرض ہوا **جواب** معلوم رہا چاہیے کہ مصنف نے اس رسالے کو ایک مقدمے اور ایک باب اعتقادیات اور ایک باب عملیات پر ختم کیا اور مقدمے مین ایک اصل مشتمل اوپر تین مسئلون کے اور ایک فرع کہ اسکے مسائل مسائل اصل پر متفرع ہین بیان کی اور اصل کے پہلے مسئلے پر دوسرے کو متفرع کیا اور اس دوسرے سے

اب یہاں تسویے کو ثابت کیا اسواسطے یہاں فقط خلاصہ مسئلہ اول اور ثانی کا لکھا جاتا ہی تاکہ اہل خرد
سمجھیں کہ پہلے سے دوسرا اور دوسرے سے مطلب تسویہ کہاں سے ثابت ہوگیا حاصل مسئلہ اول کا یہ ہی
کہ لمعات میں شیخ عبدالحق دہلوی کے لکھنے سے ثابت ہوا کہ مہدیکا ہونا تواتر معنوی کو پہونچا اور
شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری نے نقل کیا کہ انکار خبر متواتر کا شریعت میں کفر ہی پس ظاہر ہی کہ انکار جس
چیز کا کفر ہی تصدیق اوسکی فرض ہی اور خلاصہ مسئلہ دوم کا یہ ہی جب کہ انکار حضرت کی مہدویت کا
کفر ہوا تو ضرور ہوا کہ حضرت کو اپنی مہدویت کا علم قطعی ہو اور قطعی ہو نہیں سکتا مگر جبکہ حق تعالی اور
روح رسول کی طرف سے حاصل ہو پس ثابت ہوا کہ انکو منصب خدا علم کا حضرت رسالت اور حق تعالی
سے ہی اب اس دوسرے مسئلے کے موافق جو خبر دیوین سو قطعی ہوگی پس تسویہ یہی کہ اون اخبار سے
ہی قطعی ٹھہرا انتہی اصل سخن یہ ہی کہ خبر خروج مہدی کی بعض علماے محققین کے نزدیک خبر واحد
ہی جیسا کہ صاحب شرح مقاصد کی راے ہی اور بعضونکے نزدیک متواتر المعنی ہی اور غرض انکی
یہی ہی کہ احادیث متواتر المعنی سے اس قدر ثابت ہوا کہ امام مہدی قبل قیامت کے کسی نہ کسی
وقت آوینگے پس جو شخص اس امر کا منکر ہو یعنی کہے کہ مہدی ہرگز کسی وقت میں بھی نہ آوینگے تو
اوسنے رسول خدا کو جھٹلایا یا کہے کہ حضرت نے مہدی کے آنے کی خبر ہرگز نہیں دی ہی تو حدیث
متواتر کو نمانا وہ شخص اس معتقد تواتر کے نزدیک کافر ٹھہرا اور یہ بات ہرگز بتواتر معنوی بلکہ بخبر واحد
بھی ثابت نہوئی کہ ۹۰۵ھ میں سید خان جونپوری کا فرزند خوند میر عرف بڈھن سید محمود کا
باپ سید محمد نام درویش متوکل مظلوم و مجبور سلاطین انام نے کسی قسم کے بس نہ ملک لوا اور
نہ صاحب جہاد و غزا مہدی ہوگا کہ اسکا انکار کفر اور تصدیق فرض ہو جاوے اور وہ احادیث کہ اون سب کو
جمع کرنے سے تواتر معنوی ثابت ہوتا ہی اکثر انکے مشروط بشرط سلطنت مہدی اور خروج سفیانی وغیرہ
علامات کے ہیں اور بسبب فوت ہونے اس شرط کے یہ سب صیغتین تمہارے مہدی جونپوری کی تکذیب و ابطال
کرتے ہیں بلکہ فقط ایک علامت سفیانی کی قریب بتواتر پہونچی ہی اب کہیے کہ تواتر معنوی تمہارے
پیر و مرشد کے حق میں کیا کام آتا ہی بلکہ اولٹا ہو جاتا ہی اب بنا مسئلہ دوم کی مسئلہ اول پر بناء الفاسد علی
الفاسد ہی اسلیے کہ جب کہ انکار انکی مہدویت کا کفر نہوا بلکہ واجب ہوا کہ انکار احادیث متواتر المعنی کا
لازم نہ آوے تو خود اون حضرت کو اپنی مہدویت کا علم قطعی نہوا بلکہ اپنی غیر مہدویت کا علم واجب ہوا

اور بفرض محال اگر انھین کی مہدویت کا جاننا قطعی ہوتا تو فقط انھین احادیث متواتر المعنی سے
انکو بھی اپنی مہدویت پر قطعیت حاصل ہو جاتی جیسا کہ دوسرونکو اس قطعیت کا بلاواسطہ تعلیم الٰہی
یا روح حضرت رسالت پناہی پر موقوف ہونا کیونکر لازم آیا کہ یہ مصنف کہتا ہی کہ قطعی نہیں ہو سکتا
مگر جبکہ حق تعالی اور روح رسول اللہ کیطرف سے حاصل ہو پس جبکہ منصب خذ علم کا جناب الوہیت سے
لازم نہوا ہر خبر کا قطعی ہونا بھی کہ اسی پر موقوف تھا ثابت نہوا پس خبر تسویہ بھی کہ مخالف
اجماع اور احادیث صحیحہ اور نصوص صریحہ کے ہی کیونکر قطعی ہوئی **قولہ سوال** عقاید اہل سنت
وجماعت سے یہ حکم ثابت ہی کہ ولی مرتبے کو نبی کے نہین پہونچتا ہی اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام
ولی ہین اب کسطرح برابر ہو سکینگے افضل انبیا علیہم السلام سے **جواب** ہان ہمارا بھی یہی اعتقاد
ہی لیکن مہدی علیہ السلام علماے محققین اہل سنت رضی اللہ تعالی عنہم کے پاس اس حکم مین داخل
نہین ہین کیونکہ علماے مستندین اپنے کتب مین بلا تعرض روایت کیے ہین کہ عقد الدرر کے ساتوین
باب مین مذکور ہی کہ فرماے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہ مہدی بہتر ہی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے
اور برابر ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دوسری ایک روایت ہی کہ فرماے کہ مقرر فضیلت رکھتا ہی بعض
انبیا علیہم السلام پر لایا ہی ان دونون روایتونکو حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد کتاب الفتن مین انتہی
اور یہ دوسری روایت علی متقی کے رسالہ برہان کے بارھوین باب مین بھی مذکور ہی **جواب** تمام
اہل سنت وجماعت صحابہ اور اہلبیت اور تابعین اور تبع تابعین اور تمام اولیا و کاملین اور علما اور مجتہدین زمانہ حضرت
رسالت سے آج کے دن تک یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ انبیا علیہم السلام افضل ہین اپنے امتیون سے اور
کوئی شخص انکی امت مین سے ولی ہو یا غیر ولی مہدی ہو یا غیر مہدی انکے رتبے کو نہین پہونچتا ہی اور
افضل ہونیکا کیا محال ہی اور حضرت خاتم الرسالت صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ افضل ہین تمام انبیا بلکہ
تمام مخلوقات علوی و سفلی سے کہ خدا پاک کی بارگاہ عالی مین کوئی نبی یا ولی یا فرشتہ کروبی آن حضرت کے
برابر قرب و منزلت نہین رکھتا ہی وللہ در قائل شعر یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرِ مِنْ وَجْھِكَ
الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ[۱] بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر[۲] اور شیخ
محی الدین بن عربی کہ تمھارے مہدی جونپوری انکے حق مین بولے ہین کہ جو کچھ شیخ محی الدین بن عربی نے لکھا ہی
اول لوح محفوظ دیکھکر بعد قلم تر کیا ہی بھی یہی اعتقاد رکھتے تھے چنانچہ تصانیف انکے اس اعتقاد پاک سے

[۱] [illegible]
[۲] [illegible]

مالامال ہین پس تم لوگ اپنے مہدیکے کون سے کلام کو خطا جانتے ہو دعوی تسویہ کا کہ مخالف ہی لکھنے شیخ اکبر کے اور نوشتۂ لوح محفوظ کے خطا ہی یا یہ بشارت کہ شیخ اکبر کے حق مین دی ہی خطا جانتے ہو ہر دو صورت مین تمہارے اصول پر مہدویت برباد ہو جاتی ہی کہ مہدی معصوم چاہیے ہر خطا سے شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ بعضے کرامیہ سے کہ ایک فرقہ ہی اہل ہوا سے منقول ہی کہ ولی کبھی درجۂ نبی کو پہونچتا ہی بلکہ اعلی ہو جاتا ہی اور بعضے صوفیہ سے منقول ہی کہ ولایت افضل ہی نبوت سے اور ولی جبکہ نہایت مقام محبت اور صفائی قلب کو پہونچتا ہی اوس سے امر و نہی آلہی ساقط ہو جاتی ہی اور یہ سب بانین فاسد و باطل ہین باجماع مسلمین بعد اسکے ہر ہر کا بتفصیل رد کیا اور دوسرے مقام مین لکھا کہ تمام مسلمانون نے اجماع کیا ہی اس بات پر کہ افضل الانبیا محمد ہین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور شرح مواقف مین ضمن دلائل عصمت انبیا مین لکھا ہی کہ غیر انبیا کو انبیا پر فضیلت دینا باطل ہی بالاجماع اور کسیکو احاد امت سے افضل کہنا انبیا علیہم السلام پر باطل ہی کہ اسکے بطلان مین کچھہ شک نہین ہی انتہی اب انصاف کا مقام ہی کہ اجماع دلائل قطعیہ سے ہی اور انکے مہدی خود قائل ہین کہ منکر اجماع صحابۂ نبوت کا کافر ہوتا ہی چنانچہ مذکور ہوا با این ہمہ ان تمام احکام اجماعیہ کا انکار کرتے ہین اور اپنے مہدیکو افضل انبیا سے اور برابر سید الانبیا علیہ و علیہم التسلیمات کے جانتے ہین اور کہتے ہین کہ علما کے محققین اہل سنت کے پاس مہدی اس حکم مین داخل نہین ہین استغفر اللہ العظیم حاشا کہ علما محققین یہ اعتقاد رکھتے ہون بلکہ علما محققین اہل ظاہر اور باطن لتمام اسکے منکر ہین اور اس اعتقاد والون کو زمرۂ اہل اسلام سے نہین جانتے ہین اور مہدی یا غیر مہدیکو کبھی اس کلیہ سے مستثنی نہین کرتے ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب مجددی مین نقل کیا کہ حافظ نسفی نے تفسیر مدارک مین فرمایا ہی کہ پھسلا ہی قدم بعضی قوم کا کہ ولی کو نبی پر تفضیل دیتے ہین اور یہ کفر جلی ہی اور تعرف مین کہ اس قوم کے علم مین کتاب معتبر ہی اور شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہین لولا التعرف ما عرفنا التصوف مذکور ہی کہ اجماع کیے ہین اسبات پر کہ انبیا علیہم السلام افضل بشر ہین اور کوئی بشر ایسا نہین ہی کہ فضل مین برابر انکے ہووے نہ صدیق نہ ولی نہ اور کوئی اگرچہ بزرگ ہووے قدر اوسکی اور بڑی ہووے شان اوسکی اور بلند ہووے رتبہ اوسکا اور ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ آخر نہایت صدیقین کی اول احوال انبیا کا ہی اور نہایت انبیا کی کچھہ حد و غایت معلوم نہین ہو سکتی ہی اور یہ بھی فرمایا ہی کہ مثال معرفت اور علم خلق کی نسبت پیغمبر کے ایسی ہی جیسے کہ تری کہ مشک دہان بستہ سے نکلتی ہی اور بعض مشائخ نے کہا ہی کہ کسی پیغمبر نے تفویض

ف بیان اجماع مسلمین کا اسبات پر کہ کوئی ولی درجۂ نبی کو نہین پہونچتا ہو اور قول صلی اللہ علیہ کہ افضلیت انبیا اور خاتم الانبیا صلوات اللہ علیہ و علیہم اجمعین

وتسلیم کا کمال سواے حبیب خلیل علیہما السلام کے نہین پایا ہی اسی سبب سے اگرچہ حالت مشاہدہ اور
قرب مین ہون اس کمال پر پہونچنے سے نا امید ہین اور ابو العباس نے کہا ہی کہ ادنی منازل مرسلین کے اعلی
مراتب انبیا کے ہین اور ادنی منازل انبیا کے اعلی مراتب صدیقون کے ہین اور ادنی مراتب صدیقون کے اعلی مراتب
شہدا کے ہین اور ادنی مراتب شہدا کے اعلی مراتب صالحین کے ہین اور ادنی منازل صالحین کے اعلی مراتب مومنین کے
ہین تمام ہوا کلام تعرف کا اور شرح تعرف مین لکھا ہی کہ مراد بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی کلام مذکور الصدر
سے یہ ہی کہ کوئی شخص خلق مین سے اسرار مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مطلع نہین ہو سکتا ہی اور اگر تمام خلق
جمع ہووے اور معرفت اور علم اپنا جمع کرین کمال مصطفی کو نہ پہچانین اور اس پہچاننے کو پہچاننا مانند
نہ پہچاننے مشکات کے ہی اور اس تقریر سے اسقدر معلوم ہوتا ہی کہ مشکات مین کیا ہی لیکن مقدار و صفات
معلوم نہین ہوتی اور اگر یہ تقریر نہ ہوتی تو یہ بھی معلوم نہوتا کہ اسمین کیا ہی انتہی یہ کلام محققین
اہل ظاہر و باطن کے اقوال و اعتقاد ہین نہ جیسا کہ تم لوگ سمجھے ہو اور جواب روایات صاحب رسالہ کا کہ جسپر
دعوی کیا ہی کہ ان روایات کو علماے مستندین نے اپنے کتب مین بلا تعرض روایت کیا ہی یہ ہی کہ حاصل ان دو روایات
کا نعیم بن حماد اور ایک روایت ابن ابی شیبہ کا کہ بیان تفضیل ابوبکر صدیق مین مذکور ہو چکی یہی ہی کہ تمام
اولین اور آخرین اہل سنت مین سے محمد دیونکو ایک ابن سیرین کا قول ہاتھہ لگا ہی کہ اوسکے بعضے طریقون
روایت مین تفضیل ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر اور بعض مین بعض انبیا پر بھی مذکور ہی اور اس قول کو
مخالف اجماع اہل اسلام کے دیکھکر کسی نے پسند نکیا مگر محمد دیون نے اس قول نے اصل کو اپنے دین کا
اصل اصول ٹھہرایا اور آیات قرآنی کو کہ دال ہین تفضیل انبیا علیہم السلام اور افضلیت حضرت خاتم المرسلین
پر اور احادیث صحیحہ کو کہ صریح و نص جلی ہین اس مقدمے مین اور اجماع صحابہ وغیرہ مسلمین کو کہ دلائل قطعیہ
ویقینیہ سے ہی اس قول کے ساتھ ترک کیا اب ان مصنف رسالہ سے کہ اپنے کلام کو نہایت مطابق
قواعد علم اصول کے سمجھتے ہین یہ پوچھا جاتا ہی کہ یہ کس کتاب اصول مین لکھا ہی کہ قول تابعی کو قرآن و حدیث
واجماع پر ترجیح دینا اور یہ دعوی بھی غلط ہی کہ علماے مستندین نے اس قول کو بلا تعرض روایت کیا ہی
اسلیے کہ مؤلف کتاب عرف الوردی نے نعیم کی روایت کہ جسمین تفضیل علی بعض الانبیا ہی بیان
کر کے کہا کہ فی ھذا ما فیہ یعنی اس کلام مین جو قباحت ہی کہ ظاہر ہی پھر مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت
محمد بن سیرین سے کہ اسمین فقط فضیلت شیخین پر مذکور ہی لا کر کہا کہ یہ لفظ خفیف تر ہی پہلے لفظ

سے اور میرے نزدیک دونون کی وہی تاویل ہے جو کہ حدیث بل اجر خمسین منکم کی تاویل ہے
یعنی زمانۂ مہدی مین فتنے نہایت سخت ہونگے اور نصاری بالاتفاق ہجوم کرینگے اور محاصرہ دجال کا
ہوگا کہ اسقدر آفات اور مصائب زمانۂ شیخین اور انبیا علیہم السلام مین درپیش نآئے تھے اس سبب سے مہدی
کو ان پر ایک نوع کا فضل جزئی ہے نہ یہ کہ کثرت ثواب اور قرب آلہی مین یہ اونسے افضل ہون اسواسطے
کہ احادیث صحیحہ اور اجماع اسی بات پر ہے کہ ابوبکر و عمر افضل الخلق ہین بعد انبیا اور مرسلین کے انتہی اور
یہی تقریر رسالۂ برہان مین بھی تھی پیچھے روایات مذکورہ کے منقول ہے با اینہمہ مصنف مذکور کے خیال مین
آیا کہ کچھ تعرض اس روایت کا نہوا یہان تک تو لکھدیا کہ یہ قول احادیث صحیحہ اور اجماع کے خلاف ہے یعنی
اگرچہ نسبت اوسکی ابن سیرین تک بروایت صحیح ابن ابی شیبہ کے پہونچتی ہے لیکن متن اس قول کا بسبب مخالفت
مذکورہ کے باطل ہے اب اس سے زیادہ تعرض کیا ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ علماے حدیث نے فقط
ابن ابی شیبہ کی روایت کو صحیح کہا ہے کہ اوسمین اسقدر ہے کہ محمد بن سیرین نے کہا کہ اس امت مین ایک
خلیفہ ہووے گا افضل ابوبکر و عمر سے اور لفظ خلیفہ کا مہدی اور عیسیٰ دونون پر صادق ہے چنانچہ
تفصیل اسکی بیان تفضیل امیر المومنین ابوبکر رضہ مین گذر چکی پس اگر مراد عیسی علیہ السلام ہین تو کسیطرح اصلا
کچھ اشکال نہین ہوتا ہے اسلیے کہ عیسی علیہ السلام من وجہ داخل امت محمدیہ ہین اور افضل ہین صدیق اکبر
سے چنانچہ یہی منقول شیخ اکبر کا ہے کہ اوپر گذرا اور اگر مراد امام مہدی ہین تو وہی تاویل کرنا چاہیے جو کہ
صاحب عرف وردی نے کی ہے ورنہ مخالفت کلام شیخ اکبر سے مخالفت لوح محفوظ کی لازم آویگی یا بشارت
کہ مہدی متنازع فیہ نے شیخ اکبر کے حق مین دی ہے غلط ہو جاوے گی اور بطلان عصمت کہ مستلزم ہے
بطلان مہدویت کو بھی لازم آویگا اور روایت نعیم کہ جسمین تفضیل مہدی کی انبیا علیہم السلام پر
مذکور ہے علماے حدیث مثل صاحب عرف وردی وغیرہ کے اوسکے متن کو باطل المضمون بسبب مخالفت
احادیث و اجماع کے جانتے ہین یا ماؤل جانتے ہین اور اوسکی سند کو کسی نے صحیح نہین کہا اور قاعدۂ مقررہ
ہے کہ عدم تعرض مستلزم صحت کو نہین ہے اور صحت مستلزم معمول بہ ہونے کو نہین ہے علماے حدیث اپنی
کتابون مین بہت سی حدیثین بلا تعرض لکھتے ہین حالانکہ اوسمین ضعاف وغیرہ ہوتی ہین مگر بعضے محدث
مثل ترمذی وغیرہ کے کہ اپنے اوپر التزام بیان کا کر لیتے ہین وہ البتہ ضعیف حدیث کے ضعف اور وجہ
ضعف کو بھی بیان کر دیتے ہین اور بہت حدیثین اگرچہ صحیح ہوتی ہین مگر معمول بہ نہین ہوتی ہین کہ بسبب

ثبوت نسخ کے یا مخالفت دلیل اقوی کے اوپر عمل نہین کرتے ہین پس روایت نعیم مین تفضیل مہدی کی
انبیا علیہم السلام پر یا برابری ساتھہ سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا الحاقات بعضے ملاحدہ اور زنادقہ
یا روافض سے ہی کہ ائمۂ طاہرین کو افضل انبیا و مرسلین سے سمجھتے ہین یا اگر یہ قول محمد بن سیرین سے صادر ہوا ہی تو
مراد وہی فضل جزئی ہی کہ ماؤلین نے بیان فرمائی اور مراد برابری سے مشابہت بیچ اخلاق کے ہی جیسا کہ حدیث
شریف مین وارد ہی کہ یشبھہ فی الخلق ولا یشبھہ فی الخلق یعنی امام مہدی مشابہ ہونگے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق محمدیہ مین اور مشابہ نہونگے بیچ شکل و صورت کے شارحین حدیث لکھتے ہین
کہ مراد یہ ہی کہ جمیع شکل مین مشابہ نہونگے ورنہ بعضی باتون مین ہم شکل حضرت رسالت کے ہونا احادیث
مین وارد ہی چنانچہ ابوداؤد مین ہی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے کہ المھدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الانف
یملؤ الارض قسطا و عدلا کما ملئت ظلما و جورا یملک سبع سنین یعنی مہدی میری
نسل و ذریت سے ہی کشادہ پیشانی بلند بینی بھر دیگا زمین عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری ہوگی ظلم و ستم سے
مالک ملک ہیگا سات برس انتہی پس محمد بن سیرین کے کلام مین لفظ یعدل النبی سے مقصود یہی ہی کہ یشبہ
النبی فی الاخلاق نہ معنی برابری و مساوات مرتبے کے جیسا کہ مہدوی سمجھے ہین کس عاقل کے ذہن مین آویگا
کہ جب صحابہ کا اجماع جمہوری یا کلی علی اختلاف الاقوال افضلیت ابوبکر صدیق پر یا اجماع مرکب افضلیت
ابوبکر و علی پر ہوچکا کہ اوس سے لازم آیا کہ کوئی شخص اولین و آخرین سے امت محمدیہ مین افضل ابوبکر و علی رضی اللہ
عنہما سے نہین ہی چنانچہ مہدوی متنازع فیہ کے قول سے بھی منکر اجماع صحابۂ نبویت کافر ہوتا ہی
جیسا کہ اپنے مقام مین گذر چکا با این ہمہ محمد بن سیرین سے تابعی جلیل القدر کے حق مین گمان کیا جاوے
کہ وہ ایک شخص کو اس امت مین سے خرق اجماع کرکے امیر المومنین ابوبکر صدیق پر تفضیل دیتے تھے بلکہ اس سے
بڑھکر انبیا پر تفضیل دیتے تھے اور طرہ یہ کہ حضرت خاتم المرسلین کے برابر جانتے تھے استغفر اللہ العظیم
کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا کیا مسائل اجماعیہ پر ابن سیرین کو
اطلاع نہ تھی یا آیات قرآنیہ کہ دال ہین تفضیل انبیا علیہم السلام پر اونکو یاد نہ تھیں یا احادیث صحیحہ کہ نص
صریح ہین افضلیت حضرت خاتم المرسلین مین اونکے گوش تک پہونچی نہ تھیں کہ ایسا اعتقاد تمام اہل اسلام کے
خلاف اختیار کرتے العیاذ باللہ العظیم اب چند آیات و احادیث اس قسم کی بیان کیجاتی ہین دلیل اول
ان اللہ اصطفی آدم و نوحا و آل ابراھیم و آل عمران علی العالمین یعنی اللہ تعالی نے برگزیدہ کیا اور اختیار کیا

ف دلائل افضلیت حضرت سرور کائنات علیہ التسلیمات مین سے چودہ دلیلین آیات و احادیث وغیرہم سے یہان مذکور ہین

آدم اور نوح اور آل ابراہیم و آل عمران کو عالمین پر۔ شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ آل ابراہیم و آل عمران مین سے غیر انبیا
مخصوص ہین بدلیل اجماع پس آدم اور نوح اور تمام انبیا علیہم السلام برگزیدہ ہین عالمین پر انتہی عالمین
مین ملائکہ اور اولیا اور مہدی وغیرہ سب داخل ہین اور کوئی دلیل مخصص کسی کے واسطے موجود نہین ہے
پس انبیا علیہم السلام سب عالم علوی اور سفلی سے افضل ہین اور باتفاق جمیع اہل اسلام حتی کہ مہدوی بھی
اس بات کے قائل ہین کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیا سے افضل ہین اور یہ بھی مسلم ہے کہ افضل کا
افضل افضل ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین سب عالم سے **دلیل دوم**
تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ
یعنی ان پیغمبرون مین ہمنے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اون مین سے بعضے ایسے ہین کہ اللہ تعالی نے
اونسے کلام کیا اور بعضون کے درجات بلند کردیے تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ کلام جنسے کیا وہ موسی
علیہ السلام ہین اور درجات بلند کیے یعنی تمام انبیا سے انکو بلند رتبہ کیا کہ سب سے بدرجات کثیرہ افضل ہوے
ظاہر ہے کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اسلیے کہ جو آیات و معجزات کہ انکو ملے ہین دوسرون کو نہین ملے
ہین اگرچہ ہزار سے زیادہ آیات انکو ملے ہین مگر ایک قرآن ہی آیت باہرہ ہے کہ اگر کوئی آیت نہوتی سواے اسکے
تو بھی سب انبیا کے معجزون سے افضل ہوتا چہ جائیکہ سواے اسکے اور بہت سے معجزات باہرہ اور کما
ظاہرہ اور اخلاق طاہرہ کہ متمم اخلاق اولین و ہادی آخرین کے ہین ذات اقدس مین موجود ہون کیونکر
رتبہ سب سے عالی تر نہو اور شیخ جونپوری کے نقائص اخلاق اور معائب احوال ما قبل مین خصوصا دلیل اخلاق مین
بخوبی واضح ہوچکے امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا کہ امت نے اجماع کیا ہے اس بات پر کہ بعضے پیغمبر افضل ہین
بعض سے اور اجماع کیا ہے اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین سب سے ابتداے بحث سے یہان تک
سنتے جائیے کہ کیسے کیسے اکابر اجماع کے ناقل ہین مگر مہدوی ایسے غافل ہین کہ اپنی ترانہ سرائی مین کبھی
نہین سنتے کہ شعر حجت مہدی برو گشتہ تمام ہے تن تناتن تن تناتن تن تنا ہے سوا اس ترانے کے اور بہت سے
دوہرے اور چھند انکے بزرگون سے منقول ہین کہتے ہین کہ وہ چھند عرش کے کنگرون پر لکھے ہین مختصر کلام
کہ حضرت امام فخر الدین رازی نے اونیس دلیلین اس امر اجماعی یعنی افضل محمدی پر گذرانی ہین کہ یہ چار دلیلین مابعد
کی اونھین مین سے ہین **دلیل سوم** فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی کا **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ**
یعنی نہین بھیجا ہمنے تمکو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر رحمت واسطے عالمین کے جبکہ رحمت سب عالم کیواسطے ہوے

تو لازم ہوا کہ افضل سب عالم سے ہووین اور مہدی بھی اسی عالم مین ہین **دلیل چہارم** کُنتُم خَیرَ اُمَّةٍ
اُخرِجَت لِلنَّاسِ یعنی ہو تم بہترین امت کہ نکالی گئی اور ظاہر کی گئی واسطے آدمیون کے اور امت کو
جو یہ بہتری اور خوبی حاصل ہوئی ہے سبب متابعت آنحضرت کے ہوئی کہ حق تعالی فرماتا ہی قُل اِن
کُنتُم تُحِبُّونَ اللہَ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُمُ اللہُ یعنی کہو ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اگر ہو
تم لوگ محبت رکھتے اللہ تعالی سے پس میری پیروی کرو خدا تمسے محبت رکھے گا یہانسے معلوم
ہوا کہ مہدیکو جو کچھ مرتبہ ملیگا بسبب پیروی و تبعیت حضرت کے ملیگا پس جسکی پیروی سے مرتبہ حاصل ہووے
اوسکا مرتبہ کیونکر عالی ہوگا **دلیل پنجم** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہین طرف جن و انس کے اور حضرت
کے پیرو لوگ جسقدر ہین کسی کے نہین ہین اور بموجب حدیث شریف کے کہ من سن سنۃ حسنۃ فلہ
اجرہا و اجر من عمل بہا الی یوم القیامۃ یعنی جسنے ایک سنت و طریقہ اچھا نکالا اوسکو اس طریقے پر
آپ چلنے کا بھی ثواب ملے گا اور جسقدر لوگ قیامت تک اس طریقے پر چلینگے اون سب کے ثوابون کے
برابر بھی ثواب اُسکو ملیگا اب ثابت ہوا کہ انکے مہدی جونپوری نے مدت العمر جو کچھ ریاضت و عبادت ظاہری و باطنی
کہ دونون مین وہ دعوی کمال اتباع حضرت رسالت کا رکھتے تھے کرکے ثواب کمایا تھا اوسکے برابر حضرت کو بھی
پونہچا اور سوا انکے بارہ سو برس مین مشرق سے مغرب تک جسقدر مسلمان علما و اولیا و ائمہ دین و جمہور
مسلمین روم و شام و مغرب کردستان بلاد مصر و حبش و عربستان سیستان کابلستان چین ترکستان و سند
و دکن ہندوستان خطا و ختن و تبت جاپان عراق و خراسان بلغار و افغانستان مکران مازندران جزائر
دریاے شور وغیرہ مین اعمال صالحہ بجا لائے ہین کہ وہ خلائق اور انکے حسنات حد حساب سے باہر ہین سب آنحضرت کیواسطے
موجب ترقی درجات کے ہین اسیواسطے حضرت جابجا احادیث صحیحہ مین کثرت امت پر فخر فرماتے ہین
اور مہدی جونپوری کے پیرو اس خلائق بیشمار کے سامنے ایسی نسبت رکھتے ہین جیسے کہ قطرے کو
دریا سے اسلیے کہ وہ تو یہی چند ڈھونڈاری و مارواڑی و گجراتی و دکنی ہین اور بس سو وہ بھی تعین مدت سے
سوا چند فقیرون اور میونکے بیاج خوری و ظلم شعاری و دنیاداری مین مشغول ہوکر رہجاتے ہین کہ انکے
مہدی کے اقوال کے موافق نہ ہجرت اور نہ ذکر دائمی ہے انکا ایمان بھی صحیح کہان ہوتا ہی جیسا کہ باب اول مین معلوم ہوا
اور مرتے وقت کا ترک دنیا اور توبہ کرنا اگر بالفرض مقبول بھی ہو جب بھی تمام مدت عمر گذشتہ مین اعمال صالحہ سے
آپ بھی محروم رہا اور اپنے مہدیکو بھی محروم رکھا اور کچھ انکی ترقی درجات کا سبب نہوئی **دلیل ششم**

اللہ سبحانہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ قرآن کی ہر ایک سورت سے خلق کا مقابلہ کر دو پس
فرمایا کہ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ یعنی اگر اس قرآن مین کچھہ شبہہ ہی تو اسکے مانند ایک سورت بنا لاؤ
اور سب سے چھوٹی سورت سورہ کوثر ہی کہ تین آیت کی ہی پس ہر تین آیتین تمام مخلوق کو مقابلے مین عاجز
کردین اور چونکہ قرآن مین کچھہ اوپر چھہ ہزار آیت ہی پس لازم ہوا کہ فقط قرآن مین چھہ اوپر دو ہزار معجزہ ہوا
قطع نظر دوسرے معجزات سے اور جب کہ موسی علیہ السلام کو نو معجزون سے فخر تہا حضرت کو ہزارہا معجزون سے
کیسا کچھہ فخر حاصل ہوگا حالانکہ یہ معجزات قرآنیہ اور انبیا کے معجزون سے کیفیت مین بھی افضل ہین
اسواسطے کہ وہ اونھین کے دم تک تھے اور بعد انکے اب کوئی دیکھا چاہے تو میسر نہین ہین بخلاف
معجزات قرآنی کے کہ جسوقت جسکا دل چاہے دیکھہ لے اور جسسے چاہے مقابلہ کرے کہ کوئی جن و انس
ایسا کلام بنا نہین سکتا ہی اور ظاہر ہی کہ خلعت جسقدر اشرف ہوگا صاحب اوسکا افضل ہوگا اب سینئے
مہدی متنازع فیہ کے قرآن کا حال کہ انھون نے تمام عمر مین یہ عبارت تیار فرمائی اور دعوی کیا کہ یہ کلام
مجھسے خداے تعالی نے بے واسطہ فرمایا ہی مگر اس مطلب کی تقریر ایسی ڈھب کی کہ اوسی سے واسطہ
بھی نکلتا ہی اور عبارت خدائی ایسی بنائی کہ جو سنتا ہی سو ہنستا ہی شاید کہ خراسان کے سفر مین کہین
کشمیر کے قریب یہ عبارت بنی ہی کہ زعفران زار کی تاثیر رکھتی ہی وہ عبارت یہ ہی کہ سید خوندمیر انکے داماد
و خلیفہ نے شرح عقیدۂ شریفہ مین کہ جسکو مہدویہ کلمات مہدی سے نازلات آسمانی سمجھے جانتے ہین
نقل کی ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم قال الامام المهدي صلی اللہ علیہ وسلم علمت من اللہ
بلا واسطة جديدا اليوم قل اني عبد اللہ تابع محمد رسول اللہ محمد مهدي الزمان وارث
نبي الرحمان عالم علم الكتاب والايمان مبين الحقيقة والشريعة والرضوان انتہی
اب انصاف کرکے خود اونکے خدا دونون کی عبارت کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیے خود کا مقصود یہ ہی
کہ مین بلا واسطہ فرشتون کے خداے عالم سے تعلیم پاتا ہون اور عبارت سے بمقتضا اس قاعدے کے
کہ نفی مقید مین انتفا قید کا ہوتا ہی نہ اصل مقید کا یہ معنی نہین سمجھے جاتے بلکہ یہ سمجھا جاتا ہی کہ واسطہ
جدید نہ تھا ورنہ لفظ جدید لغو ہو جاتا ہی اور اس سے واسطۂ قدیم کی نفی نہ نکلا اب پوچھا جاتا ہے
کہ واسطۂ قدیم کون ہی اگر جبرئیل مراد ہین تو کیا سبب کہ ہمیشہ کلام معجز نظام لایا کرتے تھے اور ہمارے
پاس ایسا کلام لائے کہ طلبۂ نحو خوان بھی اس سے بہتر بنا سکتے ہین اور اگر سواے جبرئیل کے کوئی

دوسرا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ کلام من اللہ نہین ہی ورنہ ایسا ساقط رتبہ بلاغت سے کیون ہوتا اور مہدوی
اپنی کتابون مین اتیس فرض بیان کرتے ہین ازانجملہ ایک فرض یہ بھی ہے کہ مہدی کو ہر روز بے
واسطہ نور تعلیم خدا سے جاننا چنانچہ سید میران جی نے اسی عقیدہ خوندمیر سے یہ احکام مستنبط کیے ہین
اس عبارت مین اگر لفظ نور بلفظ واسطے سے متعلق رکھو تو اسکا تعرض ہو چکا اور اگر لفظ تعلیم سے متعلق
کرو تو یہ معنی عجب ہونگے کہ جدید منصوب پڑھا جاوے حالانکہ جیسا کہ جدید کے بعد تاے تانیث
نہین ہی الف بھی سواے الف الیوم کے کسی نسخے مین نہین ہی اور بالفرض اگر ہو تو بھی عبارت
تکلف و سخافت سے خالی نہین ہی اب عبارت آسمانی کو دیکھا چاہیے کہ قطع نظر رکاکت عبارت و
ترکیب سے کہ بادی النظر مین معلوم ہوتا ہی کہ کلام کسی عرب یا ادیب کا نہین ہی خطاے لفظی و معنوی سے
خالی نہین ہی اسواسطے کہ لفظ علم کا عالم علم الکتاب و الایمان مین بے موقع محض ہی عالم الکتاب بس تھا
علم کو عالم کا مفعول ٹھہرانا غلط یا پر تکلف ہی دوسرے یہ کہ ایمان کا عطف علم پر یا کتاب پر کسی پر زیبا نہین
معلوم ہوتا کہ عالم الایمان یا عالم علم الایمان ہر دو نے زیب ہی کیونکہ ایمان خود علم ہی گرویدگی کے ساتھ
اور ایسی حال ہی مبین الحقیقت و الشریعت و الرضوان کا کہ اگر رضوان سے مراد اسباب رضاے الٰہی ہین
تو حقیقت اور شریعت اوسکو جامع ہی پس عطف رضوان کا بجز رعایت اسجاع کے نرے معنی ہی اور اگر
مراد یہ ہی کہ مبین معنی لفظ رضوان کا ہون تو کچھ حاجت بیان کی نہین ہی کہ سب جانتے ہین غرض کہ
کلام کسی درجہ بلاغت کیا بلکہ محاورہ اور روزمرہ سوقیان عرب کے بھی مطابق نہین ہی پس اس
کلام کو ساتھ کلام قرآنی کے جو نسبت ہی وہی نسبت مہدی جونپوری کو ساتھ حضرت رسالت کے
ہی اور نسبت کلامین مین یہ ہی کہ کلام قرآنی اعلی درجہ بلاغت مین حد اعجاز پر ہی اور یہ کلام بلغا کے نزدیک
ادنی درجہ بلاغت سے بھی ساقط اور نیچے ہی کیونکہ جو کلام کہ فی نفسہ صحیح الاعراب اور مفید معنی مقصود کو
موافق قواعد عربیت کے ہو لیکن لطائف اور خواص زائدہ سے معرا ہو بلغا اسکو ادنی درجہ بلاغت
سے ساقط اور ملحق باصوات الحیوانات کہتے ہین **دلیل ہفتم** قال اللہ تبارک و تعالے
عَسَىٰٓ أَن يَبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامٗا مَّحۡمُودٗا یعنی قریب ہی کہ اوٹھاوے تمکو اے محمد رب تمھارا مقام
محمود مین مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ مفسرین کا اتفاق ہی کہ کلمہ عسی کا جناب باری کیطرف سے واجب
ہوا کرتا ہی اسواسطے کہ کلمہ عسی دال ہی اطماع پر اور محال ہی کہ جناب باری تعالی کسیکو طمع دیوے اور

دلیل ہفتم در معنی و تفسیر مقام محمود

امیدوار فرماوے پھر محروم رکھے پس یقینی ہوا کہ حضرت کو اللہ تعالی مقام محمود عنایت فرماویگا اور واحدی نے کہا کہ مفسرین نے اجماع کیا ہی کہ مقام محمود مقام شفاعت کا نام ہے اور محمود اسواسطے کہتے ہین کہ جب ایسی حالت اضطرار مین کہ اولین و آخرین اہل محشر بیقرار ہونگے اور سب انبیا علیہم السلام جواب دے دینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمر ہمت باندھکر شفاعت کرینگے اور مخلوق کو اوس حالت سے نجات دیوینگے تمام اولین و آخرین حمد وثنا مین آنحضرت کی زبان کھولینگے اور سب ادنی اور اعلی پر منکشف ہوجاویگا کہ جو قرب ومنزلت حضرت کو درگاہ بے نیاز مین حاصل ہی کسیکو حاصل نہین ہی چنانچہ حدیث صحیح امام بخاری اور مسلم کی اسپر شاہد عادل ہی کہ خلاصہ اسکا یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یعنی مین سردار آدمیونکا ہون دن قیامت کے تم جانتے ہو کہ کس سبب سے یہ سیادت مجکو حاصل ہی اللہ تعالی اولین اور آخرین کو ایک زمین پر جمع کریگا اور آفتاب اونکے سرونکے نزدیک ہوجائیگا اور اسقدر غم اور سختی ہوگی کہ طاقت برداشت کی نرہیگی حامی اور شفیع ڈھونڈھتے پھرینگے پہلے آدم علیہ السلام کے پاس آوینگے اور کہینگے کہ تم تمام بشر کے باپ ہو تمکو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی طرف سے روح تم مین پھونکی اور ملائک کو تمھارے سجدے مین جھکایا اور بہشت برین مین تمکو بسایا ذرا ہماری شفاعت اپنے رب کے پاس نہین کرتے کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ ہم کس بلا مین گرفتار ہین حضرت آدم فرماوینگے کہ میرا رب آج کے روز ایسا غضب مین ہی کہ نہ کبھی ایسا غضب مین ہوا تھا اور نہ ہوویگا اور مجکو تو ایک درخت سے ممانعت فرمائی تھی مجھسے نافرمانی ہوگئی ہی نفسی نفسی نفسی مین اپنے نفس کی بخشائش کی فکر مین ہون کسی اور کے پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ پھر نوح علیہ السلام کے پاس آوینگے اور وہانسے بھی ایسی طرح ہوکر محروم پھرینگے غرض کہ اسیطرح حضرت ابرہیم اور موسی اور عیسی علیہم السلام کے پاس بلا لحاظ ایک دوسرے کے جاوینگے اور ہر جا سے اسی قسم کے عذر و حیلے سنکر مایوس پھرینگے جب آخر کو بدلالت عیسی علیہ السلام کے حضرت خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین کے پاس آکر بولینگے کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم رسول اللہ ہو اور خاتم الانبیا ہو اور تمکو یہ شرف ہی کہ تمھارے پہلے اور پچھلے گناہ سب معاف ہین یعنی اگر مسئلے بالفرض کچھ گناہ بھی ہوا ہوتا تو پہلا اور پچھلا سب معاف ہوتا آپ نہین دیکھتے ہین کہ ہم کس حالت مین مبتلا ہین ہماری سفارش تجیجیے اپنے پروردگار کے پاس پس چلونگا مین پس آونگا نیچے عرش کے اور سجدے مین کرونگا اور وہ حمد وثنا خدا تعالی میرے دل پر کھولے گا کہ کسی پر مجھسے پہلے نہین کھولا ہے اور حکم

ہوئیگا کہ ای محمد اوٹھاؤ سر اپنا مانگو دیے جاؤگے شفاعت کرو قبول کی جائیگی پس مین سر اوٹھا کر عرض کرونگا امتی یا رب امتی یا رب مین اپنی امت کو مانگتا ہون ای رب میرے الحدیث القصہ اگرچہ اصالۃً امت کا سوال ہیگا بطفیل انکے سب خلق کا رستہ نکلیگا کہ اس طپش اور انتظار سے نجات پاکر ہر شخص اپنے مقام کو پونہچیگا کہ الانتظار اشد من الموت کہتے ہین سوقت ایک عالم حضرت کی ثناخوانی مین مصروف ہوگا کہ جان لیویگا کہ اس جوش غضب الٰہی مین کہ کسی نبی مرسل اور ملک مقرب کو طاقت دم مارنے کی تھی حضرت کا وہ جاہ ورتبہ تھا کہ جو مانگا سو دیا گیا اور جو کہا سو سنا گیا کوئی شخص خدا کے عالم کے پاس یہ مقام ومنزلت نہین رکھتا ہی جو کہ آپ کو حاصل ہی اور کتب حدیث مین بروایات کثیرہ یہ حدیث وارد ہے مگر کسی مین یہ نہین ہی کہ خلق اس حالت مین جیسا انبیا پیغمبرون کے پاس دوڑے گی مہدی کے پاس بھی لرے گی یا کہ مہدی بھی حضرت کے ساتھہ مقام محمود مین ہوونگے پس معلوم ہوا کہ اہل محشر سے جانین گے کہ سوا انبیا علیہم السلام کے کوئی شخص طاقت اس کام کی نہین رکھتا ہی مہدی ہو یا فرشتہ یا ولی اس سبب سے کسی سے سواے پیغمبرون کے ملتجی نہونگے جب امام مہدی حقیقی کو بھی اس مقام مین دخل نہوگا تو مہدی جونپوری کا کیا حساب ہی اور قطع نظر اسکے اونکو اوسوقت فرصت کہان ہوگی کہ خلق خدا کے اس حال زار پر رحم کرین یا متوجہ ہووین وہ اپنی کدخدائی کی فکر مین تگ وپو کرتے ہونگے چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ محشر مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہدی نوری ہاتی پہ سوار ہونگے کہ نام اوسکا محمود ا ہوگا اور گرد اسکے انبیا اور رسل اولو العزم اور اولیا وشہدا اور حجاج وغیرہم مومنین امت محمدی چلتے ہونگے اور دانتا اس ہاتی کے اسقدر لنبے ہونگے کہ اون پر تمام فرقہ مہدویہ سوار ہوگا غرض کہ میدان حشر مین کہ خلق اپنے حال مین مبتلا ہی گشت کرکے آگے ذو الجلال کے آکر نکاح اور جلوہ ساتھہ بی بی مریم اور بی بی آسیہ کے ہوگا بعد اسکے عرصات مین آکر دو محمد شفاعت کرینگے انتہی سبحان اللہ خلق اس حال پریشان مین مبتلا ہو کہ آفتاب سر پر ہے اور مجمع اولین وآخرین سے ایک کشاکشی ہو رہی ہو اور پسینا کسیکے گھٹنون تک کسیکی کمر تک کسیکے مونہہ تک اور دوزخ کو ملائک کھینچکر سامنے کردیوین کہ اوسکے شعلے اور سوزش علاوہ تکلیف دے رہے ہون اوسوقت ان بزرگوار کو اپنی شادی سوجھے اور شفاعت کو شادی کے بعد پر رکھین اور حضرت خاتم الرسالت اور دوسرے انبیا کا حال تو معلوم ہوا کہ انبیا اپنے اپنے نفسوں کی فکر مین ہیبت الٰہی سے ڈر رہے

ف

مہدی جونپوری کی سواری بہ ہاتھا میدان حشر مین نکلنا اور خود کا فیل محمود پر اور تمام مہدویون کا اوسکے دانتون پر سوار ہونا

ہونگے اور آنحضرت خلق کے بچانے کی فکر مین سات روز تک سجدے مین پڑے ہونگے کہان تو
شادی اور فیل سواری اور کہان وہ حضرت نظم سینہ صافان راغم محنت کشان بیش از خود است
آب می نالد از ان باری کہ بر پشت پل است ۔ بنی آدم اعضاے یکدیگر اند ۔ کہ در آفرینش ز یک گوہر اند
تو کز محنت دیگران بے غمی ۔ نشاید کہ نامت نہند آدمی ۔ طرہ یہ کہ ہاتی کسی روایت مین اوس عالم کے
مراکب مین سننے مین نہین آیا تھا شاید کہ مارواڑ یا پورب دکن سے گیا ہوگا کہ وہان کے عالم کا رنگ
دیکھکر نوری بن گیا ہوگا غلط کہا جسنے محمود نام اوس ہاتی کا تھا کہ اصحاب فیل کے ہاتیون مین کہ
خانہ کعبہ ڈھانے کو آئے تھے سب سے زیادہ قوی و بڑا تھا اس ہاتی کا بھی وہی نام ہے اغلب کہ
وہی ہو اور سب سواریان براق اور گھوڑے اور اونٹ اور تخت روان چھوڑکر ہاتی کے اختیار کرنے کا
سبب یہ معلوم ہوتا ہی کہ شادی ساتھہ بی بی آسیہ جورو فرعون کے ہی اور پہلا خاوند کہ ہاتی دانت
کے تخت پر بیٹھا تھا جب تک دوسرا خاوند خود ہاتی پر نہ بیٹھے تو کیا فخر و ترجیح ہوگی اوراسیواسطے تمام
مہدویونکو دانتون پر سوار کیا تا کہ معلوم ہو کہ شوہر نخستین اگر برائے خود ایک تخت عاج رکھتا تھا
یہان ہر چیلہ اور بالکا آج عاج پر سوار ہی کہ نخوت فرعونی اوسکے سامنے نگونسار ہی علاوہ یہ کہ دیلمی نے
حضرت عایشہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی تزویج کریگا میرے
ساتھہ بہشت مین مریم بیٹی عمران اور کلثوم خواہر موسی اور آسیہ عورت فرعون کو اور طبرانی نے بھی
کبیر مین حضرت مریم اور آسیہ کا زوجہ آنحضرت ہونا روایت کیا جیسا کہ سیرت محمدیہ مین موجود ہے
پس یہ دونون بیبیان مہدی جونپوری کی مان ہوئین بمنطوق اس آیت کے کہ اَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ
یعنی جورووان پیغمبر کی مائین ہین مومنین کی پس شیخ جونپوری کو اپنی مان کے ساتھہ نکاح کیسطرح
حلال ہو سکتا ہی کہ یہ ٹھاٹھہ شادی کا باندھا جاتا ہی نعوذ باللہ من سوء الفہم اب ان خرافات کو
چھوڑکر دلیل ہشتم کا بیان کیا جاتا ہی دلیل ہشتم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ واول من ینشق عنہ القبر
واول شافع واول مشفع رواہ مسلم وابو داؤد یعنی فرمایا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ مین سردار اولاد آدم کا ہون دن قیامت کے اور سب سے پہلے قبر مین سے مین
نکلونگا اور سب سے پہلے شفاعت کرونگا اور سب سے اول میری ہی شفاعت مقبول ہوگی

انتہی شرح عقائد مین علامۂ تفتازانی نے کہا کہ استدلال اس حدیث سے ضعیف ہی اسواسطے
کہ اس سے اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ حضرت افضل اولاد آدم سے ہین نہ کہ آدم سے ملا علی قاری نے
جواب دیا کہ اولاد آدم مین بعضے بالاجماع آدم علیہ السلام سے افضل ہین جیسا کہ ابرہیم علیہ السلام
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ حضرت آدم کے افضلون سے افضل ہوئے آدم سے بلاشبہہ
افضل ہونگے اور علاوہ یہ کہ ابن آدم سے کبھی نوع انسانی مراد ہوتی ہے پس آدم بھی داخل ہو دے
اسیواسطے حدیث شفاعت مین لفظ انا سید الناس کا آیا ہی اور بعضی حدیثون مین جو آیا ہی
کہ پیغمبرون مین ایک کو دوسرے پر تفضیل نہ دو اور مجکو موسی پر تفضیل نہ دو اور کسیکو لائق نہین کہ کہے مین یونس بن متی
سے بہتر ہون اسکا جواب پانچ طرح سے ہی ایک یہ کہ یہ باتین اوسوقت فرمائی ہین کہ حضرت کو ابھی
معلوم نہوا تھا کہ مین افضل سب سے ہون دوسرے یہ کہ تواضع اور انکسار سے فرمایا ہے تیسرے یہ کہ
اوس تفضیل سے منع فرمایا ہی کہ جس مین دوسرے انبیا کی تنقیص اور بے ادبی ہو دے چوتھے یہ کہ اوس تفضیل
سے نہی فرمائی کہ جس مین جھگڑا اور خصومت اوٹھے پانچوین یہ کہ نفس نبوت مین تفضیل نہین ہے،
بلکہ تفضیل خصائص اور فضائل زائدہ مین ہی اور نہی کا مدار تفضیل نفس نبوت پر ہی اور اعتقاد تفضیل کا
تو ضرور ہی کہ قرآن شریف مین ہی کہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ م وَلَقَدْ فَضَّلْنَا
بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ دلیل نہم عَنْ ابی سعید رضی الله عنه قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم انا سید ولد ادم یوم القیامة ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر
وما من نبی یومئذ ادم فمن سواه الا تحت لوائی الحدیث رواه الترمذی یعنی فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین سردار اولاد آدم ہون دن قیامت کے اور نہین ہی یہ بات کچھ فخر سے بلکہ بیان
نعمت آلہی کا کرتا ہون یا کہ مامور ہون اس امر کے اظہار کا تا کہ اسکے موافق لوگ اعتقاد رکھین اور میرے ہاتھ
اور تصرف مین ہوگا نشان حمد کا اور نہین ہی یہ بات کچھ فخر سے اور نہوگا کوئی پیغمبر اوسدن آدم اور سوائے
آدم مگر سب نیچے نشان میرے کے ہونگے اور تخصیص دن قیامت کی اگرچہ آن سرور سردار سب کے
دنیا اور آخرت مین ہین اسواسطے ہی کہ اوس روز سیادت اور سرداری آپ کی بے خلاف اور بلانزاع ظاہر
ہوگی بخلاف دنیا کے کہ یہان ملوک کفار اور فقرائے مہدویہ نزاع بھی رکھتے ہین جیسا کہ مَالِكِ يَوْمِ
الدِّينِ اور لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کے معنی ہین یعنی اگرچہ آج بھی مالک اللہ تعالی ہی اور

ملک مقرب اور نبی مرسل کا ہی لیکن چونکہ بعضے مجازاً اپنی طرف بھی نسبت کرتے ہین اوس وزیہ نسبت بھی منقطع ہو جاویگی **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ آنحضرت افضل ہین سب خلق سے اسواسطے کہ مذہب اہل سنت کا یہ ہی کہ آدمی افضل ہی ملائک سے اور آنحضرت بموجب اس حدیث کے سب آدمیون سے افضل ہین اور شیخ محمد صاحب جونپوری بھی آدمی ہین **دلیل دہم** عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال فاكسى حلة من حلل الجنة ثم اقوم عن يمين العرش ليس احد من الخلائق يقوم ذلك المقام غيري رواه الترمذي يعنی فرمایا خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس پہنایا جاویگا مجھکو ایک لباس لباسون بہشت سے پھر کھڑا ہونگا مین سیدھے جانب عرش سے کہ کوئی شخص مخلوقات الٰہی مین سے سوائے میرے اس مقام مین نہین کھڑا ہوگا اب غور کیجیے کہ شیخ جونپوری بھی مخلوقات الٰہی مین سے ہین اونکو بھی یہ مقام میسر نہوگا **دلیل یازدہم** عن عبد الله بن عمرو بن العاص ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا علي فانه من صلى علي صلوة صلى الله عليه بها عشرا ثم سلوا الله لي الوسيلة فانها منزلة في الجنة لا تنبغي الا لعبد من عباد الله وارجوا ان اكون انا هو فمن سال لي الوسيلة حلت عليه الشفاعة رواه مسلم یعنی فرمایا حضرت رسالت مآب نے کہ جب سنو تم مؤذن کو اذان کہتے پس کہو تم جیسا کہ وہ کہتا ہی پھر بعد اذان کے درود بھیجو مجھپر اسلیے کہ جو شخص مجھپر ایکبار درود پڑھتا ہی اللہ تعالیٰ اوسپر دس بار رحمت بھیجتا ہی پھر مانگو اللہ تعالیٰ سے میرے واسطے وسیلہ اسواسطے کہ وہ ایک مقام ہی بہشت مین کہ نہین لائق ہی مگر ایک بندے کے واسطے بندگان خدا مین سے اور مین امید رکھتا ہون کہ وہ بندہ مین ہوؤن پس جو شخص کہ مانگے گا میرے واسطے وسیلہ اوترے گی اوسپر شفاعت مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ حافظ عماد الدین بن کثیر نے فرمایا کہ وسیلہ نام ہی ایک نہایت عالی مقام کا جنت مین کہ تمام مکانات بہشت سے قریب تر عرش کے ہی اور وہ گھر ہی رسول خدا کا بہشت مین کہ اوسیکو درجہ رفیعہ اور بعضے فضلیہ بھی کہتے ہین اور بعد ایک ورق کے اوسمین ہی کہ قول اللہ تعالیٰ کا طوبى لهم وحسن مآب طوبیٰ نام ہی ایک درخت کا کہ اوسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بویا ہی زیور اور لباس اوسمین اوگتے ہین اور شاخین اوسکی دیوارون بہشت کے باہر سے نظر آتی ہین اور جڑ اوس درخت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مین ہی اور ہر مومن کے گھر مین ایک شاخ اوسکی پونہچی ہی تاکہ ہر ولی کا حصہ حضرت کے پاس سے ہووے اور حضرت

نے بہشت کو بھر دیا ہی پس ہر ہر ولی کو جو نعمت بہشتی حاصل ہے حضرت کو وہ سب حاصل ہے اسواسطے کہ
ولی نے جو نعمت پائی ہی بدولت پیروی آنحضرت کے پائی ہی ایسی ابلیس نے دوزخ کو بھر دیا ہی کہ جو عذاب
کسی دوزخی کو ہی ابلیس اوسمین شریک ہی انتہی یہ اشارہ ہی طرف اوس حدیث کے کہ مسلم نے ابوہریرہ سے
روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من
تبعھم لاینقص ذلک من اجورھم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل
اثام من تبعہ لاینقص ذلک من اثامھم شیئا یعنی جسنے خلق کو بلایا طرف ہدایت کے
اوسکو اوسکے پیروون کے برابر ثواب ملیگا اور اس سے کچھ انکے ثواب کم نہو جاینگے اور جسنے کہ بلایا طرف
گمراہی کے اوسپر اوسکے پیروون کے برابر گناہ ہووینگے اور یہ بات کچھ واونکے گناہون کو کم نکریگی یہ بھی ایک
دلیل قوی ہی افضلیت حضرت رسالت پر کہ تمام امت مہدی وغیرہ کا ثواب حضرت کی ذات جامع الکمالات
مین مجتمع ہی اور ثوابات ذاتی علاوہ اسکے ہین چند ورق پیشتر اسکی بحث ہوچکی ہی اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہے
کہ آیت وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِينَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ
وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِينَ یعنی جو شخص کہ اطاعت کرینگے خدا اور رسول کی وہ اون
لوگون کے ساتھ ہونگے کہ جن پر حق تعالی نے انعام کیا ہی کہ انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہین
اور صحیحین کی حدیث کہ انت مع من احببت یعنی تو اوسکے ساتھ ہوگا کہ جس سے محبت رکھتا ہی اور
سوا اسکے اور احادیث اس مضمون کی ہین ان سب کا یہ مطلب نہین ہی کہ اطاعت کرنیوالے اور محبت رکھنے
والے پیغمبرون کے ساتھ ایکدرجے مین ہونگے ورنہ لازم آوے کہ فاضل ومفضول اور خادم ومخدوم برابر ہوجاوین
کہ یہ ہرگز جائز نہین ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ یہ لوگ جنت مین اسوضع پر ہونگے کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھنے کی اور زیارت
کرنے کی قدرت رکھتا ہوگا اگرچہ مکان دوسرے کا عالی اور مرتبہ بلند ہو اسواسطے کہ جب حجاب یعنی پردہ
اوٹھ گیا تو ایک دوسرے کو مشاہدہ کرسکتا ہی یہی معنی ہین اس معیت کے دلیل دوازدہم عن ابی
ابن کعب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ کنت امام النبیین
وخطیبھم وصاحب شفاعتھم غیر فخر رواہ الترمذی یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب ہوگا دن قیامت کا ہونگا مین امام پیغمبرون کا اور خطیب انکا اور صاحب شفاعت
انکا بلا فخر طریق استدلال اس حدیث سے یون ہی کہ حضرت کا امام الانبیا ہونا یہان سے ثابت ہوا

اور انبیا باجماع امت اور بمقتضاے آیت اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا الآیہ کے افضل ہیں بنی
آدم بلکہ عالم سے پس حضرت بھی امام اور افضل ہیں سب سے **دلیل سیزدہم** عن انس قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدهم اذا وفدوا وانا
خطیبهم اذا انصتوا وانا مستشفعهم اذا حبسوا وانا مبشرهم اذا ایسوا الکرامة
والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف
علیّ الف خادم کانهم بیض مکنون او لؤلؤ منثور رواه الترمذی والدارمی یعنی فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں سب آدمیوں سے پہلے قبر سے نکلونگا جب کہ اوٹھائے جاوینگے
اور میں آگے چلونگا اونکو جب کہ خداے تعالی کے پاس آوینگے اور میں انکی طرف سے خطبہ خوانی اور
معذرتخواہی کرونگا جب کہ وہ حیران ہوکر چپ ہوجاوینگے اور مجھسے شفیع ہونے کے خواہان
ہونگے جس وقت کہ میدان موقف میں رکے جاوینگے اور میں خوشخبری سنانے والا ہونگا جس دم
کہ ناامید ہوجاوینگے کرامت اور کنجیاں اوس دن میرے ہاتھ میں ہونگی اور نشان حمد کا اوس دن
میرے ہاتھ میں ہی اور میں بزرگتر اولاد آدم کا ہوں اپنے پروردگار کے پاس پھرینگے میرے اطراف
ہزار خادم مانند انڈوں صاف اور محفوظ کے یا مانند موتیوں بکھرے ہوے کے **دلیل چہاردہم**
انا اول من یحرک حلق الجنة فیفتح اللہ لی فیدخلنیها ومعی فقراء المؤمنین وانا
اکرم الاولین والآخرین علی اللہ ولا فخر یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں
سب سے اول حلقے دروازے بہشت کے ہلاؤنگا پس کھولے گا اللہ تعالی واسطے میرے پھر داخل کریگا
مجھکو وسمیں اور میرے ہمراہ فقراے مومنین ہونگے اور میں اکرم و افضل اولین اور آخرین کا ہوں اللہ
تعالے کے پاس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوة وسلاما دائما ابدا یہ ٹکڑا ہی ایک بڑی حدیث کا
کہ ترمذی اور دارمی نے روایت کی اور مشکوة میں بھی موجود ہی اسقدر آیات واحادیث مسلمان
باایمان کیواسطے کافی ہیں اسلیے اسیقدر پر بس کیا ورنہ سواے اسکے اور بہت احادیث اس مضمون کی
بہ روایات مختلفہ کتب حدیث میں موجود ہیں کہ اگر سب کے راویونکو جمع کرکے دیکھا جاوے تو تواتر معنوی
ہوجاتا ہی غرض کہ یہ بات کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الناس ہیں اور کوئی آدمی اولین
اور آخرین میں حضرت کے رتبے کے برابر نہیں ہی باحادیث متواتر المعنی کہ دلیل قطعی ہوتی ہی اور باجماع

اہل اسلام کہ وہ بھی دلیل قطعی سے ثابت ہی بلکہ خاص صحابہ حضرت کے اسپر تنزلی کرکے حضرت کو تمام اہل زمین اور
اہل آسمان سے بھی افضل جانتے ہین چنانچہ مشکوۃ المصابیح مین بروایت دارمی کے عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے ہی کہ فرمایا اونھون نے کہ ان اللہ فضل محمدا صلی اللہ علیہ وسلم علی الانبیاء
وعلی اھل السماء الخ یعنی بتحقیق اللہ تعالی نے فضیلت دی ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبرون پر
اور اہل آسمان پر اور پیغمبر تو سب نبی آدم سے افضل ہین باجماع امت بآیت مذکور الصدر پس آنحضرت م
سب سے افضل ٹھہرے مگر فرقہ مہدویہ عجب قوم ہی کہ کتابین انکی بھری ہین اس مطلب سے کہ ہمارے عقائد اور
مہدی کے اقوال کوئی مخالف اجماع اور دلائل قطعیہ کے نہین ہین حالانکہ صدہا باتین انکی مخالف
اجماع اور نصوص قطعیہ ہین چنانچہ مقامات گذشتہ مین بخوبی ظاہر ہوچکا اور آگے بھی انشاء اللہ آویگا
قولہ اور پھر یہ حکم عام ہی نور الانوار مین مذکور ہی کہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی کہ ہر عام ظنی ہی کیا اس سے
کوئی نکوئی فرد خارج ہی اگرچہ ہم واقف نہوویں پس عام واجب کرتا ہی عمل کو نہ اعتقاد کو مثل خبر واحد اور قیاس
کے انتہی ہان امر اختلافی بین المجتہدین ظنی ہی بالاتفاق اب بنا بر اس مسئلے کے ہوا یہ حکم ظنی نہ یقینی
جواب اگر یہی مطلب امام شافعی کا ہی جو کہ تم سمجھے ہو تو تم کو لازم ہی کہ بیان کرو کہ اس عام سے کہ اِنَّ
اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ کونسا فرد مخصوص ہی اور امام شافعی
رحمۃ اللہ علیہ کا مقام تو نہایت عالی ہی سوا تمہارے کوئی ادنی مسلمان بھی نکہیگا کہ کسی شی کو اللہ تعالی
نہین جانتا ہی یا کوئی چیز آسمان و زمین مین ایسی ہی کہ اللہ سبحانہ اسکا مالک نہین ہی تعالی اللہ عن
ذلک علوا کبیرا حقیقت حال یہ ہی کہ میان مہدوی نے اپنے مطلب کی دھند مین اندھا دھند کرکے
خلط بحث کردیا **شعر** چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ٭ صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد ٭ ورنہ اگر ذرا بھی اہل
کتابون اصول مین مانند تحقیق الحسامی وغیرہ کے کرتے تو صاف معلوم ہوجاتا کہ ہر عام مین خلاف نہین ہے
بلکہ جس عام پر کوئی دلیل عدم تخصیص قائم نہین ہی اوسکو اکثر شافعیہ و مالکیہ اور بعضے ہم مین سے جیسے امام
ابو منصور ماتریدی اور مشائخ سمرقند ظنی کہتے ہین اور ابو الحسن کرخی اور ابوبکر جصاص اور مشائخ عراق اور
عامہ متاخرین قطعی و یقینی جانتے ہین اور جس جگہہ کوئی دلیل اس بات پر دال ہی کہ یہان اس عام کے جمیع
افراد مراد ہین اور کوئی فرد اسکا اس حکم عام سے مخصوص خارج نہین ہی اسکو یہ سب اہل سنت بالاتفاق
یقینی اور قطعی جانتے ہین اور ایسے عام مثل کو کلیہ مَا مِن عامٍ الا وقد خص منہ البعض سے مخصوص کرتے ہین

وگرنہ وہ کلیہ خود اپنے نفس کا مبطل ہوجاوے اب خیال کیجیے کہ کوئی ولی مرتبہ نبی کو نہین پہونچتا ہی اس عقیدہ
عامہ پر کسقدر کثرت سے دلائل قرآن حدیث و اجماع و اقوال سلف و خلف سے اوپر کے قول کے
جواب مین مذکور ہوچکے کہ سب دال ہین اس بات پر کہ اہل اسلام کے نزدیک کوئی فرد اس عام سے مخصوص
نہین ہی اور کوئی ولی کسی نبی کے درجے کو یا جناب سید العالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقام کو نہین
پہونچتا ہی پس یہ حکم عام سب شافعیہ اور حنفیہ وغیرہم کے نزدیک بالاتفاق قطعی و یقینی ٹھہرا اور بیان
مہدویکا ظن فاسد نکلا قولہ اور پھر دلیل اس حکم کی کتب کلامیہ مین مثل شرح عقائد نسفی کے اسطرح ہی کہ
انبیا علیہم السلام معصوم ہین مامون ہین خوف خاتمہ سے مکرم ہین وحی اور مشاہدے سے ملک کے مامور ہین
تبلیغ احکام و ارشاد انام سے انتہی ہان یہ اوصاف حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے لیے بھی ثابت ہین
شرع شریف مین بخلاف باقی اولیا کے جیسا کہ اوائل طحطاوی شرح درمختار مین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کی تعریف کے مقام مین مذکور ہی کہ تحکم کریگا مہدی مگر ایسا حکم کہ لایا ہی طرف اسکے فرشتہ نزدیک سے
اللہ تعالی کے جو بھیجا ہی اوسکو اللہ تعالی نے کہ باز رکھے مہدیکو خطا سے اور یہ حکم مہدیکا وہی شرع پاک
محمدی ہی ایسی کہ اگر ہوتے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زندہ اور ظاہر ہوتے یہ مسئلے تو نہ تحکم کرتے انمین مگر
موافق حکم مہدی کے انتہی اب بنظر اس دلیل کے نہین داخل ہی مہدی علیہ السلام اس حکم مین جواب
خلاصہ کلام طحطاویکا یہی ہی کہ مہدی علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ موکل رہیگا کہ اونکو احکام مین
خطا کرنے سے بچاویگا اور یہ کچھ خاصہ حضرت مہدیکا نہین ہی بلکہ ہر حاکم عادل اور قاضی منصف کے ساتھ
کہ بغیر اپنی خواہش و درخواست کے جبرًا قاضی کیا جاوے ایک فرشتہ رہتا ہی چنانچہ ترمذی اور ابوداؤد اور
ابن ماجہ نے روایت کی کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے من
ابتغی القضاء وسال وکل الی نفسہ ومن اکرہ علیہ انزل اللہ علیہ ملکا یسددہ
یعنی جسنے کہ خدمت قضا کو خود طلب کیا اوسکو اوسکی ذات پر چھوڑ دیتے ہین اور جسکو بہ جبر و اکراہ
کسی نے قاضی بنلیا اوسپر اللہ تعالی ایک فرشتہ نازل کرتا ہی کہ اوسکو راہ راست پر چلاتا ہی اور احکام مین
خطا سے بچاتا ہی انتہی اب اگر مہدویون کے مذہب مین اوسی فرشتے کے اوترنے سے آدمی پیغمبر
ہوجاتا ہی تو مہدی جونپوری کیا بلکہ تمام دنیا کے قاضیونکو شاید یہ لوگ اپنے مذہب کے انبیا بناوینگے
بلکہ توریت شریف مین لکھا ہی کہ قاضی برحق کے ساتھ دہنا اور بائین دو فرشتے رہتے ہین

کہ اُسکو احکام میں ارہ راست بتاتے ہیں اور تایید فرماتے ہیں چنانچہ مشکوۃ المصابیح میں بروایت سعید
بن المسیب کے منقول ہی اب مصطوف اس مثل کے کہ ہر سیر کو سوا سیر ہی یہ قاضی معفو شئے والا کچھ مہدی
جونپوری سے بھی پلے درجے پہ ہی اب شاید کہ میان مہدوی اوسکو وہ اپیغمبر جانینگے اور اپنے مہدیکو
الکہ اپیغمبر سمجھینگے اتنا بھی تامل نکیا کہ طحطاوی کی عبارت سے یہ کہاں نکلتا ہی کہ مہدی معصوم ہین
مامون ہین خوف خاتمے سے مکرم ہین وحی سے اور مشاہدے سے ملک کے مامور ہین تبلیغ احکام
اور ارشاد انام کے اور کیسے مونہہ بھر کے کہدیا کہ یہ سب اوصاف مہدیکے لیے ثابت ہین شرع شریف مین
وہ کونسی تمھاری شرع ہی کہ جسمین یہ سب وصاف مہدیکے واسطے ثابت ہین اس شرع در مختار کو
جو شرع بنایا تھا اوسمین تو ان مین سے ایک بات بھی مذکور نہین ہی اور فرشتے کے نازل ہونے سے فرشتے
کا مشاہدہ لازم نہین آتا ہی **قولہ** سوال اگر یہ اوصاف ثابت ہین حضرت مہدی علیہ السلام کے لیے
تو ہوئے حضرت بھی نبی کیونکہ شرع شریف مین نبی ایسے اوصاف والے کو کہتے ہین اب یہ بات مخالف
ہی کتاب و سنت و اجماع کے کہ بعد خاتم انبیا علیہم السلام کے نبی ہونا جائز نہین ہی جواب طحطاوی کے
مقام مذکور مین مذکور ہی کہ ولیکن حدیث کہ نہین ہی وحی بعد میرے سو یہ حدیث باطل لے اصل ہی ہان
حدیث ثابت ہی کہ نہین ہی نبی بعد میرے سو معنی اسکے علما کے پاس یہ ہین کہ نہوگا نبی ایسا کہ صاحب
شرع جدید ہو جو منسوخ کر دیوے اس شرع شریف کو انتہی اب اس تقریر سے معلوم ہوا کہ معنی
کتاب و سنت و اجماع کے بھی علمائے اہل سنت و جماعت کے پاس یہی ہی کیونکہ یہ تینون ایک معنے
وارد ہین پس اب ہونا مہدی علیہ السلام کا اس اوصاف پر متبع اس شرع شریف کے ہوکر نہین
مخالف ہی کتاب و سنت و اجماع کا کیونکہ بنابر معنی مذکور کے نبی مشرع ہونا شرع شریف سے ممنوع ہی
نہ نبی متبع اور حضرت متبع ہین نہ مشرع جیسا کہ طحطاوی مین یہ بات مذکور ہی جواب غرض کہ کج فہمی
کا علاج نہین ہوسکتا یہ میان مہدوی جس کتاب پر ہاتھ ڈالتے ہین ایسا مطلب اُس سے نکالتے ہین
کہ مصنف کی روح کو بھی اُسکی خبر نہ تھی چنانچہ یہان بھی اپنی عادت کے موافق ایسا ہی کیا کہ آج تک
اپنے دل کا حال در پردہ رکھکر اپنے شیخ کو فقط مہدی پکارتے تھے اب کھول کر خلاصہ اپنے مکنون
خاطر کا ظاہر کیا کہ وہ پیغمبر ہین معلوم ہوا کہ محض اتنے واسطے کہ مسلمانونکو پیغمبری جونپوری سنکر
وحشت نہووے افشائے راز نہین کرتے ہین ورنہ پیغمبری کیا پیغمبرون سے انکو افضل جانتے ہین

مطلب میان نے صاف دعوی کیا کہ مہدی جونپوری نبی ہے

چند روز کے اول ایک عالم اس مذہب کے ملاقات عید کے واسطے آئے تھے مینے اونسے کہا کہ تم لوگ
اپنے پیر کو پیغمبر اعتقاد کرتے ہو نہایت انکار کیا کہ حاشا کہ ہم پیغمبر کہتے ہوں ہم فقط مہدی جانتے ہیں
بندے نے یہی مقام اس کتاب کا دکھلایا تو تامل مصنف اس کتاب کی تکذیب کرنے لگے اور یہ نہ
سمجھے کہ اس بیچارے نے کیا کیا تمھارے سب بزرگواروں نے جیسا مہدیکو برابر و مساوی حضرت
خاتم النبیین کے ٹھہرایا البتہ حضرت ابراہیم و موسی و عیسی علی نبینا و علیہم السلام سے افضل جانا یہ
جانے دو سرے انبیا کی اور سرگروہ کی زبان پر کلمہ نبی مہدیکا جاری رہتا ہی آمدم بر سر مطلب کہ علماے
اہل سنت حضرت امام ہمام مہدی حقیقی کو بھی پیغمبر نہیں جانتے پس تمھارے مہدی جعلی کو کیا
مانتے ہیں اور طحطاوی کا مطلب یہ نہیں ہی جو کہ تم سمجھے ہو بلکہ طحطاوی نے صاحب خائز سماتے سے اور اونسے
صاحب اشاعہ سے اور اونسے المشرب الوردی فی مذہب المہدی تالیف ملا علی قاری رحمہم اللہ سے
نقل کیا کہ حاصل اسکا یہ ہی کہ بعضے جاہل حنفی جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام تقلید مذہب امام
اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرینگے سو سراسر باطل ہی اور جو حکایات اس مقدمے میں وضع کی ہیں وہ بالکل
خطا و ناحق ہیں اور عیسی علیہ السلام صفت نبوت پر برقرار ہیں جو شخص انکے سلب نبوت کا قائل ہووے
وہ کافر ہی یقینا جیسا کہ امام سبکی نے تصریح کی ہی اسواسطے کہ پیغمبروں سے وصف نبوت نہیں جاتی
ہی نہ حیات میں نہ بعد ممات سے اور امام سبکی نے اپنی ایک تصنیف میں صاف لکھا ہی کہ عیسی علیہ السلام
ہمارے حضرت کی شریعت پر حکم کرینگے موافق قرآن و سنت کے اور اس صورت میں راجح یہ بات ہی کہ
سنت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ بے واسطہ سیکھینگے یا بطریق وحی اور الہام کے انکو
پہونچیگی اور حدیث لا وحی بعدی کی باطل و بے اصل ہی ہاں لا نبی بعدی صحیح ہے لیکن معنی اسکے
علما کے نزدیک یہ ہیں کہ کوئی نبی صاحب شرع کہ شرع محمدی کو منسوخ کرے بعد حضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے حادث نہوگا اور عیسی علیہ السلام پر بعد نازل ہونے کے وحی آنا حدیث نواس
بن سمعان سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ اوسمیں یہ ہی کہ عیسی علیہ السلام دجال کو دروازہ شرقی مقام
لد کے پاس قتل کرینگے پھر اللہ تعالی حضرت عیسی کیطرف وحی بھیجیگا کہ مینے اب اپنے ایسے بندے
نکالے ہیں کہ تمکو انسے مقابلہ کی طاقت نہیں ہی تم اپنے لوگوں کو طور پر لیجا کر محفوظ رکھو الخ پھر
ظاہر بلکہ یقینی یہ ہی کہ وحی لانیوالے طرف عیسی علیہ السلام کے حضرت جبرئیل ہونگے اسواسطے کہ یہ مت

اونھین کی ہی اور وہی حق سبحانہ اور انبیا علیہم السلام کے درمیان سفیر ہین اور کسی فرشتے کے
واسطے یہ خدمت ثابت و معروف نہین ہوئی اور یہ جو مشہور ہی کہ جبرئیل بعد موت حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے زمین پہنا نزینگے نے اصل ہی بلکہ وارد ہوا ہی کہ جو شخص طہارت سے مرتا ہی اوسکی موت کے
وقت حاضر ہوتے ہین اور شب قدر مین اُترتے ہین اور دجال کو مکے اور مدینے مین داخل ہونے سے
مانع ہونگے انتہی اب اس تقریر سے صاف ظاہر ہی کہ حدیث لانبی بعدی کی تخصیص اسیواسطے کی
ہی کہ عیسی علیہ السلام کا آنا مقرر ہی اور وہ نبی بلاشک ہین پس فرمانا حضرت کا کہ میرے بعد کوئی نبی
نہوگا یہ معنی ہی کہ کوئی نبی صاحب شرع جدید نہوگا اور عیسی اور الیاس اور خضر علیہم السلام تابع شریعت
محمدیہ کے ہین کہ اولیاے امت اور خلفاے حضرت خاتم الرسالت مین محسوب ہین اور یہ مراد علماے
اہل سنت کی نہین ہی کہ سواے انبیاے سابقین کے اور کوئی شخص مہدی یا غیر مہدی پیدا ہووے
اور اُسکو مرتبہ نبوت کا تازہ بعد حضرت خاتمیت مآب کے ملے سُبحَانَكَ هٰذَا بُهتَانٌ عَظِيمٌ
اسیواسطے مفسرین کہتے ہین کہ مراد آیت خاتم النبیین سے یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٰخِرُ
مَن نُبِّیَ یعنی حضرت کے بعد کسیکو نبوت ندی گئی نبوت ملنا حضرت سے ختم و منقطع ہوگیا اور جو کہ حضرت
کے ظہور سے پہلے نبوت پاچکے ہین اگر بعد حضرت کے زندہ بوصف نبوت رہین کچھ مضایقہ نہین ہے
البتہ کسی نئے شخص کو یہ وصف بعد حضرت کے ملنا جیسا کہ مہدوی سمجھے ہین محال ہی بالاجماع کہ کلام
الٰہی مین کذب لازم آویگا تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا **قولہ** اور بعضے فارسی شروح فصوص الحکم
مین فص شیثی ذکر خاتم اولیا مین مذکور ہی کہ تقیید نبوت و رسالت تبشریعی اشارت ست بآنکہ نبوت و
رسالت غیر تشریعی میباشد و آن انبیست کہ متعلق باشد باظہار حقائق آلہیہ و اسرار غیوب و ارشاد عباد
وغیر ذلک من غیر ان یتعلق بالتشریعی اور بعثت حضرت مہدی علیہ السلام کی واسطے اظہار اسی حقائق
کے ہی کہ قریب مذکور ہوگا **جواب** مصنف فصوص الحکم کی یہ مراد ہی نہ اوسکے شارحین کو یہ خیال
ہی کہ بعد حضرت خاتم الرسالت کے انبیا پیدا ہونے والے ہین گے جیسا کہ مہدوی سمجھتے ہین بلکہ شیخ اکبر کی
اصطلاح مین ایک قسم کے اولیا کو انبیاء الاولیا بولتے ہین یہان انبیاے غیر تشریعی سے وہی اولیا مراد ہین
اور مثل مشہور ہی کہ لا مشاحۃ فی الاصطلاح یعنی اصطلاح مین کچھ نزاع و نجل نہین ہی جسکا
دل چاہے سو اصطلاح ٹھہراوے اور انبیاے عرفی شرعی مراد نہین ہین چنانچہ مصنف موصوف نے

ف وجہ تخصیص لانبی بعدی بہ نبی تشریعی و معنی خاتم النبیین

اس بات کو فتوحات مین جا بجا بخوبی واضح و مشروح کر دیا ہی چنانچہ فتوحات کے چودھوین باب مین فرماتے
ہین کہ نبی وہ شخص ہے کہ اوسکے پاس فرشتہ اللہ تعالی کے پاس سے وحی لاوے کہ متضمن ہو وہ وحی ایک
شریعت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اوس شریعت کے موافق خدا تعالی کی عبادت کیا کرے اور اگر
اوس شریعت پر دوسرونکو بھی چلانے کا حکم ہوئے تو وہ نبی رسول بھی ہوا اور فرشتے کا آنا دو طرح
پر ہوتا ہی کبھی پیغمبر کے دل پر وحی اوتارتا ہی اور کبھی صورت جسدی پکڑ کر کان پر یا بصر وغیرہ قوائے حسیہ پر
القا کرتا ہی اور پیغمبر کو جیسا کہ کان سے معلوم ہوتا ہی ایسی آنکھ وغیرہ قوائے حسی سے بھی حاصل ہو جاتا ہی
اور یہ دروازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد بند کر دیا گیا اب کسیکو یہ بات میسر نہین ہی کہ کسی
شریعت ناسخہ سے خدا کی عبادت کرے اور عیسی علیہ السلام جسوقت اوترینگے یہی شریعت محمدیہ پر
حکم کرینگے اور عیسی علیہ السلام خاتم الاولیا ہین اور یہ بھی حضرت کا شرف ہی کہ انکی امت کی ولایت کو اللہ تعالی
نے ایک رسول مکرم پر ختم کیا اب عیسی علیہ السلام کو دن قیامت کے دو طرح کا حشر ہوگا پیغمبرونمین
رسول ہو کر محشور ہونگے اور ہمارے ساتھ ولی تابع محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہو کر محشور ہونگے اور اولیاء
بھی اسی مقام پر ہین لیکن حالت انبیاء الاولیاء کی اس امت مین یہ ہی کہ اللہ تعالی ولی کو ایک تجلی بتاتا ہی اور
مظہر محمد اور مظہر جبرئیل کو قائم فرماتا ہی کہ مظہر جبرئیلی مظہر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر احکام شرعیہ خطاب
کرتا ہی اور اس ولی کو سناتا ہی اور یہ ولی بسبب حاضر ہونے کے سب سنکر سمجھ لیتا ہی اور علم الیقین حاصل ہو جاتا ہی
پس وہ ولی مانند اون صحابہ کے ہوا کہ جنھون نے حدیث جبرئیل کہ جسمین اسلام و ایمان و احسان کا مذکور ہی
حضرت اور جبرئیل کی زبان سے سنی اور صورت مجلس مشاہدہ کی مگر انھون نے عالم حس مین دیکھا اور اس
ولی اللہ نے کشف مین مشاہدہ کیا پس یہ لوگ انبیاء الاولیا کہلاتے ہین اور کبھی شریعت جداگانہ انکو
حاصل نہین ہوتی ہی اور یہ سب داعی الی اللہ علی البصیرۃ ہوتے ہین اور مانند انبیاے بنی اسرائیل کے
شریعت محمدی کو نگاہ رکھتے ہین اور اعلم الناس ہوتے ہین حال شرع مین مگر فقہا بعضی باتین کہ اونکو
کشفاً ثابت ہوئی ہین کہ فقہا و علماے رسوم کے نزدیک بسبب گڑبڑ راویون کے اور طرح پر پہونچی ہین
نہین مانتے ہین اور یہ اولیا بھی باوجودیکہ اونکی غلطی پر مطلع ہوتے ہین اون پر رد نہین کرتے ہین اور نہ
دلیل قائم کرنا لازم جانتے ہین بلکہ اون پر اپنے مقام کا چھپانا واجب ہوتا ہی انتہی ملخصاً اور فتوحات
کے تہترویں باب کی شروع مین فرماتے ہین کہ یہ باب ہی بیان مین اقسام اولیاء اللہ کے اندر

بیان مین اون مسائل کے کہ اونکو کوئی نہین جانتا سوائے اکابر عباد اللہ کے کہ وہ اپنے زمانے مین
ایسے ہوتے ہین کہ جیسے انبیا زمانہ نبوت مین ہوتے تھے اور اوسکو نبوت عامہ کہتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد جو نبوت منقطع ہو گئی ہی وہ نبوت تشریع ہی نہ مقام اوسکا پس اب کوئی شرع حضرت
کی شرع کو نسخ کریگا اور نہ کوئی حکم بڑھاوے گا اور یہی معنی ہین فرمان حضرت کے کہ رسالت اور نبوت
منقطع ہو گئی اب کوئی رسول ہی بعد میرے نہ کوئی نبی یعنی مخالف شرع میری کے کہ یہ دروازہ بند
ہو گیا اور نہ حضرت عیسی علیہ السلام کا آنا بلا خلاف محقق ہی کہ وہ آکر ہماری شرع پر حکم کرینگے نہ شرع
جدید لاوینگے اور نہ اس شرع پر چلا دینگے کہ پہلے جیسے بنی اسرائیل کو چلایا تھا پس معلوم ہوا کہ حضرت کی مراد
یہ ہی کہ میرے بعد نبوت تشریع نہو گی اور اسی مرتبہ تشریع کو اہل نظر کی اصطلاح مین اختصاص بولتے ہین اور
اسیکو غیر کسبی کہتے ہین اور جو لوگ کہ نبوت کو کسبی کہتے ہین اونکی مراد اوس سے یہی ہی کہ اللہ تعالی کے پاس بندیکو
ایک مرتبہ مخصوص ہی کہ نہ اوسمین اوسکی ذات ہی کے واسطے تشریع ہو نہ دوسرے کے واسطے اور ہمنے نام نبوت کا
اطلاق اس مقام والے پر اسواسطے چھوڑ دیا کہ لوگونکو دھوکا نہ ہو اور نبوت تشریع نہ سمجھین جیسا کہ بعضے لوگونکو
دھوکا ہو گیا کہ بولتے ہین کہ امام ابو حامد غزالی کیمیائے سعادت وغیرہ مین اکتساب نبوت کے قائل ہین معاذ اللہ
کہ ابو حامد سوا مذکور اللہ سے کچھ اور ارادہ کیے ہون انتہی ملخصاً اور ایکسو چھپنین باب مین فرماتے ہین کہ
نبوت بشریہ دو قسم پر ہی ایک یہ کہ اللہ تعالی اور بندے مین فرشتے کا واسطہ نہین ہی بلکہ من جانب اللہ
کچھ اخبار اور نتائج اسکے دلمین ڈالے جاتے ہین کہ جنمین تحلیل و تحریم کا حکم اوسمین نہین ہوتا ہی بلکہ معرفت الہی اور
تصدیق احکام شرعیہ کی حاصل ہوتی ہی الی غیر ذلک اور یہ شخص تابع و محکوم ہوتا ہی نہ متبوع و حاکم اور
اس قسم کے اولیا جو اس امت مین ہوتے ہین اونکو سنت حسنہ نکالنے کا بھی اختیار ہوتا ہی بموجب فرمانے
حضرت کے کہ مَن سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً الحدیث مگر بشرطیکہ اوسکی اصل احکام مشروعہ مین موجود ہو اور کسی
حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہ ٹھہراوین جیسا کہ بلال کا سوال صلوۃ بعد اذان کے اور ہر حدث صغیر و
کبیر کے ساتھ طہارت تازہ کرنا اور دوگانہ ادا کرنا بعد وضو کے اور با طہارت بیٹھنا اور بعد فراغ طعام کے
دو رکعت پڑھنا اور پھر دب استحسن کہ شارع نے اوسکو معین نہین کیا ہی ان امور کو اسکی تسنین اور ترویج درست
ہی اور اوسپر عمل کرنے والونکا اجر انکو ملیگا مگر حکم البتہ اور قطعی پیدا نہین کر سکتے ہین اور قسم ثانی نبوت
بشریہ کی وہ لوگ ہین کہ مانند تلامذہ کے رہبر و ملک کے ہوتے ہین کہ روح امین اونکی ذات سے حق ہین اونپر

شریعت لیکر اُترتے ہین اور اوسی طور پر اونسے خدا کی عبادت کرواتے ہین اور تحلیل و تحریم کرتے ہین اور انکو رسولون کی اتباع لازم نہین ہوتی ہی اور یہ قبل مبعوث ہونے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تھا اب اس مقام کا کچھہ اثر بھی باقی نہین ہی مگر مجتہدین البتہ اپنی دلیل اجتہاد سے تحلیل و تحریم کرتے ہین اور صاحب کشف وحی الٰہی سے فقط تصحیح شرع محمدی کی کرتا ہی اسکو حکم اجتہاد کا نہین ہی انتہی ملخصاً اور باب ایکسو و اکیسویں مین فرماتے ہین کہ فرق درمیان نبی اور رسول کے یہ ہی کہ جسکو اسکی ذات خاص کے واسطے احکام اوترین نبی ہی اور اگر دوسرون کو بھی وہ حکم پونہچانے کا فرمان آوے تو وہ رسول ہی اب اگر اوسکی ذات خاص کے واسطے کچھہ حکم خاص نہین ہی تو وہ رسول محض ہی اور اگر بعض احکام مختصہ اپنے واسطے رکھتا ہی کہ دوسرونکو اوسکے پونہچانے کا حکم نہین ہی تو وہ رسول نبی بھی ہوا پس ہر رسول کو نبی ہونا لازم نہوا اور نہ ہر نبی کو رسول ہونا اور انکے وارثین بھی تبلیغ احکام کرتے ہین جیسے معاذ و علی و دحیہ رضی اللہ عنہم اور انکو رسول رسول اللہ بولتے ہین بعضے بے واسطہ اور بعضے بوسائط اور یہ رسالت منقطع نہین ہوئی بلکہ جو رسالت کہ منقطع ہوئی وہ اُترنا حکم الٰہی کا قلب بشر پر بواسطے روح کے ہی کہ یہ دروازہ بند ہوگیا ہی لیکن القا بلا تشریع اور تعریفات الٰہیہ کسی حکم شرعی کی صحت یا فساد کے باب مین منقطع نہین ہوا اور ایسی اولیا اللہ کے دل پر قرآن اوترنا موقوف نہین ہی باوجودیکہ اونکو حفظ ہوتا ہی لیکن ذوق انزال شئ دیگر ہے چنانچہ منقول ہی کہ بایزید نے جب تک کہ تمام قرآن بطور انزال مذکور کے حاصل نکیا رحلت نکی انتہی ملخصاً اور باب تین سو تریپن مین فرماتے ہین کہ جان تو کہ ہمکو اللہ تعالیٰ کیطرف سے الہام ہی نہ وحی اسلیے کہ رستہ وحی کا ساتھہ وفات رسول خدا کے منقطع ہوگیا اور وحی قبل حضرت کے تھی وَلَقَدْ اُوحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اور کوئی خبر الٰہی اس باب مین نہین آئی کہ بعد حضرت کے بھی وحی ہوگی اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بھی مانند اولیاے اس امت کے کشف و الہام ہوا کریگا اور اس الہام مین کچھہ شبہہ جانب غیر کا نہین ہوتا ہی بلکہ وہ اخبار آلٰہی ہی بواسطے فرشتے کے اور بلا واسطہ بھی ہوتا ہی اور فرق نبی اور غیر نبی مین یہ ہی کہ نبی اور رسول وقت وحی کے فرشتے کو مشاہدہ کرتے ہین اور بروئیت بصر دیکھتے ہین اور غیر رسول اوسکے آثار معلوم کرتے ہین اور روئیت بصری سے نہین دیکھتے ہین انتہی ملخصاً اور باب تین سو چوسٹھہ کے وصل مین فرماتے ہین کہ ہمارے اصحاب مین سے بعضے مانند امام ابو حامد غزالی وغیرہ کے ادھر گئے ہین کہ فرق درمیان نبی و ولی کے اُترنا فرشتے کا ہی

کہ ولی پر فقط الہام ہوتا ہی اور نبی پر فرشتہ اُترتا ہی اور الہام بھی ہوتا ہی اسلیے کہ وہ جامع نبوت اور ولایت
ہوتا ہی مگر یہ فرق ہمارے نزدیک غلط ہی اور دال ہی اسبات پر کہ قائلین مذکورین کو یہ ذوق حاصل نہوا
تھا بلکہ فرق منزل بہ مین ہی نہ نزول ملک مین اسواسطے کہ جو باتین کہ انبیا اور رسولون پر اوترتی ہین
وہ اور ہین اور اولیا پر جو اوترتی ہین سو اور ہین پس فرشتہ کبھی تابع نبی پر بھی اوترتا ہی اور پیغمبر کی اتباع اور
بعضے احکام پیغمبر کے کہ ولی کو علم کی راہ سے معلوم نہوے تھے بتلاتا ہی اور بعضی احادیث نبوی کی
صحت و سقم سے خبر دیتا ہی پس بعضی حدیث کہ بسبب ضعف راوی کے علما کے نزدیک متروک ہوتی ہی یہان
صحیح نکلتی ہی یا بالعکس اور کبھی خبر دیتا ہی کہ وہ ولی اہل سعادت سے یا اہل نور سے ہی چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے
لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا الآیہ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ الآیۃ اور یہ زیادت ثقہ عادل کی مقبول ہی اور اگر قول نزول ملک کا اونکے اول والون یا معاصران سے اونکو
پونہچا ہوتا تو قبول کر لیتے انتہی ملخصا کتاب مذکور مین یہ مطلب اور بہت جا مذکور ہی بیان اسیقدر پر کفایت
کی گئی حاصل اس مذکورات کا یہ ہوا کہ نبوت اصطلاحیہ شرعیہ کا دروازہ بعد رسول خدا کے بند کر دیا گیا کہ اب
قیامت تک کوئی شخص اوس رتبے کو نہین پہونچ سکتا ہی بلکہ عیسی و الیاس علیہما السلام بھی اس
دولت محمدیہ کے زمانے مین مانند اولیا کے رہینگے کہ اونپر الہام و کشف مانند اولیا کے ہوا کریگا نہ وحی و پیغام
مانند انبیا و مرسلین کے اور الہام اگرچہ سب اولیا پر ہوتا ہی مگر ایک طور خاص الہام کا ہی کہ مظہر جبرئیل مظہر محمدی پر
احکام مقررہ شرع محمدی اور معارف و حقائق کو القا کرے اور ولی نے ایسے قسم کے الہام والے اولیا کو
انبیاء الاولیا کہتے ہین یہ انبیا متنازع فیہم کی قسم سے نہین ہین بلکہ ایک قسم خاص اولیا کے ہین اور نبوت
و رسالت مین جہان قید تشریعی کی لگائے ہین انہین کے اخراج کے واسطے لگائے ہین اسواسطے کہ شیخ کے
کلام سے فتوحات مین متبادر ہوتا ہی کہ انبیا وحی تشریعی سے خالی نہین ہوتے ہین خواہ فقط اونکی ذات
کے باب مین ہو جیسا کہ آیت اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآئِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ سے مفہوم ہوتا ہی یا غیر کے واسطے
بھی وہ تشریع ہو جیسا کہ شان رسالت کی ہی چنانچہ جابجا تشریع خاص و عام کر تعریف نبی اور رسول کی
کرنا اور ولی کی تعریف مین غیر تشریع کو جزو فاصل ٹھہرانا اس بات پر دال ہی اور حکیم ترمذی کے جواب مین
فصل ستاون مین صاف فرماتے ہین کہ فان النبوۃ لا بد فیہا من علم التکلیف و لا تکلیف
فی حدیث المحدثین جملۃ واحدۃ یعنی نبوت علم تکلیف یعنی تشریع سے خالی نہین ہوتی ہی اور

الہام اولیاے محدثین مین بالکل تکلیف نہیں ہے اور جب تشریع ان سب انبیاے عرفی کو عام ہوئی تو غیر
تشریع مین فقط اولیا رہ گئے ولاحرج فیہ اور ولایت چونکہ کسبی ہے نبوت اولیا کہ عین ولایت ہے بھی
کسبی ہوئی اور یہی مراد مطلب کلام امام غزالی کا بھی درست ہوگیا ورنہ نبوت عرفیہ کہ جسکی تعبیر باختصاص سے
ہے ہرگز کسبی نہیں ہے اور نبی اور ولی مین سواے تشریع کے ایک اور بھی فرق ہے کہ نبی پر جب کہ فرشتہ اوترتا ہے
وہ اوس فرشتے کا معاینہ اور مشاہدہ بھی کرتے ہین اور ولی پر اول تو فرشتہ نہیں اوترتا ہے بلکہ بلا واسطہ
الہام ہوتا ہے اور اگر اوترتا ہے تو ولی اوسکو رویت بصر سے نہیں دیکھتا ہے بلکہ فقط آثار معلوم کرتا ہے اب
صاف معلوم ہوا کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی وہی بات ٹھہری ہے جو کہ تمام مسلمانون کے نزدیک ہے اور
مہدویونکی سمجھ تمام جہان سے نرالی ہے ید اللہ فوق الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار علاوہ یہ ہے کہ مہدوی اقرار
کرتے ہین کہ مہدی جونپوری نبی غیر تشریعی ہین اور نبی تشریعی ہونا بعد حضرت خاتم الرسالت کے مخالف ہے نص
قرانی کا کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ہے اور مخالف ہے
احادیث صحیحہ کا کہ اوسمین لا نبی بعدی سے مراد یہی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی تشریعی نہوگا اور مخالف ہے اجماع صحابہ
اور سایر مسلمین کا کہ اونکے اصول کے موافق منکر اجماع علما کا کافر ہوتا ہے اور بالاین ہمہ اپنے مہدی جونپوری کو نبی
تشریعی بناتے ہین اور ہرگز نہیں سمجھتے کہ نبی تشریعی کسکو کہتے ہین اب یہان فقط شیخ اکبر کے کلام مذکور سے
انکے مہدی کے اقرار کے موافق جو کچھ اونھون نے لکھا ہے لوح محفوظ کے موافق لکھا ہے معنی تشریعی کے معلوم
کرنا چاہیے فتوحات کے چودھوین باب مین فرماتے ہین کہ نبی وہ شخص ہے کہ اوسکے پاس فرشتہ اللہ تعالی کے
پاس سے وحی لاوے کہ متضمن ہو وہ وحی ایک شریعت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اوس شریعت کے موافق
خدا تعالی کی عبادت کیا کرے انتہی عبادت خداے تعالی کی امتثال امر اور اجتناب نہی سے ہوتی ہے پھر
مطلب ہوا کہ وہ وحی متضمن ہو کچھ امر و نہی پر کہ وہ نبی اوس امر و نہی کے موافق عبادت کیا کرے الا اس
امر و نہی کو شریعت فرمایا اور نہترویں باب مین فرماتے ہین کہ جو نبوت کہ بعد رسول خدا کے منقطع ہوگئی
ہے وہ نبوت تشریع ہے نہ مقام اوسکا پس اب کوئی شرع حضرت کی شرع کو نسخ کریگا اور نہ کوئی حکم بڑھاویگا
انتہی معلوم ہوا کہ حکم بڑھانے کو شرع کہتے ہین اور شرع کے معنی ڈالنے کے ہین غرہ مثلاً ف کے قاموس مین
ہے کہ شرع لہم کمنع سن پس نسخ کو اسواسطے ذکر کیا کہ اوسمین بھی حکم ہوتا ہے کہ جیسا کسی حکم کو منسوخ
کیا تو اوسکی اباحت کی یا اعتقاد فرضیت کی نہی ہوئی اور نہی بھی حکم ہے اسواسطے کہ حکم شرعی کہتے

ہین خطاب اللہ المتعلق بافعال العباد علی وجہ الاقتضاء او التخییر او الوضع کو اور وہ امر و نہی دونون کو شامل ہے پس ثابت ہوا کہ مدار تشریع کا امر و نہی ہے اور تہترون باب مین انبیا علیہم السلام کی تعریف مین فرماتے ہین کہ روح امین اونکی ذات کے حق مین و نیز شریعت لیکر اوترتے ہین اور ادمی طور پر ایسے خدا کی عبادت کرواتے ہین اور تحلیل و تحریم کرتے ہین انتہی یہان سے بھی معلوم ہوا کہ تحلیل و تحریم اور امر و نہی کو جسپر عبادت کی بنا ہے شریعت کہتے ہین اور ایک سو او نتسون باب مین فرماتے ہین کہ جو رسالت کہ منقطع ہو گئی وہ اوترنا حکم الٰہی کا قلب بشر پر بواسطے روح کے ہے کہ یہ دروازہ بند ہو گیا ہے لیکن انکے بلا تشریع او تعریفات الٰہیہ کسی حکم شرعی کے صحت یا فساد کے باب مین منقطع نہین ہوا انتہی یہان سے بھی معلوم ہوا کہ حکم جدید کے اوترنے کو تشریع کہتے ہین اور حکم قدیم کی تعریف اور تصحیح ہو جانا اوسکو القاے بلا تشریع کہتے ہین اور سوا ے اسکے اور مقامات فتوحات کے اس مطلب پر دال ہین اور فصوص الحکم مین نہایت صراحت سے فص عزیزی مین فرماتے ہین کہ وذلک انک تعلم ان الشرع تکلیف باعمال مخصوصۃ او نہی عن اعمال مخصوصۃ انتہی یعنی شرع اسیکا نام ہے کہ چند اعمال مخصوصہ کرنیکا حکم کرنا یا چند اعمال سے نہی اور منع فرمانا اب صاف معلوم ہوا کہ امر و نہی کو تشریع بولتے ہین اور یہ بات حضرت خاتم الرسالت کی ذات باکمالات پر ختم ہو گئی کہ بعد حضرت کے کوئی نبی یا ولی امر و نہی ایجاد کرنے کا اختیار نہین رکھتا اور نہ اوسپر یہ حکم اوترتا ہے چنانچہ فتوحات کے باب ایک سو چھپن مین لکھا ہے کہ اولیا اس امت کو سنت حسنہ بطور استحباب کے نکال لینے کا اختیار ہوتا ہے مگر حکم قطعی ہرگز پیدا نہین کر سکتے ہین انتہی یہی معنی ہین انقطاع تشریع کے تو اب سنئے کہ فرقہ مہدویہ سراسر اسکے خلاف کرتے ہین یعنی چلتے ہین مہدی جونپوری کے احکام مثل احکام قرآنی کے فرض ہین اور وہ جسقدر چاہین فرض و واجب بنا سکتے ہین اور انکے نکالے ہوئے فرضون پر انکار کرنے بلکہ عمل نکرنے سے کفر لازم آتا ہے چنانچہ سوا پنج نماز کے چھٹی نماز فرض کی کہ وہ دوگانہ ستائیسوین رات رمضان کا ہے اور تیس فرض دوسرے مہدی کی زبانی مقرر کیا نے اسکی تصدیق کے واسطے رسالہ میرانجی کا نقل کیا جاتا ہے وہ یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم منکہ سید میرانجی ابن میان سید سلام اللہ ام بر جماعت مصدقان مہدی علیہ السلام واضح و لائح باد کہ حاصل احکام محکمات مہدی علیہ السلام کہ در عقیدہ بندگی میان سید خوندمیر مذکور اند مجموع سی حکم اند بعضے ازان فرائض اعتقادی و برخی فرائض عملی اند اما احکام فرائض اعتقادی کہ ہر مصدق را

بران اعتقاد داشتن فرض ست و بجز اعتقاد بران چاره نیست بست عدد اند بدین تفصیل اول تصدیق مهدی
با محبت نمودن دوم منکر مهدی را کافر دانستن سوم تسویة الخاتمین حق دانستن چهارم مهدی را بیواسطه
هر روز نو تعلیم از خدا دانستن پنجم تمام احکام مهدی ثابت بامر الله دانستن ششم منکر یک حرف را از بیان مهدی
عند الله ماخوذ دانستن هفتم صحت حدیث نبوی بر موافقت کتاب خدا و بحال مهدی دانستن هشتم ایمان
آوردن و اطاعت کردن هر کسی از روز میثاق ثابت دانستن نهم موافقت چهار صفت یعنی هجرت و اخراج
و ایذا و قتال نشان تصدیق دانستن دهم مخالفت هجرت و صحبت حکم نفاق دانستن یازدهم در تصحیح مقبول
و مردود پیش مهدی موعود حق دانستن دوازدهم حکم مجتهدان و مفسران جز آن مخالف بیان مهدی نا صحیح
دانستن سیزدهم اعمال و بیان مهدی را از تعلیم خدا و باتباع مصطفی علیه السلام دانستن چهاردهم تقیید عمل
بر مذاهب اربعه ناروا دانستن پانزدهم خصوصیت بعث مهدی برای ظاهر کردن و بیان نمودن
احکام ولایت محمدی دانستن شانزدهم ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ این بیان بیان مهدی ثابت دانستن هفدهم
وقوع دیدار خدا در دنیا جائز و ممکن دانستن هیجدهم ایمان فوات خدا دانستن نوزدهم ابوادانی و دوزخ بحکم آیات
قرآن دانستن بستم وعده در دوزخ باراده دنیا بحکم آیتها حق دانستن فقط دیگر هرچه ورای اینها احکام منقول
در باب اعتقاد بینی اگر بنظر تدبر و تفکر آنرا ملحوظ فرمائی تحت همین ها مندرج یابی والله اعلم بالصواب
و اما احکام فرائض عملی از انجمله که هر مومن مرد و زن را برین عمل کردن فرض ست بجز اختیار کردن این فرائض
چاره نیست ده عدد اند بدین تفصیل اول ترک دنیا کردن دوم هجرت وطن کردن سوم صحبت با صادقان
کردن چهارم پرهیز بدن عما سوی الله یعنی عزلت از خلق کردن پنجم ذکر الله دوام کردن ششم طلب رویت الله
تا آنکه بچشم سر یا بچشم دل یا در خواب هفتم بر پنج صفات طالب صادق که ایمان حکمی بر وجود حصول آن موقوفست
مشرف شدن هشتم جهاد فی سبیل الله از تیر و از آهن یا از شمشیر نفس با نفس نهم توبه در حالت حیات پیش از
غرغره مرگ دهم بر پنج صفات که حصر ایمانست حاصل کردن کما قال الله تعالی إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ
إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ الآیة حتی که طالب صادق بحکم آن مومن شده است چنانکه ترسیدن دل
از خوف خدای تعالی و زیاده شدن ایمان بعد شنیدن آیات قرآن و توکل نمودن بر خدای تعالی در جمیع امور
و نماز پنجگانه بر وقت آن ادا کردن و از انچه خدای تعالی روزی داده است انفاق کردن یعنی عشر آن کما ستحقه
ادا کردن اما احکام عملی که بر احکام عقیده زیاده می نمایند آن همه تحت همین ها داخل اند چنانچه سویت و نوبت

واجماع وترک عزت یعنی تسلیمی داخل صحبت ملوازم وماند وترک کردن تعین برات ورفتن در خانہا موافقان ونذیر
وترددومیراث در ترک حیات دنیا داخل ہست وترک کردن برون رفتن از دائرہ وبیرون دائرہ آتش سوزان ویع
دست وپای بستہ دردن نار منحصر شدن تحت عزلت داخل وترک سوال کردن از سہ جنس یعنی حلال وقول وفعل
وترک لذت گرفتن وترک فتوحی کردن کہ خبر آن پیش از رسیدن آن میرسد داخل توکل ست وذکر کثیر کردن
وہر دو وقت سلطان اللیل وسلطان النہار محافظت نمودن داخل ذکر دوام ست کذا باقی در رواقی داخل اند
پس ہر مصدق را ایمان آوردن واعتقاد داشتن وعمل کردن بر این از تاویل وتحویل آن دوربودن فرض
عین ہست زیرا کہ بر صحت این احکام اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متفق شدہ اند برین جملہ تمام
اعتقاد وایمان داشتہ اند چنانچہ بندگی میان سید خوندمیر فرمودہ اند ای طالبان حق کہ مہدی را گویدہ
اید معلوم باد تا آخر الغرض باید دانست بجز ایمان آوردن برین جملہ احکام واعتقاد داشتن وعمل کردن بر ان
ودور بودن از تاویل وتحویل آن شمار در گروہ مہدی نباشد وامیدواری فلاح ونجات ہم نیست انتہی
بلفظہ رسالہ تمام ہوا اور کتاب بدۃ البراہین تصنیف سید عبدالرحیم بن سید اسحق بن سید عبدالحی مہدوی
مین لکھا ہی کہ ساتوان فرض عشر ہی جان کہ میران نے خدائے تعالی کے امر سے عشر کو فرض کیا ہی اور عشر اسکو
کہتے ہین کہ بندیکو جو کچھ اللہ تعالی نے تھوڑا یا بہت مال کسب یا بلا کسب دیا ہی اوسمین سے دسوان حصہ مستحقون کو
پونہچا یا یہ عبادت مالی ہی مانند زکوۃ کے اگر زکوۃ اور عشر ادا نکریگا وعید مین داخل ہوگا انتہی اور دوگانہ لیلۃ القدر
السابق کے فرض ہونے کی کیفیت سید مصطفے نے اپنی کتاب تالیف سنہ بارہ سو تینتیس مین لکھی ہی کہ
رمضان کی ستائیسوین رات کو بعد عشا کے میران کو حکم ہوا کہ آسمان کیطرف دیکھ جب اودھر نگاہ کی تو دیکھا
کہ تمام آسمان اور بہشتین ساتھ حور وقصور کے آراستہ کی گئی ہین اور تمام ملائک کھڑے ہین تب میران نے
فرمایا کہ یہ شب قدر ہی اللہ تعالی کا امر ہوا کہ مین تجکو بتاتا ہون ای سید محمد اسمین دو رکعت نماز پڑھا کر جیسا کہ
حضرت آدم نے نماز فجر پڑھی تھی اور حضرت ابراہیم نے نماز ظہر پڑھی تھی اور یونس نے نماز عصر پڑھی تھی اور
عیسی نے نماز مغرب پڑھی تھی اور موسی نے نماز عشا پڑھی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز وتر پڑھی تھی
اور تو ای سید محمد شب قدر مین اس نماز کو پڑھا کر پس اس بزرگ سے اپنے گیارہ اصحاب کے ساتھ امامت کرکے نماز
دوگانہ ادا کی رکعت اول مین سورۂ ضحی اور رکعت دوم مین سورۂ قدر پڑھکر بعد ادائے نماز یہ دعا پڑھی اللہم احینا
مسکینا وامتنا مسکینا واحشرنا یوم القیامۃ فی زمرۃ المساکین برحمتک یا ارحم الراحمین

دوگانہ لیلۃ القدر کے فرض ہونیکا بیان

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ اللھم ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ برحمتک یا ارحم الراحمین انتہی مگر افسوس کہ پچھلا فقرہ دعا کا مستجاب نہوا ورنہ اتنی تکلیف مسلمانونکو نہوتی اب مانند روز روشن کے ظاہر ہوا کہ مہدوی لوگ اپنے مہدیکو رسول تشریعی جانتے ہین پس یہ عقیدہ مخالف ہی احادیث صریحہ صحیحہ اور اجماع امت ونص قطعی قرآنی کا کہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّن رِّجَالِکُم وَلٰکِن رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ۔ اور اگر عنادًا اب بھی اصرار کرین کہ تشریع بدون نسخ کے نہین ہوتی ہی تو باب اول مین عقیدہ شانزدہم کو ملاحظہ کرین کہ بخوبی ثابت ہوچکا ہی کہ احکام شرع جونپوری ناسخ احکام شرع محمدی کے ہین پس بہرحال مخالفت نص خاتم النبیین کی لازم ہی کہ جس سے بطلان مذہب ظاہر وباہر ہی **قولہ** اور حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فصوص الحکم مین فص شیثی مین فرماتے ہین کہ نہین ہی یہ علم مگر واسطے خاتم انبیا وخاتم اولیا کے حتی کہ رسولان نہین دیکھتے ہین اوسکو مگر مشکوۃ خاتم اولیا سے اب کیا حال ہوگا دوسرے اولیا کا اور اگرچہ کہ ہی خاتم اولیا تابع حکم شرع خاتم رسل کا اپنے تبعیت نہین ناقص کرتی ہی مقام کو اوسکے کہ وہ ایک جہت سے اونترکر ہی تو ایک وجہہ سے برتر ہی انتہی اور پھر بعد چند سطر کے فرماتے ہین کہ ہر ایک نبی حضرت آدمؑ سے آخر نبی تک نہین لیتا ہی فیض نبوت کا کوئی ایک دوسرے سے مگر مشکوۃ خاتم النبیین سے اگرچہ کہ آخر ہی وجود عنصری آپکا ولیکن فی الحقیقت آپ موجود ہین جیسا کہ فرمائے ہین کہ تھا مین نبی اور آدم درمیان پانی اور کیچڑ کے تھے اور سوائے آپ کے باقی سب انبیا نہین تھے نبی مگر وقت بعثت کے اور اسیطرح خاتم اولیا تھے ولی جبکہ آدمؑ درمیان پانی اور کیچڑ کے تھے اور سوائے آپ کے اور اولیا نہوے ولی مگر بعد حاصل کرنے شرائط ولایت کے اب نسبت خاتم الرسل کی باعتبار ولایت کے ساتھ خاتم اولیا کے مثل نسبت انبیا علیہم السلام کے ہی ساتھ ختم رسل کے انتہی **جواب** مصنف مہدوی نے اس بحث تسویہ کے آخر مین مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ اونھون نے نصوص شرح فصوص مین فص شیثی مین خاتم اولیا کی تعریف کے مقام مین لکھا ہی کہ حقیقت محمدی مشتمل ہی کل حقائق نبوت اور کل حقائق ولایت پر پس احدیت جمیع حقائق نبوت کی ظاہر ہی اس حقیقت محمدیہ کا اور احدیت جمیع حقائق ولایت کی باطن ہی اوسکا اور خاتم اولیا مظہر اسی احدیت جمیع حقائق ولایت کا اور یہی احدیت حقیقت ہی اس خاتم اولیا کی پس حقیقت اس خاتم اولیا کی بعض ہی حقیقت خاتم انبیا کا انتہی اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ ذات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع ہی جمیع

کمالات نبوت اور جمیع کمالات ولایت کو اور خاتم اولیا فقط حضرت کے کمالات ولایت کا مظہر ہی پس خاتم الولیا
کو حضرت رسالت مآب کے ساتھہ نسبت جزو کی ہی کل کے ساتھہ اور تمام عقلاے عالم کا اتفاق ہی کہ الکل
اعظم من الجزء اجلی بدیہیات سے ہی اور مساوات جزو کی ساتھہ کل کے قسم محالات سے ہی پس مہدوی
لوگ ہر گاہ کہ اقرار کرتے ہین کہ مہدی فقط ولایت محمدیہ کے مظہر ہین اور رسالت و نبوت تشریعی سے علاقہ نہین رکھتے
ہین اور ذات حضرت خاتم الرسالت کی جامع ان تمام کمالات کی ہی کہ ولی و نبی و رسول ہین پھر عقیدہ تسویہ اور
برابری کا رکھنا گویا کہ محال عقلی و نقلی کو اپنا عقیدہ بنانا ہی اور شیخ اکبر کی مراد یہ ہی کہ خاتم اولیا مظہر ولایت
محمدی کے ہین گویا کہ خزانچی خزینۂ ولایت کے ہین اور سلطان اگر اپنے خزانچی سے کچھہ لیوے عیب نہین ہی کہ
وہ خزانہ اوسیکا ہی چنانچہ قیصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہی تمثیل دی ہی اور اس فضل جزئی سے مساوات
یا برتری لازم نہین آتی ہی اسلیے کہ افضل کو ہر وجہ سے افضلیت ضرور نہین ہی چنانچہ بدر کے قیدیون کے مقدمے مین
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تجویز نے حضرت کی تجویز پر ترجیح پائی اور تابیر نخل کے مقدمے مین صحابہ کو فرمایا کہ انتم اعلم
بامور دنیاکم بلکہ قطع نظر کلام نصوص سے اگر بغور و انصاف دیکھیے تو معلوم ہوتا ہی کہ یہان فضل جزوی بھی
نہین ہی اسلیے کہ فضل جزئی اوسے کہتے ہین کہ مفضول مین ایک بات پائی جاوے کہ افضل مین نہووے
اور یہان ولایت محمدیہ ذات اقدس محمدی سے منتقل ہو کر خاتم اولیا مین نہین آئی ورنہ ذات اقدس کا اوس صفت
سے خالی ہونا لازم آوے اور یہ کوئی مسلم نکہے گا کہ حضرت کی ذات وصف ولایت سے معرا ہو گئی اور کوئی عاقل
نکہے گا کہ وصف ولایت کہ اعراض نفسانی سے ہی ایک محل سے دوسرے محل کو منتقل ہوئے بلکہ مطلب ہی کہ خاتم
اولیا مقام ولایت مین قدم محمدی پر ہین اور ولایت انکی ہمرنگ ولایت محمدیہ کے ہی کہ اوسیکا عکس و ظل ہی پس خاتم
اولیا کو فضل جزئی اس مقدمے مین نہوا بلکہ اس وصف خاص مین حضرت رسالت کے شریک ہوئے لیکن بطور
شرکت طفیلی و تابع کے ساتھہ اصل و متبوع کے اور چونکہ اس فرع اور ظل کو ساتھہ اصل کے نہایت مشابہت
اور ہمرنگی حاصل ہوئی ہی احکام اصل کے اسپر بھی جاری ہوئے ہین یہانتک کہ جو لوگ کہ اصل سے صالۂ مستفید
ہین اس فرع کے بھی مستفید کہلاتے ہین بطور مجاز کے یہانتک کہ انبیا و مرسلین بلکہ خود حضرت
خاتم المرسلین بھی کہ ولایت محمدیہ یعنی باطن محمدی سے مستفید ہین اوسکے اس مظہر اور ظل سے بھی مجازا
مستفید کہلاتے ہین اور مناط افادے کا اصل ہی اور اسی سبب سے شیخ اکبر اسی مقام پر فصوص مین لکھتے
ہین وھو حسنۃ من حسنات خاتم الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقدم الجماعۃ وسید ولد آدم

فی فتح باب الشفاعة یعنی خاتم اولیا ایک درجہ اور نیکی ہین درجات اور حسنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے ایسے محمد کہ پیشوائے جماعت اور سردار اولاد آدم ہین دروازہ شفاعت کے کھولنے مین انتہی
اور ظاہر ہی کہ جو شخص کہ ایک حسنہ ہوگا حضرت کے حسنات کے برابر کیسے ہو سکتا ہی اور شیخ اکبر اگر برابری
کا اعتقاد رکھتے تو حسنة من حسنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاہیکو کہتے بلکہ فتوحات
مکیہ مین اس سے زیادہ بولے ہین کہ باب تین سو بیاسی مین کہ معرفت منزل خواتیم مین ہی خاتم ولایت محمدیہ کا ذکر
کرکے فرماتے ہین کہ ومنزلته من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منزلة شعرة واحدة من
جسده صلی اللہ علیہ وسلم انتہی یعنی منزلت خاتم اولیا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت
منزلت ایک بال کی ہی حضرت کے جسد شریف سے اور چوبیسوین باب مین فرماتے ہین وللولایة
المحمدیة المخصوصة بهذا الشرع المنزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم خاص وهو فی الرتبة دون
عیسی لکونه رسولا یعنی ولایت محمدیہ کے واسطے کہ خاص ہی اس شرع محمدی کے ساتھ ایک ختم خاص
ہی کہ وہ رتبے مین کم ہی عیسی علیہ السلام سے اس واسطے کہ وہ رسول ہین اب صاف معلوم ہوا کہ شیخ اکبر
جب کہ خاتم اولیائے محمدیہ کو حضرت عیسی علیہ السلام سے کم جانتے ہین فصوص الحکم مین حضرت خاتم الرسالت
کے برابر یا برتر کاہیکو لکھینگے الحمد للہ کہ تمام اہل اللہ بلکہ شیخ اکبر بھی کہ مہدی جونپوری کے اقرار کے موافق
لوح محفوظ دیکھکر لکھتے ہین عقائد مہدیوں سے سراسر مخالفت رکھتے ہین قولہ او شارحون سے اسکے اس مسئلے مین
خلاف نہین دیکھا گیا اور اگر کسی سے خلاف ہووے تو ہو یہ مسئلہ درمیان علمائے اہل سنت وجماعت کے اختلافی
ہی جیسا کہ تعیین مین شخص خاتم اولیا کے اختلاف ہی ملا جامی رحمة اللہ تعالی شرح فصوص مین لکھتے ہین کہ
ظاہر کلام سے شیخ مؤید الدین جندی رح کے یہ ہی کہ مراد شیخ اکبر کی خاتم ولایت سے اپنی ذات ہی اور شیخ
شرف الدین داؤد قیصری صاف کہتے ہین کہ مراد خاتم ولایت سے حضرت عیسی علیہ السلام ہین اور شیخ
کمال الدین عبد الرزاق اشارہ فرماتے ہین کہ خاتم ولایت وہی مہدی موعود علیہ السلام ہین انتہی اور صاحب
مفاتیح الاعجاز تحت اس بیت کے لکھتے ہین شعر از وعالم شود پر عدل وایمان ٭ جماد وجانور یابد ازو جان
بہت کاملان سابق ولاحق فرماتے ہین کہ خاتم ولایت ہم ہین جو کمال بینائی سے ان سب کو نظر اس حقیقت
حرفہ پر ہے تعیین شری ہی انتہی ولیکن اس صاحب مفاتیح الاعجاز اور اکثر محققون کے پاس خاتم ولایت ذات
مہدی معین اور مقرر ہی اسیطرح ہی مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف مین باب اشراط الساعة مین جہاں فصوص

اور اوسکے شروح سے سوا فضل جزوی کے خاتم اولیا کو حضرت رسالت مآب سے اور کچھ ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ
دوسری تصانیف شیخ اکبر سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ سوائے فضل جزوی کے شیخ کو ہرگز اعتقاد تسویہ وغیرہ کا نہین
ہی اور فضل جزوی سے تسویہ بالکل ثابت نہین ہوتا ہی پس فضل جزوی خواہ علمائے اہل سنت مین اختلافی ہو
خواہ اتفاقی تمھارے مطلب تسویہ کے کیا کام آتا ہی اور یہ فضل جزوی بھی جبھی ہی کہ خاتم اولیا مہدی ہوت
اور مہدی سید خان جونپوری کے بیٹے تمھارے پیرو مرشد ہون دوسرا مقدمہ سراسر باطل ہی چنانچہ اسی کتاب
سے خصوصاً باب سوم سے بطلان اوسکا ظاہر و باہر ہی اور پہلا مقدمہ مشکوک و اختلافی ہی اور تفصیل
اوسکی یہ ہی کہ خاتم الاولیا کا لفظ قرآن حدیث مین نہین ہی اور محدثین کے نزدیک سب سے یہ قصہ
غلط ہی چنانچہ ابن جوزی کی کتاب الثبات عند الممات کی آخر مین فصل ملحق مین لکھا ہی کہ لفظ خاتم الاولیا
باطل ہی اور اسکی کچھ اصل نہین ہی اسلیے کہ افضل اولیا اس امت کے صحابہ سابقین اولین ہین اور اون مین
بہتر سب سے ابوبکر ہین پھر عمر اور بہترین قرون امت قرن اول ہی پھر دوسرا قرن پھر تیسرا قرن اور خاتم
اولیا حقیقت مین پچھلا مومن ہی آدمیون مین سے اور وہ سب اولیا سے افضل نہین ہی بلکہ افضل
سب سے ابوبکر ہین پھر عمر رضی اللہ عنہما انتہی اور شیخ مؤید بن محمود شرح فصوص مین لکھتے
ہین کہ مقام خاتم ولایت محمدیہ کا اولیائے متقدمین پر منکشف نہوا تھا پہلے سب سے امام علامہ
محمد بن علی الترمذی الحکیم صاحب کتاب نوادر الاصول پر کہ مشائخ طبقہ عالیہ سے ہین منکشف ہوا جب
اونھون نے اپنی کتابون مین اس خاتم اولیا کا ذکر کیا اور اوس عصر کے علما و مشائخ مین یہ بات مشہور ہوئی اہل
دعوی نے موقع پایا اور ہر ایک نے اس مقام کا دعوی شروع کیا امام موصوف نے جانا کہ یہ دعوی بلا شی
انکو لائق نہین ہی بلکہ مضر ہی اسواسطے ایک کتاب تصنیف فرمائی کہ اوس مین سوالات نہایت باریک
جمع کیے اور کہا کہ اسکی شرح جیسا کہ چاہیے کوئی شخص نکریگا مگر خاتم اولیا اور اس خاتم اولیا کے مجیب کا
نام اس حکیم سائل کے نام کے مطابق اور اسکے باپ کا نام اسکے باپ کے نام کے موافق ہوگا جب
اہل دعوی نے یہ معاملہ دیکھا اس دعوی سے پلٹ کر تائب ہوئے اور جب شیخ محی الدین محمد بن علی بن
محمد بن العربی الطائی الحاتمی الاندلسی ملک مغرب مین مبعوث ہوئے ان سوالات کا جواب جیسا کہ چاہیے
تھا لکھا اور مطابقت نامون کی بھی ظاہر ہوئی پس یہ ایک دلیل ہی شیخ اکبر کے خاتم الاولیا ہونے کی
اور شارح مذکور نے اور دلائل بھی اس دعوے پر نقل کیے منجملہ اسکے ایک یہ ہی کہ خود شیخ اکبر فرماتے ہین انا ختم

ف خاتم الاولیا لقب قدیمی نہین ہی بلکہ ابتدا اسکی حکیم ترمذی سے ہوئی اور حکیم ترمذی اور شیخ اکبر کے اکثر الفاظ و تصریحات کے موافق خاتم الاولیا شیخ اکبر ہین نہ مہدی

الولایۃ دون شیث لورث الهاشمی مع المسیے اور معلوم رہے کہ جوابات مذکورہ فتوحات مکیہ کے
تہترویں باب میں بہ تفصیل تمام مذکور ہین آور فصوص الحکم میں فص شیثی میں فرماتے ہین کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے نبوت کی مثال یون فرمائی ہے کہ گویا ایک محل ہے اینٹ کا کہ تمام تیار ہوچکا ہی مگر ایک اینٹ کی
جاے خالی ہی اور مینے اس اینٹ کی جاے ہوکر اوس مکان کو پورا کیا انتہی پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جیسا کہ فرمایا ویسی ایک اینٹ کی جاے خالی دیکھی ہی اور خاتم اولیا کو ایسی خواب دیکھنا ضرور ہے
لیکن وہ اوس دیوار میں جاے دو اینٹ کی خالی دیکھیگا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی
جاے خالی ہی اور آپ بجاے اون دو اینٹ کے منطبق ہوکر دیوار مذکور کو پورا کردیگا آور خاتم اولیا اپنے
تئین دو اینٹ دیکھنا اور حضرت رسالت ایک اینٹ دیکھنا اسکی وجہ یہ ہی کہ حضرت رسالت مآب چونکہ مستقل
محض ہین اور ایک جہت رکھتے ہین کہ فیض و علوم فقط خدا تعالے سے حاصل کرتے ہین وہ پس اسواسطے اپنے
تئین ایک اینٹ ملاحظہ فرمایا بخلاف خاتم اولیا کے کہ بالکل مستقل نہین ہی بلکہ تابع ہی شریعت خاتم الرسل کا
اور احکام الٰہی ظاہر میں بواسطے حضرت کے اوسکو پہونچتے ہین اور یہ متابعت اور احکام متبوعہ ظاہریہ
بشکل چاندی کی اینٹ کے نظر پڑینگے اور بسبب وہ مقام ولایت کے انھین احکام کو اللہ تعالی سے بھی معلوم
اور حاصل کرتا ہی یہ تعریف و الہام الٰہی بصورت سونے کی اینٹ کے نظر پڑینگے انتہی اب ثابت ہوا کہ شیخ اکبر کی
غرض یہ ہی کہ احکام ایک ہین مگر اوسکے اخذ و تحصیل کے دو طریق ہین ایک یہ کہ بواسطے سلسلہ راویون اور
استادون ظاہری کے حضرت رسالت سے خاتم اولیا کو پہونچے دوسرا یہ کہ وہی احکام حضرت حق سے بطور
الہام کے خاتم اولیا کو پہونچے کہ جس سے تصدیق اور ایمان کو کمال حاصل ہو اور فتوحات کے شروع مین
لکھا ہی کہ ابو یزید بسطامی فرماتے ہین کہ تمنے اپنا علم میت عن میت سے حاصل کیا اور ہمنے علم حی لایموت
سے حاصل کیا اور پہلے طریق کو چاندی سے تشبیہ دی اور دوسرے کو سونے سے شیخ محب اللہ آبادی
فرماتے ہین کہ شرع ظاہر مانند آفتاب کے روشن ہی اور سب پر ظاہر ہے اسواسطے چاندی سے مشابہ کہا
اور احکام کو معدن سے حاصل کرنا ہر ایک کو دستیاب نہین ہوتا ہی یعنی سواے انبیا اور ملائک اور کمل
اولیا کے اسواسطے اوسکو سونے سے تشبیہ دی انتہی چنانچہ محدثین بھی اگر ایک حدیث کئی طریق
سے روایت کی جاوے اور ایک سند اسکی ایمۂ اہل بیت سے ہو تو ہمکو سلسلۃ الذہب نام رکھتے ہین اور
دوسری سند کو حالانکہ وہ بھی اوسی حدیث کی سند ہے اور دونون رسول خدا تک پہونچتی ہین نام کر

ملقب نہین کرتے ایسی اگر شیخ اکبر نے احکام آلہی جو بواسطہ حضرت رسالت اور راویان حدیث کے پونہچے
تو اون احکام کو باین حیثیت یا اوس طریق اخذ کو چاندی سے تشبیہ دی اور جو بلا واسطہ حق تعالی سے پونہچے
تو سونے سے تشبیہ دی کیا برا کیا چنانچہ جس بات کو حضرت رسالت اپنی طرف نسبت کرتے ہین اوسے حدیث
نبوی کہتے ہین اور جسے حق سبحانہ کی طرف نسبت کرتے ہین اوسے حدیث قدسی کہتے ہین یہ تطویل
اسواسطے کی گئی کہ بعضے جاہل ایسا سمجھتے ہین کہ شیخ اکبر نے اپنے تئین سونے کی اینٹ اور حضرت
رسالت پناہ کو چاندی کی اینٹ کہا ہی معاذ اللہ یہ ہرگز مراد نہین ہی بلکہ دو طریق علم کو چاندی اور سونے
سے تشبیہ دی ہی علاوہ یہ کہ وجہ شبہہ بھی ظاہر ہی جیسا کہ ما قبل مین شیخ محب اللہ کے کلام سے معلوم
ہو چکا القصہ شیخ اکبر نے فصوص مین یہ خواب خاصہ خاتم اولیا کا لکھا اور فتوحات مین فرمایا کہ مینے
یہ خواب دیکھا اور مجکو اوسمین کچھ شک نہین تھا کہ مین خواب کا دیکھنے والا ہون اور مین دونون اینٹ کی جا پر
منطبع ہو گیا اور ہمیشہ وہ دیوار پوری ہو گئی پس مینے تعبیر کی کہ خاتم اولیا مین ہون بعدہ مینے اوس
زمانے کے مشائخ کے سامنے یہ خواب بیان کیا مگر دیکھنے والے کا نام نہ لیا سب نے وہی تعبیر کی جو کہ مینے کی
تھی علامہ قیصری فرماتے ہین کہ اس مقدمے مین جو کلام شیخ مینے دیکھا تو اوس سے یہی ظاہر ہوا کہ
شیخ خاتم ولایت مقیدہ محمدیہ ہین نہ خاتم ولایت مطلقہ کہ وہ عیسی ہین اسیواسطے اول فتوحات مین اثنائ
اپنے مشاہدے کے احوال مین فرماتے ہین کہ مجکو رسول خدا نے پیچھے ختم کے دیکھا اسبب ایک مشارکت
حکم کے کہ مجھمین اور اونمین ہی پس حضرت سید نے اوس سے فرمایا کہ یہ تمہارا عدیل اور بیٹا اور خلیل ہی اور
تیرھوین فصل جوابات امام محمد بن علی ترمذی مین فرماتے ہین کہ ختم دو طرح کے ہین ایک وہ ختم ہی کہ اوس سے
اللہ تعالی ولایت مطلقا ختم کر دیگا اور ایک وہ ختم ہی کہ جس سے حق سبحانہ فقط ولایت محمدیہ کو ختم فرماویگا لیکن
خاتم ولایت مطلقہ عیسی ہین کہ وہ ولی ہین بہ نبوت مطلقہ اس امت کے عصر مین اور نبوت اور رسالت تشریعی
اونسے منقطع کر دی گئی ہی پس اوترینگے آخر زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہو کر اور خاتم
ہو کر کہ بعد انکے کوئی ولی بہ نبوت مطلقہ نہو گا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبوت ہین کہ بعد انکے
نبوت تشریعی نہین ہی اگرچہ بعد حضرت کے عیسی کہ رسول اولو العزم ہین اوترینگے لیکن بمقتضا اوس زمانے کے
مقام تشریعی نرکھتے ہونگے بلکہ ولی صاحب نبوت مطلقہ ہونگے کہ دوسرے اولیاے محمدی بھی اس وصف
مین انکے ساتھ شریک ہین پس عیسی ہماری قسم مین ہین اور سردار ہمارے ہین پس اول اس امر مین بھی

ایک نبی ہوئے کہ آدم علیہ السلام ہین اور آخر مین بھی ایک نبی ہوئے کہ عیسی ہین یہان مراد نبوت اختصاص
ہی پس حضرت عیسیٰ کو دو حشر ہونگے ایک حشر ہمارے ساتھ اور ایک حشر رسولون کے ساتھ اور لیکن
ختم ولایت محمدیہ سو یہ مقام ایک مرد کو قوم عرب سے حاصل ہی کہ اکرم ہی اونمین اصالت اور سخاوت مین اور وہ
ہمارے زمانے مین آج کے دن موجود ہی مینے اوسکو سنہ پانچ سو پچانوین مین پہچانا اور وہ علامت کہ اللہ تعالے
نے اپنے بندونکی آنکھون سے اوسمین پوشیدہ رکھی ہی مجپر شہر فاس مین منکشف فرمائی کہ مینے خاتم الولایت اوسمین
دیکھی اور وہ خاتم نبوت مطلقہ ہی کہ نہین جانتے ہین اوسکو بہت آدمی اور اللہ تعالی نے اوسکو مبتلا کیا ہی کہ جو
اسرار اوسکو باطن سے متحقق ہوئے ہین لوگ اوسپر انکار کرتے ہین اور جیسا کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
نبوت تشریع ختم کر دی ایسی ختم محمدی سے وہ ولایت ختم کر دی کہ وراثۃً محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوا کرتی
تھی نہ وہ ولایت کہ دوسرے انبیا سے حاصل ہوتی ہی اسلیے کہ بعضے اولیا ابراہیم علیہ السلام کے وارث ہوتے ہین اور بعضے موسیٰ
کے اور بعضے عیسیٰ کے سو ایسے اولیا بعد اس ختم محمدی کے بھی پائے جاوینگے لیکن ایسا ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
ہووے بعد اس خاتم محمدی کے نہ پایا جاویگا یہ معنی ہین خاتم ولایت محمدیہ کے اور لیکن ختم ولایت عامہ کہ بعد اوسکے کوئی
ولی نہ پایا جاوے وہ عیسی علیہ السلام ہین اور مین ایک جماعت اولیا سے ملا ہون کہ وہ عیسیٰ اور دوسرے رسولون کے
قلب پر تھی اور مینے عبد اللہ و اسمعیل بیٹون سودکین کو اس ختم سے ملایا اور اونھون نے ان دونون کے واسطے
دعا کی اور یہ دونون مستفید ہوئے وبعد الحمد انتہی اور معلوم ہوا کہ اس عبارت مین جو چند جا لفظ نبوت مطلقہ کا
آیا وہ اصطلاح ہی حضرت شیخ کی کہ ایک قسم کی ولایت کو نبوت مطلقہ فرماتے ہین اور اوس قسم کے اولیا کو
انبیاء الاولیا بولتے ہین چنانچہ تفصیل اسکی قبل چند ورق کے گذر چکی اور نبوت اختصاص اور نبوت تشریع
سے مراد نبوت عرفی شرعی ہی کہ جسکو سب جانتے ہین اور پندرھوین فصل مین فرماتے ہین کہ جیسا کہ
دنیا کے واسطے ابتدا اور اختتام ہی ایسی اللہ تعالی نے جو چیزین کہ دنیا مین ہین سب کے واسطے ابتدا اور
ختم مقرر فرمایا ہی پس منجملہ اونکے شریعتونکا نازل کرنا ہی اوسکو شرع محمدی پر ختم فرمایا کہ حضرت خاتم النبیین
ہوئے اور منجملہ اونکے ولایت عامہ ہی کہ اوسکو حضرت آدم سے ابتدا ہی اور حضرت عیسیٰ پر ختم ہی کہ بادی اور خاتم مشابہ ہین
ان مثل عیسی عند الله کمثل آدم اور چونکہ احکام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے انبیا اور رسولونکے
احکام سے مخالف تھے مستحق اس بات کے ہوئے کہ انکی ولایت خاصہ کے واسطے ایک خاتم جدا ہو کہ اوسکا
نام حضرت کے نام کے موافق ہو اور اخلاق محمدیکا جامع ہو اور یہ خاتم مہدی معروف کہ جنکا انتظار ہی

نہین ہین اسواسطے کہ مہدی حضرت کے سلالہ اور عترت سے ہین اور خاتم حضرت کے سلالہ حسبیہ سے نہین ہی بلکہ سلالہ اعراق اور اخلاق حضرت سے ہی انتہی مختصراً علامۂ قیصری شرح فصوص مین اس مقامات کو نقل کرکے فرماتے ہین کہ شیخ اکبر یہ سب اشارہ اپنے نفس کیطرف فرماتے ہین رضی اللہ عنہ غرض کہ معلوم ہوا کہ شیخ اکبر کے نزدیک مہدی خاتم اولیا نہین ہین اور مہدی متنازع فیہ جونپوری کہتے ہین کہ شیخ اکبر جو کچھ لکھتے ہین لوح محفوظ دیکھکر لکھتے ہین پس ثابت ہوا کہ شیخ محمد جونپوری کے نزدیک مہدی کا خاتم اولیا نہونا لوح محفوظ مین لکھا ہی اب بالکل اونکے ناحق اپنی اوقات ضائع کرکے صفات خاتم اولیا کے اپنے پیر پر حملے ذالین الحمد للہ کہ رد مذہب فرقۂ مہدویہ کا تمام وکمال کو پونہچا اور ابتدا سے کتاب سے یہان تک صدہا مخالفات نصوص قطعیہ اور نقائص وعیوب شرعیہ انکے مہدی کی ذات وصفات مین ثابت ولازم ہوئے کہ جبتک اونمین سے ایک چیز بھی بلاجواب رہے گی نبوت مہدویت کا محال ہوگا وللہ الحجۃ البالغۃ

خاتمہ بحث خاتم ولایت محمدیہ کا کہ وہی خاتمہ اس کتاب ہدیۂ مہدویہ کا ہی

جو کہ کلام سابق مین شیخ اکبر سے منقول ہوا کہ معنی ختم ولایت محمدیہ کے یہ ہین کہ ایسا ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہووے بعد خاتم اولیاے محمدیین کے نپایا جاوے گا مراد اوس سے یہ ہی جیساکہ دوسرے مقامات فتوحات سے ظاہر ہوتا ہی کہ ولی محمدی بعد خاتم ولایت محمدیہ کے بالاستقلال نپایا جاویگا بلکہ اگر ہوگا تو یہ مقام بواسطۂ خاتم اولیا کے حاصل کریگا اور اونکا تابع اور مستفید رہے گا گویا کہ یہ مقام اب بے واسطے خاتم اولیا کے حاصل کرنا ختم ہوگیا ہی جیساکہ مقام نبوت حضرت خاتم انبیا پر ختم ہوگیا اب عیسی اور الیاس حضرت کے تابع رہینگے اور حضرت کے واسطے سے احکام آلہیہ حاصل کرینگے چنانچہ شیخ اکبر چوبیسوین [۲۴] باب کے آخر مین فرماتے ہین کہ واسطے ولایت محمدی کے کہ مختص بشرع محمدی ہی ایک ختم خاص ہی کہ بتے مین حضرت عیسی سے کم ہی اسواسطے کہ حضرت عیسی رسول ہین اور یہ خاتم ہمارے زمانے مین پیدا ہوچکے ہین اور مینے اونکو دیکھا بھی ہی اور علامت ختمیت کی بھی اون مین دیکھی ہی اب کوئی ولی بعد اونکے نہین ہی اور اگر ہوگا تو انھین کیطرف رجوع رہے گا جیساکہ بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی نبی نہین ہی اور اگر ہوگا تو انھین کیطرف رجوع رہے گا جیساکہ عیسی علیہ السلام پس نسبت جس ولی کی کہ بعد اس خاتم کے ہوگا مانند نسبت اوس نبی کے ہی کہ بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوگا مقید بنبوت مین مانند الیاس اور عیسی اور خضر علیہم السلام کے اس امت مین

انتہی اور باب تہتروین مین فرماتے ہین کہ خاتم ہر زمانے مین نہین ہوتا ہی بلکہ وہ عالم مین ایک ہی کہ اوسپر اللہ تعالی
ولایت محمدیہ ختم کرے گا پس اولیاے محمدیین مین کوئی اوس سے بڑا نہین ہی پھر ایک خاتم اور ہی کہ
ولایت عامہ کہ آدم سے آخر ولی تک جسکا سلسلہ ہی اوسپر ختم فرماویگا وہ عیسی علیہ السلام ہین انتہی اور باب تین
بیاسی مین فرماتے ہین کہ خاتم ولایت محمدیہ وہ ختم خاص ہی ولایت امت محمدیہ ظاہرہ کا اور اوسکی خاتمیت کے
حکم مین عیسی اور الیاس اور خضر اور جو ولی کہ ظاہر امت سے ہی سب داخل ہین پس عیسی علیہ السلام اگرچہ خود
خاتم ہین لیکن مختوم ہین تحت ختم اس خاتم محمدی کے اور حدیث اس خاتم محمدی کی مجھکو شہر فاس مین کہ بلاد
مغرب سے ہی سنہ پانچ سو چورانوے مین معلوم ہوئی اور اللہ تعالی نے مجھکو اوسکی علامت اور منزلت بتلائی اور
مین اوسکا نام نہین بیان کرتا ہون انتہی امت ظاہرہ شاید کہ اسواسطے کہا کہ امت باطنہ مین تمام انبیا
علیہم السلام داخل ہین اور ولایت امت سے مراد ولایت محمدیہ ہی اور معلوم ہوا کہ حضرت الیاس و خضر و عیسی کو
بھی ولایت محمدیہ ہی کہ اس خاتم محمدیہ کے مختوم ہوئے اور اوپر مذکور ہوا کہ مینے سنہ پچانوے مین اس خاتم سے ملاقات
کی ہی معلوم ہوا کہ چورانوے مین علامات اور احوال خاتم اولیا کے بتلائے گئے اور پچانوے مین مشاہدہ ہوا اور
باب پانسو ستاون مین فرماتے ہین **الاشعار** الا ان ختم الاولیاء رسول + ولیس لہ فی العالمین
عدیل + ہو الروح وابن الروح والام مریم + وہذا مقام ما الیہ سبیل + فینزل فینا
مقسطا حکما بنا + وما کان من حکم لہ فیزول + فیقتل خنزیرا ویدمغ باطلا + ولیس
لہ الا الالہ دلیل + الابیات جان تو کہ منجملہ کرامت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے یہ ہی کہ اللہ تعالی نے
رسولون کو اونکی امامت مین کیا پھر ایسے رسول کو امت مین گردانا کہ بشریت سے متجاوز ہو کر آدھا بشر
ہی اور آدھا فرشتہ ہی اسواسطے کہ جبرئیل نے اوسے مریم کو بخشا ہی اور اللہ تعالی نے اوسکو اپنی طرف اوٹھا
لیا پھر اوسکو ولی اور خاتم الاولیا کرکے آخر زمانے مین نازل فرماوے گا کہ شرع محمدی کے موافق امت
محمدی مین حکمرانی کریگا اور وہ ختم کریگا مگر ولایت انبیا و رسل کو اور ختم اولیاے محمدی ختم کریگا ولایت اولیا کو تاکہ
فرق مراتب ہے درمیان ولایت ولی اور ولایت رسل کے پس جب کہ عیسی علیہ السلام ولی اور حاکم شرع غیر کے ہو کر
اوترینگے اس حیثیت سے خاتم الاولیا اونکے بھی خاتم ہونگے اگرچہ اونکے زمانے مین متقدم ہین جیسا کہ محمد
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خاتم النبیین ہین اگرچہ عیسی علیہ السلام بعد اونکے اوترینگے اور زمانہ انکا ہمنے اپنی کتاب
عنقاے مغرب مین ذکر کیا ہی کہ اوس مین انکا بھی ذکر ہی اور مہدی کا بھی انتہی مراد اس فقرے سے کہ نہ ختم کرے گا

مگر ولایت انبیا و رسل کو یہ ہی کہ ولایت انبیا و رسل خواہ انبیا و رسل کی ذاتون مین ہو خواہ اون اولیا مین کہ اونکے
قدم پر ہین سب کو حضرت عیسیٰ ختم کرینگے اور مراد اس فقرے سے کہ ختم اولیا محمدی ختم کریگا ولایت اولیا کو
یہ ہی کہ ولایت اون اولیا کو کہ قدم محمدی پر ہین اور وہ ولایت محمدیہ کے وارث ہین ختم کریگا اور عیسیٰ بھی جبکہ اس امت
مین داخل ہونگے اسی قسم کی ولایت رکھتے ہونگے کہ یہ ختم محمدی اونکے خاتم ہونگے اور فرق مراتب ولایت
ولی اور ولایت رسل مین یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ چونکہ رسول ہین خاتم ہوئے ولایت وراثۂ انبیا و رسل کو اور ولایت
ذات انبیا و رسل کو بھی جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اونکی نبوت کے خاتم ہوئے تھے اور خاتم اولیای
محمدی چونکہ ولی محض ہین فقط ولایت اولیاے وارثین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خاتم ہوئے نہ ولایت
ذات محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہ باعتبار اوس ولایت کے ذات محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خاتم عیسیٰ
علیہ السلام ہین اسواسطے کہ وہ ولایت جمیع انبیا و رسل کے خاتم ہین اور حضرت بھی اونمین داخل ہین اور جواب
اس شبہے کا کہ جب کہ عیسیٰ وراثۂ انبیا و رسل کے بھی خاتم ہین چاہیے تھا کہ وارثان ولایت محمدیہ کے بھی یہی خاتم
ہوتے ماقبل مین شیخ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہی کہ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہت سے احکام و
خصائص مین دوسرے رسولون سے ممتاز ہین اسواسطے مناسب ہوا کہ انکے وارثین کی ولایت کا
بھی خاتم علیحدہ اور متمیز ہووے یہ سب تاویلات اسواسطے کی گئین کہ حضرت شیخ کا کلام سابق و لاحق کہ کئی
مواضع سے اس کتاب مین نقل کیا گیا ہی نسق و نظم واحد پر ہے واللہ اعلم بمراد اولیائہ الکرام
الحمد للہ منزل الکتاب و مجری السحاب و ھازم الاحزاب کہ یہ کتاب اوسکی تایید و فضل سے شہر
رجب سنہ بارہ سو پچاسی ہجری مین کمال کو پہونچی اور امید قوی ہی کہ جیسا کہ اوسنے اسکی تالیف کی
توفیق اور تکمیل مین تایید فرمائی ہی موجب اپنی رحمت بے پایان اور فضل فراوان کے قبول فرما کر نافع اور مفید
خلائق کرے اور اس بندۂ ناچار و امیدوار کو مع اہل و احباب کے اسی حیلے اور ذریعے سے اس
عالم مین ہدایت اور عافیت اور اوس عالم مین رحمت و مغفرت سے سرفراز فرماوے آمین یارب
العالمین ربنا اکتب لنا السلامۃ والعافیۃ واھدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیہم وتقبل منا انک انت السمیع
العلیم وصلی اللہ وسلم علی خیر خلقہ محمد و آلہ
وصحبہ اجمعین

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضمیمہ ہدیہ مہدویہ

مولویصاحب عالی مناصب جعل اللہ سعیکم مشکورا

بعد از سلام اطلاع باد کہ رسالۂ مرسلہ دیدم در اول نظر چند شبہات دران مفہوم گردید از جواب شان تفہیم فرمایند فقط خلاصہ عبارت عقیدۂ اول سید محمد جونپوری کے اقوال و افعال سے انکا ولی ہونا در کنار زمرۂ اہل سنت سے ہونا مشکل ہی شبہہ اگر کوئی کتابی کہے کہ محمدؐ کے اقوال و افعال سے انکا نبی ہونا در کنار اہل اسلام سے ہونا مشکل ہی نقل کفر کفر نباشد نعوذ باللہ من ذلک کیونکہ انھون نے کہا ہی کہ اللہ بندے کے پاوان ہوتا ہی یہ حدیث صحیح بخاری مین اور مشکوٰۃ شریف کے باب ذکر اللہ مین موجود ہی اب اس بندے کے پاوان محمدؐ کے خدا ہین محمدؐ کا اور محمدیونکا یہ عقیدہ ہی اور انھون نے کہا ہی کہ اللہ آدم کی صورت پر ساٹھہ گز کا ہی یہ حدیث بھی بخاری مین اور مشکوٰۃ شریف کے باب السلام مین موجود ہی اب ایسا عقیدہ محمدؐ و محمدیونکا ہی اور انھون نے کہتے ہین کہ مین خود خدا ہون یہ عقیدہ محمدؐ و محمدیونکا ہی کیونکہ انھون نے ظاہر خود آپ اپنے ہاتھہ پر بیعت لیکر کہتے ہین انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم اب اس شبہے کا کیا جواب ہی خلاصۂ عبارت عقیدۂ دوم مہدی کی شناخت موقوف ہی وجود ان علامات پر کہ احادیث صحیحہ مین مذکور ہین شبہہ جنکو تمنے خاتم المحدثین لکھے ہین شاہ عبد العزیز دہلوی تحفۂ اثنا عشریہ کی بحث امامت مین لکھے ہین اگر ور علامات و امارات مذکورہ خلاف کردہ برآید و در وقتے از اوقات مردم را برنگ علما و مشائخ دعوت بدین و احکام شریعت بکند و خوارق عادات و معجزات نماید یقین است کہ کسے متعرض حال او نخواہد بود آب اس لکھنے سے معلوم ہوا کہ علامات احادیث صحیحہ مین اسیقدر ہین اور اگر سوائے اسقدر کے اور بھی ہوتی تو یہ شاہ صاحب خروج مہدی کا اسکے خلاف پر ہرگز نہ لکھتے اور ظہور حضرت کا بھی وہ نہین باتون تمہارے انحصار

یہ عدم تعرض مطلق اصلاً بیان نکرنے اب اسکا کیا جواب ہی اور وہ علامات احادیث صحیحہ مین بلا اختلاف
وطن کیا کیا ہین اور کتنے ہین معتبر کتابون کے حوالے سے بتائے اور آپ نبی صلعم کے باپ کا نام
عبداللہ ہونا اجماع کی خبر اتفاقی سے ثابت کیے ہین اور ہمارے حضرت کا نام سید محمد حضرت کے
زمانے سے آج تک سب اجماع اہل خلاف اور اہل وفاق کی خبر اتفاقی سے ثابت ہی سوا اس
اجماع کا خلاف کرکے آپ شیخ لکھتے ہین یہ کیسا طرز ہی اور نبی فرماتے ہین ان اللہ لا یجمع
امتی علی ضلالۃ و ید اللہ علی الجماعۃ فمن شذ شذ فی النار اب حضرت تمہارے زعم پہ
فی الواقع شیخ ہوتے ہوئے اس امت کو حضرت کی سیدی پر جمع کرنا ضلالت پر جمع کرنا ہی توضیح
کے رکن اجماع مین ہی کہ قولہ تعالیٰ وما کان اللہ لیضل قوما بعد اذ ھداھم یدل علی
انہ لا یلقی فی قلوب قوم ھم العلماء المھدیون خلاف الحق لکونہ ضلالا
لقولہ تعالیٰ فماذا بعد الحق الا الضلال اور پھر نبی فرماتے ہین کہ اتبعوا السواد الاعظم
فانہ من شذ شذ فی النار اب حضرت کی سیدی سواد اعظم ہی کہ جسپر سب اہل خلاف و وفاق
چلے ہین اور پھر نبی صلعم فرماتے ہین ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ
والقاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب علیکم بالجماعۃ والعامۃ اب حضرت کی
سیادت بالجماعۃ والعامۃ ہی اور پھر نبی صلعم فرماتے ہین من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ
الاسلام من عنقہ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی
ونصلہ جھنم وساءت مصیرا اب حضرت کی سیادت بالجماعت اور سبیل المؤمنین ہی
پس اب حضرت کے اجداد مین ایک نام سید نعمت اللہ بعضی کتابون مین نپایا جانے سے
باوجودیکہ علم انساب و تواریخ مین صدہا کتب ہوتے ہوئے اور ان سب کا مطالعہ میسر نہوتے
ہوئے اور کشف الظنون مین علم انساب کی کتب کے ۲۶ نام ہین انسے عمدۃ المطالب لطائف
اشرفی کا ذکر نہین ہی پھر اسمین بھی اختلاف اول مین امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کے ۲۳ فرزند اور دوم مین ۶۰ فرزند مکتوب ہین الغرض ایسی سب صورتون پر مسلسل متواتر
خبر اس نسب کی حضرت کے خاندان مین ثقہ بزرگون سے چلی آتی ہی سو اور دوسرے عالی مشائخ
خاندانون مین بھی مانند خاندان خواجہ بندہ نواز کے گلبرگہ شریف مین چلی آتی ہی سو اور امیرون کے

شہر درن مین بھی یہی خبر جیسا کہ کرنول کے نوابون کے یہان موجود ہی ایسی خبر کو باطل ٹھہرا کر برخلاف
اوس سنت وکتاب کے یقیناً حکم غلطی اور خطاے ضلالت کا اس اجماع پر ثابت کرنا کسطرح
راست و درست ہوسکے گا سو جواب دیجیے اور پھر حضرت سید محمد باوجودیکہ حسب ونسب مین
شہرۂ آفاق ہوتے ہوے اور حضرت کے ہمعصر و قریب کے سب معتبر لوگ حضرت کے مہدویت
کے اثبات وانکار کی دلیلون کے دریافت پر سخت تر حاجت رکھتے ہوے اور بکمال جستجو و تلاش
ان دلیلون کے ہوتے ہوے اس اصل سیادت کو جو اس مہدویت کی بڑی معتبر کی دلیل ہی
سو جو ایسی بڑی دلیل دریافت نکر کے بلا دریافت اس سیدی پر اتفاق کر لیے ہین کہنا اور اپنی
ویسی خام دریافت پر نازان ہوکر ان سب پر الزام رکھنا بہت نامعقول غیر مناسب بات صاف
معلوم ہوتی ہی اسکا کیا جواب ہی اور پھر اس سلسلہ نسب مین امام موسی کاظم تک فقط ایک نام اس
تمھاری خام دریافت پر ثابت نہو کر تمھارے زعم پر اس نسب مین اسقدر فتور برپا ہو تو اس
صورت پر اگر کوئی ایک کتابی سوال کرے کہ تمھارے نبی کو وحی کا اور ما ینطق عن الھوی ان ہو
الا وحی یوحی کا اور علم الاولین والآخرین کا دعوی ہوتے ہوے عدنان تک اپنا نسب پونہچا کر
کذب النسابون الی مافوق العدنان کہنا اور مافوق کے سب نامون کو اسمعیل علیہ السلام تک چھپا
رکھنا ظاہر و ثابت نکرنا اولاد اسماعیل سے ہونے مین خالی فتور و خلل سے نہین ہی اس سوال کا
کیا جواب ہی اور پھر ایک تمھارے اس دریافت خام پر حضرت کی سیدی مین اسقدر خلل تمھارے ایک زعم پر
واقع ہو تو اس صورت پر لاکھون شیعہ کی دریافت وتحقیق پر جناب محبوب سبحانی قطب ربانی
غوث الاعظم پیران پیر دستگیر قدس سرہ العزیز کی سیدی مین کسقدر خلل و فتور واقع ہوے
اس بات کا کیا جواب ہی اور پھر باوجود اس سیادت پر اسقدر ترجیحات ہوتے ہوے اس لفظ
سے اعراض کرکے جو آپ شیخ جابجا لکھتے ہین یہ شیخی کس دلیل سے ثابت کیے ہو بیان کیجیے
والا یہ ترجیح بلا مرجح لازم آوے گی مرقوم ۱۳ ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۶ ہجری راقم محمد ہوشندار خان

سرآمد اقران وامثال محمد ہوشندار خان صاحب جمعدار وفقکم اللہ سبحانہ لما یحب ویرضاہ

ازطرف خیر طلب مہدویان ابو رجا محمد زمان بعد تحیات فراوان واضح باد کہ رقعۂ گرامی مع شبہات
مخترعہ عالم میان صاحب موصول گردید وہرچند کہ متمناے خاطر آن بود کہ میان موصوف ہرچہ میکہتا

ہدیۂ مہدویہ می نویسند تا منتہای ہوس خود بانجامش رسانند و بعد ازان ہرگاہکہ جملگی برآرند و طبع کنانیدہ
بنظر مردم درآرند ازینطرف بیکبارگی جوابش باستیعاب اغلاط ایشان نوشتہ شود و ہرچہ در ہدیۂ مہدویہ
از معائب مذہب و پیشوایان مذہب فروگذاشت شدہ فراگرفتہ قابلیت میان و خوبیہاے بزرگان
ایشان از سرنو پیش نظر جہانیان کشیدہ شود لیکن چون ایشان با امتحان تحقیقات خودشان
ہم وزن نمودہ مستعجلانہ براے طلب جواب شبہات چند کہ سرمایۂ محنت سہ سالہ ایشان و جواب خط
رقیمۂ بندہ مورخہ ۲۷ شوال ۱۲۸۹ ہجری مندرجہ ہدیۂ مہدویہ صفحہ ۱۴۱ ہست دست بدامان
توسط گرامی زدند بپاس خاطر گرامی و نیز نظر بر ینکہ مشتے نمونۂ خرواری باشد و اندکے دلیل بسیارے
بہ نگارش جوابش خامہ فرسائی نمودم و حیرانم کہ ازان اشکالات فراوان کہ در ہدیۂ مہدویہ موج زن
اند کید ور انتخاب نمودہ بجوابش محتلے شائقہ کہ آنہم بحقیقت ہباءً منثورا و خیال خام نسبت بجود
ورزیدہ اند سود این سودا چہ اندیشیدہ اند ایا بمقدمہ کہ در ہدیۂ مہدویہ تاکید و تنبیہ برآن رفتہ بخاطر
خویش نہم جا نگرفتہ کہ از صدہا اشکال کہ بر ذات مہدی ایشان وارد می شوند تا وقتیکہ یکے ہم بے
جواب معقول باقی خواہد ماند مہدویت جز نقش برآب و خیال سراب نخواہد بود چہ جاے آنکہ یکی اسم جوابے
شافی نصیب نیست چنانکہ از مطالعہ تحریر آیندہ ذیل دانشمندان را مبرہن و واضح خواہد شد انشاء اللہ
تعالی والحق احق بالاتباع المرقوم ۱۹ ذی قعدہ ۱۲۸۹ ہجری **قولہ** خلاصۂ عبارت عقیدۂ اول الخ
جواب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین مین کوئی بات خلاف عقل یا قطعیات ادیان سابقہ کے
نہین ہی اور اگر کسی جاے کوئی قول ظاہر موہم خلاف مقصود کا ہوتا ہی تو انکے دین مین اسکی تاویل ہوتی ہی
چنانچہ یہ حدیث کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ بندہ جب قرب نوافل کے سبب مقام محبوبیت کو پہونچتا ہی مین
اوسکے ہاتھ پاؤن وغیرہ جوارح ہو جاتا ہون مراد اوس سے یہ ہی کہ اس مقام مین چونکہ بندے کی تمام
حرکات موافق رضاے حق تعالی کے ہوتی ہین ساختہ و پرداختہ اسکا ساختہ و پرداختہ حق تعالی کا
ہوتا ہی اور جسکو گرفت و گیر کرتا ہی محض بقوت حق کرتا ہی اور یہ محاورہ دایر و سایر ہی کہ جو کام کسیکی مرضی
و اجازت سے ہوتا ہی ہرچند کہ دوسرے کے ہاتھ سے ہو لیکن اوسکو اپنی طرف نسبت کرتا ہی چنانچہ
کتابون مین بلاغت کی موجود ہی کہ بنی الامیر المدینۃ و ہزم الامیر الجند اور اسی قبیل سے ہی
حدیث مذکور اور یہ آیت بھی کہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ اور حدیث

خلق اللہ آدم علی صورتہ طولہ ستین ذراعاً کی تاویل یہ ہی کہ صورت بمعنی صفت کے
ہی چنانچہ کہتے ہین کہ صورت مقدمے کی اور صورت مسئلے کی یہ ہی پس معنی یہ ہوئے کہ پیدا کیا اللہ
تعالی نے آدم کو اپنی صفت پر کہ سمع وبصر وعلم وقدرت وغیرہا اونمین رکھکر مظہر صفات آلہی کا کیا بعد
اوسکے ایک صفت جداگانہ آدم کی بیان فرمائی کہ درازی اونکے قامت کی ساٹھ ہاتھ کی تھی اور بعضے
کہتے ہین کہ ضمیر صورتہ کی طرف آدم کے راجع ہی یعنی ابتدائے خلقت مین آدم علیہ السلام کو اونکی
صورت پر ساٹھ ہاتھ کا پیدا فرمایا نہ مانند دوسرے آدمیون کے کہ اول خلقت مین نطفہ ہوتا ہی پھر
علقہ پھر مضغہ پھر بچہ پھر جوان بالغ ہوکر قامت وصورت کامل پر پہونچتے ہین بخلاف مہدویونکے کہ اونکی
شریعت مین اونکے کلام مین تاویل کرنے سے آدمی غیر مہدی ہوجاتا ہی چنانچہ پنج فضائل مین
لکھا ہی کہ جو کہ فرمان مہدی مین تاویل کرے وہ آن مہدی سے نہین ہے اور عقیدہ شریفہ مین
لکھا ہی کہ جو شخص بیان مہدی مین کچھ تاویل یا تحویل کرے وہ مخالف بیان اوس ذات کی ہوگا انتہی
پس جن اقوال مہدی کی کہ تاویل ہوسکتی ہی اگر تاویل کرین تاویل کنندہ غیر مہدی ہوجائے گا
اور اگر نکرین تو خود مہدی خارج فریق اہل سنت سے ہوجاوینگے اور جن اقوال کی کہ تاویل غیر ممکن
ہی وہان اشکال یکطرفی اور سنت سے برطرفی نقد وقت اور دست بدست ہی اور جو شخص کہ کتاب
ہدیہ مہدویہ کو بطریق انصاف وحق طلبی مطالعہ کریگا اوسپر ظاہر ہوگا کہ کس کثرت وشدت سے
شیخ جونپوری کے اقوال مخالف دین مسلمانی بلکہ تمام ادیان آسمانی کے ہین کہ اونمین تاویل کی
ہرگز گنجایش نہین ہی اگر فراموش ہوگئے ہون تو تمام کتاب کو دوبارہ ملاحظہ کیجیے اور اگر یہ بھی
نہو سکے تو فہرست کو دیکھیے اور ایسے اقوال کا نشان نکال کر اون مقدمات خاص کو مطالعہ
کیجیے **قولہ** خلاصۂ عبارت عقیدۂ دوم الخ **جواب** یہ شبہہ عالم میان کے رسائل مین بندے
کی نظر سے گذرا تھا لیکن نہایت سست اصل اور میان مذکور کی غلط فہمی پر حمل کرکے بلا تعرض
چھوڑ دیا تھا چنانچہ اکثر شبہات اسی قسم کے ملمعات سمجھکر چھوڑ دیے گئے کہ عقلا ایسے کلمات بے پایہ
کی طرف التفات نکرینگے یا بعد چندے میان خود مغز سخن کو پہونچکر اپنے مین آپ شرماکر چپ
ہوجاوینگے لیکن چونکہ باوجود فارسی سلیس ہونے تحفۂ اثنا عشریہ کے مقام مذکور کو اس عرصہ سالہا
مین نسمجھے اور اس مرتبہ پردہ وساطت مین ہوکر پھر گفتگو شروع کی کشف حقیقت حال کا ضرور ہوا

اور ناچار کہنا پڑا کہ میان نے اس جاے ایک عجیب طرح کی خیانت کو کام فرمایا ہی کہ آدھی عبارت تحفہ کی کہ جس سے کل عبارت کا مطلب کھلتا تھا اور بطلان انکے مقصود کے مخالف ہوتا تھا چھپا کر نصف ثانی کو نقل کر کے اولٹا مطلب بیان کیا اب تمام عبارت کو ملاحظہ کیجیے کہ صاحب تحفہ شاہ عبد العزیز مرحوم رد مین اہل تشیع کے کہ مہدی کے غار سر من راے مین بخوف سنیون کے پوشیدہ ہونے اور اختفاے مطلق اختیار کرنے کے قائل ہین لکھتے ہین کہ صاحب الزمان را کہ امام ہست النتہ علم ما کان و ما یکون حاصل خواہد بود ولا اقل از زبان کسے کہ درین غیبت از شیعہ یا و میرسد شنیدہ باشد کہ مخالفین او ہرگز دعوی مہدویت او را پیش از ہزار سال بلکہ زیادہ قبول نخواہند داشت زیرا کہ نزد مخالفین از مسلمات است کہ ظہور الایات بعد المائتین یکہزار و دو صد از ہجرت می باید بکذرد بعد ازان علامات قیامت شروع خواہند شد و نیز مخالفین او می گویند کہ مہدی سر صد خواہد بر آمد نہ در اوسط آن و قریب بخروج عیسی بن مریم خواہد بود نہ بفاصل ازان و او را ابر سایہ خواہد کرد نہ غار سر من راے و مخرج او حرم شریف مکہ است نہ سر من راے دعوت امامت در عمر چہل سال خواہد کرد نہ در حالت صغر و نہ در آوان شیخوخت پس اگر در علامات و امارات مذکورہ خلاف کردہ بر آید و در وقتی از اوقات مردم را در رنگ علما و مشائخ دعوت بدین و احکام شریعت بکند و خوارق عادات و معجزات بنماید یقین ست کہ کسے متعرض حال او نخواہد بود انتہی آپ بغور ملاحظہ کیجیے کہ اس عبارت مین مخالفین سے مراد اہل سنت ہین اور یہ علامات شش گانہ مذکورہ مسلمات اہل سنت سے ہین اور حاصل کلام یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک علامات ضروریات مہدویت سے ہین اور شیعہ کے نزدیک چونکہ اہل سنت مہدی غار نشین کی مہدویت کے دشمن ہین اگر وہ بزرگ بغیر ان علامات کے گاہ گاہے بر آمد ہووین اور برنگ علما و مشائخ کے دعوت دین و احکام شریعت کی فقط کرین یعنی مہدویت کو وقت منظور تک چھپا رکھین کوئی سنی اونکو مہدی جانکر اونکا دشمن نہوگا اور تعرض اونکے حال کا نکریگا اونکو اسقدر غیبت دائمی اور اختفار شخصی و جسدی کیا ضرور ہی بلکہ برملا مانند علما و اولیا کے کرامت و ہدایت بجا لائے زمین منتظر اپنے وقت کے بھی جی سکتے تھے اور افسوس ہی کہ اس مطلب واضح کو عالم میان نہ سمجھے اور اولٹا یہ سمجھے کہ شاہ صاحب اور اہل سنت بغیر علامات کے محض مشائخی اور پیری کے طور پر مہدویت کا اعتقاد رکھتے ہین اور غضب یہ کیا کہ اوپر کی عبارت کو بالکل اوڑا دیا

ورگرنہ شخص دانشمند سالم عبارت دیکھکر مطلب کو پہونچ سکتا تھا اور میان موصوف کہ جابجا ایسے کام
کرتے ہین چنانچہ ہدیۂ مہدویہ سے ظاہر ہے یہ بھی خیال آتا ہی کہ اسقدر کم استعداد و کم فہم نہونگے
کہ ایسے سہل مقامون کو نہ سمجھے بلکہ اس تحریف و تغلیط مین کچھ ثواب سمجھ کر قصداً کرتے ہونگے
کیونکہ انکے پیشواؤن کی سنت اور طریقہ بھی تھا چنانچہ ہدیۂ مہدویہ کا صفحہ ۹۰ ملاحظہ کیجیے کہ میان
خوندمیر صدیق ولایت نے عبارت فتوحات مین بارہ جاے تحریف کی اور ایضا صفحہ ۱۱۶ دوسری
عبارت فتوحات مین انھین صدیق نے چھ جاے تحریف فاحش کی اور سوا اسکے اور بہت مقام ہین
گر اگر کچھ شک ہی تو مقامات مذکورہ ہدیۂ مہدویہ مین نکالکر فتوحات مکیہ منگوا کر مقابلہ کیجیے تا کہ صدق انکے
صدیق اکبر کا معلوم ہوجاوے اور یہ جو آپ نے لکھا کہ علامات احادیث صحیحہ مین بلا اختلاف وظن کیا
کیا ہین بیان کیجیے نہایت حیرت ہوئی کہ آپ نے تمام ہدیۂ مہدویہ دیکھی مگر ہماری طرز بحث کو نہ پہچانا
اور یہ نہ جانا کہ آداب مناظرہ سے ہمارا کیا منصب ہی اور آپ کا کیا آپ مستدل ہین کہ مدعی ہین ایک
شخص خاص کی مہدویت کے دلائل لانا آپ کا کام ہی اور ہم کسی شخص خاص کی مہدویت کے مدعی
نہین کہ اپنے دلائل نقل کرین بلکہ مانع با سند ہین کہ فقط اعتراض کرنا اور اوسکو مسند کر دینا ہمارا کام
ہی واللہ یقول الحق وهو يهدي السبيل **قولہ** اور آپ نبی کے باپ کا نام عبد اللہ ہونا اجماع
کی خبر اتفاقی سے ثابت کیے ہین اور ہمارے حضرت کا نام سید محمد حضرت کے زمانے سے آج تک سب
اجماع اہل خلاف و اہل وفاق کی خبر اتفاقی سے ثابت ہی الی قولہ صاف معلوم ہوتی ہی اسکا کیا جواب ہی
جواب معلوم ہوتا ہی کہ آپ نے اب تک یہ نہ پہچانا کہ امت کسے کہتے ہین اور اجماع امت
کیسا ہوتا ہی اور یہ بھی نہ سمجھے کہ جس چیز پر اجماع ہوا ہی وہ کیا ہی اور سند اجماع کیا ہی ورنہ اپنے مہدی کے
سید محمد نام مشہور ہونے کو ہرگز اجماع امت مثبت سیادت برابر اسمیت عبد اللہ والد حضرت
خاتم الرسالت کے نہ ٹھہراتے کیونکہ دونون مین فرق آسمان و زمین کا ہی اسواسطے کہ حضرت خاتم
الرسالت کے والد ماجد کا نام عبد اللہ ہونا اسطرح اجماع اور متواتر ہوا کہ ہنگام ولادت جب انکے والدین
نے عبد اللہ نام رکھکر مدت الحیوۃ اسی نام سے پکارا تمام اہل مکہ وغیرہ اہل عرب نے سنا اور جانا اور
حضرت رسالت پناہ نے بھی بارہا اقرار کیا اور یہی نام بتایا اور تمام عرب بعد اسلام کے بھی اوسی
نام کو جانتے اور مانتے رہے اور تمام صحابہ اسی بات پر اتفاق اور اجماع رکھتے رہے کہ آنحضرت

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہین اور حسب بلاد روم و شام و مصر و ایران و توران وغیرہ مفتوح
ہوئے تمام اہل آفاق مذکورہ کو زبان سے صحابہ و سائر اہل عربستان کے یہ خبر پہونچی پھر جہانتک جہان
مین آوازہ دولت محمدیکا پہونچتا گیا یہ نام بھی آویزہ گوش ہر ادنی و اعلی کا ہوتا رہا اور ہر قرن
سابق قرن لاحق کو یہ خبر پہونچاتا آج تک چلا آیا اور ہر قرن مین تمام امت نے اسکو تسلیم
کیا پس خبر اجماعی ہر قرن مین اور متواتر رہی کہ آج تک ایک فرد بشر نے بھی اسکا انکار نکیا بلکہ
عوام مومنین بھی کہتے ہین کہ چار کرسی پیغمبر کی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف
ہین پس اس خبر اجماعی متواتر یقینی پر یقین کرنا جیسا کہ اہل سنت کے نزدیک فرض و لازم ہی اور
انکار اوسکا کفر ہی ویسیہی مہدویون کے نزدیک بھی ہی چنانچہ سید میران جی بن سید سلام اللہ
کے سلسلے مین لکھا ہی کہ منکر اجماع صحابۂ نبوت اور صحابۂ ولایت کافر ہین لیکن با این ہمہ انکے
مہدی نے اس خبر اجماعی متواتر یقینی کا انکار کیا چنانچہ انصاف نامے کے باب اول مین کہ مہدویونکی
نہایت معتبر کتاب ہی لکھا ہی کہ علما نے انکے مہدی سے سوال کیا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ یواطی
اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی یعنی مہدیکا نام میرے نام کے اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپکے
نام کے موافق ہوگا اور تمہارے باپ کا نام تو سید خان ہی اونھون نے جواب دیا کہ رسول خدا کے
باپ مرد کافر تھے اونکا نام عبد اللہ کیونکر ہو سکتا ہی بلکہ محمد رسول اللہ کا نام محمد عبد اللہ تھا اور مہدیکا
نام بھی محمد عبد اللہ ہی اور ابن کا لفظ سہو کاتب ہی کہ محمد بن عبد اللہ لکھدیا ہی انتہی سبحان اللہ یہ عجیب سخن ہی
کہ سوائے انکے جہان مین کسی سے سرزد نہوا اب مہدوی لوگ از براے خدا انصاف سے جواب
دیوین کہ تمام جہان کے مخالف تمہارے مہدی اس کلام مین صادق ہین یا کاذب کوئی انسان
ہوش و حواس ثابت رکھتا ہوا ہرگز نہین کہہ سکتا ہی کہ صادق ہین بلکہ بلاشک اس سخن مین کذب
صریح انسے سرزد ہوا پس جو شخص کہ ایسی بات مین کہ جہان پر روشن ہی جھوٹ بولنے مین احتیاط
نکرے اوسکو ایسے امر باطنی و مخفی مین کہ مجکو خدا نے مہدویت کا حکم بھیجا ہی جھوٹ بولنا کیا
اچنبا ہی اور جبکہ ایک جھوٹ بھی ثابت ہوا وہ شخص مہدی کب ہو سکتا ہی کہ تمہارے نزدیک
مہدی معصوم چاہیے چہ جاے آنکہ سوائے اسکے اور بہت سے کذب و اغلاط اونسے سرزد
ہوئے ہوویں کہ مطالعہ ہدیۂ مہدویہ سے معلوم ہوتے ہین غرضکہ وعیدات احادیث ان اللہ یجمع

امتی علی ضلالتہ ویداللہ علی الجماعتہ فمن شذ شذ فی النار اتبعوا السواد الاعظم
فانہ من شذ شذ فی النار اور آیت ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ
جھنم وساءت مصیرا وغیرہا جسقدر کہ تمنے ہمارے حق مین لکھی ہین یہ سب مہدی پر صادق
آتی ہین اور یہ بھی تمہارے مہدی کی تقریر سے صدر معلوم ہوا کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب کے زمین سے
آسمان تک سب اونکی پیغمبری کے معتقد ہین یہ بزرگ معتقد نہین ہین بلکہ انکے پیغمبر محمد عبداللہ نامے
کوئی شخص فرضی ہین کہ یہ اونپر ایمان لائے ہین اور اونھین کی تصدیق کرتے ہین کہ لا الہ الا اللہ
محمد عبداللہ رسول اللہ اور ان محمد عبداللہ فرضی پیغمبر کے باپ کا نام ابتک نہ معلوم ہوا کہ کیا ٹھہرایا
گیا ہی لیکن چونکہ یہ تمام اوکھاڑ پچھاڑ فقط لانے واسطے ہی کہ اپنے باپ کا نام اور پیغمبر کے باپ کا
نام ایک ہوجاوے اور یہ بغیر اسکے ہرگز نہین بنتا ہی کہ اودھر بھی نام عبداللہ کا اور اِدھر بھی نام سید خان
بتلایا جاوے پس ناچار عندیہ ہین یہی ہوگا ورنہ جواب منتج مقصود اور مسکت سائل نہین ہوسکتا ہی
لیکن پھر انتہا عندیہ معلوم نہوئی کہ یہ سید خان فرزند عبدالمطلب کے ہین یا کسی اور خاندان سے
ہین سبحان اللہ عجب پریشانی ہی کہ جیسا کہ اپنا نسب تیرھوین پشت پر گم تھا اپنے پیغمبر کا نسب
پہلی پشت پر گم کردیا اور طرفہ یہ کہ باوجود ایسے کلمات کے مہدوی انکی شان مین لکھتے ہین کہ ما ینطق
عن الہوی جب اجماع و تواتر حقیقی بخوبی ذہن نشین ہوچکا اب اپنی طرف کے اجماع کا حال کہ جسکو
تمنے اجماع امت ٹھہرایا ہی سنیئے کہ اجماع امت جب ہوتا ہی کہ تمام امت محمدی مشرق سے مغرب تک
ایک بات پر اتفاق کرے جیسا کہ حضرت کے محمد بن عبداللہ ہونے پر سب کا اتفاق ہی نہ یہ کہ چند
شہر سندھ و گجرات و دکن والے تمہارے مہدی اور انکے خاندان والون کی زبان سے سنکر انکو
سید محمد بولنے لگے اور اجماع امت ہوگیا حالانکہ تمام اقالیم اسلام مین مانند روم و شام و مصر
و مغرب و عربستان و ایران و توران و ترکستان و ختا و ختن و افغانستان وغیرہا مین اونکا کسینے
نام بھی نہ سنا بلکہ ہندوستان کے بڑے شہرون مانند لاہور و ملتان و دہلی و لکھنؤ و بنگالہ مین
کسینے نہ پہچانا اور اگر ان ملکون مین کوئی انکا نام بھی لیتا ہی تو لوگ متحیر ہوتے ہین کہ یہ کون
شخص تھے اور یہ کیسا مذہب ہی اب اجماع امت کہانسے ہوا اور قطع نظر اس سب سے اتنا
غور نہین کرتے کہ یہان تواتر و اجماع ادعائی کس بات پر ہی میان نعمت اللہ یا اونکی اولاد مین

کوئی شخص اول مرتبہ ہندوستان مین خدا جانے کہان سے وارد ہوئے اونھون نے اپنے تئین سید
کہلایا لوگ اونکی زبان کے گواہ ہوے نہ یہ کہ انتہا نسب تک مسلسل حقیقۃً مطلع ہو گئے ہون کہ وہ
اب تک کسیکو حل نہوا ایسے گواہی مدعی کی زبان کی ہوئی نہ حقیقت حال کی یہ گواہی لغو اور ہیچ
ہوا کرتی ہی اور یہ گواہی زبانی بھی میان نعمت اللہ تک پہونچکر منقطع اور ختم ہو گئے کہ جب کوئی بیٹا اور پوتا
اور پرپوتا امام کاظم کا نعمت اللہ نہ نکلا نعمت اللہ کے باپ کا پتا نہ لگا کہ کون تھا اور شیخ تھا یا سید
یا مغل تھا یا افغان یا گرد تھا یا ترکمان اور وطن عربستان تھا یا مغلستان یا افغانستان تھا
یا ترکستان یہ تمام مقدمہ مجہول رہا اور مہدویت کہ اوسیکے واسطے سیادت ضرور قطعی ہی وہ بھی
بلاشبہہ مجہول ہوئی سبحان اللہ اس مجہول و مشکوک مہدویت پر تمام جہان کا ایمان اور بڑا اکفر کا
فتوی دے رہے ہین اور ایسے مجہولیت پر اتنا نہ سمجھنا بلکہ دوسری بہت سی باتین تمھارے
شیخ مین ایسی ہین کہ قطعاً و یقیناً بطلان مہدویت کا لازم آتا ہی کہ اگر دانشمندانہ ہدیہ مہدویہ کا
مطالعہ کیے ہونگے تو سمجھے ہونگے اگر در خانہ کس ست حرفی بس ست شعر و گر صد باب حکمت پیش
نادان بخواند آید ش بازیچہ در گوش ❊ غرضکہ طریقۂ مذکور الصدر کچھ خاندان شیخ جونپوریہ منحصر
نہین ہی بلکہ تمام جہانکا دستور یہی ہی کہ جب کوئی تازہ وارد اپنی ذات بیان کرتا ہی سامعین اوسکی
زبانی وہی ذات اوسکی نقل کرتے چلے جاتے ہین نہ یہ کہ ہر شخص اپنا نسب نامہ بغل مین لیے پھرتا ہو
اور نام کے ساتھ بتلا دیا کرتا ہو تا کہ اوس فرد سے پکارنے والے اوسکے سب نسب پر بھی مطلع
ہو جایا کرین البتہ جبکہ حاجت پڑتی ہی اوسوقت نسب نامے منگوائے جاتے ہین اور اکثر اہل عرب
کو زبانی اپنے نسب نامے یاد ہوتے ہین اوسوقت اوس نسب نامے کو کتابون علم انساب سے
کہ کسوٹی نسب آزمائی کی ہین متقابل کیا جاتا ہی جسکا نسب صحیح و صاف ہوتا ہی طابق النعل بالنعل
مطابق پڑتا ہی اور جس شخص نے کہ اپنے بزرگون کے نام کو زبردستی کسی شخص عالی مقام مشہور
انام سے ملا دیا ہی اوس نام کا سراغ اوس عالیمقام کی اولاد یا اولاد الاولاد مین نہین نکلتا ہی اور یہ
شخص اگر خدا ترس ہی تو نادم ہو کر داخل النسب ہونے سے کہ بڑا سخت گناہ ہی توبہ کرتا ہی اور اگر
طمع دنیا یا ضد اوسکے دل پر چھائی ہی تو مہدویون کی طرح اپنی آخرت سے خوف نکرکے ضد و اصرار کرے
جاتا ہی اور کیکیے نہین مانتا ہی کہ مرغ ایک ٹانگ کا ہی اور سلاور اگر یہ کتابین علم انساب کی نہوتین

تو آج جسکا دل چاہتا امیر تیمور و امیر غثمان خان و قلیچ خان و امام ابوحنیفہ و امام موسی کاظم و شیخ عبد القادر
جیلانی کے نسب مین گھس جاتا اور سب کتابین علم نسب کی دیکھنا ضرور نہین ہی اسواسطے کہ باپ
دادے آدمی کے متعدد نہین ہوتے ہین اس سببسے ان کتابون مین اختلاف بہت کم ہوتا ہی کہ اکثر جو
بات ایک کتاب مین نکلتی ہو وہی سب مین نکلتی ہی اگر تمکو شبہہ ہی اس سخن کا امتحان کیجیے کہ انشاء اللہ تعالی
اگر تمام کتابین علم انساب کی دیکھو گے میان نعمت اللہ کے نام کا خاندان موسوی مین پتا
نپاؤ گے ابھی ایک کتاب بھی آپ نے اس فن کی نہین دیکھی اتنا غوغا بیفائدہ کیا ضرور ہے
اور کشف الظنون والے نے یہ دعوی نہین کیا ہی کہ جہان کی معتبر کتابونکا شمار کر دونگا تم خود
لکھتے ہو کہ علم انساب مین صدہا کتابین ہین اور کشف الظنون مین فقط چھبیس کا شمار کیا ہے
اسواسطے کہ اوسکے مصنف کو اوسیقدر نظر پڑین اور بندے نے کہ عمدۃ المطالب فی نسب
آل ابیطالب و لطائف اشرفی سے احوال نسب کا لکھا ہی یہ کتابین تمھارے مہدی کی پیدایش
سے مدتہا پہلے تصنیف ہوئی ہین اور نہایت معتبر ہین اور نہایت حیرت یہ ہی کہ آپ لکھتے ہین
کہ کتاب اول مین موسی کاظم کے ۳۲ فرزند اور دوم مین ۶۰ فرزند مکتوب ہین نہایت غضب کی
بات ہی کہ آپ جب ہدیہ مہدویہ کی عبارت نہ سمجھے تو کیا کیا جاوے اوسمین یون لکھا گیا ہی
کہ عمدۃ المطالب مین لکھا ہی کہ موسی کاظم کی اولاد صلبی ساٹھ عدد ہین ۲۷ بیٹیان اور ۳۳ بیٹے
اور لطائف اشرفی مین لکھا ہی کہ ساٹھ فرزند ہین سینتیس لڑکیان اور تیئیس لڑکے انتہی اب
ملاحظہ کیجیے کہ کیسی صاف عبارت ہی اور آپ نہ سمجھے شاید کہ لفظ فرزند سے آپ کو دھوکا
ہوا اور یہ نہ سمجھے کہ لفظ فرزند فارسی مین عام ہی مذکر مؤنث کو حالانکہ نیچے اوسکی تفصیل موجود
تھی اونکے علماء اہل سنت نے تمھارے مہدیکا رد کرتے وقت جو تلاش اونکے نسب کی
نکی سبب اوسکا یہ تھا کہ سیادت دنیا مین کمیاب نہین ہی کسیکے دل مین بھی یہ خطرہ نہ گذرتا
تھا کہ لاکھون آدمی دنیا مین سید صحیح النسب موجود ہو رہین اور ان بزرگ کی سیادت مجہول
نکلے اور اول بندے کو بھی یہی دھوکا تھا یہ سب عالم میان کی عنایت کا سبب ہی کہ اپنا نسب نامہ
لاکر دکھلایا اور اس نعمت غیر مترقبہ کو ہاتھ لگایا اور جب اللہ تعالی اپنی حجت کامل فرمایا
چاہتا ہی ایسی اسباب قائم کرتا ہی ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد + اب وقت خوف

توبہ کاہی نہ شور و شغب کا وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ **قولہ** اور پھر اس سلسلہ
نسب مین امام موسیٰ کاظم تک فقط ایک نام الی قولہ فتنہ واقع ہوئے اس بات کا کیا جواب ہی
جواب نسب ظاہر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتابون علم انساب مین ذیل
اعقاب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام مین مسلسل و متصل مسطور ہی اور شبہہ شبیعہ کا محض وہم ونکے دلیل
کہ قابلیت التفات و سماعت کے نہین رکھتا ہی یہی مذکور ہی اور نسب عدنان کا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
تک بھی بلا انقطاع و انفصال بروایات متعددہ و متنوعہ مسطور ہی لیکن اختلاف روایات سے کہ
کذب بعضے رواۃ و طرق کا لازم آتا ہی اوسکی تنقیح و تفتیش کردی گئی ہی ہر چند کہ راقم کے اسوقت
وہ سب پیش نظر ہی لیکن نقل کرنا اون سب جوابات طولانی کا عبث سمجھتا ہی اسواسطے کہ
ہماری تمھاری بحث کو اوس بحث سے ہرگز مناسبت نہین ہی کیا تمکو اتنا بھی معلوم نہین ہی کہ
ولایت اور پیغمبری کسی ذات و نسب پر موقوف نہین ہی ولایت کسب سے تعلق رکھتی ہی کسی ذات
و خاندان سے اوسکو خصوصیت نہین ہے ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند ع حسن ز بصرہ بلال
از حبش صہیب از روم ہ ز خاک مکہ ابو جہل این چہ بو العجبی است ہ اور نبوت محض داد حق ہی کسی
قوم و خاندان کا اوسمین اجارہ نہین ہی اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ لیکن جب پیغمبر سے
معجزات و اخلاق مطابقہ و مسلمہ ادیان سماویہ سے ثابت ہو جاتے ہین وہ پیغمبر جو خبر دے بالمشافہہ
سننے والونکو مطلقا قطعی ہوتی ہی اور بعد والونکو اوسمین سے جو بتواتر پہونچی وہ قطعی ہوتی ہے
وگرنہ ظنی ہوتی ہی پس جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ثبوت رسالت کے خبر دی کہ مین اولاد
اسمٰعیل و ابراہیم علیہم السلام سے ہون بالمشافہہ سننے والونکو بالقطع معلوم ہوگیا اور ہمارے حق مین چونکہ
بطریق خبر احاد کے پونہچا ظنی ہوا اور نسب نامہ عدنان کا بھی کہ ظنی ہی وہ ظنی اس ظنی کے مطابق
ہوتا ہی اور اگر نہ بھی ہوتا تو چندان ضرورت نہ تھی کہ بعد قطعی الثبوت ہو جانے پیغمبری کے کہ
کوئی نسب اوسکا موقوف علیہ نہین ہوتا ہی قول پیغمبر کا ایسے ابواب مین کفایت کرتا ہی بخلاف مہدویت
کے کہ قول پیغمبر کا ہم تک متواتر پونہچا کہ مہدی موعود سید فاطمی ہوگا پس مہدویت سیادت پر
موقوف ہوئی جب تک سیادت خارج سے ثابت نہو جائے مہدویت لے اصل محض ہی اور مدعی
مہدویت کا کوئی قول واجب التسلیم نہین ہی اور اگر انھین کے قول سے آپ کی سیادت تسلیم کیجاوے

دورہ محال لازم آوے کہ سیادت مہدویت پر موقوف اور مہدویت سیادت پر موقوف ہوئی کہ کوئی عاقل نمانے گا اور خارج سے ثابت ہونیکا حال تو اوپر معلوم ہوچکا کہ افواہ عام بھی میان نعمت اللہ تک تمام ہی اوسکے آگے نہ باپ کا نام ہی نہ دادیکا نشان اور یہ جو تمنے استعجاب کیا کہ پیغمبر سے علم الاولین والآخرین کا رکھتے ہوے مافوق عدنان اسما کو ثابت نکیا اوسکا جواب ہی یہ مہدویہ کے باب اول عقیدہ ہفدہم مین مذکور ہی کہ ہمارے اعتقاد مین پیغمبر کو تمام موجودات اولین و آخرین کا علم نہین ہوتا ہی اور قرآن سے بھی یہی ثابت ہوتا ہی البتہ تمھارے مہدیکو دعوی تھا کہ بندیکو حالات جملہ موجودات اور تمام مؤمنین اور مؤمنات کے مانند دانہ رائی کے ہاتھ مین رکھے ہین لیکن باوجود اس دعوے غیب دانی کے نسب خاندانی بھی برابر نہ بتلا سکے **قولہ** اور پھر باوجود اس سیادت پر اسقدر ترجیحات ہوتے ہوئے اس لفظ سے اعراض کر کے جو آپ جابجا شیخ لکھتے ہین یہ شیخی کس دلیل سے ثابت کی ہی والا یہ ترجیح بلا مرجح لازم آوے گی فقط **جواب** گفتہ من شدم بسیار گو ہدا ز شما یک تن نشد اسرار جو آپ بہت تکلیف دیتے ہین کہین عبارت منقولہ مین تحریف کرتے ہین جیسا کہ تحفہ کی عبارت کا حال کیا اور کہین عبارت منقولہ کو نہین سمجھتے جیسا کہ ہدیہ مہدویہ مین ساٹھ کو تئیس سمجھے اور کہین لفظ فارسی کو نہین سمجھے ہین جیسا ہدیہ مہدویہ لفظ فرزند کو نہ سمجھے اور کہین لفظ عربی کا محاورہ نہین پہچانتے ہین چنانچہ لفظ شیخ کو نہ پہچانا کہ بمعنی پیر و اوستاد کے مستعمل ہوتا ہی جیسا کہ سب جانتے ہین کہ شیخ عبد القادر جیلانی کو شیخین بمعنی امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور شیخ حسن افغان کہ ولی کامل ہین اور شیخ عبد الحق دہلوی نزرک بہمین معنی مستعمل و متداول ہین اور چونکہ تمھارے مہدی جونپوری تمام فرقہ مہدویہ کے پیر و اوستاد ہین اس ارادے سے اونکو جابجا شیخ جونپور اور شیخ مہدویان لکھا گیا ورنہ ہمکو جب اونکی سیادت متحقق نہوئی دوسری ذات و پات کہان سے ثابت ہوئی ہمکو کیا معلوم کہ وہ ذات مین شیخ تھے یا پٹھان مغل تھے یا ترکمان تمکو مناسب ہی کہ تم کوئی معلم و اوستاد نوکر رکھکر اوس سے اول معنی عبارت و الفاظ کے سمجھ لیا کرو تب کسی سے مقابلہ کیا کرو ورنہ خصم کو کیا غرض ہی کہ اول آپ کی عبارت منقولہ کے فقرات بھی کامل کریگا پھر اوسکا مطلب بھی سمجھاوے گا پھر الفاظ عربی و فارسی کا محاورہ اور معنی بھی بتلاویگا تب سوالات کا جواب

دیوےگا کہ لا ادیولا دیوہ لکنے والا سانجھہ دیو دوسرے یہ کہ جسقدر آپ ہم سے مباحثہ
اور تقریر و تحریر بڑھاتے ہو آپ کے مذہب کے پیشواؤن اور مقتداؤن کی
بدنامیان بڑھتی جاتی ہین اور اونکی کتابون کی غلطیان اور تحریر کی خطائین
سب معرض ظہور مین آتی ہین اور سیکڑون برس کی باتین چھپائی ہوئی
بزرگون کی برملا طشت ازبام ہوجاکر اہل زمانہ کا مشغلہ دل لگی ہوجاتی ہین
اور چونکہ بعد سرزد ہونے سوال کے بغیر لکھے اون مقدمات کے
نہین بنتا ہی ناگزیر لکھنا پڑتا ہی لیکن خلاف وضع ہونے سے
نویسندہ شرماجاتا ہی مگر افسوس کہ آپ کو کچھہ بھی خیال
و پاس اپنے بزرگون کا نہین آتا ہی منصف دانشمند
اور داناے حق پسند کو ایک کتاب ہدیۂ مہدویہ
واسطے راہ راست پر آنے اور ہدایت پانے
کے بس ہی اور ضد و تعصب کی صورت
مین کتاب آسمانی بھی عبث ہی شعر
مرد باید کہ گیرد اندر گوش
ور نوشتست پند بر دیوار + اللھم
اھد قومی فانھم
لا یعلمون
واجعلھم
امۃ یھدون
بالحق
وبہ یعدلون

تمت

حال شہادت مصنف این کتاب جناب مولانا محمد زمانخان تغمدہ اللہ بالرحمۃ والرضوان

تقریر مخبران صداقت نہاد و تحریر اخبارات و نامہ نگاران حیدرآباد سے یہ معلوم ہوا کہ ایک جماعت
مشہور بفرقہ مہدویہ ساکنان حیدرآباد کا یہ مذہب و اعتقاد ہے کہ حضرت امام مہدی آخر الزمان جونپور
مین پیدا ہوکر غائب ہو گئے اور یہ لوگ سید محمد جونپوری اپنے مجتہد کو ایسا مانتے ہین کہ تمام انبیا و اولیا
سے افضل جانتے ہین پچاس برس گذرے کہ یہ قوم مرتکب خونریزی اہل اسلام ہوکر چند مسلمانون کو
شہید کر کے سزایاب ہو چکی ہے چنانچہ اب بھی انکے مجتہد نے ایک کتاب بتائید مذہب خود و مذمت
اہل سنت و اہل تشیع تصنیف کر کے جواب لکھنے کا اشتہار جاری کیا تھا مگر علماے اہل اسلام نے
ع جواب جاہلان باشد خموشی ؎ پر عمل کیا مہمل سمجھکر جواب نہ دیا تب اہل فریق مہدوی براہ تعلی یہ
زبان پر لائے کہ اہل اسلام ہماری کتاب کے جواب مین عاجز آگئے اوسوقت جناب مولانا محمد زمانخان
صاحب شہید مرحوم اوستاد حضور پرنور تاجدار دکن نے بحمیت اسلام واسطے غرورشکنی فرقہ مذکورہ
کے کتاب ہدیہ مہدویہ حاوی جملہ دلائل اوسکے جواب مین تصنیف فرماکر اونھین کے اقوال
مسلمہ سے اونکے دعوی باطل کو ایسا رد فرمایا کہ اونکے مجتہدونکو کچھ جواب بن نہ آیا اور جناب مولانا
صاحب مرحوم اس کتاب کے صلے مین خدا سے طالب خلعت شہادت ہوئے مجیب الدعوات نے دعا
مولانا قبول فرمائی اور سید محمد مذکور نے تشنہ خون ہوکر اپنے معتقدین سے کہا کہ جو کوئی مولوی صاحب کو
شہید کرے گا ہم اوسکو دو مکان مروارید اور چار درخت خرما بہشت مین دینگے اس ابلہ فریبی پر
ایک جوان عمر بائیس سالہ بیڑہ اوٹھا کر منتظر موقع رہتا تھا اس عرصے مین حضور نواب مختار الملک
بہادر بتقریب ملاقات شاہزادہ پرنس آف ویلز صاحب بہادر تشریف فرماے کلکتہ ہوے اوس نے مفسد نے
حاکم بیدار مغز سے شہر خالی دیکھکر موقع پایا جب شام سہ شنبہ چھٹی ذیحجہ ۱۲۹۲ہجری کو جناب شہید مرحوم حسب
معمول مع دو خدمتگارون کے مسجد مین تشریف لائے اور بعد نماز مغرب دوزانو بیٹھکر مصروف
تلاوت کلام مجید ہوئے اور ایک خدمتگار واسطے رفع حاجت کے باہر گیا تب وہ بے رحم مسجد مین
آیا اور جناب ممدوح کو سلام کر کے ستون کی آڑ مین جاکر پس پشت شہید مرحوم کے ایسا کٹار مارا
کہ سینے کے پار ہو گیا پھر ایک کٹار سر پر اور دو شہ رگ پر مارے مولانا ممدوح نے کلام اللہ پیٹ پر رکھکر
شربت شہادت نوش فرمایا خون شہید مرحوم آیۂ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ پر

گر اور ایک اخبار مین لکھا ہی کہ خون آیہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ پر گرا سبحان اللہ مولوی صاحب نے
عین تلاوت کلام مجید مین مسجد کے اندر خلعت شہادت سے سرفراز ہو کر درجہ شہادتین پایا
ورثہ حضرات ختنین ہاتھہ آیا یعنی تلاوت قرآن نشان شہادت حضرت عثمان ذی النورین کیجا ہی
اور مسجد مین شہید ہونے سے شہادت حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی گواہی ہی اہل اسلام اس حادثے
سے آگاہ ہو کر لاش مبارک مکان پر لائے اور قاتل بھی گرفتار ہوا جب لاش مرحوم واسطے نماز جنازہ کے
مکہ مسجد مین آئی بیس ہزار نمازیونکا ہجوم ہوا اسپر بھی ہزارون کو نماز نملی تب بعد دفن چودہ جماعتین نماز کی
ہو کر اپنے مدرسے کے صحن مین دفن ہوئے حضور پرنور فرمان فرمائے دکن کو اس حادثہ جانگزا سے نہایت
صدمہ ہوا تمام اہل اسلام نے فرقہ مذکورہ کا قلع و قمع کرنا چاہا چونکہ یہ قوم شہر کے باہر رہتی ہی حکام
فرنگ دروازے شہر کے بند کر کے مانع خونریزی ہوئے پھر تمام اہل اسلام جناب مولوی مسیح الزمان
صاحب استاد شہید مرحوم کے پاس آئے اور کہا ہم انتقام خون شہید کے واسطے دست بقبضہ ہین
مولوی صاحب ممدوح نے براہ دانائی و صبر و شکیبائی انتقام اسکا سرکار کے حاکم پر حوالہ کیا فساد نہونے دیا
اوسپر بھی چند مسلمانون غریب نے قصد انتقام کا کیا اور سپاہیان پولیس انکو نہ روک سکے ناظم
کوتوالی نے دروازے شہر کے بند کر لیے لیکن ایک سکھہ نے باشارہ ایک دفعدار فرقہ مہدویہ کے دو دیندارونکو
ملے افسر پاکر شہید کیا اور جناب مختار الملک بہادر نے شہر مین آکر لوگونکو آمادہ خونریزی پاکر سبکی
دلداری کی اور فرقہ مذکورہ کے پیرزادہ اور انیس ۱۹ شرکا کو گرفتار کر کے انسداد خون ریزی کا بندوبست
فرمایا جناب مولانا صاحب شہید مرحوم کی والدہ ماجدہ فرماتی ہین کہ مولوی صاحب نے تین مرتبہ خواب مین
بشارت شہادت کی پائی یعنی اول شب عید الفطر کو عالم خواب مین ایک مکان عالیشان کے در پر
آپ پونہچے اور معلوم ہوا کہ یہ مکان اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ہی اور اہل بیت رض پر پارچہ و ملبوس
کی ملکیت ہی مولوی صاحب نے فوراً بازار جا کر دس روپیہ کا پارچہ لا کر مکان کے اندر روانہ کیا پارچہ مذکورہ
پسند جناب اہل بیت رض نہوا مولوی صاحب کو خیال ہوا کہ شاید انگریزی کپڑے ہونے کی وجہ سے
ناپسند ہوا بعد اسکے ایک پارچہ سرخ رنگ جناب اہل بیت سے مولوی صاحب کو عطا ہوا مولوی
صاحب نے بسر و چشم بوسہ دیکر سر پر رکھہ لیا اور بیدار ہوئے اوس روز سے آپ نے خواب و خور کم کر کے تنہائی
اختیار کی اکثر اشخاص سے فرمایا کرتے تھے کہ یہ امر موجب شہادت ہی نہین معلوم کون مجھکو

شہید کریگا پھر بعد چند روز کے دوسرا یہ خواب دیکھا کہ جناب شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ
عنہ نے مولوی صاحب کو یاد فرمایا مولوی صاحب بشر وچشم در دولت پر حاضر ہوئے دربانون نے اندر
جانے سے منع کیا کہ یہ جائے شہدا کی ہے اندر سے صدا آئی کہ آنے دو یہ بھی شہید ہے آپ نے اندر
جا کر دیکھا کہ جناب شہید کربلا کے دست مبارک مین قدح شربت ہے فرماتے ہین کہ یہ شربت اسکو
دو ان پھر مولوی صاحب کو پلا دیا اور مولوی صاحب بیدار ہو گئے بعد اسکے تیسرا خواب یہ نظر آیا کہ
مجلس انور جناب ختم المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین مین آپ حاضر ہوئے ارشاد ہوا کہ سب لوگ
کنارے ہو جاؤ محمد زمان آتا ہے لوگ سب کنارے ہو لئے جب مولوی صاحب روبروآن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بیٹھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بستہ پارچہ کا کھولکر
رنگین کپڑے ہر قسم کے جدا کیے اور ایک پارچہ سرخ رنگ سے مولوی صاحب کو سرفراز فرمایا آپ نے
بصد تعظیم وتکریم اوسکو لیکر تمام جسم پر ملا اور سر پر بھی رکھہ لیا کہ بیدار ہو گئے یہ تینون خواب مولوی
صاحب مغفور نے اپنی والدہ اور جمیع طلباے مدرسہ سے بیان فرمائے اور طلبا نے واسطے حفاظت
ونگہداشت مولوی صاحب کے تاکید کی مگر اوس زمانے سے مولوی صاحب اپنی سواری کے ساتھہ
لوگ کم رکھتے تھے مولوی صاحب شہید نے اپنی والدہ صاحبہ کی خدمت جیسی کی اور جیسی تعظیم وتکریم
بجالائے ایسا کسی شخص نے نکیا باون برس کی عمر علم اور خدمت والدہ اور برادرین صرف ہوئی مولوی
صاحب کو کسی شخص نے گرم ہوتے اور غصہ کرتے ہوئے نہین دیکھا بس دیا بے صاف تھا اسیکا نام ہے کہ
جناب مولوی صاحب نے بسلسلۂ خدمات اہل بیت رسالت وشہید کربلا اور باریاب بارگاہ حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہو کر ہر جگہہ خلعت شہادت پایا اور یہ بھی شہید مرحوم کی کرامت کاملہ ہے
کہ اس عاجز محمد عبد الرحمن شاکر کی زبان پر یہ فقرۂ تاریخ شہادت بیساختہ آیا (شہادت کامل یافت) ۱۲۹۰ھ

ایضاً قطعۂ تاریخ شہادت از شاکر

خورشید ہدایت وکرامت
تھے دل سے وہ تابع شریعت
تھا نور خدا سے دل منور
کرتے تھے وہ رات دن عبادت

پابند رسالہ رسالت
استاد تھے والی دکن کے
لاریب تھے صاحب طریقت
تعلیم حدیث وفقہ وتفسیر

خوش خلق محمد زمان خان
مقبول خدا فرشتہ سیرت
جز ذکر خدا نہ تھا کوئی کام
یہ شغل تھا اور یہی ریاضت

ہر وقت تھا فیض عام جاری
ہادی طریقت و حقیقت
بوبکرؓ و عمرؓ کے تھے وہ پیرو
قرآن کی کرتے تھے تلاوت
خنجر سے شہید کرکے انکو
عثمان غنی کی پائی دولت
مسجد میں علی کی طرح شب کو
اللہ نے اونپہ کی عنایت
ہنگام نماز بر سر نعش
اللہ ری نمازیوں کی کثرت
در ہائے بہشت تھے کشادہ
جنت میں گئے بشان و شوکت
دیکھا جو کلام پاک پر خون

ہر ایک کو کرتے تھے ہدایت
عاشق تھے خدا و مصطفی کے
عثمانؓ و علیؓ سے تھی محبت
اک دشمن دین بدگہر نے
پہنا گردن میں طوق لعنت
فائز کعبہ سے مفسدین تک
حاصل ہوئی اونکو یہ سعادت
کافور بہشت لایا رضوان
تھی بیس ہزار کی جماعت
کی جان نثار راہ حق میں
نازل تھی خدا کی اونپہ رحمت
قرآن جو خون سے تھا افشان
جبریل امین لبال جلت
قرآن سے عیاں ہے یہ شہادت
۱۲۹۲ھ

تھے عابد و متقی و زاہد
قرآن و حدیث سے تھی الفت
مسجد میں وہ شب کو مثل عثمان
ازراہ بغاوت و عداوت
خون سے ہوا تر کلام باری
پر خون تھا کلام رب عزت
کیا مرتبہ جلیل پایا
تھا خون شہید غسل میت
چودہ تھیں جماعتیں بدفعات
اللہ نے بخشا باغ جنت
ہو کر کے وہ سرخرو خدا سے
رضوان و ملک نے کی زیارت
فرماتے لگے خدا ہی شاہد

ایضاً از شاکر

بحکم قضا چون محمد زمان خان
ز حق یافته از شهادت سعادت
ز طبع رسا سال تاریخ شاکر
بگو چون علی شد بمسجد شهادت
۱۲۹۲ھ

ایضاً

محمد زمان خان ز حکم قضا
به بحر شهادت چو شد آشنا
همین مصرع سال شاکر نوشت
عبای شهادت ز حق شد عطا

ایضاً از حافظ محمد ابوسعید خان خلف محمد عبدالرحمن خان صاحب

گشت محمد زمان خان چو شهید از قضا
بهر شهادت گواه گشت کلام خدا
سال شهادت سعید در سن هجری چنین
گفت رحیم و دود کرد شهادت عطا
۱۲۹۲ھ

ایضاً

خان ذیشان بست و ذیحجه
جان فدا کرد بذکر معبود
بهر تاریخ شهادت رضوان
یافت اکلیل شهادت فرمود
١٢٩٢ھ

ایضاً آمد از دکن

مولوی زمان و حامی دین
فیض علمش بعالمی برسید
بر روانش بباد رحمت حق
حیف صد حیف قاتلش گردید
پاس قرآن نکرد و نے مسجد

عالم عصر و صاحب توحید
هدیهٔ مهدویه کرد رقم
زانکه در راه حق بجان کوشید
روز سه شنبه ماه ذی حجه
در تلاوت بریخت خون شهید
شاه قتل شد کلام مجید
١٢٩٢

معدن جود و مخزن اخلاق
ره طلب را نمود راه سدید
لیک مردی ز قوم مهدویه
بست و ششم چون غروب شد خورشید
خون بمصحف چو دید هاتف گفت

ایضاً از منشی عنایت حسین صاحب

محمد زمان خان مرد سعید
همی خواند قرآن رب وحید
پس پشت زد خنجر آبدار
چو فرق علی خورد زخم شدید
بقرآن چو عثمان جنت مکان
شده شاهد آن شهید رشید
چو غسل شهادت ز خون شد شروع
بفردوس عنقای روحش پرید

بود رحمت حق بر روحش مزید
کزان گه ستمگار بدروزگار
دگر خنجر کین بشهرگ کشید
بسجده درآمد سر با نیاز
ز لخت جگر قطرهٔ خون چکید
بقرآن شده گوهر جان نثار
تن خاک در مهد خاک آرمید
درون دل تاجدار دکن

بسه شنبه ذیحجه شام بست و ششم
پے قتل چون ابن ملجم رسید
سراک از خنجر آن لعین
ز خون لاله گون شد کلام مجید
کلام خدا مسجد کردگار
ازین خون بها باغ جنت خرید
ازین گلشن بے خزان از قضا
ازین حادثه خار حسرت خلید

برون رفت از جسم چون جان جان
عنایت بگو شد چو عثمان شهید
١٢٩٢ھ

ایضاً لغیره

تاریخ چھٹی تھی مہ حج وقت عشا تھا
داخل ہوا مسجد میں بصد بغض و عداوت

فرماتے زمانخان تھے قرآن کی تلاوت
ماری جو کٹار اسنے تو مصحف پہ دم نکلا

فرصت جو ملی اسکو تو اک مہدئی زادہ
یاد آئی ہمیں حضرت عثمان کی شہادت

اس قتل پہ ہاتف نے صدا دی زرہ آہ — قرآن کی گواہی ہوئی مسجد کی شہادت
۱۲۹۲ھ

الیضاً

محمد زمانخان ستہ شہید لقب — شہادت بے مثل
۱۲۹۲ھ — ۱۲۹۲ھ

الیضاً از قاضی محمد عثمان صاحب مدراسی

ہوئے شہید محمد زمان خان صاحب — قیامت آفت درد و الم کی تھی تاریخ — دم تلاوت قرآن لسان فی النور تھا
ہوئے شہید جو ذبیحہ کی چھٹی تاریخ — وفات حضرت غمانکی تو سنی ہوگی — یہ انکے حادثۂ غم کی ہے نئی تاریخ

سنا جو واقعۂ جانگداز مضطر نے — شہید خنجر اہل جفا لکھی تاریخ

الیضاً

علامۂ یکتا کو تلاوت میں شہید آہ — بیدین نے کیا خلق میں اک شور و فغاں ہے — ہو گئے یہ کم صدمۂ عثمان غنی ہے
پھٹتا ہے جگر چاک دل اہل جہاں ہے — کیا سال شہادت لکھوں آہ دم شمشیر — مضطر فسیکفیکہم اللہ عیاں ہے

الیضاً از مولوی محمد عبد الرحیم صاحب ضیا

معین دین نبی فاضل یگانۂ عصر — بانجم علما ذات عالیش چون ماہ — بہفتمین شب ذیحجہ کرد در مسجد
تلاوت نہمین پارۂ کلام اللہ — یکی ز مذہب مہدیہ شقاوت تنو شیر — بیامد از عقب او وکٹار زد ناگاہ
نکرد ہیچ بجز دور کعتہ قرآن — زہی ثبات حواس و زہی دل بی واہ — برفت سوی جنان در ہمان زمان جہان
ہزار رحمت یزدان نثار شام و پگاہ — نوشت سال ضیا کمترین خادمش — شہید گشت محمد زمان با آہ آگاہ
۱۲۹۲ھ

الیضاً

جناب خان محمد زمان تو صیفش — کسے بعلم و عمل مثل او ندید بگو — بگفت ہاتف غیبی سن شہادت او
امام دین شدہ در راہ حق شہید بگو
۱۲۹۲ھ

الیضاً از محمد عبد الکریم صاحب والا

زمان خان یا جو خنجر مہدوی زد — شدہ فرمان حق بر سر نہادہ — رقم زد کلک والا سال رحلت
شہادت یافت جان پاک دادہ
۱۲۹۲ھ

الیضاً غیرہ

ہیہات یا فقند محمد زمان وفات — این چشم خون فشان ہر آن غم شہید عبد — خورشید خاوری نہ تلد یک و تار گشت
عالم بچشم اہل جہان ناپدید شد — نالائقی ز مہدویان خوں ناپاک ریخت — تا فرزاد پیر و شمر پلید شد

زین بشیر بہ مغفرتش تا جہان بود
زان رو وزاین تعصب مذہب بدید شد
وان مغفرت مآب بفردوس جا گزید
گوئی محرمے ست کہ ما قبل عید شد

ظالم کنون ز بخشش رب نا امید شد
آخر شقی بخون مسلمان فشاند دست
نزدیکتر ز خالق و از ما بعید شد
ہاتف بصد ہزار الم داد این ندا

ہرگہ کہ قوم مہدویہ یافت ہدیہ
مستوجب عذاب الیم و وعید شد
این واقعہ بہ ششم ذی الحج وقوع یافت
صد حیف رہنمائے مناسک شہید شد

ایضاً از عبد اللہ حسینی صاحب افسر منشی دفتر خزانہ عامرہ سرکار عالی نظام

مولوی با عمل ہادی راہ ہدیٰ
تا ہمہ گویند از ان مہدویان مستفید
خائف و پنہان شدہ حربہ خونخوار زد
آہ محمد زمان در رہ دین شد شہید

خان محمد زمان حامی شرع مجید
لیک یکی زان گروہ از رہ بغض و حسد
یکسرہ دور از ہمہ وقت تلاوت چو دید
فائز بارگاہ عثمان شد

تازہ کتاب ہا از پئے رقم کردہ بود
از پئے خون ریختن شام بمسجد رسید
افسر افسردہ دل سال شہادت نوشت
شیخ علما شہید اکبر شد

ایضاً

حامی دین احمد و ہادی روزگار

عازم چو ز ین جہان طرف آن جہان شدہ
در راہ دین شہید محمد زمان شدہ

افسر شہادت آن مقتدا نوشت

ایضاً چکیدۂ قلم بلاغت رقم جناب منشی فدا علی صاحب فارغ

شد سوی جنان جان زمان خان
فائز بجنان شدہ زمان خان ہے ہے

ایضاً

ہر بہاری کہ درین باغ شگفت
از پئش خار فنا باز دمید
طفل ہر غنچہ کہ سر زد ز نہال
تند تر سوئے عدم زار رمید
نیست آن نرگس بیدار منش
نکہت برگ گل مرگ شنید
از وفور غم شخصے داغے
فاضلے بدل او سعد و سعید

مہرگان رشتۂ ہستیش برید
شاخ نخلے کہ قد ناز افراخت
خار پژمردگی در پاش خلید
باغبان گل سوئے شباب
کہ فضائے چمن خواب ندید
این سخنہا کہ برنگ عالم
کہ در اعداد کہن بود فرید
بعد مغرب بمیان مسجد

نو نہالیکہ گل ہستی یافت
زود از لطمۂ صرصر خمید
قطرۂ شبنم کہ بسبزہ جا کرد
بعد فصلے سمن شیب بچید
بلبل مست مشام ہر جان
از نے خامۂ گلریز چکید
عالم با عمل و صاحب خلق
بود مشغول بقرآن مجید

از کمین بدرگے کینہ توزے
بر سر وپشت درگ جانش کشید

چون قضا بر سر وقتش برسید
خوردہ آب دم خنجر فے الحال

دشنۂ تیز بجا پکدستے
مرغ جانش از قفس تن پرید

ندر کن جوہر سالش فارغ
نقد جان دادہ زمان خان بشہید
۱۲۹۲

ایضاً از طبع فروغ دیدہ سخن شناسی مولوی عبد العلی صاحب مدراسی

رکیا شہید محمد زمان کو خنجر سے
جب اک شقی نے کہ تھا اونکی وہ عداوت مین

نماز پڑھکے وہ مسجد مین رکھتے تھے تشریف
خاوص ال سے تھے قرآن کی قرأت مین

علی کا اور بھی عثمان کا مرتبہ اونکو
ملا ہی مسجد و فرقان کی شہادت مین

سبھون نے لکھی ہین تاریخین اونکی تم بھی فروغ
لکھو شہید ہوے آج وہ تلاوت مین
۱۲۹۲ھ

ایضاً

بود ست محمد زمان خان کامل
کز اہل زمان خویش بر بودہ سبق

تاریخ وفات آن علامۂ دین
علامہ شدہ شہید در راہ حق
۱۲۹۲ھ

خاتمۃ الطبع

ہزاران شکر واحسان پروردگار کہ ابکی بار یہ کتاب مستطاب ہدایت نصاب مجموعۂ فوائد جلیہ تحفۂ دلائل بہیہ مسمی بہدیۂ مہدویہ مع ازدیاد ضمیمہ جدید سراپا مفید و اضافہ کیفیت مصنف شہید باہتمام راجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور مطبع نظامی واقع کانپور سنہ ۱۲۹۳ ہجریہ مین چھپی

وجہ مہر و دستخط بر خاتمہ

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب مطبع نظامی کی چھپی ہوئی ہی مہر و دستخط مہتمم کے آخر مین ثبت کیے گئے

محمد روشن خان حنفی
محمد عبد الرحمن بن حاجی